مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْهُ فِی الدِّیْنِ (الحدیث)

الْمَوَاهِبُ الرَّضَوِیَّةُ فِی الْفَتَاوَی الْأَزْهَرِیَّةِ

۲۰۱۴ ھ

المعروف بہ

فتاویٰ تاج الشریعہ

جلد اول

تصنیف

فقیہ اسلام قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا [illegible]

ناشر

مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا

مرکز [illegible] بریلی شریف

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (الحدیث)

الْمَوَاھِبُ الرَّضَوِیَّۃُ فِی الْفَتَاوَی الْاَزْھَرِیَّۃ

۲۰۱۴ھ

المعروف بہ

فتاویٰ تاج الشریعہ

جلد اوّل

تصنیف

فقیہ اسلام قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی برکاتی دام ظلہ العالی

ناشر

مرکز الدراسات الاسلامیۃ بجامعۃ الرضا

مرکز نگر، متھرا پور، بریلی شریف یو پی

کتاب : المواهب الرضوية فی الفتاوی الازهرية

١٤ ، ٢٠

المعروف بـــ فتاویٰ تاج الشریعہ

تصنیف : فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی

ترتیب وتحقیق : مفتی محمد مطیع الرحمٰن نظامی تلمیذ وخلیفہ حضور تاج الشریعہ
جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

تقدیم : خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب
جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

تصحیح ونظر ثانی : یادگار اسلاف استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قبلہ
شیخ الحدیث جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف
وخلیفۂ تاج الشریعہ فقیہ عصر حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب
جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف
وجامع معقولات ومنقولات حضرت مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری
مفتی جامعہ شکوریہ بلہور کانپور (یوپی)

تخریج : مفتی محمد مطیع الرحمٰن نظامی سیتامڑھی، مفتی محمد شاعر رضا دارجلنگوی،
مفتی عبد الباقی کشنگنجوی، مفتی غلام مرتضیٰ بنارسی،
مفتی فیصل رضا فرخ آبادی، مفتی بلال انور پلاموی
جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

باہتمام : شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا ابوحسام محمد عسجد رضا قادری زید مجدہ
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا بریلی شریف

کمپوزنگ : مولانا مولوی محمد افضل مرکزی

سن اشاعت : ۲۵ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ ـــــ نومبر ۲۰۱۶ء (بموقع عرس رضوی شریف)

تعداد :

ناشر : مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف

شرف انتساب

ہم شبیہ غوث اعظم مجدد ابن مجدد اعظم ابوالبرکات محی الدین

آل الرحمان سرکار مفتی اعظم حضرت العلام الشاہ

مصطفیٰ رضا نوری

قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

وشہزادۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد

ابراهیم رضاخاں

جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان

کے نام!

تھدیہ

(۱) سراج الائمہ کاشف الغمہ قطب زمانہ حضرت
امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۸۰ھ]

(۲) غوث صمدانی محبوب سبحانی شہباز لامکانی سرکار غوث اعظم محی الدین
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۵۶۱ھ]

(۳) عطائے رسول سلطان الہند خواجۂ خواجگان معین الملۃ والدین
خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۶۲۷ھ]

(۴) امام اہل سنت مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۱۳۴۰/۱۹۲۱ء]

(۵) شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت العلام مفتی
محمد حامد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان [م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء]

(۶) سید العلما حضرت مولانا شاہ اولاد حیدر سید میاں
سید آل مصطفیٰ حسینی برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ [م ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء]

(۷) احسن العلما حضرت مولانا شاہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ [م ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء]

(۸) برہان ملت حضرت علامہ مفتی
عبدالباقی محمد برہان الحق قادری رضوی جبلپوری علیہ الرحمہ [م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء]

کی خدمت عالیہ رفیعہ میں !

کلمات تبریک

از: رئیس الاتقیاء، مخدوم ملت، جانشین فاتح بلگرام، حضرت علامہ مولٰینا حافظ وقاری

سید اویس مصطفٰی احمد قادری واسطی

سجادہ نشیں آستانہ عالیہ محمدیہ قادریہ، رزاقیہ، لطیفیہ، بڑی سرکار، محلّہ میدان پورہ، بلگرام شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔امابعد

عزیز القدر مولانا مفتی محمد یونس رضا صاحب سلمہٗ نے بہت پہلے بتایا تھا کہ حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری از ہری مدظلہ العالی کے فتاویٰ پر کام ہو رہا ہے، جلد ہی انشاء اللہ منظر عام پر وہ فتاویٰ آجائیں گے۔آج یہ سن کر بڑی مسرت وطمانیت حاصل ہوئی کہ دستیاب فتاویٰ پر ''جامعۃ الرضا'' کے منتخب اساتذۂ کرام نے تبییض وتخریج کا کام کرلیا ہے اور سر دست کتاب العقائد کی دو جلدیں تخریج و نظر ثانی کے بعد طباعت کے لیے تیار ہے۔حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے فتاویٰ، علمی وفقہی دنیا میں ایک قیمتی سرمایہ کا اضافہ ہے۔حضرت تاج الشریعہ کی ذات گرامی اہل سنت کیلئے سرمایۂ افتخار ہیں۔آپ کی شخصیت علم وفضل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت، تالیف وتصنیف، رشد وہدایت سے عبارت ہے۔آپ کے آثار علمیہ تسلسل کے ساتھ ملک و بیرون ملک سے شائع ہو رہے ہیں اور اہل علم وعوام ان سے مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں۔

فقہ وافتاء ممدوح موصوف کے خانوادے کی خاص پہچان ہے اور یہ شناخت عالمی سطح پر متعارف و مشہور ہے۔سیدنا امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری قدس سرہٗ، مفتی اعظم مولانا مصطفٰی رضا نوری قدس سرہٗ کی ذوات عالیہ اس فن میں شناخت اور حوالے کی حیثیت رکھتی ہیں۔آپ کے آثار علمیہ بھی اس دور میں حوالے کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ خاندانی روایتوں کے امین ہیں اور خاندانی بزرگوں کے فضل وکمال کا مظہر ہیں۔اس لیے آپ کے فتاویٰ کی اشاعت دین وسنیت کے لیے بہت مفید اور اہمیت کی حامل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ سے عرس حضور فاتح بلگرام اور عرس رضوی کے علاوہ کئی پروگراموں اور غریب خانے پر بریلی شریف میں متعدد ملاقات ہوئی۔جس نیازمندی کے ساتھ آپ پیش آتے ہیں اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی ہے۔آپ واقعی یادگار اسلاف ہیں۔

بارگاہ الٰہی میں عرض پرداز ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے حضرت تاج الشریعہ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اوران کے فیوضات علمیہ ودینیہ سے اہل سنت کو تادیر مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمائے۔آمین۔آپ کے صاحبزادے مولانا محمد عسجد رضا صاحب کو آپ کے آثار علمیہ خاص کر فتاویٰ تاج الشریعہ کو منظر عام پر لانے کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔ساتھ ہی وہ علمائے کرام جنھوں نے تخریج وتصحیح میں جدوجہد کیا اور کسی بھی طرح سے حصہ لیا انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

فقیر سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی

خادم آستانہ بلگرام شریف

۲۱ر صفر ۱۴۳۷ھ

دعائیہ کلمات

از: یادگار اسلاف استاذ العلماء خلیفہ و منظور نظر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ

مفتی محمد صالح صاحب قادری نوری رضوی

متعنا اللہ بطول حیاتہ، شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الکریم وعلی الہ واصحابہ

اہل علم و افتاء کے لیے خصوصاً اور اہل خاندان و اہل سلسلہ و عقیدتمندان کے لیے عموماً یہ بڑی اچھی خوش کن خبر ہے کہ مولائے کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق و مہر سے فقیہ العصر، فخر ازہر، پیشوائے اہل سنت، عمدۃ العمائد، تاج الشریعہ، مخدوم ابن مخدوم نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور نواسہ و خلیفہ و حِبّ مفتی اعظم علیہما الرحمۃ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا خاں صاحب قادری رضوی نوری بریلوی (ازہری میاں) مدظلہ العالی کی قیمتی قیمتی، منتشر و غیر مرتب و غیر مبوب فتاویٰ کا عظیم الافادہ مجموعہ، جمع و ترتیب و تبویب و تخریج و تصحیح اور جدید طرز کتابت و تزئین کاری کے محنت طلب و دشوار گزار مراحل سے گزر کر زیور طبع سے آراستہ ہوا اور قوم کے ہاتھوں میں آیا فللہ الحمد۔

اس کار عظیم کو مسلسل محنت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے مخصوص علماء و مفتیان وغیرہم کی خوش نصیب جماعت کو اللہ عز وجل جزائے خیر سے نوازے اور دارین کی سعادتوں سے مسعود فرمائے، جنہوں نے اپنے استاذ و رہبر جامعۃ الرضا کے ماہر دراسات نقلیہ و عقلیہ، مرکزی دارالافتاء کے پرانے تربیت یافتہ، قابل و محتاط مفتی، باذوق باعمل، وجیہ عالم اور نوجوان فاضل حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نظامی سیتامڑھی کی نگرانی و رہنمائی میں ان کے بھرپور تعاون کے ساتھ یہ خدمت انجام دی ہے۔ یعنی جناب مولانا مفتی عبدالباقی صاحب رضوی کشنگنجوی، و جناب مولانا مفتی محمد شاعر رضا صاحب دارجلنگوی و جناب مولانا مفتی محمد غلام مرتضیٰ صاحب رضوی بنارسی و جناب حافظ قاری مولانا مفتی محمد فیصل

رضا صاحب فرخ آبادی و جناب حافظ و قاری مولانا مفتی محمد بلال انور صاحب پلاموی (سلمہم اللہ تعالیٰ) فاضلان و اساتذۂ جامعۃ الرضا بریلی شریف نے ـــــ اللہ تعالیٰ ان جملہ حضرات کی یہ محنت و سعی قبول فرمالے۔ ثواب آخرت و ثمرۂ بابرکت سے نوازے اور اس کاوش میں جس جس نے ان مخلصین کا تھوڑا بہت جو تعاون کیا ہوا نہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے ـــــ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کار خیر کا انتظام اور کچھ تبویب کا کام بھی ابتدائی مرحلہ میں باصلاحیت عالم دین، ماہر منتظم، ماہر محتاط مفتی قابل تحسین اعلیٰ مدرس حضرت علامہ مفتی محمد یونس صاحب اویسی نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا نے کیا۔ گویا ابتدا مولانا یونس سلمہ کے ہاتھ سے اور اختتام مولانا مطیع الرحمٰن صاحب کے ہاتھ پر ہوا۔ جس کا سہرا ان دونوں ہی نوجوان فاضلان کے سر بندھنا چاہیے دونوں نے ہی سراہنے کے لائق کام کیا ہے۔ مولیٰ رب العزت ان کی عزتوں میں چار چاند لگائے یہ صاحب فتاویٰ زید مجدہم کی نیک دعاؤں اور شافی دواؤں کے مستحق ہیں۔ میں جامعہ کی طرف سے اور حضرت مدظلہ العالی کی جانب سے ایک ناچیز خادم کی حیثیت سے ان دونوں کا اور ان کی پوری ٹیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی جامعہ کے صدر المدرسین مولانا بہاء المصطفی صاحب کا بھی کہ انہوں نے اساتذہ کو اس کام کے لیے موقع عنایت فرمایا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ جزاء جزیلا ـــــ نیز شہزادۂ گرامی مولانا محمد عسجد رضا قادری ناظم اعلی جامعۃ الرضا، بھی لائق صد ستائش ہیں کہ وہ اپنے والد گرامی حضرت تاج الشریعہ کے علمی کارنامے کو قوم کے سامنے لانے کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔

دعا ہے کہ مولی تعالی ان کی سعی مشکور فرمائے اور مجموعہ فتاویٰ کو بھی اللہ تعالیٰ شرف قبول سے مشرف فرمائے۔ اور قوم کو فائدہ پہنچائے۔ آمین۔ بحرمة نبينا المحترم صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وعلىٰ آله واصحابه وبارك وسلم۔ سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلم على المرسلين والحمد لله رب العلمين۔

محمد صالح قادری بریلوی

جامعۃ الرضا بریلی شریف

۲۱ر صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ر دسمبر ۲۰۱۵ء

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہ وافتا کی تاریخ، اسلام میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کا ثبوت آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے ہے۔ اس کی عظمت وکرامت کے مینار کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔

سلف وخلف نے اس باب میں بڑا نمایاں مقام حاصل کیا ہے برصغیر میں ہندوستان کی اسلامی تاریخ بڑی معنویت سے عبارت ہے یہاں کے علماء، فقہاء، مشائخ کرام وفضلاء عظام نے بڑی جد وجہد سے اسلام کے دیگر گوشوں کے ساتھ فقہ وافتا کی آبیاری فرمائی ہے جب سلطنت مغلیہ کا عروج ہوا تو علمائے کرام کی ایک ٹیم صرف اس لیے تیار کی گئی کہ فقہی مسائل کو حالات کے پیش نظر عمدہ جمع وترتیب سے آراستہ کر کے قوم مسلم کے عوام وخواصِ علماء کو بآسانی استفادہ وافادہ کا موقع دیا جائے، بس اسی ٹیم کی شب وروز محنت وجانفشانی کا شاہکار نتیجہ بحسن وخوبی بشکل الفتاوی العالمکیریۃ، المعروف بـــــ الفتاوی الھندیۃ فی مذھب الحنفیۃ معرض وجود میں آیا جسے ہم فتاوی عالمگیری کے نام سے جانتے ہیں۔

فقہ وافتاء کے حوالے سے ہندوستان کی سرزمین روہیل کھنڈ میں مشہور ومعروف ضلع بریلی کے خانوادۂ رضویہ کے علمائے ذوی الاحترام وفقہائے عظام کی بیش قیمت خدمات، بلاشبہ لائق صد ستائش ومدح سرائی کے ہیں۔ بلکہ یہ لکھنا بیجا نہ ہوگا کہ جب تک اس خانوادہ کے علما، فقہا کی فقیہانہ بصیرت وتفقہ کا ذکر جمیل شامل نہ ہو فقہ وافتاء کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی تقریباً دوسو سال سے اس خانوادے کے علما، قوم وملت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں بیعت وارشاد، علم وفضل، درس وتدریس، تالیف وتصنیف کے علاوہ جس چیز نے اس خانوادہ کو مرکزیت کا شرف عطا کیا ہے وہ ''فتویٰ نویسی'' ہے۔

ممدوح گرامی وقار استاذنا الکریم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دام

ظلہ العالی کے خانوادہ میں افتاء نویسی کی بنیاد تیرہویں صدی ہجری میں پڑی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد امجد امام العلماء بطل حریت حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان (م۱۲۸۲ھ) نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں سرزمین بریلی میں افتا نویسی کی بنیاد رکھی اور پورے ۳۴ سال تک فتوی نویسی کے ذریعہ قوم ملت کی قیادت فرمائی۔ پھر انہوں نے اپنے فرزندار جمند امام المتکلمین رئیس الاتقیا حضرت علامہ نقی علی خاں (م۱۲۹۷ھ) قادری قدس سرہ العزیز کو خصوصی تربیت دے کر مسند افتا پر فائز کیا۔ آپ نے ۱۲۸۲ھ سے ۱۲۹۷ھ تک فتوی نویسی کا فریضہ انجام دیا اور معاصر فقہاء سے اپنی فقہی بصیرت کا لوہا منوایا۔ [تذکرۂ جمیل ص۱۲، مولینا ابراہیم خوشتر ماریشش، مطبع سنی رضوی اکیڈمی ماریشش]

آپ دونوں کے فتاوی کا مجموعہ تیار نہ کیا جاسکا تاہم امام المتکلمین کی معرکۃ الآراء تصانیف ہیں، ان میں بعض مطبوعہ ہیں اور دستیاب ہیں۔

آپ کے بعد ایسی ہستی کا دور شروع ہوا جن سے اس خانوادہ کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیلی یعنی نبیرۂ امام العلماء شہزادۂ امام المتکلمین، قطب الارشاد فرد زمانہ یکتائے روزگار فقید المثال مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مقتدائے اہل سنت معجزۃ من معجزات نبی رحمت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قادری قدس سرہ (م۱۳۴۰ھ) نے اپنے والد ماجد کی نگرانی میں ۱۲۸۶ھ کو فتوی نویسی کا آغاز کر دیا اور والد ماجد کے انتقال کے بعد کلی طور پر اس فریضہ کو انجام دینے لگے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

''۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں کی نگرانی میں فتوی نویسی کا آغاز کیا''

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں۔

''مولانا محمد نقی علی خاں کا انتقال ہوا تو کلی طور پر مولانا بریلوی (اعلیٰ حضرت) فتوی نویسی کے فرائض انجام دینے لگے [حیات مولانا احمد رضا خان ص ۵۔ ڈاکٹر مسعود احمد ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی]

خود اعلیٰ حضرت رضاعت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ وہی فتوی ہے جو چودہ شعبان ——————— والحمد للہ'' [الملفوظ ج۱ ص۹۳]

آپ کی وسعت نظر، جودت طبع، ذہن ثاقب اور رائے صائب نے آپ کو اپنے دور کا مرجع فتاویٰ بنادیا تھا۔آپ کے فتاوی کا مجموعہ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کے نام سے جدید ایڈیشن میں ۳۰؍ ضخیم جلدوں میں فقہ حنفی کا شاہکار بن کر داد وتحسین وصول کر رہا ہے۔

آپ نے اپنے دونوں شہزادوں کو خصوصی تربیت دی۔اسی تربیت کا یہ اثر ہوا کہ دونوں ہی بزرگ آپ کی حیات ہی میں فتوی نویسی میں مرجع علماء ومفتیان کرام ہو گئے۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا قادری قدس سرہ [۱۳۱۲ھ/۱۹۴۳ء] نے ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء میں مروجہ علوم سے فراغت پائی اور تدریس کے ساتھ افتا کا سلسلہ بھی شروع کر دیا آپ کے فتاوی کا بیشتر حصہ ضائع ہو گیا آپ کے فتاوے میں سے جو کچھ دستیاب ہو سکا ۲۰۰۳ء میں ''فتاوی حامدیہ'' کے نام سے منظر عام پر آیا وہ بھی وہی فتاوی ہیں جو رسائل وجرائد میں رسائل وجرائد کی زینت بنے اور تاہنوز محفوظ ہیں۔

مفتی اعظم عالم اسلام حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا قادری قدس سرہ نے [۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء] سے باضابطہ فتوی نویسی کا آغاز فرمایا۔آپ کی دیگر خدمات کے ساتھ فتوی نویسی کی خدمت ایسی ہے کہ آپ مرجع افتا ثابت ہوئے اور ملکہ ایسا کہ مفتی اعظم کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپ کے بھی فتاوی کا بیشتر حصہ ضائع ہو چکا ہے۔اور جو دستیاب ہو پایا وہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔اور تتبع وتلاش کے بعد مزید جو فتاوی اور رسائل دستیاب ہوئے وہ سات جلدوں میں امام احمد رضا اکیڈمی نے شائع کیا ہے۔

ممدوح گرامی وقار حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی جب جامع ازہر مصر سے ۱۹۶۶ء کو واپس بریلی تشریف لائے اس کے بعد ہی سے فتاوی نویسی کا کام شروع کیا۔۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ میں مدینہ منورہ سے ایک سوال آیا اس کا جواب آپ نے تحریر فرمایا اور ۱۹۶۷ء سے تدریسی سلسلہ آپ نے شروع کیا اور وہ بھی شہرۂ آفاق ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام سے۔اور ۱۹۸۰ء تک وہیں رہے پھر مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے ۱۹۸۰ء میں واصل الی الحق ہو جانے کے بعد افتا نویسی کی مکمل ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آن پڑی چنانچہ آپ نے اس خدمت کی انجام دہی کے لیے باضابطہ ایک ادارہ اور مرکزی دارالافتاء قائم فرمایا اور مفتیان کرام بالخصوص قاضی ملت استاذ المفتیین حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ، مفتی ناظم علی

بارہ بنکوی وغیرہ کی تقرری فرمائی جہاں سے افتانویسی کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ممدوح گرامی نے منظر اسلام میں اور مرکزی دار الافتاء میں فتاوی نویسی فرمائی ہے۔آپ کے فتاوے عالم اسلام میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس وقت حضرت والا کی ذات اپنے اجداد کی طرح مرجع فتاوی ہے۔آپ کے فتاوی میں مفتی اعظم کے فتاوی کی جھلک، حجۃ الاسلام کی تحریر کا جمال اور اعلیٰ حضرت کے فتاوی کی روانی اور سلاست موجود ہے جس کا آپ اپنے ماتھے کی نگاہوں سے خود ہی مشاہدہ کریں گے۔

اس خانوادہ کے فتاوی نویسی کی تاریخ ایک تسلسل کے ساتھ قائم ہے اور باضابطہ اس خانوادے کے فتاوی کا مندرجہ ذیل مجموعہ شائع بھی ہو چکا ہے۔

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ	قدیم ۱۲؍جلدیں۔جدید ۳۰؍جلدوں میں
فتاوی حامدیہ	۱؍جلد میں
فتاوی مفتی اعظم	قدیم ۳؍جلدیں۔جدید ۷؍جلدوں میں

اور یہ چوتھا مجموعہ ہے جس کا تاریخی نام المواھب الرضویہ فی الفتاوی الازھریہ [۲۰۱٤ء] ہے اور عرفی نام فتاوی تاج الشریعہ ہے۔یہاں ایک بات واضح طلب ہے اور وہ یہ کہ اس کا اجرا گزشتہ عرس رضوی میں ہونا تھا اسی وجہ سے تاریخی نام ۲۰۱۴ء کی مناسبت سے المواھب الرضویہ فی الفتاوی الازھریہ رکھا جانا طے پایا مگر کچھ وجوہات کی بنا پر سال گزشتہ اس کا اجرا نہ ہو پایا،اب سردست فتاوی تاج الشریعہ کتاب العقائد کی دو جلدیں پیش نگاہ ہیں۔ان دونوں جلدوں میں ۱۵؍عناوین ہیں جو مجموعی طور پر تقریباً ۹۷۶؍مسائل کے جوابات پر مشتمل ہیں۔عناوین کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں

جلد اول و دوم

(۱) ذات وصفات باری تعالیٰ۔

(۲) نبوت ورسالت۔

(۳) کلام اللہ تعالیٰ۔

(۴) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۵) اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۶) علمائے کرام حفظہم اللہ تعالیٰ۔

(۷) تقلید۔

(۸) بیعت وارشاد۔

(۹) معادوحشر۔

(۱۰) جنت۔

(۱۱) جن وملائک

(۱۲) ایمان وکفر۔

(۱۳) فرق باطلہ۔

(۱۴) الفاظ الکفر۔

(۱۵) مسائل شتیٰ۔

آپ کے فتاوی میں وہ تمام تر خصوصیات ملیں گیں جو بریلی شریف کے فتاوی کا طرۂ امتیاز ہے۔اس میں بہت سے نو پید مسائل کے جوابات ہیں۔اس میں فتاوی رضویہ کا رنگ تحریر اور فتاوی مصطفویہ کی جھلک موجود ہے۔

فتاوی تاج الشریعہ:

ممدوح گرامی حضوتاج الشریعہ مدظلہ غالبا ہندوستان کے تنہا ایسے مفتی ہیں جو سہ لسانی جوابات ارقام فرماتے ہیں۔آپ کے فتاوی ،اردو ،عربی ،انگلش ،میں موجود ہیں آپ کے بعض فتاوی رسائل وجرائد میں مطبوع ہیں بعض فتوی مستقل رسالے کی شکل میں ہیں جیسے سنو چپ رہو،العقول الفائق ،ٹائی کا مسئلہ وغیرہ'' بعض انگلش کے فتاوی بھی ''ازہر الفتاوی'' کے نام سے مطبوع ہیں ،وہ سارے فتاوے مختلف زبانوں میں فتاوی تاج الشریعہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

سردست ہم نے جن فتاوی کو مرتب کیا ہے اس کا تعلق ان فتاوی سے ہے جو جامعہ رضویہ منظر اسلام ،اورمرکزی دارالافتاء کے رجسٹر سے منقول ہیں۔بڑی محنت وجستجو سے محبّ گرامی خلیفہ وتلمیذ تاج الشریعہ مفتی محمد یونس رضا اویسی نے ۲۰۰۲ء میں منظر اسلام سے وہ رجسٹر حاصل کیا جن میں ممدوح گرامی کے

فتاوی نقل تھے اور مرکزی دار الافتاء سے ان رجسٹروں کو دستیاب کیا جن میں میں آپ کے فتاوی نقل تھے دونوں کی دستیابی کے بعد کام کا آغاز ہوا مگر مختلف گفتہ بہ ونا گفتہ بہ مراحل سے گذر کر سرد مہری کا شکار ہو گیا ۔پھر ۲۰۰۴/۵ء میں دنیائے اہل سنت کی عظیم اور مرکزی درسگاہ مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا میں جب درس نظامی کا آغاز ہوا اور ہم لوگ جامعۃ الرضا پہنچ گئے۔

تو چند سال گذرنے کے بعد شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا صاحب کی توجہ محبّ گرامی مفتی محمد یونس رضا نے مبذول کرائی اور ۲۰۱۱ء کے اواخر میں تخریج فتاویٰ کے لیے مفتی محمد یونس رضا کے تحت ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔اس میں میرے (راقم السطور محمد مطیع الرحمٰن نظامی) کے علاوہ محبّ گرامی مولانا خواجہ آصف رضا،مولینا افضل حسین،مولینا شاہد رضا،مولینا بیت اللہ تھے،اس ٹیم نے بڑی دیانت کے ساتھ کام کو انجام تک پہچانے کے لئے جد وجہد کی۔مگر پھر ناگفتہ بہ حالات پیدا ہوئے اور ٹیم منتشر ہو گئی اس کے بعد،کام کا سلسلہ موقوف ہو گیا بعدہ شہزادۂ گرامی کے حکم سے دوبارہ موصوف مذکور کی نگرانی میں ایک ٹیم تشکیل دی گئی اس میں راقم کے علاوہ،مفتی شاعر رضا رضوی دار جلنگوی،مفتی عبد الباقی حسینی رضوی کشنگنجوی،مفتی غلام مرتضی رضوی بنارسی،مفتی فیصل رضا فرخ آبادی ہیں جن کی مساعی جمیلہ اور جہد مسلسل سے تمام دستیاب فتاوی کی تخریج کا کام تقریباً اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے،کمپوزنگ کے مرحلے سے گذر رہا ہے،ان شاء اللہ بہت ہی جلد سارے فتاوے آپ کے ہاتھوں میں ہونگے جس سے آپ مستفید ہوں گے۔

یہ کام کتنا مشکل اور تحقیق طلب ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب ناقلین فتاوی کی مہربانیوں کی وجہ سے کہیں کہیں عبارتیں کچھ کی کچھ ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے تصحیح عبارات میں مشکلوں سے دوچار ہونا پڑا خاص کر فارسی اور عربی کی عبارتیں جو استدلال کے طور پر نقل کی گئی تھیں،پس تصحیح عبارت وجزئیات کے لئے اکابر کی طرف اور اکابر کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑا جس میں سر فہرست دو شخصیات ہیں جن کی رہنمائی کار فرما رہی۔

۱۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ۲۔ بقیۃ السلف حضرت مفتی صالح صاحب مدظلہ العالی

آپ حضرات نے بڑی رہنمائی فرمائی۔جس کی وجہ سے یہ مشکل مرحلہ طے ہو پایا۔

پھر کمپوزنگ کے مرحلے سے جب فتاوی گذرے تو اس کی تصحیح ٹیم نے بڑی جانفشانی کے ساتھ کی اس کے بعد نظر ثانی کے لئے تین عظیم المرتبت شخصیت کا انتخاب ہوا۔

۱۔ بقیۃ السلف مفتی صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

۲۔ فقیہ عصر قاضی شہید عالم رضوی صاحب خلیفہ حضور تاج الشریعہ

۳۔ جامع معقولات ومنقولات مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری

آپ حضرات نے بڑی محنت ومشقت اور باریک بیں نگاہوں سے مسائل پر نظر ثانی فرمائی جس کے لئے وہ لائق صد تحسین اور قابل مبارکباد ہیں مؤخر الذکر نے مقدمہ بھی لکھا ہے اور اول الذکر نے پر تنویر تحریر عطا فرمائی ہے۔ محبّ گرامی حضرت علامہ مفتی یونس صاحب قبلہ نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا نے ممدوح گرامی کی حیات وخدمات پر عالمانہ روشنی ڈالی ہے۔

اس میں جن جن حضرات نے کسی بھی طرح سے اعانت فرمائی ہے وہ سب شکریے کے مستحق ہیں بالخصوص شہزادۂ گرامی علامہ عسجد رضا صاحب شکریے کے مستحق اور قابل مبارکباد ہیں جن کی توجہ اور مطالبے سے فتاوی کو منظر عام پر لانے کا منصوبہ تیار ہوا۔

میں اگر محبّ گرامی علمی دوست حضرت مفتی ذوالفقار خاں نعیمی خلیفہ حضور تاج الشریعہ وحضور محدث کبیر ککرالوی مفتی کاشی پور کا اور کچھ دیگر احباب کا شکریہ ادانہ کروں تو ناانصافی ہوگی جنھوں نے ہر موڑ پر کمیاب بلکہ نایاب کتابوں کی فراہمی میں میرا بھرپور تعاون کیا اور کتابوں کا سافٹ ویئر جیسے المکتبۃ الشاملۃ اور اس کے علاوہ کچھ پی ڈی ایف کتابیں موبائل کے ذریعہ اسکین کر کے ارسال کیا جیسے رسالہ وحدۃ الوجود، الروض المجود، اصول الطریقہ لکشف الحقیقہ، رعایۃ الانصاف والاعتدال، اقرب السبل اور ان کے علاوہ دیگر اہم فارسی، عربی نسخے جن کا ترجمہ ہوجانے کی وجہ سے اصل نسخے تقریباً نایاب ہیں جبکہ ان اصل نسخوں کی کتنی اہم ضرورت ہوتی ہے تخریج وتصحیح میں یہ اہل علم پر خوب عیاں ہے۔ نیز حضرت مولانا مناف رضوی صاحب مدرس جامعہ ھذا کا شکر گزار ہوں جنہوں نے عبارتوں کی تخریج میں میری مدد کی اور مرکزی دارالافتاء ۸۲/سوداگران کے ذخیرۂ کتب سے کتابیں تلاش کیں پھر ان کتابوں سے عبارتوں کی تلاش وجستجو میں میری مدد کی بہر حال ان حضرات کے لیے ہم صمیم

قلب سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کے علم وعمل میں روز افزوں برکتیں عطا فرمائے اور خوب خوب ان سے دین کا کام لے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

اوران لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن لوگوں نے فتاوے کی تخریج وتصحیح وکمپوزنگ اور پروف ریڈنگ میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا اللہ تعالیٰ انہیں بھی دین ودنیا کی لازوال نعمتیں عطا فرمائے اور انہیں خلوص وللہیت کے ساتھ دینی فریضہ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اخیر میں عرض ہے کہ تصحیح میں حتی المقدور احتیاط سے کام لیا گیا ہے پھر بھی سہو ونسیان کا امکان ہے لہذا اگر کہیں خامی نظر آئے تو برائے کرم اس سے آگاہ فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔ایک بات اور واضح کر دوں کہ حضو تاج الشریعہ کی طبیعت علیل رہتی ہے اور دیگر مصروفیات کثیر ہیں اس لئے انہیں دوبارہ فتاوی سنائے نہیں جا سکے صحت مسائل اور تصحیح عبارت کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے ۔اس کے باوجود امکان خطا ہے لہذا اس کی اسناد شیخ کی طرف ہر گز نہ کریں اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔

عرض گزار

یکے از خدام حضور تاج الشریعہ

احقر العباد محمد مطیع الرحمٰن نظامی

خادم مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف

٢٠ر صفر المظفر ١٤٣٧ھ مطابق ٣ر دسمبر ٢٠١٥ء

تاج الشریعہ ایک ہمہ گیر شخصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از: تلمیذ وخلیفہ تاج الشریعہ مولانا مفتی محمد شاعر رضا دار جلنگوی جامعۃ الرضا بریلی شریف

اللہ عزوجل جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔یعنی دین کا فقیہ ہونا یہ مولیٰ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے اور جو فقیہ ہوگیا گویا رب تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرمالیا۔کہا جاتا ہے کہ محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے۔اور فقیہ ہونا اس کی آخری منزل ہے۔علوم اسلامیہ میں سب سے مشکل فن علم فقہ ہے کہ فقہ دراصل قرآن وحدیث کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔علم فقہ اپنے اندر بے پناہ گہرائی و گیرائی اور وسعت و جامعیت رکھتا ہے۔فقیہ ہونے کے لیے تیس بنیادی امور کا ہونا ضرور ہے جسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ ابانة المتواری فی مصالحة عبد الباری میں تحریر فرمایا ہے۔اور وہ یہ ہیں۔

فقہ یہ نہیں کہ کسی جزیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے، یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ وضوابط محررہ ووجوہ تکلم وطرق تفاہم وتنقیح مناط ولحاظ انضباط ومواضع یسر واحتیاط وتجنب تفریط وافراط وفرق روایات ظاہرہ و نادرہ وتمیز درآیات غامضہ وظاہرہ ومنطوق ومفہوم وصریح وقول وجمہور ومرسل ومعلل ووزن الفاظ مفتیین و سبر مراتب ناقلین وعرف عام وخاص وعادات بلاد واشخاص وحال زمان ومکان واحوال رعایہ وسلطان وحفظ مصالح دین و دفع مفاسد مفسدین وعلم وجوہ تجریح واسباب ترجیح ومناہج توفیق ومدارک تطبیق ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود وشوارع مقصود وجمع کلام ونقد مرام فہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام واطلاع عام ونظر دقیق وفکر عمیق وطول خدمت علم وممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی معتاد تحقیق مؤید بتوفیق کا کام ہے۔اور حقیقۃً وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القا فرماتا ہے۔"وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم . الآیة"(اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا)

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۶،ص ۳۷۷-۳۷۶، مطبع مرکز اہل سنت برکات رضا پوربندر گجرات]۔ یہ تمام مذکورہ خصوصیات جس شخص کو حاصل ہو حقیقت میں وہی فقیہ ہے اور ان تمام خصوصیات ضروریہ کا عطر مجموعہ استاذنا المعظم والمکرم سید المحققین سلطان الفقھاء حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الھند جانشین مفتی اعظم فقیہ اعظم مفتی شرع مرشد برحق حضرت العلام مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری ادام اللہ فیوضۂ علینا وعلی سائر المسلمین میں نمایاں ہیں جو اپنی نوع بنوع متعدد الجہات دینی وعلمی، تدریسی وتبلیغی، تنظیمی واخلاقی، سماجی واصلاحی خدمات سے ایک دنیا کو روشناس اور منور فرمارہے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ برکاتہم العالیہ مادامت الانجم کے انمول کارنامے عالم اسلام پر مثل سراج چمک رہے ہیں جو تادم تحریر مسند افتاء وقضا پر جلوہ بار ہو کر اپنی دینی وفقہی خدمات کی ضیابار کرنوں سے برصغیر ایشیاء ویورپ، افریقہ وامریکہ وغیرہا میں علوم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لقد رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے گوہر نایاب سے تمام کو مستفیض ومستنیر فرمارہے ہیں۔

آپ کی ذات بے داغ آئینہ ہے جس میں علوم وفنون کے ہزاروں جلوے نظر آتے ہیں۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، شارح، محشی، متکلم، اصولی، محقق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، شاعر، مرشد، خطیب، مفتی شرع اور فقیہ جیسے اوصاف وکمالات کے جامع وحامل ہیں مگر ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاویٰ نگاری آپ کا امتیازی وصف ہے قارئین وناظرین حضور تاج الشریعہ کی شان تفقہ یعنی فقہی بصیرت اور علم فتاویٰ میں گیرائی وگہرائی تیقظ وبیدار مغزی وفقہی جزئیات کے استحضار کی جھلک دیکھنا چاہیں تو تصانیف تاج الشریعہ بالخصوص المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ المعروف بہ فتاویٰ تاج الشریعہ کا دلجمعی سے مطالعہ فرمائیں جس سے فقہ وفتاویٰ میں آپ کی جامعیت اور عظمت و رفعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے میں حضرت علامہ مفتی عبد المنان کلیمی صاحب کے ایک مکتوب کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جس سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی فقاہت وعظمت کا کچھ سراغ مل جائے گا۔ محترم کلیمی صاحب رقم طراز ہیں: ''حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ اور فقہی تحقیقات آج اکابر علمائے ہند و پاکستان کے نزدیک ناقابل انکار اور ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے۔ موصوف کے تحقیقی جواہر پاروں میں موضوع سے متعلق دلائل کی کثرت شکوک وشبہات کا ناقابل تردید حل اور اعتراضات کا شافی جواب

بدرجۂ اتم ہمیں ملتے ہیں۔جب ہم تاج الشریعہ جانشین سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی فقہی کاوش اور وقیع فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ تک پہنچے بغیر نہیں رہتے کہ موصوف کی نوک قلم پر سرکار اعلیٰ حضرت کا علمی فیضان ہے اور موصوف خاندانی وجاہت اعلیٰ حضرت کی اہم ترین علمی اور عملی یادگار اور مکمل مظہر اعلیٰ حضرت ہیں راقم السطور نے تو بہت سارے اہل علم اور محققانہ قلم رکھنے والے مفتیان کرام سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تحقیقات علمی اور فقہ وافتاء کے میدان میں بھی تاج الشریعہ سرکار اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمہ) کے سراپا جانشین ہیں'' [ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، شمارہ جنوری، ۱۹۸۶ء]

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ حضور تاج الشریعہ تحقیقات علمی اور فقہ وافتاء کے میدان میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے جانشین ہیں کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حوادث زمانہ کے بطن سے پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کو قرآن وحدیث واجماع واقوال ائمہ وفقہاء وفقہ واصول کی روشنی میں حل کرنے میں منفرد، یکتائے زمانہ اپنی مثال آپ ہیں آپ کے فتاویٰ اس پر شاہد ہیں۔فن افتاء سے تعلق رکھنے والے افراد جب فتاوائے تاج الشریعہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ فتاویٰ نویسی، طرز استدلال، الجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے میں اور جواب کو دلائل کثیرہ سے مرصع کرنے میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی اور حضور مفتی اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما کے عکس جمیل ہیں اور یہ کیوں نہ ہو اس لیے کہ فتاویٰ دینے کے لیے فقہائے شریعت کے نزدیک کچھ اصول ہیں جن کا جاننا ضروری ہیں کچھ اوصاف ہیں جن کا ہونا ناگزیر ہے فتاویٰ تاج الشریعہ میں اگر وہ اصول تلاش کیے جائیں جن کو فقہائے کرام فتویٰ دینے کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں تو وہ اصول آپ کے فتوؤں میں بطریق اکمل واتم نظر آئیں گے اور وہ خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) حوالہ میں کثرت: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس بات کو بطور ثبوت پیش کر رہا ہے اس کا حوالہ دیں کہ وہ بات کہاں سے منقول ہے۔فتویٰ میں حوالہ ضروری ہے۔علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''فالمفروض علی المفتی و القاضی التثبت فی الجواب وعدم المجازفة فیهما'' علامہ ابن حجر ہیثمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''لایجوز له ان یفتی من کتاب

ولا من کتابین "[فتاویٰ ابن حجر ہیثمی، باب القضا] فقہاء کے اس قاعدے کے تحت حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ دیکھیے تو آپ کے فتاویٰ میں حوالہ ہی نہیں بلکہ حوالوں کا نہ تھمتا ہوا ایک سیلاب نظر آتا ہے۔آپ کے فتاویٰ قرآن، حدیث، اجماع، قیاس، فقہاء کے متون وشروح اوران کے جزئیات سے بھرے ہوئے ہیں ہر فتویٰ آپ کی تبحر علمی کی گواہی دیتا ہے۔

(۲) **مرجع العلماء:** حضور تاج الشریعہ کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ فی زمانا مرجع العلماء ہیں۔وقت کے بحر العلوم، دور کے فقیہ النفس، زمانہ کے محدث ومحقق عصر تشنہ کام حاضر ہوتے ہیں اور فائز المرام واپس ہوتے ہیں۔اصولیین حضرات فرماتے ہیں: مفتی اگر مجتہد نہ ہو اور ان کو صورت مسئولہ میں کوئی روایت، نص، قول یا جزئیات نہ ملے تو وہ اپنے سے بڑے مفتی کی طرف رجوع کرے۔اس قاعدے کی روشنی میں اگر تاج الشریعہ کی ذات کو دیکھتے ہیں تو آپ کی تبحر علمی اور فقہی مہارت روز روشن کی طرح چمکتی دمکتی دکھائی دے رہی ہے آپ اس وقت افقہ الفقہاء ہیں۔ہمارے مشاہدات شاہد ہیں کہ بڑے بڑے علماء اور فقہاء مسائل شریعہ کے حل کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(۳) **بے نیازی اور خوف خدا:** فقہائے کرام کا قاعدہ ہے کہ مفتی عادل اور ثقہ اور بے نیاز ہو۔اگر وہ بے نیاز نہیں محض حرص اور لالچ میں فتویٰ دیتا ہے تو وہ فعل حرام کا مرتکب ہے۔رسم المفتی میں ہے "اما اتباع الھوی فی الحکم والفتیافحرام اجماعا" نیز اسی میں ہے "فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاھل شقی[شرح عقود رسم المفتی ص ۱۹۵ —— ص۱۴۲]

حدیث شریف میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں: "نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفعہ وان استغنی عنہ اغنیٰ نفسہ "[مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم فصل ثالث، ص۳۱، مجلس برکات مبارک پور] دین کے فقیہ وہ شخص ہے کہ اگر ان کی ضرورت پڑے تو نفع پہنچائے اور اگر ان سے بے اعتنائی برتی جائے تو اپنے آپ کو بے نیاز سمجھے۔اللہ کے فضل وکرم سے حضور تاج الشریعہ کی بے نیازی کا یہ عالم کہ کبھی خلاف شرع دنیاوی اسباب کے لیے نہ قدم اٹھایا اور نہ قلم۔ تصلب فی الدین اس قدر کہ کسی کی مجال نہیں کہ سامنے کوئی خلاف شرع گفتگو یا سوال کردے۔بے نیازی

،صبر،تحمل اور بردباری جیسے اوصاف کے حامل ہیں۔

(۴) عرف اور لوگوں کے احوال سے واقفیت: علمائے شرع متین فرماتے ہیں کہ ایک مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانے کے احوال وعرف اور اصطلاحات میں اچھی طرح واقف ہو۔فقہاء کا مشہور قول ہے:"من جهل باهل زمانه فهو جاهل" [ردالمحتار ج۸،ص۳۱ کتاب القضا] اور"المفتی فی الواقائع لابد له من معرفة باحوال الناس" [ردالمحتار ج۳،ص۳۷۰،کتاب الصوم] اور من لم یدر بعرف اهل زمانه فهو جاهل[ردالمحتار ج۵،ص۵۰۱،کتاب الایمان] اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:"مفتی وحاکم دونوں پر لازم کہ جہاں کی نسبت حکم یا فتویٰ دیں خاص وہاں کے رسم ورواج پر لحاظ کریں دوسرا رواج اگرچہ کیسا ہی عام ہو۔ وہاں کے اپنے رواج کا معارض نہیں ہوسکتا" [فتاویٰ رضویہ شریف مترجم،ج۱۸،ص۳۵۱،مطبع برکات رضا پوربندر گجرات]۔اس تناظر میں اگر آپ تاج الشریعہ کی ذات کو دیکھیں تو یہ شان یعنی عرف اور لوگوں کے احوال سے واقف ہونا بدرجۂ اتم پائیں گے جیسا کہ ارباب فقہ وافتاء سے مخفی نہیں۔حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکت اور آپ کے فتاویٰ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔میں نے جو کچھ لکھا،کہا بس وہ اس بحر ناپیدا کنار سے ایک حقیر سا قطرہ ہے میں اپنی نااہلی خوب اچھی طرح جانتا ہوں حضرت کے فتاویٰ کے تعلق سے کچھ کہنا ،لکھنا یہ اہم کام ہے مجھ جیسے کم علم وفہم و بےشعور کے قلم میں یہ تاب کہاں کہ آپ کے فتاویٰ کی بابت کچھ تحریر کرسکے میں کہاں اور حضور تاج الشریعہ کا علمی مقام کہاں یہ یقیناً سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے حقیر فقیر سراپا تقصیر کے پاس وہ الفاظ کہاں جس سے آپ کے فتاویٰ اور آپ کی عظمت ورفعت کا کما حقہ بیان کر سکے کیوں کہ راقم السطور کی جھولی سراہنے والے الفاظ متناسبہ سے خالی سی ہے۔

بہر صورت اپنے مضمون کے اختتام پر جماعت اہل سنت کے مشاہیر سرکردہ علمائے ذوی الاحترام کے مکتوبات کے چند اقتباسات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔سب سے پہلے مشہور زمانہ علمائے اسلام میں سلطان الفقہاء شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب امجدی مدظلہ العالی کے ایک مکتوب کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔آپ رقم طراز ہیں:"تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدۂ یگانۂ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہ ہیں،علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں آپ اپنے جد

امجد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمہ) کے وارث منفرد ہیں۔احقاق حق وابطال باطل کا تحقیقی اندازہ آپ کو وراثت میں ملا ہے آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں اسی لیے علمائے عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگئی ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں'' [تجلیات تاج الشریعہ،ص ۴۷]

مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ''تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری ماشاء اللہ علم وفضل،زہد وتقویٰ وتدوین میں یکتائے روزگار ہیں۔علم وفضل،فقہ وتفقہ عربی زبان وادب کی مہارت وحذاقت اور زہد وتقویٰ،تصوف وتصلب فی الدین اور استقامت علی الشریعہ میں الولد سر لابیہ کے تحت سیدنا اعلیٰ حضرت،حضرت حجۃ الاسلام وحضرت مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے عکس جمیل ہیں گلزار رضویت کے ایسے شگفتہ گل ہیں جن کے علم وفضل اخلاص وللہیت،خوف وخشیت حلم وتدبر اور فقہ وبصیرت کی خوشبو سے پوری دنیائے سنیت معطر ومشکبار ہے۔دین وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کے ایسے روشن مینارہ ہیں جس کی تابشوں اور ضیا پاشیوں سے پوری دنیائے سنیت روشن ہے۔'' [تجلیات تاج الشریعہ،ص ۶۹]

استاذ الفقہاء حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم رضوی بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''حضرت تاج الشریعہ کو عربی زبان وادب پر کس قدر دسترس ہے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔مرکزی دارالافتاء کی سرپرستی اور فقہی مسائل کے جزئیات پر عبور،یہی کہا جاسکتا ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند کے فیوض و برکات ہیں'' [ایضاص ۵۰] استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ایوب خاں نعیمی رضوی مدظلہ العالی جامعہ نعیمیہ مرادآبادیوں گویا ہیں کہ: ''........انہیں کی یادگار منظر شان اسلاف ومظہر مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری کی ذات مقدسہ ہے۔ان کو زمانہ طالب علمی سے ہی دیکھنے کا اتفاق رہا۔درسی کتابوں کی گہرائی میں پہنچ کر خوبصورت موتیوں کا نکالنا ان کا مزاج ہے۔میرا وجدان کہتا ہے کہ فیضان آقائے نعمت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام ومفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کا جو حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شکل میں موجود ہے۔فقاہت،عربی ادب اور تقویٰ

آپ کا طرۂ امتیاز ہے کتب فقہ کا استحضار ایسا کہ نظر کے سامنے ہوں۔عربی منثورات ومنظومات سے فصحائے عرب کی یاد تازہ ہو۔" [ایضاً ص۵۴]

خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی قاضی شہید عالم رضوی مدظلہ العالی جامعہ نوریہ بریلی شریف فرماتے ہیں: "تاج الشریعہ بدرالطریقہ مرجع عالم فقیہ اعظم شیخ الانام یادگار حجۃ الاسلام حضرت العلام الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی بریلوی متعنا اللہ بطول حیاتہ کی مقناطیسی شخصیت عالم اسلام خصوصا برصغیر ہندو پاک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ ہر جہت سے اپنے آباواجداد کے حقیقی وارث اور جانشین ہیں۔علم وفضل،زہد وتقویٰ،خلوص وللّٰہیت کے پیکر،پاسداری شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل ہیں"ولی وہ جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے" یہ ایک مشہور مقولہ ہے۔اب حضور تاج الشریعہ اس مقولہ کی منہ بولتی تصویر ہیں نور ونکہت برستے ہوئے حسین چہرے پر ایسی دلکشی وبانکپن ہے جس پر سج دھج اور بناؤ سنگار کی ہزاروں رعنائیاں نثار۔اگر لاکھوں کے مجمع میں جلوہ بار ہوں تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہوجائیں۔آپ علم ظاہری کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور علم باطنی کے کوہ گراں ہیں کشور علم وفضل کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار ہیں'۔[مقدمہ مترجم،المعتقد المنتقد،ص۸۲]

حضرت علامہ مولانا محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی (پاکستان) رقم طراز ہیں: "اس خاندان (رضا) کے علمی کمال کا ایک جہاں کو اعتراف ہے بالخصوص جامع معقول ومنقول،صاحب تحقیق و تدقیق،منبع رشد وہدایت،امام العصر شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری حفظہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت علوم ومعارف رضا کے لیے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے اور علم وعمل کے لحاظ سے معیاری گردانی جاتی ہے آپ کو متعدد زبانوں پر دسترس حاصل ہے۔اس لیے آپکی تبلیغی کاوشوں پر بڑے دوررس نتائج وفوائد مرتب ہوئے ہیں" [ایضا ۵۳]

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب بانی وشیخ الحدیث جامعہ فریدیہ (ساہیوال) فرماتے ہیں: "حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب خاندان اعلیٰ حضرت کے فاضل محقق ہیں جن کے فیضان سے ایک زمانہ مستفید ومستفیض ہورہا ہے۔" [ص۵۵]

جامع معقولات حضرت مفتی شبیر حسن رضوی مدظلہ العالی الجامعۃ الاسلامیہ فیض آباد رونا ہی رقم طراز

ہیں۔حضرت تاج الشریعہ، بدر الطریقہ فقیہ زماں الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی بریلوی دام ظلہ النورانی کی ذات بابرکت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں ان کی شخصیت ہمہ جہات ہے۔وہ شریعت وطریقت وعلوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع اوراپنے آباواجداد علیہم الرحمۃ والرضوان کے سچے وارث و جانشین ہیں۔[ایضاص ۵۶]

فخر پاکستان حضرت علامہ منشا تابش قصوری مدظلہ العالی جامعہ نظامیہ لاہور پاکستان یوں گویا ہیں :''تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا الحاج مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی خانوادۂ رضویہ میں علم وفضل کے بلند مقام پر فائز ہیں آپ کے خصائل وشمائل جمیلہ کا احاطہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے آپ کے تقویٰ وطہارت پر علم وعمل نازاں ہیں آپ کی تفاسیر واحادیث اور کتب فتاویٰ پر بڑی گہری نظر ہے'' [ملخصاً تجلیات تاج الشریعہ، ص ۵۴۹]

ماہر ہفت لسان حضرت العلام مفتی محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی جامعہ حبیبیہ الہ آباد تحریر فرماتے ہیں:''بندہ انہیں (تاج الشریعہ) حسنۃ من حسنات الامام احمد رضا مانتا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت ممدوح کی حیات ظاہرہ کو دراز فرمائے اور اخترستان بندہ کے اس نیر عظیم کے فیوض سے ملت اسلامیہ کو بخشے۔آمین'' [ایضا،ص ۵۲]

فقیہ النفس مفتی محمد قدرت اللہ رضوی علیہ الرحمہ یوں رطب اللسان ہیں: حضرت تاج الشریعہ سرکار اعلیٰ حضرت کی علمی وراثتوں کے سچے امین اور مفتی اعظم عالم سیدنا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری رضوی علیہ الرحمہ والرضوان کے صحیح جانشین ہیں بے مثال علمی صلاحیت وقابلیت کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو مقبولیت عامہ بھی ایسی ملی ہے کہ جہاں پہنچ جائیں عوام وخواص آپ پر پروانہ وار ٹوٹتے دکھائی دیتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیۃ کو اپنا جانشین بنا کر درجہ محبوبیت تک پہونچا دیا ہے۔

مفتی وفاء المصطفیٰ امجدی ناظم اعلیٰ دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ رقم طراز ہیں''(حضور تاج الشریعہ کو) حسب ذیل علوم وفنون پر ملکہ حاصل ہے(۱)علم تفسیر (۲)اصول تفسیر (۳)علم حدیث (۴)اصول حدیث(۵)اسماء رجال(۶)جرح و تعدیل(۷)فقہ(۸)اصول فقہ(۹)علم فرائض (۱۰) عقائد

(۱۱)علم کلام(۱۲)صرف(۱۳)نحو(۱۴)علم معانی(۱۵)علم بیان(۱۶)علم بدیع (۱۷) منطق (۱۸)فلسفہ(۱۹)مناظرہ(۲۰)تکسیر(۲۱)علم ہیئت(۲۲) حساب (۲۳) ہندسہ(۲۴) ریاضی (۲۵)قراء ت (۲۶)تجوید (۲۷) تصوف(۲۸)سلوک(۲۹) اخلاق(۳۰)سیر (۳۱)تاریخ (۳۲)لغت(۳۳)اردو ادب(۳۴)عربی ادب(۳۵)فارسی ادب(۳۶)عروض وقوافی (۳۷) توقیت(۳۸)جفر(۳۹)رضویات(۴۰)ردمذاہب باطلہ''(ایضاً ۲۱۸)۔

اللہ تعالی حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کی عمر میں خوب برکتیں عطا فرمائے،اہل سنت وجماعت پر تادیر انکا سایہ قائم رکھے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ و صحبہ اجمعین.

اسیر تاج الشریعہ
محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی
جامعۃ الرضا بریلی شریف

حضور تاج الشریعہ - حیات وخدمات

از: خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی

نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلطان الفقہاء، اکمل الفضلاء، فخر المحدثین، سراج المفسرین، فقیہ اعظم، فاتح عرب وعجم، شیخ الاسلام ، قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ، شیخ طریقت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، سیدنا وسندنا ، استاذنا الکریم حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی جانشین مفتی اعظم ہند بریلی شریف، جماعت اہل سنت کے ممتاز ترین صاحب علم وبصیرت، باقیات صالحات میں سے ایک ہیں۔ ذکاوت طبع اور قوت اتقان، وسعت مطالعہ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ درس وتدریس، فقہ وافتا، قراءت وتجوید، منطق وفلسفہ، ریاضی، علم جفر وتکسیر اور علم ہیئت وتوقیت میں یدطولیٰ رکھتے ہیں مسلسل بیالیس سالوں سے آپ مسند افتا پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ ایک اچھے انشا پرداز اور صاحب اسلوب، کہنہ مشق، سہ لسانی ادیب ہیں۔ آپ کی نثری خدمات متعدد کتابوں پر مشتمل ہیں ان میں مذہبی مسائل اور فتاوی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ فنی موضوعات میں علمی زبان کا استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود کہیں ثقالت پیدا نہیں ہوتی، آپ ہر موضوع پر ادیبانہ اسلوب اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں سلاست وروانی، ایجاز واختصار، تشبیہات واستعارات، فصاحت وبلاغت پائی جاتی ہے۔ آپ کی تحریریں تقدیسی اردو ادب کے لئے قیمتی خزانے ہیں۔ جس میں بیان کے جوش وزور، شوکت وجلال اور ندرت خیال کے نگار خانے آراستہ ہیں۔ آپ کو شعر وشاعری سے بھی خاص دل چسپی ہے۔ آپ قادر الکلام فطری شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام سفینہ بخشش کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ جہاں آپ کے نثری شہ پارے ادبی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہیں آپ کی شاعری بھی آپ کی قادر الکلامی پر شاہد عدل ہے۔ ذیل میں آپ کی حیات وخدمات کا مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت

آپ کی ولادت کاشانہ رضا محلّہ سوداگران بریلی میں ۱۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ/۲۳؍نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔[۱] پاسپورٹ کے مطابق ولادت کی شمسی تاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء ہے۔اس لحاظ سے تاریخ قمری ۲۵؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ بروز پیر ہے[۲]

بعض صاحبان نے آپ کی تاریخ ولادت ۲۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ/۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء اور ۲۶؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ/ ۲؍فروری ۱۹۴۳ء اور ۲۵؍صفر ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء لکھا ہے۔ مؤخر الذکر تاریخ ولادت،صاحب تذکرہ کی کتاب ''الصحابۃ نجوم الاھتداء'' اور ''حقیقۃ البریلویہ'' کے تعریف بالمؤلف میں بایں الفاظ مذکور ہے۔ولد الشیخ الامام اختر رضا خاں الحنفی القادری الازہری یوم الخامس والعشرین (۲۵) من شھر صفر لعام ۱۳۶۱ھ الموافق ۱۹۴۲ء بمدینۃ بریلی فی شمال الھند ۔[۳]

صحیح تاریخ ولادت ۱۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۲ء ہی ہے۔

نام ونسب

آپ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند ہیں،دستور خاندان کے مطابق آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا۔چونکہ والد ماجد کا نام محمد ابراہیم رضا ہے اس نسبت سے آپ کا نام اسمٰعیل رضا تجویز ہوا،عرفی نام اختر رضا ہے اور اسی نام سے مشہور ہیں۔اختؔر تخلص ہے قادری مشرباً اور ازہری علمأ نام کے آگے تحریر کرتے ہیں،آپ افغانی النسل ہیں۔شجرۂ پدری و مادری سے نجیب الطرفین بڑھیچی افغانی پٹھان ہیں۔شجرۂ پدری تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا بن مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمۃ ابن حجۃ الاسلام محمد حامد رضا علیہ الرحمۃ ابن امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مفتی محمد احمد رضا علیہ الرحمۃ ابن خاتم المتکلمین مفتی محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الخ۔شجرۂ مادری تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ابن نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم بنت مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا علیہ الرحمۃ ابن اعلیٰ حضرت

مولانا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الخ۔[۴] محمد نام پر آپ کا عقیقہ ہوا، والدین اور نانی و نانا جان کے سایۂ عاطفت میں پرورش ہوئی، حضور تاج الشریعہ کی کتاب زندگی ایسے ماحول میں اور ایسی تہذیب وتمدن میں کھلی جو چوطرفہ خالص اسلامی شرعی تھا۔ دادیہال و نانیہال دونوں خانوادہ ہی میں ہے اور حسن اتفاق کہ سسرال بھی خاندان ہی میں رہی، اس لیے حضرت کی نگاہ نے ہر وقت وہ ماحول دیکھا جو کہ دائرہ شرع میں پروان چڑھتا ہے۔ اس کا اثر حضرت کی ذات و شخصیت نے خوب قبول کیا اور خود کو شریعت اسلامی کے اندر ڈھال لیا اور زبردست مبلغ اسلام بن کر ابھرے۔

تعلیم و تربیت

والد ماجد نے روحانی وجسمانی، ظاہری و باطنی ہر طرح کی تربیت فرمائی اور شاندار تربیت کا انتظام فرمایا، بڑے ناز و نعم سے پالا اور تمام ضرورتوں کو پورا فرمایا، جب آپ ۴ر سال، ۴ر ماہ ۴ر دن کے ہوئے تو والد ماجد نے تسمیہ خوانی کا اہتمام کیا۔ دار العلوم منظر اسلام کے طلبہ و مدرسین کی دعوت فرمائی، عزیز و اقارب و معززین شہر کو بھی مدعو فرمایا۔ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا علیہ الرحمہ نے اپنے خسر محترم و چچا جان جانشین اعلی حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا کہ ''اختر میاں'' کی تسمیہ خوانی کی تقریب ہے حضور شرکت فرمائیں اور تسمیہ خوانی بھی کروائیں چنانچہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تسمیہ خوانی کروائی۔

آپ نے والدہ ماجدہ سے ناظرہ کیا اور ابتدائی کتب خود والد نے پڑھائیں۔ اس کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ کرا دیا۔ محنت و لگن کے ساتھ مروجہ درس نظامی کی تکمیل یہیں کی، آپ کو شروع ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا، اس سلسلے میں تین ہم عصر قد آور شخصیتوں کے تأثرات ''مارہرہ سے بریلی تک'' سے نقل کرتے ہیں۔ امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم چرہ محمد پور، فیض آباد فرماتے ہیں:

''حضور ازہری میاں کو میں نے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا مطالعہ کے بے حد شوقین حتّٰی کہ کبھی کبھار مسجد میں آتے تو دیکھتا کہ راستہ چلتے جہاں موقع ملا کتاب کھول کر پڑھنے لگتے''۔

اسی طرح حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی قدس سرہ شیخ الحدیث منظر اسلام، بریلی فرماتے ہیں کہ:

''حضرت تاج الشریعہ کو کتابوں سے بہت شغف ہے، زمانہ طالب علمی سے ہی نئی نئی کتابیں دیکھنے، پڑھنے کا بہت زیادہ شوق حتی کہ راستہ چلتے بھی کتاب پڑھتے اور اب میں دیکھ رہا ہوں وہ شوق دن دونا رات چوگنا ہے''۔

عمدۃ المحققین حضرت علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ تو ہمیشہ آپ کے مطالعہ اور قوت حافظہ کا ذکر کرتے تھے، بعض دفعہ کسی کسی واقعہ کا بھی ذکر فرماتے تھے۔[۵]

ابتدائی کتب پہلی فارسی، دوسری فارسی، گلزار دبستاں اور بوستاں، جناب حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی سے پڑھیں، ۱۹۵۲ء میں فضل الرحمٰن اسلامیہ انٹر کالج، بریلی میں داخل کیے گئے، جہاں ریاضی، ہندی، سنسکرت، انگریزی وغیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ آٹھویں کلاس پاس کرنے کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے، دوران تعلیم ہی آپ کے اندر انگریزی، عربی بولنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی، فضیلۃ الشیخ مولانا محمد عبد التواب مصری جو کہ منظر اسلام کے استاذ تھے، عربی ادب کی تعلیم دیا کرتے تھے، حضور تاج الشریعہ علی الصبح انہیں ہندی، اُردو اور انگلش کے اخبارات کو عربی میں ترجمہ کرکے سنایا کرتے تھے اور آپ ان سے بلا تکلف گفتگو کرلیا کرتے تھے۔ انہیں صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے شیخ مصری نے کہا کہ انہیں جامعہ ازہر قاہرہ بغرض اعلیٰ تعلیم بھیج دیا جائے۔[٦]۔

چنانچہ آپ کے دادا حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے مرید خاص جناب نثار احمد حامدی، سلطان پوری نے پوری کوشش کی، والد کی خواہش اور لوگوں کے اصرار پر آپ ۱۹۶۳ء میں مشہور یونیورسٹی جامعۃ الازہر، قاہرہ مصر، زبان وادب پر مہارت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے، کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور دین کے اصول قرآن واحادیث پر ریسرچ فرمائی اور عربی ادب کو مضبوط کیا۔ مگر حضرت سے استفسار پر معلوم ہوا کہ آپ مصر جانا نہیں چاہتے تھے بلکہ مفتی اعظم قدس سرہ کی بارگاہ ہی میں رہنا چاہتے تھے، چنانچہ کبھی کبھار فرماتے:

''جو علمی وادبی فائدہ حضرت (مفتی اعظم) کے پاس رہ کر ہوا وہ مصر میں نہیں ہوا۔ وہ تین سال بھی کاش حضرت کی خدمت میں ہی گزرے ہوتے'' پھر فرماتے: ''مفتی اعظم ہند کا علم بڑا مضبوط تھا''۔ مفتی

اعظم قدس سرہ کی تبحر علمی کا تذکرہ حضرت قاضی ملت مفتی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ بھی اکثر کیا کرتے تھے۔[۷]

۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث کی تکمیل فرمائی اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ امتحان میں معلومات عامہ کا امتحان تقریری ہوا تھا جس میں ممتحن نے علم کلام سے متعلق سوال کیا اس میں آپ کے ہم سبق طلبہ جواب نہ دے سکے، ممتحن نے سوال دوہرا کر آپ کی طرف دیکھا اور جواب طلب کیا پھر آپ نے اس کا شاندار جواب دیا، ممتحن صاحب نے پوچھا آپ شعبۂ تفسیر وحدیث کے متعلم ہیں پھر بھی علم کلام میں یہ گہرائی ہے؟ تب حضور تاج الشریعہ نے جواب دیا میں نے "دارالعلوم منظر اسلام" میں علم کلام پڑھا ہے۔ آپ کے علمی جواب سے وہ بہت متاثر ہوئے اور آپ کو ہم سبق طلبہ میں سب سے زیادہ نمبر دیے۔ رزلٹ کے بعد آپ کو اول نمبر پر آنے کی وجہ سے مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبدالناصر صاحب نے بطور تمغہ ایوارڈ دیا اور بی۔ اے۔ کی سند عطا کی۔[۸]۔

حضور تاج الشریعہ نے جب جامعہ ازہر قاہرہ میں اعلیٰ درجہ میں کامیابی حاصل کی اور جب اس کی اطلاع گھر والوں کو ملی تو ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت نے "کوائف آستانہ رضویہ" کے تحت لکھا ہے:

"نبیرۂ اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند دل بند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے عربی میں بی۔ اے۔ کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی، حضور تاج الشریعہ نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبر سے پاس ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔ اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور وہ صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے جانشین کہے جائیں۔ اللھم زد فزد"۔[۹] حضور تاج الشریعہ کی جامعہ ازہر سے ۱۹۶۶ء میں فراغت ہوگئی تو وہاں سے ایوارڈ اور سند الفراغت جس کا اندراج نمبر ۱۲۰ ہے، لے کر انڈیا واپس ہوئے۔ چونکہ پہلے جامعہ ازہر جانا بڑا مشکل امر تھا اور جانے کے بعد مسلسل قیام انتہائی کورس تک رہتا تھا پہلے اہل خانہ واحباب سے ملاقات کی بآسانی کوئی سبیل نہیں رہتی تھی اس لیے جب آپ کے ہندوستان آمد کی خبر اہل خانہ اور احباب کو ملی تو خوشیوں کا سمندر امنڈ آیا۔ جناب

امید رضوی بریلوی کی تحریر میں ''ماہنامہ اعلی حضرت'' کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔

''گلستان رضویت کے مہکتے پھول، چمنستان اعلی حضرت کے گل خوش رنگ جناب علامہ ومولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک عرصہ دراز کے بعد جامعہ از ہر مصر سے فارغ التحصیل ہو کر ۱۷ر نومبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے۔ بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر متعلقین ومتوسلین واہل خاندان علمائے کرام وطلبائے دار العلوم (منظر اسلام) کے علاوہ بے شمار معتقدین حضرات نے حضرت مفتی اعظم (مصطفیٰ رضا) مدظلہ کی سرپرستی میں شاندار استقبال کیا۔ اور صاحبزادہ موصوف کو خوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیش کش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص اور عقیدت کا اظہار کیا۔ ادارہ حضرت علامہ ومولانا محمد اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو کامیاب واپسی پر ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی بطفیل اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ان کے آبائے کرام خصوصاً اعلی حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا سچا، صحیح وارث وجانشین بنائے، ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد''۔[۱۰]

استقبالیہ جماعت میں معززین شہر کے علاوہ بیرونجات بالخصوص کانپور وغیرہ کے افراد کثرت سے تھے، انہیں میں حضور مفتی اعظم ہند کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی صاحب بھی تھے، وہ کہتے ہیں کہ:

''آپ (تاج الشریعہ) سے ملنے کے لیے حضرت بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر آ کر رکی، آپ اترے تو سب سے پہلے حضرت (مفتی اعظم ہند) نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں، اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے، بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب (آزاد خیالی، وضع قطع میں تبدیلی، لباس صلاح سے دوری) کا کچھ اثر نہیں ہوا، ماشاء اللہ!''۔[۱۱]

دوران تعلیم صدمہ

حضور تاج الشریعہ کے والد محترم مفسر اعظم حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ زبردست عالم وفاضل اور عالم

باعمل تھے۔اولاد اور تلامذہ کی تربیت کا خیال ہر وقت رکھتے، جیلانی میاں اولاد کی مزاج کے مطابق جس میں جس فن سے دلچسپی نظر آئی اسے اسی میں پروان چڑھانے میں کوشاں رہے، آپ کی دینی تعلیم وشغف سے بے حد متاثر تھے۔لہذا آپ کی تربیت بھی اسی انداز میں فرمائی بچپن ہی سے وعظ و تقریر کی تربیت دی اور جھجھک توڑنے کے لیے آپ کو بلا کر فرمایا کہ سنو! کل سے طلبائے منظر اسلام کو "سیف الجبار" سنایا کرو گے آپ نے عرض کیا کہ ابا حضور ابھی تو میری اُردو بھی ٹھیک نہیں ہے، فرمایا سب ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔آپ نے دوسرے دن، ہم درسِ طلبہ کو جمع کیا اور "سیف الجبار" کا درس شروع کر دیا۔حضور مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے اس انداز تربیت میں کئی مقاصد پنہاں تھے۔ایک تو یہ کہ اُردو خوانی بہتر ہو جائے گی، مطالعہ کا ذوق بڑھیگا، جس لفظ کو سمجھ نہیں پائے گا پوچھنے کا ذوق پیدا ہوگا، عقائد حقہ کی خوب جانکاری ہوگی اور عقیدہ میں پختگی پیدا ہوگی اس لیے "سیف الجبار" کا انتخاب کیا، تقریر و خطابت میں تکلف اور جھجھک ختم ہو جائے گی، مافی الضمیر ادا کرنے کی اسی وقت سے کما حقہ قوت پیدا ہو جائیگی۔[۱۲] اسی طرح ہر موڑ پر والد ماجد نے حضور تاج الشریعہ کی رہنمائی کی، والد کی خواہش پر ہی "منظر اسلام" سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر مصر بغرض تعلیم گئے، مگر ہائے افسوس کسے معلوم تھا کہ اس دوران والد ماجد، مشفق و مربی، استاذ و شیخ بچھڑ جائیں گے، دوران تعلیم قیام جامعہ ازہر مصر حضور تاج الشریعہ کے والد مفسر اعظم ہند جیلانی میاں بعمر ساٹھ سال ۱۱رصفر المظفر ۱۳۸۵ھ/۱۲ر جون ۱۹۶۵ء انتقال فرما گئے۔انتقال کی خبر پہنچتے ہی آپ کے قلب و دماغ پر گہرا صدمہ پہونچا۔آپ کے کلاس فلو مولانا محمد شمیم اشرف ازہری (ساؤتھ افریقہ) نے آپ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں صاحب کو تعزیتی مکتوب لکھا اور آپ کی کیفیت تحریر کی۔حضور تاج الشریعہ نے بھی اپنے برادر اکبر کے نام طویل خط تحریر کیا اور والد صاحب کے انتقال کی تفصیلات معلوم کیں۔اور ۱۲ر اشعار پر تعزیتی نظم ارسال کیا۔تین شعر ملاحظہ کیجیے۔

کس کے غم میں ہائے تڑپاتا ہے دل — اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل
ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا — ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل
اپنے اختؔر پر عنایت کیجیے — میرے مولیٰ کس کو بہکاتا ہے دل

[۱۳]

اور نو اشعار پر مشتمل ایک اور منقبت لکھی تین شعر حاضر ہے۔

ہم کو بن دیکھے تمہیں اب کیسے چین آئے حضور — تم شکیب اقربا تھے شاہ جیلانی میاں
صبر وتسلیم ورضا کی اب ہمیں توفیق دے — تیرے بندے اے خدا تھے شاہ جیلانی میاں
شور کیسا ہے یہ بر پا غور سے اختر سنو — پرتوِ احمد رضا تھے شاہ جیلانی میاں

[۱۴]

لیکن حضور تاج الشریعہ کے پائے ثبات نہ ڈگمگائے اور صبر کے ساتھ حصول تعلیم میں منہمک رہے، اور تعلیم پوری کرنے کے بعد انڈیا واپس آئے۔ یہ سب اکابر اسلام کی تربیت کا اثر تھا۔

اساتذۂ کرام

حضور تاج الشریعہ نے جن اساتذہ کرام سے اکتساب علم کیا اور تاج الشریعہ، مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ جیسے معلیٰ القاب سے ملقب ہوئے وہ آفتاب علم وفضل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ، بانی دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف۔
۲- حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ، مہتمم دارالعلوم منظر اسلام، مفسر اعظم ہند، بریلی۔
۳- حضرت مفتی محمد افضل حسین مونگیری ثم پاکستانی، شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام، بریلی۔
۴- حضرت والدہ ماجدہ نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم، مبلغہ اسلام، بریلی۔
۵- حضرت مولانا حافظ محمد انعام اللہ خاں تسنیم حامدی، بریلی۔
۶- حضرت مولانا شیخ محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر، جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر۔
۷- حضرت مولانا شیخ عبدالغفار، استاذ الحدیث جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر۔
۸- حضرت مولانا عبدالتواب مصری، شیخ الادب، منظر اسلام، بریلی۔
۹- صدر العلماء حضرت مفتی محمد تحسین رضا خاں، صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی۔
۱۰- حضرت مولانا محمد احمد جہانگیر خاں اعظمی، استاذ ومفتی دارالعلوم منظر اسلام، بریلی۔

حضور تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا اساتذہ کی فہرست ناقص ہے۔ اس میں ان تمام اساتذہ کا ذکر نہیں

ہے جو دارالعلوم منظر اسلام میں استاذ اور جامعہ ازہر مصر میں حضرت کے استاذ رہے اور اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے شعبہ عصریات کے ٹیچرس استاذ رہے۔ ہاں یہ ان کی فہرست ضرور کہی جاسکتی ہے۔ جن سے حضرت نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

درس وتدریس

جب آپ جامعۃ الازہر مصر سے تشریف لائے تو منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے یعنی آپ نے ۱۹۶۷ء سے تدریس کا باضابطہ آغاز کیا۔ مسلسل جدوجہد، محنت اور لگن سے پڑھاتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۷۸ء میں آپ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ منظر اسلام کا دارالافتاء بھی آپ کے سپرد ہوگیا۔ تقریباً ۱۹۸۰ء میں آپ کثیر مصروفیات کی وجہ سے منظر اسلام سے علاحدہ ہو گئے کہ یہ وہ دور ہے جس میں سرکار مفتی اعظم بیمار چل رہے تھے اس وجہ سے تبلیغی دورے وغیرہ بھی درپیش ہو گئے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا ۱۹۸۱ء میں انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی مصروفیت اور بڑھ گئی۔ فتاوی نویسی میں آپ مرجع ٹھہرے اس وجہ سے آپ نے مرکزی دارالافتا قائم فرمایا جو ہنوز بحسن وخوبی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ مگر آپ نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تعریب وترجمہ کا کام متاثر نہ ہونے دیا۔ ہنوز آپ کا درس جاری ہے۔ اور فتاوی نویسی کے علاوہ تصنیفی کام بھی شباب پر ہے۔ [۱۵]

ملک وبیرون ملک دورے کی وجہ سے منظر اسلام سے علیحدہ ہونے کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ منقطع رہا، خطابت اور نصیحت اور تبلیغی اسفار کے سلسلے رہے، افتا نویسی کا سلسلہ چلتا رہا ہے مگر چند سال بعد دولت کدہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ جس میں دارالعلوم مظہر اسلام، دارالعلوم منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور دور دراز کے علما ومشائخ کثرت سے شریک ہوتے رہے۔ مرکزی دارالافتا میں تربیت افتا لینے والے طلبہ کو بخاری، مسلم شریف، عقود رسم المفتی، الاشباہ والنظائر، فواتح الرحموت، شامی، بدائع الصنائع، اجلی الاعلام، وغیرہ کتب کا درس دیتے ہیں۔ تدریب الافتا (مشق افتا) کے مسائل کی اصلاح کرتے ہیں۔ جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ کی بعض کتابوں کا درس بھی آپ کے ذمہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ ملک وبیرون ملک کے بے شمار مدارس میں آپ نے ختم بخاری کا درس دیا ہے۔ افتتاح تعلیم میں کسی

کتاب یا بخاری شریف کی ابتدائی حدیث کا درس دیا کرتے ہیں، دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ۱۴۰۹ھ کو بخاری شریف کا درس دے کر افتتاح کیا۔ جامعہ اسلامیہ گنج قدیم رامپور میں ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو بخاری کی آخری حدیث کا درس دیا، جامعۃ الرضا، بریلی میں ہر سال افتتاح تعلیم کے موقع سے بیضاوی شریف، بخاری شریف اور طحاوی شریف کا درس دے کر جامعہ کا تعلیمی افتتاح کرتے ہیں۔ نیز ختم بخاری بھی کراتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کا سلسلۂ درس آج تک جاری ہے۔ حضرت کا درس بے شمار برکات لیے ہوئے رہتا ہے۔ انداز تفہیم عمدہ، زبان سلیس، فصاحت و بلاغت کی آمیزش غرض ہر حیثیت سے خوب رہتا ہے۔ قاری کا ذہن بوجھل نہیں ہوتا، متعلمین کے اندر یہ جذبہ انگڑائی لیتا رہتا ہے کہ کاش درس اور طویل ہو جاتا۔

حضور تاج الشریعہ نے ۱۹۶۷ء سے درس کا آغاز کیا۔ پہلے دارالعلوم منظر اسلام میں بحیثیت استاذ مقرر ہوئے پھر صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر کاشانہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ مرکزی دارالافتا کی تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبہ کو درس دیا۔ جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ اور تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو بھی درس دے رہے تھے۔ انٹرنیٹ پر بخاری شریف اور قصیدہ بردہ کا درس دیتے تھے۔ اب طبیعت علیل ہونے کے سبب باضابطہ درس کا سلسلہ موقوف ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اہم تلامذہ کے اسماء ذکر کیے جاتے مگر اختصار کے پیش نظر انہیں ترک کیا جاتا ہے۔ البتہ یوں سمجھیے کہ ۱۹۶۷ء سے دارالعلوم منظر اسلام کے عہدۂ صدارت سے سبکدوشی تک کے متعدد جماعتوں کے طلبا حضرت کے تلامذہ میں ہیں۔ جن کا ریکارڈ دارالعلوم منظر اسلام میں ہے۔ مرکزی دارالافتا بریلی شریف میں تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبا کی لمبی فہرست ہے جنہوں نے حضور تاج الشریعہ سے درس لیا ہے۔

۱۹۸۲ء سے حضور تاج الشریعہ نے درس قرآن اور درس احادیث کا سلسلہ جاری کیا جس میں ہندو بیرون ہند کے معززین، اسکالرس، علما، مشائخ، ائمہ مساجد، متعدد خانقاہوں کے سجادگان نے شرکت کی اور حضرت سے استفادہ کیا۔ ۲۰۰۴ء سے لیکر ہنوز مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں منتہی طلبہ اور تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبہ کو درس دیتے ہیں۔

افتانویسی

حضور تاج الشریعہ کے خاندان میں فتاوی نویسی کی بنیاد مجاہد جنگ آزادی امام العلما مولانا رضا علی علیہ الرحمۃ نے ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء میں رکھی۔ اس عہدہ افتا پر فائز ہونے والے خانوادۂ رضا کے مندرجہ ذیل افراد دارالبقا کوچ کر چکے ہیں جو سلسلہ وار ہیں۔ قطب بریلی امام العلما رضا علی علیہ الرحمہ کے بعد علامہ نقی علی خاں، امام احمد رضا خاں، حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں، مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خاں، مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں معروف بہ مفتی اعظم ہند علیہم الرحمہ، ان حضرات کے بعد حضور تاج الشریعہ اس عہدہ پر ہیں۔ بلکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پاس استفتے کی بھرمار رہتی تھی، کئی کئی مفتیان کرام آپ کے پاس افتانویسی پر مامور رہا کرتے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے ازخود حضرت تاج الشریعہ سے کہا کہ ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس (فتاوی نویسی کے) کام کو انجام دو۔ میں (دارالافتا) تمہارے سپرد کرتا ہوں، پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں، انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔ اسی دوران سے لوگوں کا رجحان آپ کی طرف زیادہ ہو گیا۔ اور آپ گوناگوں کاموں میں ہنوز مصروف ہیں''۔[۱۶]

حضور تاج الشریعہ جب جامعہ ازہر سے لوٹ آئے تو درس کے ساتھ افتانویسی کا بھی آغاز کیا۔ چنانچہ ۱۹۶۶ء ہی میں ایک استفتا کا شاندار جواب لکھا۔ یہ استفتا مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا۔ طلاق، نکاح، میراث پر مشتمل تھا۔ جواب لکھنے کے بعد حضرت نے پہلے بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری صاحب کو دکھایا انہوں نے دیکھنے کے بعد تحسین کی اور کہا کہ مولانا اسے اپنے نانا جان مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا صاحب کو دکھایئے۔ حضرت نے اسے اپنے شیخ و استاذ، نانا محترم کو دکھایا۔ نانا صاحب نے دلائل و براہین سے مزین فتوی کو دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا اور صدائے تحسین بلند کی۔ حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس کے بعد مفتی اعظم ہند کی چاہت اور توجہ ہوئی بلکہ خاندانی بزرگ مولانا حبیب رضا صاحب کہتے ہیں کہ ''کبھی کبھی ناغہ ہو جاتا تھا تو حضرت کی اہلیہ محترمہ پیرانی اماں صاحبہ علیہا الرحمہ دریافت

فرماتیں کہ آج اختر میاں نہیں آئے ہیں ان سے کہو کہ روزانہ آیا کریں۔ حضرت ان کو بہت پسند فرماتے ہیں''۔[۱۷]

حضور تاج الشریعہ خود اپنی فتویٰ نویسی کی ابتدا کے بارے میں لکھتے ہیں: ''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا''۔[۱۸]

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد ۱۹۸۱ء سے لیکر مسلسل حضور تاج الشریعہ مرجع فتاویٰ ہیں۔ حضرت کا فتویٰ عالم اسلام میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت کے بے شمار فتوے مطبوعہ ہیں۔ حضرت تین زبانوں عربی، انگریزی، اُردو میں فتوے لکھتے ہیں، غالباً ہندوستان کے تنہا مفتی ہیں۔ جو تینوں زبانوں پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ حضرت نے اپنی ملکیت و نگرانی میں ایک ماہنامہ بنام ''سنی دنیا'' ۱۹۸۳ء میں جاری کیا۔ جس میں مستقل ایک کالم ''باب الاستفتا'' کے نام سے ہے۔ اس میں چار یا پانچ صفحات فتاوی کے لیے مختص ہیں۔ اس میگزین میں حضرت کے فتوی ۱۹۸۳ء سے لے کر ہنوز چھپ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت فارسی اور ہندی میں بھی جوابات رقم کرتے ہیں۔ حضرت کے پاس کئی برّ اعظم کے بیشتر ممالک سے سوالات آتے ہیں کثرت استفتا کی وجہ سے حضرت نے اپنے مرکزی دار الافتا میں ۱۰ ر مفتیان کرام کی ٹیم مستعد کر رکھی ہے۔ جو سوالات کے جوابات لکھا کرتے ہیں۔ اور حضرت ان فتاویٰ پر تصدیق کرتے۔ اس کے علاوہ ہر جمعرات کو ''ازہری گیسٹ ہاؤس'' کے ہال میں بعد مغرب تا عشا بیٹھتے۔ جہاں شہر و بیرون شہر کے افراد کثرت سے آکر سوالات دریافت کرتے۔ حضرت ان کے زبانی جوابات دیتے۔ جمعہ کے دن بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشا شہر بریلی کے مختلف مساجد میں بھی ''سوال و جواب'' کا پروگرام جاری رہتا۔ ان مساجد میں بھی لوگ اپنی علمی تشنگی حضرت سے بجھاتے۔ ہر اتوار کو بعد نماز عشا

09:00 تا 10:30 بجے رات انٹرنیٹ پر دنیا بھر سے آئے سوالات کا جواب دیتے ۔

امامت وخطابت

حضرت مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند حضور تاج الشریعہ کو ''رضا جامع مسجد'' کی امامت وخطابت دوران طالب علمی ہی سے سپرد کر دی تھی۔ چنانچہ رضا جامع مسجد میں آپ مستقل امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے۔ بلکہ جب آپ ہمراہ ہوتے امامت کا حکم آپ ہی کے لیے ہوا کرتا۔ پھر آپ ۱۹۶۴ء میں جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے پھر امامت وتدریس دونوں فرائض انجام دینے لگے۔ جب آپ منظر اسلام کے عہدۂ صدارت سے مستعفی ہوئے تو کچھ سال تک ملوکپور متصل محلہ کسگراں کی ایک مسجد میں امامت کی، آپ کے امامت کرنے کی وجہ سے آپ ہی کی طرف منسوب کر کے اس مسجد کا نام ''ازہری مسجد'' رکھ دیا گیا ہے۔ پھر کچھ سالوں بعد ''رضا جامع مسجد'' میں ہی امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مصروفیات کی کثرت، اسفار کی زیادتی، پنج وقتہ امامت کے لیے مانع ہو گی۔ فی الحال جب بریلی میں ہوتے ہیں ''رضا جامع مسجد'' میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں اور وقت ضرورت نصیحت آمیز کلمات ارشاد کرتے ہیں اور جمعہ کی امامت کرتے ہیں۔ شہر بریلی کی عیدگاہ محلہ باقر گنج میں ہے۔ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند کے بعد عیدین کی امامت وخطابت آپ کے سپرد ہے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد سے آپ مستقل عیدین کی امامت وخطابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں ۔ پورا شہر حضرت تاج الشریعہ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے عیدگاہ میں کشاں کشاں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حضرت کی تلاوت وخطبہ، مصری عربی لہجے میں ہوتا ہے۔ لحن داؤدی کی تلاوت میں حضرت اپنی مثال آپ ہیں ۔ دلائل و براہین سے مزین خطاب کرتے ہیں۔ آیتیں اور احادیث درمیان خطابت خوب پڑھتے ہیں مطالب ومفاہیم بہت عمدہ بیان کرتے ہیں۔ سامعین کے ذہن پر آپ کے خطبات بوجھل نہیں ہوتے نیز سامع کا ذہن اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا، بلکہ مجمع سے یہ بات گونجتی ہے کہ تھوڑی دیر اور بیان کیجیے تھوڑی دیر اور بیان کیجیے۔

خطابت کی خصوصیت

حضرت کا خطاب تین زبانوں میں ہوتا ہے۔ ہندو پاک و بنگلہ دیش میں اُردو میں، عرب ممالک میں عربی میں، یورپ میں انگلش میں، حضرت کے سیکڑوں خطبات ٹیپ ہیں۔ یوٹیوب (youtube) پر بھی بعض خطبات لوڈ ہیں۔ حضرت کا انداز بیان سادگی اور شائستگی لیے ہوتا ہے۔ اسلوب عمدہ ہوتا ہے، درمیان خطابت جوشیلا رنگ بھی آتا ہے جس سے مجمع بے دار اور مستعدی کے ساتھ دل کے کان سے سننے لگتا ہے۔ حضرت سب سے پہلے عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں پھر آیت شریف کی تلاوت، اس کے بعد موضوع کی مناسبت سے عربی یا انگلش یا اُردو و فارسی میں اشعار پڑھتے ہیں۔ پھر اقوال ائمہ اور احادیث کریمہ اور آیات قرآنیہ کی روشنی میں تلاوت کردہ آیت مقدسہ پر حالات حاضرہ کی روشنی میں ایمان افروز بیان کرتے ہیں۔ دور حاضر کے ممتاز اسلامی اسکالر ممتاز المحدثین علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری لکھتے ہیں:

"اللہ تعالی نے آپ (تاج الشریعہ) کو کئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطا فرمایا ہے، زبان اُردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے، ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اُردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاذ کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔ عربی زبان کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت اور شاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے کا ہی ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت ہی محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کرڈالی۔ حضرت کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے۔ اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں، اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے"۔[۱۹]

حضرت کی بعض تقریریں کتابی شکل میں بھی آچکی ہیں۔حضرت کی خطابت دانشوران قوم وملت ہی کیا اغیار میں بھی پڑھا لکھا طبقہ بہت پسند کرتا ہے اور محظوظ ہوتا ہے۔حضرت تاج الشریعہ کی مجلسی گفتگو بھی بڑی دل نشیں اور اثر پذیر ہوتی ہے۔وعظ ونصائح کی مجلس روز وشب سجی رہتی ہے۔خلق خدا کثرت سے رجوع کرتی ہے اور شادکام ہوتی ہے۔ہزاروں مسائل شرعیہ،مسائل اعتقادیہ،مسائل سماجیہ کا حل کرتے ہیں۔عوام الناس کیا خواص بھی آپ کی گفتگو سننے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔اور نصیحت آمیز کلمات سن کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

حضرت اور علوم وفنون کی مہارت:

حضور تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم وفنون میں مہارت رکھتے ہیں: (۱) علوم قرآن۔(۲) اصول تفسیر۔(۳) علم حدیث۔(۴) اصول حدیث۔(۵) اسماء الرجال۔(۶) فقہ حنفی۔(۷) فقہ مذاہب اربعہ۔(۸) اصول فقہ۔(۹) علم کلام۔(۱۰) علم صرف۔(۱۱) علم نحو۔(۱۲) علم معانی۔(۱۳) علم بدیع۔(۱۴) علم بیان۔ (۱۵) علم منطق۔ (۱۶) علم فلسفہ قدیم و جدید۔ (۱۷) علم مناظرہ۔ (۱۸) علم الحساب۔(۱۹) علم ہندسہ۔(۲۰) علم ہیئت۔(۲۱) علم تاریخ۔(۲۲) علم مربعات۔(۲۳) علم عروض و قوافی۔(۲۴) علم تکسیر۔(۲۵) علم جفر۔ (۲۶) علم فرائض۔ (۲۷) علم توقیت۔(۲۸) علم تقویم۔(۲۹) علم تجوید وقراءت۔(۳۰) علم ادب (نظم ونثر عربی، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر انگریزی، نثر ہندی، نظم ونثر اُردو)۔ (۳۱) علم زیجات۔ (۳۲) علم خطاطی۔ (۳۳) علم جبر و مقابلہ۔ (۳۴) علم تصوف۔(۳۵) علم سلوک۔(۳۶) علم اخلاق۔

حضرت قرآت عشرہ کے ماہر ہیں۔تلاوت قرآن مصری لہجے میں لا جواب کرتے ہیں۔اور کئی زبانوں پر مہارت رکھتے ہیں۔عربی، فارسی، انگریزی، اُردو میں تو آپ کے ادبی شہ پارے ہیں۔اس کے علاوہ ہندی، سنسکرت، میمنی، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، بنگالی، تیلگو، کنڑا، ملیالم، بھوجپوری بولتے اور سمجھتے ہیں۔حضرت اسلام کی ترویج واشاعت اور بدعات ومنکرات میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔جس موضوع اور مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں بے تکلف لکھتے چلے جاتے ہیں۔جس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہیں دلائل کے انبار

لگادیتے ہیں۔امام احمد رضا کانفرنس بریلی ۱۴۲۵ھ میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ ”علامہ ازہری کے قلم سے نکلے ہوئے فتوی کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں۔آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالجات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے“۔[۲۰]

حضرت کی فن خطاطی کے بابت مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں کہ:

”حضرت تاج الشریعہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے ہیں اس لیے آپ کے مکاتیب، مضامین و مقالات اور فتاوی حسن تحریر کے لحاظ سے بے مثال ہیں ان تحریرات کو دیکھتے ہی دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ علم وفضل کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بہت کم علماو مفتیان عظام میں پائی جاتی ہے۔حضرت کا طرز خطاطی عہد و زمان کے اعتبار سے بدلتا رہا ہے۔مگر ہر زمانہ کی تحریریں اپنے آپ میں اعلیٰ نمونہ اور بے مثال خطاطی کی آئینہ دار ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی لڑیاں بکھری ہوئی ہیں۔درحقیقت حسن تحریر سے خود شخصیت کا وہ جمال مخفی بے حجاب ہو جاتا ہے جس تک رسائی بہت مشکل ہے، حضرت کے مکاتیب کے حسن ظاہری سے حسن معنوی آشکار ہوتا ہے۔راقم السطور کے پاس حضرت کی تحریرات عہد بعہد موجود ہیں۔زمانہ طالب علمی، بعد فراغت عہد درس وتدریس،عہد دارالافتا،عہد جانشینی، زمانہ شباب، اور موجودہ وقت کی تحریرات موجود ہیں۔اس سے حسن تحریر اور فن خطاطی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔اور حضرت کی ایک خصوصیت ہے کہ فل اسکیپ کے کاغذ پر بغیر کچھ نیچے رکھے لکھتے جاتے ہیں۔اور مجال ہے کہ کوئی لائن ذرا سی بھی ٹیڑھی ہوجائے“۔[۲۱]

نیز حضرت کی عبور لسانیات سے متعلق وہ لکھتے ہیں:

”تاج الشریعہ کو اللہ تعالی نے کئی زبانوں پر مکمل دسترس عطا فرمائی ہے۔عربی، فارسی، اور اُردو میں جہاں بہترین ادیب نظر آتے ہیں تو وہیں دوسری طرف انگریزی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔ آپ نے اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں معمولی ہندی اور انگریزی پڑھی تھی۔مگر خداداد ذہانت وفطانت کی وجہ سے آپ نے انگریزی میں بھی کمال حاصل کیا۔ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، ہرارے ،ماریشش، جرمن، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، کناڈا وغیرہ وغیرہ ممالک کی بین الاقوامی کانفرنس میں

انگریزی ہی میں خطاب کرتے ہیں۔ انگریزی میں آپ نے سیکڑوں فتاوی تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت نے انگریزی میں سب سے پہلا فتوی ۷/محرم الحرام ۱۴۱۲ھ ۲۰/جولائی ۱۹۹۱ء میں الحاج ہارون تار رضوی (لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ) کے استفتا کے جواب میں تحریر فرمایا جو دارالاسلام اور دارالحرب میں مسلم و ذمی کافر سے متعلق ہے۔ انگریزی فتوے کے دو مجموعے ڈربن (ساؤتھ) سے شائع ہو چکے ہیں۔ نائب انکم ٹیکس کمشنر جناب ظہور افسر خاں رضوی بریلوی (حال مقیم اجمیر) سے ابتدا مشورہ فرماتے تھے۔ مگر موصوف کا یہ تأثر تھا کہ "حضرت جن انگریزی الفاظ اور جملوں کا استعمال کرتے ہیں وہ لغات کے اعتبار سے بالکل درست ہوتے ہیں۔ اس طرح کی سلاست و روانی بھری تحریریں مجھے بہت کم دیکھنے کو ملیں"۔ انگریزی کے علاوہ آپ کو میمنی گجراتی، مراٹھی پنجابی، بنگالی اور بھوجپوری وغیرہ زبانوں میں بھی صلاحیت حاصل ہے، آپ بخوبی ان علاقائی زبانوں کو سمجھتے اور حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ ان زبانوں کو سیکھنے کے لیے کبھی بھی آپ نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے ادب طے نہیں کیا۔ یہ خداداد صلاحیتیں اللہ تعالی نے آپ کو ورثہ میں عطا فرمائی ہیں"۔ [۲۲]

عائلی زندگی

حضرت کا عقد مسنون تعلیم و تربیت اور ارادت و سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد اور جامعہ از ہر مصر سے واپسی پر تقریباً دو سال تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد خانوادہ ہی میں علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سلیم فاطمہ عرف اچھی بی سے شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ ۳/نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوا۔ حضرت کی اھلیہ حسن کردار، تقوی وطہارت، مہمان نوازی، غربا پروری، انصاف و دیانت، سخاوت و پابندی شریعت میں انوکھی شان رکھتی ہیں۔ حلقۂ ارادت میں پیرانی ماں سے مشہور و معروف ہیں۔ مصروفیت کے باوجود کتابوں کے مطالعہ کی عادی ہیں۔ حضرت پیرانی امی متعنا اللہ بطول حیاتھا نیک سیرت خاتون ہیں فی زمانہ رابعۂ عصر ہیں۔

ڈاکٹر شوکت صدیقی آپ کی اھلیہ کی بابت لکھتے ہیں:

"حضرت حسنین رضا خاں کی سب سے چھوٹی صاحبزادی جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا

خاں دامت برکاتہم العالیہ سے منسوب ہوئیں۔ عربی و فارسی کی تعلیم گھر ہی پر والد ماجد سے حاصل کی۔ صوم وصلوۃ کی سختی سے پابند، نہایت ہی خوش اخلاق، انتہائی مہمان نواز، نہایت ہی متین و سنجیدہ ہیں۔ سارے گھر کا نظم وضبط، ماہنامہ سنی دنیا کی اشاعت کی فکر، مرکزی دار الافتا کے مفتیان کا خیال، الرضا مرکزی دار الاشاعت سے کتابوں کی اشاعت اور آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کی سرگرمیوں کے لیے مالی تعاون کرتی ہیں۔ بڑی معاملہ فہم اور زیرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کے گھر کے لیے آپ کا انتخاب فرمایا جس کی وجہ سے حضور تاج الشریعہ کو بڑی آسانیاں ہیں"۔ [۲۳]

آپ فقہی مسائل سے واقف اور دین حنفیہ کی شاندار مبلغہ ہیں۔ اُردو نثر میں شاندار مضامین تحریر کرتی ہیں۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی اور ماہنامہ سنی دنیا، بریلی میں چند مضامین شائع بھی ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت کو پانچ صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔ آپ نے سبھی کی بہترین دینی تربیت کی اور تعلیم سے آراستہ کیا۔ اور سبھی کی شادیاں بھی کر دیں۔ آپ کی صاحبزادیاں مندرجہ ذیل حضرات سے منسوب ہیں اور ماشاء اللہ سبھی صاحب اولاد ہیں۔

۱- آسیہ فاطمہ: عالی جناب انجینئر محمد برھان رضا صاحب بیسلپوری سے منسوب ہیں، ایک صاحبزادہ محمد علوان رضا اور ایک صاحبزادی حنا فاطمہ ہیں۔ فی الحال دہلی میں مقیم ہیں۔

۲- سعدیہ فاطمہ: عالی جناب الحاج محمد منسوب رضا خاں، بہیڑی کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادی لجین فاطمہ اور ایک صاحبزادہ محمد منہال رضا ہیں۔ بہیڑی ضلع بریلی میں اقامت پذیر ہیں۔

۳- قدسیہ فاطمہ: حضرت مولانا محمد شعیب رضا قادری، نجیب آباد بجنور کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادے محمد حمزہ خبیب اور ایک صاحبزادی نوار فاطمہ ہیں۔ ایک صاحبزادہ کا بعد پیدائش انتقال ہو گیا۔ بریلی میں مقیم ہیں۔

۴:- عطیہ فاطمہ: حضرت مولانا محمد سلمان رضا خاں، کانکر ٹولہ بریلی سے منسوب ہوئیں۔ دو صاحبزادے محمد سفیان رضا اور محمد شاذان رضا اور محمد ملحان رضا ہیں۔ ایک صاحبزادہ کا ولادت کے کچھ ماہ بعد انتقال ہو گیا۔ بریلی اور رائے پور میں اقامت رکھتے ہیں۔

۵:- ساریہ فاطمہ: عالی جناب محمد فرحان رضا، خواجہ قطب، بریلی کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادہ نبہان

رضا اور ایک صاحبزادی فلذہ فاطمہ ہیں۔ بریلی میں اقامت پذیر ہیں اور بحیثیت ملازم جدہ سعودی عرب میں ہیں۔

مولانا محمد عسجد رضا صاحب:-آپ کے اکلوتے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔شہزادے بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اور بہت سے دینی امور میں سرگرم رہتے ہیں۔لہذا مولانا کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا محمد عسجد رضا کی ولادت ۱۴رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء کو محلّہ خواجہ قطب بریلی میں ہوئی۔حضور تاج الشریعہ کے یہاں پہلی ولادت تھی، خاندان والوں بالخصوص مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن نومولود کے منہ میں ڈالا اور اسی موقع پر نومولود کے منہ میں انگلی داخل کر کے داخل سلسلہ بھی کرلیا۔اس نومولود کا نام ''محمد'' رکھا گیا۔اور پکارنے کے لیے ''منور رضا محامد'' تجویز ہوا۔اور عرفیت محمد عسجد رضا قرار پائی اسی عرفیت سے مولانا عسجد رضا صاحب معروف ہوئے۔والدین کے زیر سایہ تربیت پائی۔محمد نام پر شاندار عقیقہ ہوا جب آپ ۴رسال ۴رماہ ۴ردن کے ہوئے تو تسمیہ خوانی کا شاندار اہتمام ہوا۔حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے تسمیہ پڑھائی۔اور عالم بننے کی اور دین اسلام کے خادم بننے کی دعا کی۔ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ اور والد ماجد سے لی۔شعور بالغ ہونے کے بعد اسلامیہ انٹر کالج، بریلی میں داخل کیے گئے عصریات کی تعلیم انٹر تک وہاں مکمل کی اور دینیات کی تعلیم جامعہ نوریہ، بریلی اور مرکزی دارالافتا، بریلی سے مکمل کی۔دینیات کی ابتدائی اکثر کتابیں مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی اور حضرت مولانا نظام الدین صاحب سے پڑھیں۔متوسطات کی تحصیل حضرت مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور جامعہ نوریہ، بریلی کے اساتذہ سے کی اور اعلی کتابیں صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ اور والد ماجد سے پڑھیں۔آپ نے دینیات کی زیادہ تر کتابیں اپنے ماموں حضرت صدر العلما کے پاس پڑھیں اور بخاری شریف، طحاوی شریف، مسلم شریف، الاشباہ والنظائر، مقامات حریری، اجلی الاعلام، عقود رسم المفتی، فواتح الرحموت، توقیت وغیرہ کتب والد سے پڑھیں۔۲۰۰۱ء میں بموقع عرس رضوی جامعۃ الرضا، بریلی کے صحن میں حضرت ممتاز الفقہاء، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ نے ختم بخاری کرائی۔اور بے شمار علماو مشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سر پر باندھی

گئی۔

۲۰۰۳ء میں شہزادۂ تاج الشریعہ نے رضاعت سے متعلق فتوی لکھا: جس پر استاذ الفقہا حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ اور مفتی ناظم علی بارہ بنکوی، مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور والد ماجد تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا ازہری دام ظلہ العالی اور راقم السطور محمد یونس رضا نے تصدیق کی اور حضرت نے اس موقع سے مٹھائی منگوا کر حاضرین میں تقسیم بھی کروائی۔

غالباً ۲۰۰۶ء میں بموقع عرس رضوی امام احمد رضا کانفرنس، جامعۃ الرضا، بریلی میں حضرت نے سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت عطا کی اور اپنا جانشین نامزد کیا۔ ۲۰۱۳ء میں حضرت نے وہ تمام اجازتیں بھی تفویض کر دیں جو انہیں اپنے مشائخ بالخصوص مفتی اعظم ہند سے ملی تھیں۔ ۲۰۰۷ء میں مولانا نے والد ماجد کی موجودگی میں مشکوۃ شریف کا جامعۃ الرضا میں تقریباً سوا گھنٹے درس دیا جس کی والد ماجد نے تحسین فرمائی اور حاضرین سے مبارکبادی وصول کی۔

مولانا کا عقد مسنون: مولانا عسجد رضا صاحب کا عقد امین شریعت مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ، مفتی اعظم ایم پی کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ راشدہ نوری صاحبہ سے ۲ر شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ/۱۷ر فروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار ہوا۔ ماشاءاللہ اس وقت آپ کے دو صاحبزادے محمد حسام احمد رضا اور محمد ہمام احمد رضا اور ۴ر صاحبزادیاں اریج فاطمہ، آمر فاطمہ، جویریہ فاطمہ، مزینہ فاطمہ ہیں۔

مولانا بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے ساری روحانی امانتیں تفویض کیں۔ حضرت امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا صاحب، امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، جانشین فاتح بلگرام رئیس الاتقیاء مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بلگرام ہردوئی نے بھی اجازت وخلافت، اوراد و وظائف اور اعمال واشغال میں مجاز و ماذون کیا۔ فی الحال آپ مندرجہ ذیل عہدوں پر فائز رہ کر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۱:- آپ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے قومی صدر ہیں۔ اس جماعت سے ملی، سماجی، معاشی اور عائلی مسائل وغیرہ امور انجام پاتے ہیں۔

۲:- آپ مرکزی دار الافتا کے مہتمم ہیں۔ یہاں سے ملک و بیرون ملک کے آئے ہوئے سیکڑوں

سوالات کا فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات دیے جاتے ہیں۔اور مفتیان کرام کی ٹیم تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری دام ظلہ العالی کی نگرانی میں فتاوی تحریر کرتے ہیں۔اُردو، عربی، فارسی، انگریزی، ہندی زبان میں فتاوے شائع کیے جاتے ہیں۔

۳:- مرکزی دار القضا: رویت ہلال کے تعلق سے امور انجام پاتے ہیں اور مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔آپ اس کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

۴:- شرعی کونسل آف انڈیا: اس کے تحت جدید مسائل جن کا حل صراحت کے ساتھ قرآن واحادیث میں نہیں ہے وہ ملک و بیرون ملک کے فقہا یک جا ہو کر حل کرتے ہیں اب تک ۲۷/جدید مسائل اس کے تحت فیصل ہو چکے ہیں۔یہ کونسل ہر سال ایک مرتبہ سیمینار کا انعقاد کرتی ہے۔آپ اس کے بھی ناظم اعلی ہیں۔

۵:- مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا: یہ حکومت اتر پردیش سے منظور شدہ عالیہ درجہ کا ادارہ ہے۔فی الحال اس میں تقریباً آٹھ سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔اور تقریباً ۶۵/اسٹاف ہیں۔ہر سال یہاں سے بہت سے طلبا علمی تشنگی بجھا کر فارغ ہوتے ہیں۔یہ ادارہ عصریات و دینیات دونوں کی تعلیم دیتا ہے۔ ادارے کا جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر اور این۔آئی۔او۔ایس سے معادلہ ہے جس کی وجہ سے اسے غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔مولانا اس ادارہ کے ناظم اعلی ہیں۔

۶:- امام احمد رضا ٹرسٹ: اس ٹرسٹ کے مولانا چیئر مین ہیں۔اس کے تحت بے شمار قومی و ملی مسائل کا حل ہوتا ہے۔اس کے منصوبہ جات میں بہت سے فلاحی کام شامل ہیں۔بعض منصوبے عملی جامہ پہن چکے ہیں اور بعض انتظار میں ہیں۔

حضرت عالمگیر سطح پر دورے بھی کرتے ہیں ہندو بیرون ہند میں بیشتر صوبہ جات اور ممالک کا دورہ کر چکے ہیں، زیارت حرمین شریفین سے بھی کئی مرتبہ مشرف ہو چکے ہیں۔مولانا قائدانہ صلاحیت کے مالک ہیں۔دینی و علمی مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں۔مولیٰ تعالی انہیں مزید خدمات کی توفیق بخشے۔

ارادت وسلوک: حضور تاج الشریعہ کو بچپن ہی میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بیعت کر لیا تھا آپ خود ہی لکھتے ہیں: ”میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ) سے داخل سلسلہ ہو گیا

ہوں'' [۲۴] اور تقریباً ۲۰؍سال بعد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے میلاد شریف کی محفل میں خلافت و اجازت بھی عطا کردی۔

مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے مولانا ساجد علی خاں بریلوی مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی کو حکم دیا کہ ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء/۸؍شعبان ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸؍بجے گھر پر محفل میلاد شریف کا انعقاد کیا جائے۔ میلاد خواں حضرات علما و مشائخ اور طلبائے مدارس و فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو دعوت شرکت دے دی جائے۔ شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف کی اس خصوصی تقریب میں شرکت کی۔ محفل میلاد شریف کے آخر میں مفتی اعظم حضرت مصطفیٰ رضا علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری کو بلوایا، اپنے قریب بٹھایا، دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جمیع سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ، اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالا ولیت کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تمام اوراد و وظائف، اعمال و اشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر، تعویذات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔'' [۲۵]

اس موقع پر مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن عباسی علیہ الرحمۃ رئیس اعظم اڑیسہ، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مولانا خلیل الرحمٰن محدث امروہوی، علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی، مفتی نذیر الاکرم نعیمی مراد آبادی، مولانا محمد حسین سنبھلی، مولانا انوار احمد شاہجہانپوری، مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری، مولانا کمال احمد تلشی پوری، مولانا شعبان علی حبانی گونڈوی، صوفی عزیز احمد بریلوی وغیرہ جیسے جید علما و مشائخ موجود تھے۔ سبھی حضرات نے اٹھ اٹھ کر یکے بادیگرے تاج الشریعہ کو مبارکبادیاں دیں۔ [۲۶]

۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ اس مجلس میں مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمۃ سے شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد جعفری اور مولانا برہان الحق جبل پوری نے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کا جانشین کون ہوگا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: جانشین اپنے وقت پر ہی ہوگا جسے ہونا ہے'' اور حضرت تاج الشریعہ کے متعلق فرمایا کہ: ''اس (تاج الشریعہ) لڑکے سے بہت امیدیں وابستہ

ہیں‘‘۔[۲۷]

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنے آخری ایام میں اپنی جانشینی کے متعلق ایک تحریر خود لکھی جس میں حضرت تاج الشریعہ کو اپنا جانشین اور قائم مقام نامزد کر دیا۔ اس تحریر کا عکس سیرت تاج الشریعہ صفحہ نمبر ۱۳ پر ہے جس میں خطبہ کے بعد سب سے پہلا جملہ یہ لکھا ہے:

’’میں اختر میاں سلمہ کو اپنا قائم مقام کرتا ہوں‘‘۔[۲۸]

حضور تاج الشریعہ اپنی زندگی کی کامیابی و کامرانی کے پیچھے سب کچھ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا فیض اور ان کی نگاہ کرم کا صدقہ سمجھتے ہیں چنانچہ وہ خود کہتے ہیں:

’’میں دار العلوم منظر اسلام، بریلی میں پڑھا اور پڑھایا، جامعہ ازہر میں بھی پڑھا، شروع سے ہی مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شروح و حواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا، اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری پر نوٹ کر لیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی صحبت و استفادہ سے حاصل ہوا۔ ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت و مشقت پر بھاری پڑتے تھے۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کا علمی و روحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے۔‘‘[۲۹]

۱۴/۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء حضرت مفتی سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے حضور تاج الشریعہ کا استقبال ’’قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد‘‘ کے نعرے سے کیا، اور مجمع کثیر میں علما و مشائخ اور فضلا و دانشوروں کی موجودگی میں ’’جانشین مفتی اعظم‘‘ کو یہ کہہ کر:

’’فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت و اجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہے۔ پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں‘‘۔ بعدہ احسن العلماء مولانا سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمۃ نے حضرت تاج الشریعہ کی دستار بندی

کی اور نذر بھی پیش کی۔

سید العلما مولانا الشاہ سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا برہان الحق رضوی جبل پوری علیہ الرحمہ نے بھی تمام سلاسل اور حدیث شریف کی اجازت سے نوازا۔

والد ماجد مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے فرزند ارجمند کو قبل فراغت ہی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا جانشین بنایا، اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی۔

ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا بریلوی مہتمم منظر اسلام اپنی ادارت میں شائع ہونے والے "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" میں بعنوان "کوائف دار العلوم" میں تحریر فرماتے ہیں۔ (واضح ہو کہ یہ تحریر اس زمانے کی ہے جب مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا بریلوی قدس سرہ کی طبیعت بہت زیادہ علیل تھی، اور سارے لوگوں کو یہ امید تھی کہ اب مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا جیلانی بریلوی ظاہری دنیا سے رخصت ہو جائیں گے)۔

"بوجہ علالت یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو، بنا بریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو، لہذا اختر رضا سلمہ کو قائم مقام و جانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا۔ جانشینی کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ یہ دستار او رعبا اور طلبا کی دستار و عبا اہل بنارس کی طرف سے ہوئی"۔[۳۰]

لھذا معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل مشائخ کرام روحانی مربی ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ۔ بریلی، ملقب بہ، مفتی اعظم ہند۔

(۲) حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ، ملقب بہ، مفسر اعظم ہند۔

(۳) حضرت مولانا برہان الحق رضوی علیہ الرحمۃ، جبل پور، ملقب بہ، برہان ملت۔

(۴) حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ برکاتی علیہ الرحمۃ۔ مارہرہ، ملقب بہ، سید العلما۔

(۵) حضرت مولانا سید حسن حیدر برکاتی علیہ الرحمۃ۔ مارہرہ، ملقب بہ، احسن العلما۔

حضرت کے مریدین و متوسلین تقریباً تمام برِّ اعظم میں پائے جاتے ہیں، سلسلہ قادریہ کا فروغ جتنا اس دور میں حضرت سے ہوا وہ کسی اور شیخ سے نہیں ہوا۔ مولانا کے مریدین کروڑوں کی تعداد میں ہیں جن

ممالک میں آپ کے مریدین کی کثرت ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

ہندوستان، پاکستان، نیپال، لندن، تنزانیہ، آسٹریلیا، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، بنگلہ دیش، موریشش، سری لنکا، برطانیہ، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، امریکہ، عراق، ایران، ترکی، ملاوی، جرمنی، متحدہ عرب عمارات کویت، لبنان، مصر، شام، کناڈا، طرابلس، تہران، لیبیا وغیرہ۔ مریدین میں بڑے بڑے علما مشائخ وصلحا شعرا اور ادبا، مفکرین وقائدین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کے خلفاء کی تعداد بھی حیطۂ تحریر میں لانا ایک بڑا کام ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں مختلف ممالک میں دین متین کی نشر واشاعت میں مصروف ہیں۔ چند خلفاء کے اسماء حیات تاج الشریعہ مصنفہ مولانا شہاب الدین رضوی اور تجلیات تاج الشریعہ مرتبہ مولانا شاہد القادری میں دیکھا جاسکتا ہے۔

[۳۱]

یکم جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ ۱۱ر اپریل ۱۴۱۳ء شب جمعہ ۱۰ ربج کر ۳۸ ر منٹ پر حضرت کے کاشانہ پر ڈاکٹر محمد ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی کے اصرار پر ایک خصوصی درس کا اہتمام ہوا۔ جس میں حضور تاج الشریعہ نے حدیث مسلسل بالاولیت کی تعلیم دی اور عملی طور پر اس کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ اس میں مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

۱:- شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا خاں صاحب۔

۲:- ڈاکٹر مفتی محمد ارشاد احمد رضوی، ساحل شہسرامی صاحب۔

۳:- حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن نظامی استاذ جامعۃ الرضا۔

۴:- حافظ محمد اسلم رضوی، کراچی۔

۵:- حضرت مفتی مظفر حسین، فتح پور گیا۔

۶:- حضرت مولانا تبارک حسین، گیا۔

۷:- راقم السطور محمد یونس رضا۔

اس کے بعد راقم السطور کی گزارش پر وہ تمام اجازتیں جو حضرت کو مشائخ سے ملی ہیں اور جملہ سلاسل بالخصوص سلسلہ معمریہ منوریہ اور مصافحے نیز النور و البہاء میں جو درج ہیں مندرجہ ذیل حضرات کو عطا فرمائیں۔

۱:- شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا صاحب۔

۲:- ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی صاحب۔

۳:- مفتی مطیع الرحمٰن نظامی صاحب۔

۴:- مولانا عاشق حسین کشمیری صاحب۔

۵:- راقم السطور محمد یونس رضا۔

زیارت حرمین شریفین

ہر مومن بالخصوص عاشق صادق کی تمنا ہوتی ہے کہ حرمین شریفین کی زیارت سے خود کو مشرف کرے اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو اس شرف سے بھی خوب نوازا ہے۔آپ نے چھ حج کیے ہیں۔ پہلا حج ۱۴۰۳ھ مطابق ۴؍ستمبر ۱۹۸۳ء دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۶ء تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۷ء چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں کیا۔اس کے علاوہ انگنت بار آپ نے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری دی۔کبھی کبھی سال میں دو چار بار مدینہ منورہ حاضر ہو جاتے ہیں۔علامہ کے اندر ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی لیڈر، حکومت کے رعب و دبدبہ سے نہیں ڈرتے۔مسائل حقہ کا اظہار برملا کر دیتے ہیں۔انجام کی پرواہ نہیں کرتے۔دوسرے حج کے موقع پر مولانا کو بعض مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔حضور تاج الشریعہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے تھے۔عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد سعودی حکومت نے رات کے وقت مکہ معظمہ میں آپ کو قیام گاہ سے گرفتار کر لیا۔ بلا وجہ گیارہ دن جیل میں رکھ کر بغیر مدینہ شریف کی زیارت کرائے ہندوستان بھیج دیا۔

ممبئی ۱۳؍ستمبر ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ میں ابراہیم مرچینٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر

اہتمام حضور تاج الشریعہ کے مکہ مکرمہ میں بے جا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک شاندار اجلاس منعقد ہوا۔ اس کی صدارت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ رضوی امجدی نے فرمائی۔ ممبئی کے علاوہ ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے اکابر علماء نے شرکت فرمائی۔ مجمع تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ مجمع جوش احتجاج میں سعودی حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتا رہا۔ اخیر میں حضور تاج الشریعہ نے سعودی حکومت میں اپنی گرفتار اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر واپس کیے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا۔

''۳۱/اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی آئی ڈی پولیس کے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا۔ پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں۔ میں نے انہیں باتھ روم میں بھیج دیا۔ پھر سی۔ آئی۔ ڈی نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا، اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی۔ میرے پاس حضرت مولانا سید علوی مالکی رضوی مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضہ میں لیا۔ مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔ آئی۔ ڈی آفس لائے اور یکے بعد دیگرے میرے رفقاء محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھا لائے۔

مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لیے جاتا ہوں۔ اسی لیے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلّہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں

اختلاف ہے، آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اس وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا مجھے یہ کتابیں انہوں نے چند روز پہلے دی ہیں، جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں نے کہا ہاں! یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی۔ آئی۔ ڈی سے گفتگو ہوئی ، اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں، میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے قادیانیوں کا رد کیا ہے، اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ، قہر الدیان، السوء العقاب وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے۔ اور وہی لوگ ہمیں ''بریلوی'' کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ ''بریلوی'' کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم ''اہل سنت و جماعت'' ہیں۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفیٰ ﷺ کا اور صحابہ و تابعین کا اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے۔ اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس مقصد سے ''بریلوی'' کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں، ہم پر بہتان ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے ''وہابی'' اور ''سنی'' کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب، اور ان کی شفاعت، اور ان سے توسل، اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ سے توسل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی، اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب کو جانتے بھی ہیں، اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا، اور علم غیب پر سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں

قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے، اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے۔ اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے ۔سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے۔ اس لئے کہ سرکار ﷺ کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار ﷺ علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی-آئی-ڈی کے مطالبہ پر میں نے توسل کی دلیل میں وابتغوا الیه الوسیلة آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار ﷺ سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے، اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو، اور سرکار رسالت ﷺ بلاشبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں، تو ان سے توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی-آئی-ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی-آئی-ڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر ومشرک بتاتے ہیں لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر ومشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں)

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی-آئی-ڈی نے میرے لئے ایک اقرار نامہ اس نے خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا ''میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں'' میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔ آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں، اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار ﷺ غیب جانتے ہیں، اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ اقرار نامہ کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ ''بریلویت'' کوئی نیا مذہب نہیں ہے، اور ہم لوگ اپنے آپ کو ''اہل سنت

وجماعت'' کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے، بعد میں مجھ سے میرے سفرلندن کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے، ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں شریک تھا، بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا، بلکہ اتحاد اسلام اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں، اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا، اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت وجماعت کو''رابطہ عالم اسلامی'' میں نمائندگی دی جائے۔ جس طرح ''ندویوں'' وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہوگئی تھی۔ تیسری نشست میں جب دونشستوں کی تفتیش ختم ہوچکی اور میرا اقرارنامہ خود تیار کرچکے، تو مجھ سے ایک بڑے سی-آئی-ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں، اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے، ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا، میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔ مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا، بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئرپورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی، اور راستہ میں نماز ظہر کے لئے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر بھی قضا ہوگئی''۔[۳۲]

بین الاقوامی احتجاجی مظاہرہ

ستمبر ۱۹۸۶ء/۱۴۰۷ھ میں دوران حج حضور تاج الشریعہ کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں

بلا جرم صرف غلبہ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن تک قید و بند میں رکھا۔ اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب پاک علیہ السلام کی حاضری سے بھی محروم کر دیا۔ لیکن حضرت اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی، اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سواد اعظم اہل سنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اخبارات ورسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ، رضا اکیڈمی ممبئی، سنی جمعیۃ العلما، جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان اور چھوٹی بڑی انجمنوں و جماعتوں نے زبردست احتجاجی مظاہرے پورے برصغیر میں کیے۔ اور حکومت سعودیہ سے معافی کا مطالبہ کیا۔

شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز سے ملاقات

حضرت کی گرفتاری کے ردعمل وقائدین ملت نے لندن میں سعودی حکومت کے بادشاہ شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ (موجودہ بادشاہ) اور ترکی بن عبدالعزیز وزیر مملکت سے طویل ملاقاتیں کیں، جن میں علامہ ارشد القادری، مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی، شاہ محمد جیلانی صدیقی، مولانا یونس کاشمیری، مولانا عبدالوہاب صدیقی اور شاہ فرید الحق اور دیگر علماء اہل سنت نے حکمران سعودیہ کو پرزور انداز میں گرفتاری پر احتجاج درج کرایا، اور حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق نماز پڑھنے اور دیگر ارکان کرنے دینے کا مطالبہ کیا، جس پر ان سربراہان مملکت نے فوراً منظور کر لیا اور امت مسلمہ کیلئے سعودی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا کہ۔

حرمین شریفین میں ہر مسلک اور مذہب کے لوگ اب آزادانہ طریقوں سے عبادت کریں گے۔ کنز الایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے، مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقے پر ہوں گی، کسی پر مسلط نہیں کیا جائیگا، سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ [۳۳]

بالآخر قربانی رنگ لائی اہل سنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا اور لندن میں سعودی فرمانروا شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقوں

پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی، ارکان ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے لندن میں شاہ فہد اور ان کے بھائی پرنس ترکی ابن عبد العزیز شہزادہ عبداللہ (موجودہ بادشاہ حکومت سعودیہ) سے ملاقات کر کے اختلافی مسائل پر مذاکرہ کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ علامہ ارشد القادری نے سعودی سفیر کو بزبان عربی ایک میمورنڈم بھی دیا۔

۲۱ رمئی ۱۹۸۷ء /۱۴۰۷ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے حضرت کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندوستان مسٹر فواد صادق مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ حکومت سعودیہ عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا۔ اور ہم آپ سے گزشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں۔

حضرت ۲۴ رمئی ۱۹۸۷ء /۱۴۰۷ھ کو سعودی فلائیٹ سے وایا جدہ مدینہ منورہ پہنچے۔ سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دیدی تھی۔ سعودی سفیر مسٹر فواد صادق نے اس معاملہ میں کافی دلچسپی لی۔ مولانا ازہری عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔ دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدتمندوں اور مریدین نے پرجوش استقبال اور خیر مقدم کیا۔ [۳۴]

علمی وروحانی عہدے

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے کے بعد، جانشین اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الھند، عرب وعجم میں اسی حیثیت سے آپ کا تعارف ہے، علمی وروحانی دونوں کمالات کے اعتبار سے دانشوران اسلام نے آپ کو ''تاج الشریعہ'' اور ''تاج الاسلام'' سے یاد کیا تاج الشریعہ آپ کا ایسا لقب ہے جو فی زمانا علم کی حیثیت رکھتا ہے، علما اہل سنت اور مفکرین اسلام مندرجہ ذیل القاب سے بھی یاد کرتے ہیں، مرجع العلماء والفضلاء، جامع العلوم والفنون، وارث علوم اعلیٰ حضرت، شیخ المحدثین، سراج المفسرین، استاذ الفقہاء، سلطان الفقہاء، فقیہ اعظم ،فقیہ عصر، فخر اہل سنن، سند المفتیین، بدر طریقت، جامع شریعت وطریقت، عارف حقیقت ومعرفت، امیر

الہند، شیخ الکل، مرشد کامل، آبروئے اہل سنت وغیرہ وغیرہ۔[۳۵]

حضور تاج الشریعہ کے معمولات

حضرت اوقات کے بہت پابند ہیں جب بریلی میں ہوتے ہیں تو مندرجہ ذیل مصروفیات کے ساتھ ایام گذارتے ہیں:

ہفتہ: بعد نماز فجر تلاوت، وظائف، ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے ہیں یا فتاویٰ تحریر کرواتے ہیں یا فتاویٰ سن کر تصدیق فرماتے ہیں۔ دوپہر ۱ر بجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے ہیں، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو ۱۱ر یا ۱۲ر بجے کے بعد درس دیتے ہیں۔ کھانا تناول فرما کر قیلولہ کرتے ہیں، بعد نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا کتابیں لکھواتے ہیں، بعد نماز عصر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں، بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہو کر پھر کتابیں سننا یا کتابیں لکھوانا پھر بعد نماز عشاء کھانا تناول فرماتے ہیں بعدہٗ تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں پھر کتابیں سنتے ہیں یا لکھواتے ہیں ۱۱، ۱۲ر بجے رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے ہیں، مرید ہونے والے داخل سلسلہ ہوتے ہیں پھر حضرت فجر کی نماز ادا فرمانے کے بعد معمولات حسب سطور بالا انجام دیتے ہیں۔

اتوار: اس دن بعد نماز عشاء انٹرنیٹ پر آن لائن سوالات کے جوابات دیتے ہیں، انگلش سوال کا انگلش میں، عربی کا عربی میں، اردو کا اردو میں جواب ہوتا ہے۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

پیر: یہ دن حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے۔

منگل: یہ دن بھی حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے۔

بدھ: یہ دن بھی حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے:

جمعرات: دوپہر میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیتے ہیں، بعد نماز مغرب ازہری گیسٹ ہاؤس کے ہال میں عوام اہل سنت کے سوالات کا جوابات دیتے ہیں، قرب و جوار کے علاوہ دور و دراز سے لوگ حضرت کی ''محفل سوال و جواب'' میں حاضر ہوتے ہیں۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

جمعہ: اس دن دیر سے ڈرائنگ روم میں تشریف لاتے ہیں، تقریباً ۱۰؍ یا ۱۱؍ بجے آجاتے ہیں، ملاقاتیوں سے ملاقات کے بعد تحریری کام کرواتے ہیں۔ ۱؍ بجے گھر کے اندر تشریف لے جاتے ہیں پھر جمعہ کے وقت تیار ہوکر باہر آتے ہیں خطبہ دیتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، بعد نماز مغرب شہر کے کسی مسجد میں جب سوال و جواب کا پروگرام رکھا جاتا ہے وہاں تشریف لے جاتے ہیں پھر تشریف لانے کے بعد بقیہ معمولات حسب سابق۔

اس کے علاوہ کسی وقت نماز جنازہ کے لئے یا تعزیت وعیادت کے لئے یا قرب وجوار کے پروگرام میں بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ سفر وحضر میں حتیٰ المقدور حضور تاج الشریعہ معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے۔ وہ وقت جو اسٹیج یا ملاقات میں صرف ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ سطور بالا میں جو مذکور ہوا اسی طور پر حضرت کے معمولات بیماری سے پیشتر تھے۔ فی الحال جب بریلی میں ہوتے ہیں تو دن میں دس بجے تا ڈیڑھ بجے دن اور بعد مغرب تا عشا زائرین سے ملاقات فرماتے ہیں اور تصنیف وتالیف کا کام کرتے ہیں۔

عقیدت اولیائے کرام

اللہ والے محبوب الٰہی سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، ان کا ادب کرتے ہیں، ان کی بارگاہ میں حاضریاں دیتے ہیں، ان کے وسیلے سے دعائیں مانگتے ہیں، ان کی روش کو اپناتے ہیں، ان کا زمانے بھر میں خطبہ پڑھتے ہیں، ان کے در سے وابستگی دین ودنیا کے لئے کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، غرض ایک اللہ والے کو اللہ والے سے بڑی انسیت ہوتی ہے، عقیدت ومحبت رہتی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ ولی ابن ولی ابن ولی ابن ولی ہیں کہ انہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے لہٰذا ان کے اندر اولیاء اللہ کی عقیدت ومحبت کا ہونا فطری بات ہے، چنانچہ آپ نے متعدد اولیائے کرام، مشائخ عظام، علمائے ذوی الاحترام کے مزارات پر حاضری دی ہے۔ بریلی شریف میں، سٹی قبرستان میں آرام فرما خانوادہ رضویہ کے افراد بالخصوص امام العلماء مولانا رضا علی، رئیس المتکلمین علامہ نقی علی، استاذ زمن علامہ حسن، درگاہ اعلیٰ حضرت، درگاہ شاہ دانا ولی، درگاہ علامہ تحسین رضا خاں علیہم الرحمہ میں جب بھی موقع ملتا ہے حاضری دیا کرتے ہیں۔

بدایوں میں چھوٹے سرکار، بڑے سرکار، حضرت نظام الدین اولیاء کے والد ماجد، مارہرہ مطہرہ میں بزرگان مارہرہ، بلگرام شریف کے بزرگان دین، سادات کرام کالپی شریف، صدر الشریعہ، حافظ ملت علیہم الرحمہ بالخصوص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، محدث دہلوی محقق عبد الحق، حضرت نظام الدین اولیاء، بزرگان دہلی، بزرگان ممبئی، بزرگان احمد آباد، سیدنا رزق اللہ شاہ داتا، کوڑی نار، اجمیر معلیٰ میں سرکار سلطان الہند غریب نواز علیہم الرحمہ کی بارگاہوں میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ آپ نے بزرگان پاکستان، بزرگان مصر، دمشق، جارڈن، اردن، عراق، بالخصوص سرکار غوث پاک، امام اعظم، کربلا شریف کے علاوہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ کے بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری دی ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی حق گوئی و بے باکی

حضرت ایک مضبوط دل، خوف خدا سے سرشار نفس رکھتے ہیں، بزرگوں اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے حضرت کو جن گونا گوں صفات سے متصف کیا ہے ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی بھی ہے۔ آپ نے کبھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ چاہے کتنے ہی قید و بند، مصائب وآلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں۔ کبھی کسی کو خوش کرنے کے لئے اس کی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر کیا۔ جب کبھی فتویٰ تحریر کیا تو اپنے اسلاف، اپنے آباء واجداد کے قدم بقدم تحریر کیا۔ جس طرح جد امجد امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بے خوف وخطر فتاوے تحریر فرمائے اسی طرح اپنے آباء واجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت نظر آتے ہیں۔ اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاویٰ اور واقعات ہیں جو ملک اور بیرون ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

نسبندی کے خلاف فتویٰ

اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم و جبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔ اس نے یہ سب

بلا شرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے ہی کیا تھا۔ وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لئے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھی۔ اندرا گاندھی کے ساتھ اس کے بیٹے سنجے گاندھی کا تاناشاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے، رقیبوں کو قیدِ سلاسل میں جکڑ کر نذرِ زنداں کر دیا گیا، ''میسا'' جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دیا۔ پولیس عوام کو جبراً پکڑ پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی، اسی اثناء میں نسبندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی نقطۂ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لئے دارالافتاء بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف دیوبند کے دارالافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر و ظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حکم پر حضرت نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمۃ، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی قدس سرہ کے دستخط ہیں۔

فتویٰ کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لئے دباؤ ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتویٰ سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور نمائندگانِ حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

امت مسلمہ کی فکرمندی

حضرت جہاں امت مسلمہ! کی مذہبی رہنمائی کر رہے ہیں، وہیں قومی و ملی مسائل میں بھی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل اور علماء اہل سنت کے عندیہ کے اظہار اور بین الاقوامی طاقتوں پر دباؤ بنانے کے لئے آپ نے عرس رضوی کے حسین موقع پر ۲۲ر جولائی ۱۹۹۵ء میں مرکزی دارالافتاء سوداگران میں قائدین ملت، علماء، مشائخ اور ائمہ مساجد کا اجلاس بلایا، جس میں

ملک و بیرون ملک میں امت مسلمہ کے مختلف پیچیدہ مسائل پر بحث ومباحثہ کے بعد قرارداد پاس کی گئی۔
ان قراردادوں میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی مخالفت، تنظیم ائمہ مساجد کے ذریعہ اوقاف پر غاصبانہ قبضہ، علوم دینی اور دنیاوی کی طرف مسلمانوں کی خصوصی توجہ مرکوز کرنے، آپسی انتشار واختلاف کو میدان جنگ وجدال کے بجائے اپنے قائدین کی بارگاہ میں طلبی، چیچنیا اور فلسطینی مسلمانوں کی حمایت، ٹاڈا کے تحت گرفتار مسلمانوں کی آزادی وغیرہ وغیرہ امور پر حکومت ہند سے مطالبات کئے گئے۔

اس مشترکہ اخباری اعلانیہ پر حضرت کے علاوہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مولانا عبد المبین نعمانی، مولانا عبدالمصطفیٰ ردولوی، الحاج مولانا محمد سعید نوری، مولانا ریاض حیدر حنفی، مولانا انوار احمد قادری، مولانا آرزو اشرفی، علامہ سید محمد حسینی اشرفی، مولانا محمد حسین ابوالحقانی، مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی، مولانا بشیر القادری وغیرہ کے دستخط ہیں۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری

چند بہی خواہان مسلک اہل سنت و جماعت نے عرس رضوی میں عورتوں کی آمد پر حضرت کی توجہ مبذول کرائی، حضرت نے فوراً ۲۶؍ جولائی ۱۹۹۵ء کو ایک اپنی طرف سے مضمون شائع کرایا کہ مزارات پر عورتیں نہ آئیں، اور یہی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ مولانا نے تمام مریدین و متوسلین کے لئے ہدایت نامہ جاری کیا کہ ''اپنے ساتھ خواتین کو مزار شریف پر نہ لائیں''۔

تحفظ مسلم پرسنل لا کی تحریک

حضور تاج الشریعہ امت مسلمہ کی رہنمائی اور قیادت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب شاہ بانو کے مسئلہ کو لے کر پورے ملک میں مسلم پرسنل لا پر حملے کئے جا رہے تھے، سپریم کورٹ نے شریعت اسلامیہ کے منشا ومبدا کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا تھا، سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف علمائے اہل سنت نے چیلنج کیا اور پورے ملک میں احتجاجی مظاہرہ اور اجلاس کے ذریعہ اپنے جذبات واحساسات کو حکومت ہند تک پہنچایا۔ عوامی سطح پر دباؤ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حکومت ہند کو مجبوراً پارلیمنٹ کے ذریعہ

قانون بنا کر سپریم کورٹ کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینا پڑا۔[۳۶]

حکومتی عہدہ سے استغناء

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (گورنر آندھرا پردیش) خاندان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو ایم۔ایل۔سی نامزد کیا تھا۔ان کی مقررہ میعاد ختم ہو جانے کے بعد حضرت کے لئے کوشاں رہے مگر حضرت نے منع کر دیا۔۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقشبندی (گورنر اتر پردیش) آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے اور ایم۔ایل۔سی نامزد کرنے کی حکومت اتر پردیش کی منشا ظاہر کی مگر حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع کر دیا۔اتر پردیش کے گورنر عثمان عارف نقشبندی نے آپ سے بہت منت وسماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔عثمان عارف صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے۔اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعائیں لینا ان کا معمول تھا۔حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب و احترام کرتے تھے۔مگر قربان جائیے حضرت تاج الشریعہ پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے۔کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے؟

بابری مسجد کا قضیہ

چارسو سالہ تاریخی بابری مسجد (اجودھیا، ضلع فیض آباد) کا مسئلہ اسلامیان ہند کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔فرقہ پرستوں نے بزور طاقت ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو شہید کر دیا۔بابری مسجد کی شہادت سے قبل اور بعد میں بازیابی کی تحریک میں حضرت تاج الشریعہ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔حکومت ہند سے کانفرنسوں اور میمورنڈم کے ذریعہ مطالبات کی تحریک کو بآواز بلند پیش کرتے رہے۔حضرت نے حافظ لئیق احمد خاں جمالی سجادہ نشین آستانہ جمالیہ رامپور اور مفتی سید شاہد علی رضوی کی قیادت میں چل رہی ''جیل بھرو تحریک'' کی مارچ ۱۹۸۲ء میں حمایت کا اعلان فرمایا، حضرت کے اعلان کے بعد تحریک میں جان آئی۔

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری اور وزیر اعظم راجیو گاندھی کے سیاسی صلاح کار

مسٹر ایم۔ ایل۔ بھوتے دار نے ۱۷ر نومبر ۱۹۸۹ء میں بابری مسجد کے قضیہ پر آپ سے مفاہمت کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ دریں اثنا دوسرے قائدین نے اپنے کو مسلم کا رہنما پیش کر کے کچھ مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جس پر آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے رہنماؤں کے بائیکاٹ کی عوام سے اپیل کی۔ [۳۷]

مولانا محمد شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''جنوری ۱۹۹۵ء دوپہر دو بجے کی بات ہے کہ وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کے خصوصی سیکریٹری جانشین مفتی اعظم (حضرت تاج الشریعہ) کی خدمت میں وزیر اعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوئے وہ راقم السطور سے واقفیت رکھتے تھے، میں نے ان کی حضرت سے ملاقات کرائی، انہوں نے وزیر اعظم کا تحریر کردہ خط زبانی طور پر بتایا کہ وزیر اعظم ہند آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہیں اور ملاقات کر کے دعائیں لینا چاہتے ہیں۔ آپ دولت کدے پر آنے کی اجازت عنایت فرمادیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں مذہبی آدمی ہوں، مجھے میرے بزرگوں نے جن امور کی ذمہ داری دی ہے اسی کو انجام دینے میں مصروف ہوں، میں سیاسی نہیں ہوں، اور اس کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں ملوث ہیں۔ پوری امت مسلمہ ناراض ہے۔ کسی بھی صورت میں ان سے ملاقات کرنا پسند نہیں ہے۔ اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ شریف آنا چاہتے ہیں تو آئیں اور حاضری دے کر چلے جائیں۔ میں عینی شاہد ہوں کہ باوجود ہزار کوشش کے حضرت نے ملاقات نہیں فرمائی جبکہ وزیر اعظم ہند ۷ر گھنٹہ بریلی کے سرکٹ ہاؤس میں آپ کا انتظار کرتے رہے''۔ [۳۸]

حالات حاضرہ کے شرعی تقاضے

ایک مفتی کے لئے ضروری ہے کہ زمانہ کے حالات اور کوائف پر نظر رکھتے ہوئے شرعی اور عائلی قانونی رہنمائی کا فریضہ انجام دے۔ ۱۹۹۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ ''الیکشن کمیشن'' نے تمام باشندگان ملک کے لئے ''شناختی کارڈ'' کا رکھنا اور استعمال کرنا ضروری قرار دے دیا تھا۔ اس ''شناختی کارڈ'' میں نام ولدیت اور پورا پتہ وعمر درج ہوتی ہے۔ ساتھ ہی فوٹو چسپاں ہوتا ہے۔ فوٹو حرام ہونے کی وجہ سے

آستانہ عالیہ رضویہ کے مرکزی دارالافتا میں ''شناختی کارڈ'' بنوانے یا نہ بنوانے کے لئے سوالات کا انبار لگ گیا۔ دوسری طرف الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کر دی کہ ہر کام میں مثلاً بینک اکاؤنٹ، خرید و فروخت، ملازمت، تعلیم و تدریس اور ووٹنگ وغیرہ میں اسی شناختی کارڈ کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اسی دوران الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور میں ''مجلس شرعی'' کی میٹنگ کا اہتمام ہوا۔ حضرت تاج الشریعہ نے مجلس شرعی کی صدارت فرمائی۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کی تجویز پر آپ نے ''شناختی کارڈ'' بنوانے کی ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی کہ ''اس صورت میں عندالطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی۔ لہٰذا خاص شناختی کارڈ کے لئے تصویر کھنچوانے کی اجازت ہوگی''۔ [۳۹]

عوام کی شدید ترین ضرورت کے تحت حضرت نے مشروط اجازت عطا فرمائی، تو ایک طبقہ میں نکتہ چینی شروع ہوئی، جب اس کی خبر مولانا کو ہوئی تو آپ نے ایک وضاحتی بیان جاری فرما کر بحث کو بند کر دیا۔ لکھتے ہیں:

''ایسے نئے مسائل جو فی الواقع فرعیہ عملیہ ہوں، اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم کی طرف نہیں بلکہ ماہر تجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرعی کے پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے۔ اصول شرع سے ہٹ کر فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہوا کہ یہ دلیل، دلیل شرعی نہیں تو فوراً اس پر رجوع لازم ہے اور حق کا اعلان کرنا چاہئے۔ کسی حرام شئ کے مباح ہونے کا فتویٰ اس وقت دیا جائے گا جب کہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے۔ ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور مفتی کو تیقن ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا قاعدہ شرعیہ نہیں ہے''۔ [۴۰]

حضور تاج الشریعہ بحیثیت بانی

حضرت نے مندرجہ ذیل ادارے قائم کئے ہیں:

(۱) مرکزی دارالافتا۔

(۲) مرکزی دارالقضا۔

(۳) شرعی کونسل آف انڈیا۔

(۴) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا۔

(۵) ازہری مہمان خانہ۔

(٦) ازہری گیسٹ ہاؤس۔

مذکورہ بالا ادارے بحسن وخوبی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، دارالافتا سے فتاویٰ کافی تعداد میں صادر کئے جاتے ہیں اہل سنت و جماعت میں اس دارالافتا کی بڑی اہمیت ہے، کہنہ مشق مفتی، ماہر جزئیات، استاذ الفقہا مفتی قاضی محمد عبدالرحیم ۱۹۸۳ء سے تاحیات یہیں رہے ان کے فتاویٰ کا اہم ذخیرہ یہیں موجود ہے۔ مرکزی دارالقضا میں رویت ہلال، مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔ شرعی کونسل آف انڈیا کے تحت ۲۱/ جدید عنوانات پر سمینار ہو چکے ہیں، جامعۃ الرضا میں ۵۵/ اسٹاف و ملازمین کا عملہ کام کر رہا ہے، تقریباً تقریباً ایک ہزار سے زائد طلبہ فی الحال زیر تعلیم ہیں، حفظ وقراءت، درس نظامی، تخصص فی الفقہ کے طلبہ ہر سال فارغ ہوتے ہیں، دینیات وعصریات پر مشتمل نصاب تعلیم ہے، دینی ودنیاوی دونوں شعور حاصل کرتے ہیں۔ زائرین کو کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس وجہ سے حضرت نے ان کے لئے قیام کا انتظام فرمایا، حضرت تاج الشریعہ نے پورا کاشانۂ اعلیٰ حضرت جو غیروں کے پاس چلا گیا تھا حاصل کر کے اس پر جدید تعمیر کروائی، مستقبل قریب میں ''حامدی مسجد'' دعوت نظارہ دے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حضرت مندرجہ ذیل تنظیموں کی بذات خود سرپرستی کرتے ہیں:

(۱) آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی۔

(۲) آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما۔

(۳) امام احمد رضا ٹرسٹ۔

اس کے علاوہ ہند و بیرون ہند کی مختلف تنظیموں، تحریکوں، اداروں، مکتبوں اور فلاحی وملی سوسائٹیوں اور ٹرسٹوں کی سرپرستی کرتے ہیں اور آپ کے اشارے پر چلتے ہیں، نیز سالانہ مجلّے، ششماہی میگزین، سہ ماہی اور ماہنامے، ویکلی اور روزنامہ اخبارات وغیرہ بھی آپ کی سرپرستی میں شائع ہوتے ہیں۔ ان کی ایک طویل فہرست ہے، بطور نمونہ چند کے نام ذکر کئے جاتے ہیں:

اختر رضا لائبریری صدر بازار چھاؤنی، لاہور، (پاکستان)

مرکزی دار الافتاڈین ہاگ، ہالینڈ

رضا اکیڈمی ڈونٹاڈ اسٹریٹ کھڑک ممبئی

جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ، ہالینڈ

الانصار ٹرسٹ ملکی پور بنارس

الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور

الجامعۃ النوریہ

الجامعۃ الرضویہ و ماہنامہ نور مصطفیٰ

عینی قیصر گنج، ضلع بہرائچ

مغل پورہ پٹنہ، بہار

مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ برہان پور، ایم۔پی

مدرسہ اہل سنت گلشن رضا بکارو اسٹیل دھنباد، جھارکھنڈ

مدرسہ غوثیہ جشن رضا پیٹلاد، گجرات

دار العلوم قریشیہ رضویہ گوہاٹی، آسام

مدرسہ رضاء العلوم گھوگھاری محلہ، بمبئی

مدرسہ تنظیم المسلمین بائسی، پورنیہ، بہار

مدرسہ فیض رضا کولمبو، سری لنکا

سنی رضوی جامع مسجد نیو جرسی، امریکہ

النور سوسائٹی و مسجد ہوسٹن، امریکہ

اسلامک ریسرچ سینٹر کسگران، بریلی شریف

جامعہ امجدیہ ناگپور

دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ

فیض العلوم جمشید پور، جھارکھنڈ

مدرسہ گلشن حسین جواہر نگر، جمشید پور، جھارکھند

جامعہ شہید شیخ بھکاری کھدیا، رانچی، جھارکھنڈ

جامعہ رضویہ گریڈیہہ، جھارکھنڈ

جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج، بریلی

الرضا دار الاشاعت بریلی

المجمع الرضوی بریلی

مکتبہ سنی دنیا بریلی

اختر رضا بکڈپو خواجہ قطب، بریلی

ادارۂ تصنیفات رضا بریلی

سالنامہ الرضا بریلی

سالنامہ تجلیات رضا بریلی

ماہنامہ سنی دنیا بریلی

ویکلی مسلم ٹائمز ممبئی

ویکلی ایوان رضا ممبئی

نیا دور کشمیر

ویکلی بہار سنت مالیگاؤں، مہاراشٹرا

ویکلی گلستان رضا کلکتہ

بیرون ممالک کے تبلیغی دورے

حضرت کے دینی و مذہبی، مشربی وملی خدمات کے لئے دفتر درکار ہیں ایسے ہی مولانا کے تبلیغی دورے کو شمار کرنا اور اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنا طوالت کا کام ہے۔حضرت کے بابت ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء میں ہے:

’’ہندو بیرون ہند میں کروڑوں کی تعداد میں مُریدین ومتوسلین، سیکڑوں کی تعداد میں خلفا ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ ہیں جو برّ اعظموں کے مختلف ممالک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔آپ برّ اعظم، ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، وغیرہا کے متعدد ممالک میں تبلیغی دورے فرماتے ہیں‘‘۔[۴۱]

پاکستان کراچی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متحدہ عرب امارات کے علاوہ متعدد ممالک کے علما آئے تھے اسی میں حضرت مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے اور کانفرنس کو عربی میں خطاب کیا۔ لندن میں حجاز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ کی صدارت تھی۔اس کانفرنس کے تعلق سے مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں:

’’عالم اسلام کے بنیادی اور عالمی مسائل کی پیچیدگیوں کے پیش نظر ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیر اہتمام ہونے والی حجاز کانفرنس میں جانشین مفتی اعظم اور علامہ ارشد القادری شرکت کے لئے ۲۱/اپریل ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ کو بذریعہ طیارہ لندن تشریف لے گئے۔۵/مئی کو کانفرنس کا انعقاد ہوا اور اس میں جانشین مفتی اعظم نے خطاب فرمایا۔تقریر بی بی سی لندن سے نشر ہوئی۔حجاز کانفرنس میں شرکت کے بعد عمرہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور واپسی یکم جون ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ کو بریلی شریف ہوئی۔یاد رہے کہ حجاز کانفرنس کی صدارت آپ ہی نے فرمائی تھی،اس کانفرنس کی اہمیت اس لئے ہے کہ یہ بین الاقوامی کانفرنس تھی جس میں پوری دنیا کے قائدین نے شرکت کی اور درپیش مسائل پر کھل کر بحث ہوئی اور حل کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا‘‘۔[۴۲]

اسی طرح حضرت نے کئی ممالک کی کانفرنسوں میں بحیثیت صدر، سرپرست، مہمان خصوصی شرکت

کی۔ میں یہاں حضرت کے ۲۰۰۹ء کا دورۂ شام ومصر حاضر خدمت کرتا ہوں جسے سہ ماہی سفینۂ بخشش، کراچی، شمارہ ربیع الثانی تا جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ اور ماہنامہ معارف رضا، کراچی ۲۰۰۹ء نے شائع کیا ہے۔ اسی سے متحدہ عرب میں حضرت تاج الشریعہ کی مقبولیت اوران کے تبلیغی دورے کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے۔

حضرت کا دورۂ مصروشام 2009ء

عمرے اور زیارت مدینہ کے بعد حضور تاج الشریعہ مصر اور شام کے علمی، تبلیغی وروحانی دورے کے لئے پہلے شام تشریف لے گئے۔ بدھ ۲۹/اپریل ۲۰۰۹ء حضور تاج الشریعہ دن 10:45 بجے دمشق ایئرپورٹ، شام پہنچے۔ شیخ عمر عراقی (سابق مدرس جامعۃ الرضا، بریلی شریف) مولانا عامر اخلاق صدیقی، سید عامر علی شاہ، اجلال طیب اختر القادری آپ کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر موجود تھے۔

بعد نماز عصر شام میں زیر تعلیم ہندو پاک کے طلبہ حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور نماز مغرب تک حضور سے مستفیض ہوتے رہے۔ بعد ازاں طلبہ نے آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی پھر دست بوسی ودعاؤں کی درخواست کے ساتھ رخصت ہوئے۔

حضور تاج الشریعہ کو اعلم علمائے شام الشیخ عبدالرزاق حلبی (آپ کی عمر تقریباً 100 سال ہے اور آپ شام میں ثانی امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں) نے عشائیہ پر مدعو کیا۔ حضور تاج الشریعہ کو لینے کے لئے مفتی دمشق الشیخ عبدالفتاح البزم (آپ ۲۰۰۸ء میں عرس رضوی کے موقع پر حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر بریلی شریف تشریف لائے تھے۔) کے صاحبزادے الشیخ وائل البزم تشریف لائے تھے اس موقع پر شیخ عبدالرزاق حلبی، شیخ عبدالفتاح البزم ودیگر نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ مفتی دمشق نے حضور تاج الشریعہ کا تعارف کرایا۔ بقول مفتی دمشق شیخ عبدالفتاح البزم جب حضور تاج الشریعہ اور الشیخ عبدالرزاق حلبی معانقہ فرما رہے تھے تو یوں محسوس ہورہا تھا کہ 2 روحیں مل رہی ہوں اور مدتوں کی شناسائی ہو حالانکہ دونوں بزرگوں کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ رات گئے تک یہ علمی محفل جاری رہی۔

جمعرات ۳۰/اپریل حضور تاج الشریعہ دن کے تقریباً ۱۱ بجے شام کے شہر حمص کے لئے روانہ

ہوئے۔ یہاں حضرت سب سے پہلے قاضی القضاۃ حمص الشیخ سعید الکحیل کے یہاں تشریف لے گئے۔آپ نے حضور تاج الشریعہ کا شاندار استقبال فرمایا اور معانقہ ودست بوسی فرمائی۔دورانِ ملاقات حضور تاج الشریعہ نے سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''الامن والعلیٰ لناعیتی المصطفیٰ بدافع البلاء'' اور ''قوارع القهار فی رد المجسمة الفجار'' (جن کی تعریب وتحقیق وتعلیق حضور تاج الشریعہ نے فرمائی ہے)، اپنی کتب سد المشارع، الصحابة نجوم الاهتداء اور عربی قصائد کا مجموعہ شیخ سعید کو پیش کیا۔جواب میں شیخ سعید نے حضور تاج الشریعہ سے دعاؤں کی درخواست کی اور اپنی کچھ کتب پیش کیں۔حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید الکحیل کو اجازت حدیث عطا فرمائی اور بریلی شریف آنے کی دعوت بھی دی۔

بعدازاں حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید کے ہمراہ عظیم الشان جامع مسجد حمص جامع سیدنا خالد بن ولید میں حضرت خالد بن ولید کے مزار شریف پر حاضری دی۔(شیخ سعید اس مسجد کے خطیب وامام ہیں) یہاں حضور تاج الشریعہ نے نماز ظہر کی امامت فرمائی اس موقع پر جمِ غفیر نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات ودست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

بعدہٗ حضور تاج الشریعہ حمص کے مشہور قبرستان ''مقبرۃ القدیف'' تشریف لے گئے۔اس قبرستان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں تقریبا 800/صحابۂ کرام مدفون ہیں۔حدیث مبارکہ میں اس قبرستان کی فضیلت میں آیا ہے کہ یہاں مدفون 70/ہزار خوش نصیب بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔ (او کما قال النبی ﷺ) یہاں سے حضور تاج الشریعہ واپس دمشق روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب رہائش گاہ پر ملاقات کے لئے آنے والوں کو حضرت نے زیارت و دست بوسی کا شرف بخشا۔بعد نماز عشا آپ ''جامعۃ التوبہ'' دمشق کی دعوت پر وہاں منعقدہ ''مجلس الوفا'' میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔(یہ مجلس جامعۃ التوبہ میں ہر اسلامی مہینے کی پہلی جمعرات کو منعقد ہوتی ہے) مسجد جامعۃ التوبہ کے امام وخطیب شیخ ہشام برہانی (آپ حضور تاج الشریعہ کے جامعہ ازہر کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی بھی ہیں) نے حضور تاج الشریعہ کا پرتپاک استقبال کیا اور آپ کو منبر شریف پر جگہ پیش کی۔ شیخ ہشام برہانی کے جامعہ سے فارغ ہونے والے قرأۃ حفص اور سبعہ عشرہ کے طلبہ کو حضور تاج الشریعہ

نے اپنا عربی قصیدہ بھی سنایا نیز محفل کے اختتام پر دعا بھی فرمائی۔ اس موقع پر بے شمار افراد نے آپ سے ملاقات اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

جمعہ ۱ رمئی ۲۰۰۹ء دن میں حضور تاج الشریعہ زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے دمشق میں "باب الصغیر" کے قبرستان تشریف لے گئے جہاں کئی صحابۂ کرام اور اہل بیت خصوصا حضرت بلال حبشی، ام المومنین سیدہ حفصہ، ام المومنین سیدہ ام سلمہ اور عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کے مزارات ہیں۔ اس کے بعد آپ "جامع اموی" تشریف لے گئے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ یہاں حضرت یحیٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا مزار شریف واقع ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے ۲؍رکعت نماز نفل ادا فرمائی اور مزار شریف پر حاضری دی۔ یہاں سے آپ شیخ محی الدین ابن عربی کے مزار شریف واقع "قاسیون" کے لئے روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب حضرت کی جانب سے علمائے شام کے لئے دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ محفل کا آغاز تلاوتِ کلام پاک و نعت مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا۔ محفل میں علمائے شام کی بڑی تعداد تشریف فرما تھی چند اکابر علما کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) الشیخ عبد الهادی الخرسه　　(۲) الشیخ عبد الفتاح البزم

(۳) الشیخ عبد الجلیل العطا　　(٤) الشیخ نضال آلی دلشی

(٥) الشیخ عبد القادر طاهر　　(٦) الشیخ عبد التواب الروظان

(۷) الشیخ علاء الدین حائك　　(۸) الشیخ محمد خیر طرشان

(۹) الشیخ اسماعیل زیبی　　(۱۰) دکتور عبد الرزاق ایمن شوا

محفل میں الشیخ علاء الدین حائک اور الشیخ محمد خیر طرشان (یہ حضرات حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر ۲۰۰۹ء میں عرس رضوی کے موقع پر بریلی شریف تشریف لائے تھے) نے حضور تاج الشریعہ کا شاندار تعارف پیش کیا اور ہندوستان میں حضرت کی علمی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔

محفل مبارکہ میں حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لئے الشیخ فاتح الکتانی بھی تشریف لائے۔ (فاتح الکتانی سید ہیں آپ کی عمر سو سال کے قریب ہے) حضور تاج الشریعہ نے شیخ الکتانی کے متعلق

فرمایا، مجھے چاہئے تھا کہ میں ان کی زیارت کے لئے جاتا۔

محفل میں مفتی دمشق شیخ عبدالفتاح البزم، شیخ اسماعیل زیبی اور شیخ نضال آلی دلشی نے بھی خطاب فرمایا۔ مفتی دمشق نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آپ (حضور تاج الشریعہ) کے آنے سے ہمارا شام روشن و منور ہو گیا۔ نیز انہوں نے بریلی میں اپنی حاضری کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے آپ سے محبت کرنے والوں کو دیکھا تو مجھے صحابہ کی محبت کی یاد تازہ ہو گئی کیونکہ ایمان یہ کہتا ہے کہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اسی طرح قدر کرنی چاہئے۔ محفل کا اختتام حضور تاج الشریعہ کے عربی سلام اور آپ کی دعا پر ہوا اور آپ کی کتب علما کو پیش کی گئیں۔ ہفتہ ۲؍مئی ۲۰۰۹ء دن کے تقریباً ۱۱ بجے ''دیر الزور'' (عراقی سرحد کے قریب واقع شام کا شہر) سے علما کا وفد ملاقات کے لئے تشریف لایا۔ بعدہٗ دمشق کے ''معهد الدولی لتعليم اللغة العربيه و الشريعة'' کے مدیر تشریف لائے۔ دورانِ ملاقات مختلف علمی موضوعات زیر بحث آئے۔

شام 04:30 بجے صاحبزادہ مفتی دمشق شیخ وائل البزم حضور تاج الشریعہ کو الشیخ رمضان سعید بوطی (آپ شام کے علمی حلقوں میں امام کی حیثیت رکھتے ہیں) سے ملاقات کے لئے لے جانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ یہاں بھی علمی گفتگو رہی اور شیخ رمضان سعید بوطی نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات پر اظہار مسرت فرمایا۔ اس موقع پر دونوں بزرگوں کے درمیان کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔ رہائش گاہ واپسی پر حضرت نے منتظر طلبہ و طالبات سے علیحدہ علیحدہ ملاقات فرمائی۔ خواہش مند مقامی اور بیرونی طلبہ کو شرفِ بیعت سے نوازا، طلبہ نے نماز عشا حضرت کی امامت میں ادا کی۔

بعد نماز عشا شیخ علاء الدین حائک حضور تاج الشریعہ کو رات کے کھانے کے لئے اپنے گھر لے گئے۔ اس موقع پر مفتی دمشق بھی موجود تھے۔ یہیں سے حضور تاج الشریعہ الشیخ ابو الہدیٰ الیعقوبی سے ملنے ان کے گھر پہنچے (آپ شام کے جید عالم دین ہیں۔ اجازت حدیث کے لیے محفل منعقد کرتے ہیں۔ صحاح ستہ کی اجازت بالسماع عنایت کرتے ہیں)۔ علمی گفتگو اور کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔ آپ نے ایک طغرہ جس پر عربی قصیدہ نقش تھا حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا۔ روانگی کے وقت الشیخ ابو الہدیٰ الیعقوبی نے اپنے اور بچوں کے لئے دعا کی درخواست کی، حضرت نے ان کو دعاؤں سے نوازا اور پانی دم کر کے

عنایت فرمایا۔

اتوار۳رمئی ۲۰۰۹ءتقریباًدن 12/بجے الشیخ ابوالخیر الشنار تشریف لائے۔حضور تاج الشریعہ کی کتب پر اپنی علمی رائے پیش کی اور اپنی کتب بھی حضرت کی بارگاہ میں پیش کیں۔ بعدۂ طلبہ سے ملاقات فرمائی اور انہیں آٹوگراف اور نصائح سے نوازا۔ ہندو پاک کے طلبہ نے بیعت، تجدید بیعت یا طالب ہونے کا شرف حاصل کیا۔

تقریباً۳/بجے حضور تاج الشریعہ مصر کے لئے روانہ ہوگئے آج حضور تاج الشریعہ تقریباً43/سال بعد مصر تشریف فرما ہوئے۔آپ نے جامعہ ازہر مصر سے 1966ء میں سند فراغت حاصل کی تھی۔

پیر 4/مئی 2009ء یوں تو جامعہ ازہر کے لاتعداد فرزند ایسے ہیں جن پر افراد اور خاندانوں، علاقوں اور خطوں ہی کو نہیں خود جامعہ ازہر بلکہ تمام عالم اسلام کو ناز ہے لیکن آج جس شخصیت نے جامعہ میں ورود فرمایا، اہل جامعہ ہی نہیں جامعہ کے درودیوار بھی ان کے منتظر تھے، ایک بہارِ جانفزا جامعہ کی فضاؤں میں اتر آئی تھی۔ 11 تا 12/بجے حضور تاج الشریعہ کی ملاقات مصر کے امام اکبر، شیخ الازہر علامہ سید محمد طنطاوی سے ہوئی۔مختلف موضوعات پر دونوں بزرگوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔شیخ الازہر نے ۲/مسائل جن میں پہلے آپ کا موقف حضور تاج الشریعہ سے مختلف تھا اس ملاقات میں حضور کے موقف کی تائید فرمائی۔

1......حدیث مبارکہ ’’اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ‘‘ کو شیخ الازہر موضوع خیال فرماتے تھے لیکن اب آپ فرماتے ہیں ’’یہ حدیث تلقی بالقبول سے مقبول ہوگئی ہے اور موضوع نہیں ہے‘‘۔

2......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ’’تارح‘‘ تھا۔ ’’آزر‘‘ جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، جو مشرک تھا۔ یہ مسئلہ بھی حضرت شیخ الازہر نے قبول فرمایا۔

ان دونوں موضوعات پر حضور تاج الشریعہ کی تصانیف موجود ہیں جو مصر اور بیروت سے شائع ہوچکی ہیں۔حضرت شیخ الازہر آپ کے علمی مقام اور ورع وتقویٰ سے بے حد متاثر نظر آئے۔شیخ الازہر نے

علمائے ہند اور علمائے مصر کے درمیان روابط پر زور دیا اور خود ہندوستان تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ نیز جامعہ ازہر اور حضور تاج الشریعہ کے ادارے جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے درمیان ہر قسم کے علمی تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنی اور سیدی اعلیٰ حضرت کی کتب بھی شیخ الازہر کو پیش کیں۔

شام 4/بجے جامعہ ازہر مصر کے مرکز صالح عبداللہ کامل میں حضور تاج الشریعہ کے اعزاز میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں طٰہٰ ابوکریشہ (نائب رئیس جامعہ ازہر)، الشیخ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، دکتور فتحی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، شیخ جمال فاروق الدقاق، شیخ محمود حبیب کے علاوہ جامعہ ازہر، جامعہ عین الشمس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیہ کے اساتذہ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے طلبہ نے شرکت کی۔ علامہ جلال رضا الازہری نے نظامت کے فرائض سرانجام دیے۔ کانفرنس سے پروفیسر عبدالقادر نصار، علامہ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، علامہ سعد جاویش وغیرہم نے خطاب فرمایا۔ خصوصی خطاب حضور تاج الشریعہ نے فرمایا۔ 35/منٹ دورانیہ کے اس بیان میں حضور تاج الشریعہ نے فصاحت و بلاغت اور علم وفن کے وہ جوہر دکھائے کہ حاضرین عش عش کرا ٹھے۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی اور آخر میں علامہ گل محمد الازہری نے کلمات تشکر ادا کیے۔ اس موقع پر حاضرین کے لئے پُر تکلف طعام کا اہتمام بھی تھا۔ کانفرنس کے بعد علمائے کرام اور طلبہ سے حضور تاج الشریعہ نے ملاقات فرمائی۔ یہ کانفرنس اس اعتبار سے منفرد تھی کہ برّ صغیر کے کسی عالم دین کے اعزاز میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی۔

منگل ۵/مئی ۲۰۰۹ء، ا/بجے دوپہر حضور تاج الشریعہ کی خصوصی ملاقات جامعہ ازہر کے صدر الشیخ احمد طیب اور مشہور عرب قلم کار الشیخ عبداللہ کامل سے ادارۃ الجامعہ میں ہوئی۔ اس موقع پر حضور تاج الشریعہ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ملاقات میں علمی موضوعات زیر بحث آئے۔ یہاں بھی علمائے مصر و ہند کے درمیان مضبوط روابط پر زور دیا گیا۔ الشیخ احمد طیب نے اس بات پر بھی اظہارِ مسرت فرمایا کہ جامع ازہر میں حضور تاج الشریعہ کے مریدین، معتقدین و تلامذہ تقریباً 90 کے قریب ہیں آخر میں شیخ احمد طیب نے حضور تاج الشریعہ کی علمی اور دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ ازہر کا خصوصی ایوارڈ ''الذراع

الفخری'' (Pride of perfomance) دیا۔ یہ ایوارڈ کبار علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے۔

بعد نماز عصر حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ پر درسِ حدیث کا اہتمام تھا۔ عراق، لیبیا، سوڈان، الجزائر، یمن، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا وغیرہ کے طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی حضور تاج الشریعہ نے تقریباً 1 رگھنٹہ مسلم شریف کا درس ارشاد فرمایا۔

رات میں حضور تاج الشریعہ دکتور محمد خالد ثابت (آپ کا قاہرہ میں بہت بڑا مکتبہ ہے) کے یہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ یہاں کثیر علمائے کرام خصوصا شیخ یسری رشدی (مدرس بخاری شریف، جامعہ ازہر) اور شیخ احمد شحاتہ بھی موجود تھے۔ محفل میں حضور تاج الشریعہ نے اپنا عربی قصیدہ بھی سنایا۔ آخر میں شیخ یسری نے کئی سوالات کیے جن کے حضور نے مدلل و مبرہن جوابات عربی میں عنایت فرمائے۔ حضور تاج الشریعہ کے علمی مقام اور تقوے سے متاثر ہو کر شیخ یسری اور دیگر علما نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اس موقع پر حضور تاج الشریعہ نے علما کو اجازت حدیث اور اجازت سلاسل بھی عطا فرمائیں۔

بدھ ۶ رمئی ۲۰۰۹ء حضور تاج الشریعہ نے قاہرہ میں مزارات اولیائے کرام کی زیارت فرمائی۔ مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ نے نماز ظہر اور مسجد سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نماز عصر کی امامت فرمائی۔ بعض دیگر جید علما نے بھی بذریعے فون اجازات حاصل کیں۔

6 رمئی کو ہی حضور تاج الشریعہ مصر سے واپس بریلی شریف تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ! حضور کا یہ دورہ علمائے عرب اور علمائے ہندوستان کے درمیان مضبوط علمی، تحقیقی، تعلیمی اور روحانی تعلقات کے لئے سنگِ میل ثابت ہوگا۔ [۴۳]

عرب کے دانشور علما سے حضرت تاج الشریعہ کے بڑے مضبوط رابطے ہیں، مندرجہ ذیل علما حضرت تاج الشریعہ سے ملاقات کرنے کے لئے بریلی آچکے ہیں جن کے تأثرات جامعۃ الرضا کے معائنہ رجسٹر میں درج ہیں:

(۱) حضرت علامہ سید علوی مالکی محدث مکۃ المکرمہ۔ (۲) حضرت علامہ شیخ عمر بن سلیم، خطیب و امام، امام اعظم مسجد، محلّہ اعظمیہ، بغداد۔ (۳) حضرت علامہ شیخ جمیل فلسطینی، سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ۔ (۴) حضرت علامہ عبد الجلیل العطا، محدث دمشق، دمشق۔ (۵) حضرت علامہ شیخ طٰہٰ حبیشی، استاذ قسم الفلسفہ

والعقیدہ جامع از ہر مصر۔(۶) حضرت علامہ مفتی عبدالفتاح البزم، مفتی اعظم دمشق۔(۷) حضرت علامہ سید محمد فاضل جیلانی، مرکز الجیلانی للبحوث العلمیہ، استنبول، ترکی۔(۸) حضرت علامہ سید ہاشم محمد علی حسین مہدی، مکۃ المکرّمہ۔(۹) حضرت علامہ شیخ محمد خیر طرشان، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔ (۱۰) حضرت علامہ علاء الدین الحائک، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔ (۱۱) حضرت علامہ شیخ وائل البزم، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔(۱۲) حضرت علامہ شیخ جمال فاروق الدقاق، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع از ہر، مصر۔(۱۳) حضرت علامہ شیخ اسامہ سید محمود الازہری، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع از ہر، مصر۔[۴۴]

تاج الشریعہ اور ایوارڈ

آپ کی خدمات دینی وملی اظہر من الشمّس ہے۔جب آپ جامع از ہر میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث میں ایک نمبر پر آئے تو وہاں کرنل جمال عبدالناصر نے ایوارڈ دیا۔.

۲۰۰۹ء میں جب آپ نے مصر کا دورہ فرمایا تو جامع از ہر تشریف لے گئے، وہاں آپ کے اعزاز میں جلسہ منعقد ہوا، شیخ الجامعہ علامہ محمد طنطاوی، جامع از ہر قاہرہ ان کے علاوہ جامعہ کے دیگر عہد یداران کی موجودگی میں جامع از ہر کی طرف سے ''الذراع الفخری'' نامی ایوارڈ دیا گیا۔

اس کے علاوہ متعدد جلسوں، پروگراموں میں ہندو بیرون ہند سے لوگوں نے ایوارڈ پیش کئے، چاندی، روپے وغیرہا سے تولنے کی بات بھی متعلقین ومتوسلین نے کی، مگر حضرت تاج الشریعہ نے اس سے منع کر دیا۔

اس کے علاوہ پوری دنیا کے معززین کا امریکہ کی جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے اسلامک کرسچین انڈر اسٹینگ سینٹر نے شمار کیا تو اس میں ۵۰۰ با اثر شخصیات کو شامل کیا اس میں حضرت تاج الشریعہ کو آٹھائیسویں نمبر پر رکھا۔[۴۵]

حضور تاج الشریعہ اور ماہنامہ سنی دنیا

حضرت شاندار ادیب ہیں۔ اردو ادب کے فروغ کے لئے انہوں نے ایک ماہانہ میگزین کا اجرا کیا جس کا نام ''ماہنامہ سنی دنیا'' ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۸۳ء سے مسلسل نکل رہا ہے۔ حضرت اس کے خود ناشر اور ایڈیٹر تھے۔ تبلیغی دورے اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے حضرت تاج الشریعہ نے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو اس کا مدیر مقرر کر دیا۔ یہ مذہبی ادب کے ساتھ ساتھ اردو ادب اور جدید ادب کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اسلامیات، شخصیات، فقہیات، وفیات، حالات حاضرہ پر مضامین، حمد، نعت و مناقب تفسیر و احادیث، پیش قدمیاں اور اہم خبریں، سیاسیات، اخلاقیات پر مشتمل مضامین اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ اس میں خود لکھتے ہیں۔ ان کے فتاویٰ پابندی سے شائع ہوتے ہیں، گاہے بگاہے اہم مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا نعتیہ کلام بھی پابندی سے شامل اشاعت ہوتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ اور شاعری

حضرت کو شعر و شاعری سے پوری ذہنی مناسبت ہے وہ ایک فطری شاعر ہیں۔ اردو، عربی اور فارسی میں یکساں مہارت کے ساتھ شاعری کرتے ہیں۔ آپ کا عربی کلام سن کر اہل عرب انگشت بدنداں رہتے ہیں۔ حضرت کی حیات کے مطالعہ سے اجاگر ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پائے جاتے ہیں جو ایک کامیاب نعت گو کے لئے ضروری ہے۔ دینی و دنیاوی علوم میں گہرائی، فقہی بصیرت، عالمانہ تبحر، فکری و ذہنی صلاحیت، سبھی کچھ ان کے دامن میں موجود ہے ان کی نعتیہ شاعری، دلکشی و رعنائی سے لبریز اور دل و دماغ کو معطر کرنے والی ہے یعنی عشق و وارفتگی کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں خلوص کی خوشبو، عقیدت کی روشنی، ایمان کی لذت و حلاوت اور بیان کی نفاست و پاکیزگی ہے۔ ہم یہاں حضرت کی شاعری کا مختصر طور پر فنی جائزہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت نے کتنی صنعتوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ دیوان میں ذکر کردہ اشعار میں سے چند صنعتیں ملاحظہ کیجیے۔

صنعت استعارہ

اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اس کو مجازی معنی

میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔[۴۶]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے

لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

شہنشاہ کونین/شاہ لولاک سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو

روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

جان جاں/جان جہاں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی

جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

جان جاں/جان مسیحا سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں

غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں

شمس الضحیٰ سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں

سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جان جمال

مسیحائے زماں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صنعت تشبیہ

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صفت میں شریک قرار دینا۔[۴۷]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

روئے انور کے سامنے سورج

جیسے اِک شمع صبح گاہی ہے

اس شعر میں شاعر نے سورج کی تابش کو چہرۂ انور کے سامنے ''شمع صبح گاہی'' سے تشبیہ دی ہے۔

صنعت مبالغہ

کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ یعنی سننے والے کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کا اب کوئی مرتبہ باقی ہو یعنی حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا۔[۴۸]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کا

قمر آیا ہے شاید ان کے تلووں کی ضیا لینے
بچھا ہے چاند سا بستر مدینہ آنے والا ہے

قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چمکیں
کبھی بجھے بند کبھی وا تھے دیدہ ہائے فلک

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

صنعت تضاد

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل ہوں، اس صنعت کو صنعت طباق اور مطابقت بھی کہا جاتا ہے۔[۴۸]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں

زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

زمین v/s آسمان - ثریا v/s ثرا (متضاد الفاظ)

میری مشکل کو یوں آساں مرے مشکل کشا کر دیں
ہر اِک موج بلا کو میرے مولیٰ نا خدا کر دیں

مشکل v/s آساں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاءِ رُخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

شب v/s دن - تاریک v/s روشن

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یوں ہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں

ہنساتے ہیں v/s رُلاتے ہیں

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

پیچھے پیچھے v/s آگے آگے

یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جان کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

فلک v/s خاک

صنعت تجنیس کامل

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن دونوں لفظوں کے معنی الگ الگ ہوں۔ یعنی وہ دو الفاظ تلفظ میں یکساں ہو لیکن دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔ [۵۰]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

صنعت تجنیس ناقص

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں۔[۵۱]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

صنعت مراعات النظیر

شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو۔اس کو تناسب، توفیق، ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہیں۔[۵۲]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

سر ہے سجدے میں خیال رُخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

(سر+سجدہ+ناصیہ فرسائی (سب کا آپس میں مناسبت ہے)

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

(رند + ساقی + میخانہ + میکشوں (آپس میں مناسبت ہے)

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے

وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

(ساقی + جام + دور + ساغر + شراب + چھلکنا (آپس میں مناسبت ہے)

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن

وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے میں

(بادہ کشو + ساغر + شراب + جھومنا (آپس میں مناسبت ہے))

اصل شجر میں ہو تم ہی نخل و ثمر میں ہو تم ہی

ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نمایاں تم ہی تو ہو

(شجر + نخل + ثمر + (آپس میں مناسبت ہے))

صنعت ترصیع

شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن ہوں۔[۵۳]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے

حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

صنعت مقابلہ

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں۔ ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اول الذکر کے اضداد ہوں۔[۵۴]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

سحر دن ہے اور شام طیبہ سحر ہے

انوکھے ہیں لیل ونہار مدینہ

سحر اور نہار میں موافقت اور لیل وشام میں موافقت۔شام کے مقابلے میں سحر اور لیل کے مقابلے میں نہار۔

صنعت تنسیق الصفات

کسی کا تذکرہ بہت صفات کے ساتھ کرنا، پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت میں ہو۔[۵۵]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

وہ تبسم ، وہی ترنم ، وہی نزاکت ، وہی لطافت

وہیں ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

تاج وقار خاکیاں، نازش عرش وعرشیاں

فخر زمین وآسماں، فخر زماں تم ہی تو ہو

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو

جان جہاں تم ہی تو ہو، جان جناں تم ہی تو ہو

صنعت مقلوب مستوی

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے، تو بھی وہ سیدھی طرح رہتا ہے یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے مثلاً دید۔[۵۶]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر

کہ ہرگز رائیگاں فریاد دروحانی نہیں جاتی

درد الفت میں دے مزہ ایسا

دل نہ پائے کبھی قرار سلام

کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

صنعت مسمط

وہ نظم جس کے ہر شعر مطلع کے علاوہ تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں۔اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔[۵۷]

حضورتاج الشریعہ فرماتے ہیں:

کسی کو وہ ہنساتے ہیں، کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں، وہ اب تو فیصلہ کردیں

صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروت ناز کرتی ہے

روح رواں زندگی، تاب وتوان زندگی
امن وامان زندگی، شاہ شہاں تم ہی تو ہو

صنعت اشتقاق

اشتقاق ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ بنانا یعنی شاعر کا اپنے شعر میں ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنیٰ کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔

حضورتاج الشریعہ فرماتے ہیں:

ہوا طالب طیبہ مطلوب طیبہ
طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے

طالب مطلوب اور طلب کا ماخذ ایک ہی ہے۔

گنہگارو! نہ گھبراؤ کہ اپنا

شفاعت کو شفیع المذنبیں ہیں
شفاعت اور شفیع کا ماخذ ایک ہی ہے۔

تصانیف وتراجم

حضرت اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود قلم سے اٹوٹ رشتہ بنائے ہوئے ہیں۔ آپ نے متعدد موضوعات پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے ذیل میں ہم ان کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں اس کے بعد جائزہ پیش کریں گے۔

شمار	اسمائے کتب	زبان	تفصیل
۱	شرح حدیث نیت	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۲	ہجرت رسول	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۳	آثار قیامت	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۴	سنو چپ رہو	اردو	ادارہ معارف رضا، پاکستان/برکاتی پبلشرز، کراچی
۵	ٹائی کا مسئلہ	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
٦	تین طلاقوں کا شرعی حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی

۷	تصویروں کا حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۸	دفاع کنز الایمان-۲ جز	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۹	الحق المبین	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۰	ٹی۔وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۱	القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۲	حضرت ابراہیم کے والد تارح یا آزر، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۳	کیا دین کی مہم پوری ہوچکی؟، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۴	جشن عید میلا دالنبی، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۵	متعدد فقہی مقالات	اردو	مطبوعہ/غیر مطبوعہ
۱۶	سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی	اردو	مطبوعہ ماهنامه سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۷	المواهب الرضویه فی الفتاویٰ الازهریه	اردو	مطبوعہ/غیر مطبوعہ

۱۸	شرح بخاری شریف	اردو	آڈیو—مرتب کیا جا رہا ھے
۱۹	تراجم قرآن میں کنز الایمان کی فوقیت	اردو	اس پر کام جاری ھے
۲۰	نوح حامیم کیلر کے سوالات کے جوابات (کفر، ایمان، تکفیر)	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۲۱	الحق المبین	عربی	مطبوعہ المجمع الرضوی
۲۲	الصحابة نجوم الاهتداء	عربی	مطبوعہ دار المقطم، مصر
۲۳	شرح حدیث الاخلاص	عربی	المجمع الرضوی
۲۴	سد المشارع علیٰ من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۵	تحقیق ان ابا ابراهیم تارح لا آزر	عربی	مطبوعہ دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۶	نبذة حیاة الامام احمد رضا	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۷	مرأة النجدیه بجواب البریلویه (حقیقة البریلویة)	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۸	حاشیة الازهری علیٰ صحیح البخاری	عربی	مطبوعہ مجلس برکات، مبارکپور
۲۹	حاشیة المعتقد و المستند	اردو	مطبوعہ، المجمع الرضوی، بریلی
۳۰	سفینۂ بخشش (دیوان)	عربی/اردو	مطبوعہ، متعدد بار، المجمع الرضوی، بریلی
۳۱	انوار المنان فی توحید القرآن	اردو	المجمع الرضوی

۳۲	المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد (ترجمہ)	اردو	المجمع الرضوی، بریلی
۳۳	الزلال الانقی مع بحر سبقة الاتقی (ترجمہ)	اردو	ادارہ سنی دنیا، بریلی
۳۴	اہلاک الوہابین علیٰ توہین القبور المسلمین (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۵	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (تعریب)	عربی	شائع از سعودی، مطبع کا نام نہیں ھے
۳۶	الھاد الکاف فی حکم الضعاف (تعریب)	عربی	دار السنابل، دمشق
۳۷	برکات الامداد لاھل الاستمداد (تعریب)	عربی	جمیعة رضا المصطفیٰ، کراچی
۳۸	عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۹	تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۴۰	قوارع القہار فی رد المجسمة الفجار (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۱	سبحان السبوح (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۲	القمع المبین لامال المکذبین	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۳	النہی الاکید (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق

۴۴	حاجز البحرین (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۵	فقه شهنشاه وأن القلوب بيد المحبوب بعطاء الله (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۴۶	ملفوظات تاج الشریعہ	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۴۷	تقدیم تجلیة السلم فی مسائل نصف العلم	اردو	مطبوعہ اختر بک ڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۴۸	ترجمہ قصیدتان رائعتان	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۴۹	Few English Fatawa	انگلش	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، بریلی
۵۰	ازھرا لفتاویٰ	انگلش	مطبوعہ حبیبی دارالافتاء ڈربن، ساؤتھ افریقہ
۵۱	ٹائی کا مسئلہ	انگلش	ادارہ سنی دنیا
۵۲	AJustAnswertotheblased author	انگلش	مطبوعہ، از: ساؤتھ افریقہ (مطبع کا نام نہیں ہے)
۵۳	فضیلت نسب (ترجمہ اراءۃ الادب لفاضل النسب)	اردو	مکتبہ سنی دنیا، بریلی
۵۴	ایک غلط فہمی کا ازالہ	اردو	برکات رضا، پوربندر، گجرات
۵۵	حاشیہ انوار المنان	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۵۶	الفردہ فی شرح قصیدۃ البردہ	عربی	ناشر مولانا مسجد رضا (مطبع کا نام نہیں ہے)
۵۷	رویت ہلال	اردو	مطبوعہ

۵۸	چلتی ٹرین پر نماز کا حکم	اردو	مطبوعه
۵۹	افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم	اردو	مطبوعه
۶۰	تعریب فتاویٰ رضویہ ج ا	اردو	تعریب کا سلسلہ جاری ہے
۶۱	منحۃ الباری شرح صحیح البخاری	اردو	جاری ہے

نوٹ: مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ بشکل آڈیو، قصیدۂ بردہ کی عربی شرح، بخاری شریف کا اردو میں درس انٹرنیٹ پر ہر اتوار کو بعد نماز عشا آن لائن، عربی سوال کا عربی، میں انگلش سوال کا انگلش میں، اردو سوال کا اردو میں جواب، انٹرنیٹ پر موجود ہے، اللہ تعالیٰ اہل علم عقیدت مندوں میں سے کسی کو توفیق بخشے اور اسے تحریر کا جامہ پہنا کر منظر عام پر لے آئے۔

جن کتابوں کا آپ نے ترجمہ فرمایا ہے خواہ عربی میں ہوں یا اردو میں ان پر آپ کا حاشیہ بھی ہے، میں نے صرف المعتقد مع المستند المعتمد اور انوار المنان کے حاشیے کا تصانیف میں تذکرہ کیا ہے، ان حواشی کو بھی آپ کی تصانیف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ دوران مطالعہ مرکزی دارالافتا میں، میں نے دیکھا کہ وہ کتابیں جو حضرت کے زیر مطالعہ رہی ہیں ان میں سے بعض کتابوں پر آپ کی تعلیقات و حواشی ہیں، انہیں میں نے تحریرات تاج الشریعہ میں شمار نہیں کیا ہے۔

آپ نے جو خطوط لکھے ہیں بعض کی کاپیاں دارالافتا میں تھیں انہیں میں نے پڑھا ہے، وہ زبردست علمی کاوشیں ہیں، اگر حضرت کے خطوط مل جائیں اور انہیں یکجا کر دیا جائے تو وہ بھی مستقل ایک کتاب کی حیثیت رکھیں گے۔

آپ نے علمائے اہل سنت کی کتابوں پر جو تقریظیں تحریر کی ہیں وہ کثیر تعداد میں ہیں انہیں بھی یکجا کیا جائے تو اردو نثر میں اضافہ ہوگا۔ مدارس، مساجد، مکاتب، تنظیم، تحریک جن کا تعلق اہل سنت سے ہے، ان کے معائنے یا سرپرستی قبول کرنے کی تحریریں، یا تعاون کے سلسلے میں حضرت کی بابرکت تحریریں بھی اس قدر ہیں کہ انہیں یکجا کیا جائے تو نثریات اردو میں شاہکار ثابت ہوں گی۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود فقہ و افتاء بیعت و ارشاد اور تالیف و تصنیف کا

کام مسلسل انجام دے رہے ہیں۔ غرض یہ ایک ذات ہے جو مجموعہ برکات ہے اور مستقل ایک انجمن ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مدظلہ العالی کے فیضان کو جاری رکھے اور ان کے علم وعمل سے ہمیں مستفیض و مستنیر فرمائے اور انہیں عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ وازکی التسلیم۔

حوالہ جات

[۱] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۱۴۔

[۲] حضور تاج الشریعہ کا پاسپورٹ اور راقم کے استفسار پر خاندانی بزرگ مولانا تحسین رضا اور مولانا حبیب رضا خاں صاحب نے بیان فرمائی۔

[۳] الصحابہ نجوم الاھتداء ص ۱۵ دار المقطم ۵۰ شارع شیخ ریحان عابدین القاھرہ جمھوریہ مصر العربیۃ ۱۴۳۰/ ۲۰۰۹ء) حقیقۃ البریلویہ ص ۹۱ ۔دار المقطم ۵۰ شارع شیخ ریحان عابدین القاھرہ جمھوریہ مصر العربیۃ ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء۔

[۴] حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۰۳، مولانا ظفر الدین بہاری، مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر، گجرات۔/ حیات مفتی اعظم، ص ۲۲، مرزا عبد الوحید بیگ، ادارہ تحقیقات مفتی اعظم، بریلی۔

[۵] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مرتبہ حافظ شمس الحق ومولانا ارشاد عالم نعمانی، مجلس فکر رضا، لدھیانہ، پنجاب۔

[۶] حیات تاج الشریعہ، ص ۱۰، مولانا شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئی، ۲۰۰۸ء۔

[۷] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مطبع سابق۔

[۸] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مطبع سابق۔

[۹] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، شمارہ جمادی الاولی ۱۳۸۵ھ/ستمبر ۱۹۶۵ء۔

[۱۰] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، شمارہ دسمبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ، ص ۳۰۔

[۱۱] حیات تاج الشریعہ، ص ۲۴، مطبع سابق۔

[۱۲] حیات تاج الشریعہ، ص۱۴-۱۵، مطبع سابق۔
[۱۳] سفینہ بخشش، ص۶۹، مولانا اختر رضا، طباعت کیل کو، ممبئی، سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔
[۱۴] سفینہ بخشش، ص۶۸، مولانا اختر رضا، طباعت کیل کو، ممبئی، سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔
[۱۵] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء، ص۱۶۔
[۱۶] حیات تاج الشریعہ ص۱۷-۱۸، مولانا شہاب الدین، مطبع سابق۔
[۱۷] حیات تاج الشریعہ ص۱۹/ رضا اکیڈمی ممبئی۔
[۱۸] ماہنامہ استقامت کانپور، ص۱۵۱ شمارہ رجب ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳۔
[۱۹] تقریظ بر ترجمہ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد ص۴۲، مرتبہ محمد یونس رضا، ناشر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی، اشاعت دوم ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء۔
[۲۰] تقریر امام احمد رضا کانفرنس بریلی ۲۴/ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ۔
[۲۱] حیات تاج الشریعہ، ص۶۷، مطبع سابق۔
[۲۲] حیات تاج الشریعہ ص۶۸-۶۹ مطبع سابق۔
[۲۳] تجلیات تاج الشریعہ ص۹۹ مرتبہ ماہنامہ شاہد قادری، رضا اکیڈمی ڈونٹاٹ اسٹریٹ کھڑک ممبئی سن اشاعت ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء
[۲۴] ماہنامہ استقامت کانپور ص۱۵۱ شمارہ رجب ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔
[۲۵] حیات تاج الشریعہ، ص۳۲، مولانا شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئی ۲۰۰۸ء۔
[۲۶] ماہنامہ نوری کرن، بریلی، ص۴۰، فروری ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ۔
[۲۷] حیات تاج الشریعہ، ص۳۳-۳۴، مولانا شہاب الدین، مطبع سابق۔
[۲۸] سیرت تاج الشریعہ، ص۱۳، مولانا شہاب الدین، بزم فیض رضا گلبہار، کراچی، پاکستان۔
[۲۹] حیات تاج الشریعہ، ص۲، مطبع سابق۔
[۳۰] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، دسمبر ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۲ھ۔
[۳۱] تجلیات تاج الشریعہ، ص ۶۱۹ - ۶۲۱، مولانا محمد شاہد القادری، رضا اکیڈمی، ممبئی/ حیات تاج

الشریعہ،ص۵۴-۶۵،مولانا محمد شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئی

[۳۲] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲ر ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء/ روز نامہ جنگ لندن ۳ر مارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ۔

[۳۳] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲ر ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء/ روز نامہ جنگ لندن ۳ر مارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ۔

[۳۴] حیات تاج الشریعہ،ص ۳۱،مطبع سابق۔

[۳۵] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء،ص ۱۷۔

[۳۶] تحفظ مسلم پرسنل لا ،ص ۱۹،مولانا یٰسین اختر مصباحی،مطبوعہ دارالقلم، دہلی۔

[۳۷] روزنامہ امر اجالا، آگرہ، ۱۰ر نومبر ۱۹۸۹ء۔

[۳۸] حیات تاج الشریعہ،ص ۲۷،مطبع سابق۔

[۳۹] سمینار منعقدہ فروری ۱۹۹۵ء مجلس شرعی مبارکپور، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ۔

[۴۰] قلمی فتویٰ (رجسٹر مرکزی دارالافتاء)۔

[۴۱] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء،ص ۲۲۔

[۴۲] حیات تاج الشریعہ،ص ۴۸،مطبع سابق۔

[۴۳] ماہنامہ معارف رضا، کراچی ۲۰۰۹ء،ص ۴۹-۵۲۔

[۴۴] ویزیٹر بک جامعۃ الرضاص ۲۰ تا ۳۰، جامعۃ الرضا بریلی (قلمی)۔

[۴۵] روزنامہ انقلاب، جلد نمبر ۴۷، شمارہ ۳۴۱، مجریہ ۱۸ محرم ۱۴۳۳ھ/۱۴ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز بدھ،ص ۱۔

[۴۶] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۰۹۰، حکیم عبد الغنی نجمی رامپوری، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی، ۲۰۰۶ء

[۴۷] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۹۶۷ مطبع سابق۔

[۴۸] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۴۴۴ مطبع سابق۔

[۴۹] بحر الفصاحت ج ۲،ص ۱۳۵۵، مطبع سابق۔

علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث

از: جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری
مفتی ومدرس جامعہ شکوریہ بلہور کانپور

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلّی ونسلم علیٰ رسولہٖ الکریم

امام العلماء والمتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے مبارک ہاتھ میں دارالافتاء کا ذمہ دار قلم پہونچ چکا تو وہ قلم مسرت وشادمانی سے مچل رہا ہوگا کہ اب دنیا میں میری ذمہ داری کا چرچا ہی نہیں بلکہ میرے کارنامے علمی محافل کی رونق بنیں گے دن سے ہفتے ہفتوں سے ماہ اور مہینوں سے سال بنتے جائیں گے صدیوں تک اس ذمہ دار ہاتھوں میں رہنے کا شرف مجھے ملتا جائے گا میری لکیروں کی پیمائش رصدگاہوں میں ہوگی ان کی معنوی گہرائیوں کی تحقیق ریسرچ سینٹروں میں ہوگی عرشی مفاہیم کی کمانیں چاند سورج تک ہی نہیں دائرۃ البروج کو بھی اپنے احاطے میں لے لیں گی۔ عام وخاص میں میرے عشق کا چرچا ہوگا۔ عرب وعجم میں میرا سکہ رائج ہوگا۔ میری نوک سے نکلنے والا ایک ایک لفظ کہیں پھول برسائے گا تو کہیں بجلیاں گرائے گا۔ کوئی مجھے سینے سے لگائے گا تو کوئی میرے نام سے دہشت زدہ رہے گا۔ مجھے خریدنے کے لئے دولت آئے گی خرید نہ سکے گی۔ روساء کی طرف سے دباؤ آئے گا جھکا نہ سکے گا۔ حلیہ بدل بدل کر اعداء دین آئیں گے دھوکہ نہ دے سکیں گے۔ ایسے وقتوں میں میرا اعلان ہوگا:

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

الحمدللہ قلم کی یہ تمنائیں ہوتی رہیں۔ حضور امام العلماء کے بعد دارالافتاء کا یہ ذمہ دار قلم سرکار رئیس الاتقیاء حضرت مفتی محمد نقی علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے دست پاک میں آیا تو اس میں اور نکھار آتا گیا کہ ایسے ہاتھوں میں یہ آچکا ہے جس کی حق گوئی وبیباکی کا زمانہ قائل ہے دارالافتاء کی

ذمہ داری اس عظیم فقیہ نے سنبھال لی ہے جس کے بارے میں مجدد اعظم نے اس وقت فرمایا جب آپ نے رسالہ مبارکہ اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبئ تہامة=تحریر فرمایا

یہ مجمل تحقیق استحباب قیام پر صرف ایک دلیل کی اس کے سوا دلائل متکاثرہ حجج باہرہ وبراہین قاہرہ قرآن وحدیث واصول قواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل وتوضیح اور شبہات مانعی کی تذلیل و تفضیح پر طرز بدیع ونہج نہیج حضرت حجة الاسلام بقیة السلف تاج العلماء راس الکملاء وسیدی ومولائی خدمت والد ماجد حضرت مولانا محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ=اذا قة الاثام لمانعی عمل المولد والقیام =میں بما لا مزید علیہ بیان فرمائی۔

(فتاوائے رضویہ جلد۱۲ صفحہ ۳۷ مطبع رضا اکیڈمی بمبئی)

حضور رئیس الاتقیاء کے بارے میں علماء واقف ہیں۔آپ کے ہاتھ میں یہ قلم کس شان سے جھوم رہا ہوگا کہ اس یکتائے زمانہ ہستی کے ہاتھوں میں آیا جسے دنیوی دولت کی تمنا ہے نہ شہرت کی فکر نہ کسی کے طعن وتشنیع کی پرواہ اور نہ مدح سرائی کی طمع ،علم میں دور دور تک زمانہ میں جس کا کوئی ثانی نظر نہیں آرہا ہے ایک بے مثال فقیہ نے جس کے بارے میں فرمایا

آہ۔آہ۔آہ!ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول وفروع وعقائد وفقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی۔اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاشا اللہ نہ اس لئے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اس لئے کہ الحق والحق اقول ،الصدق واللہ یحب الصدق میں اس طبیب صادق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب وعجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا۔اس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا۔اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے۔مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق ومعضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں۔خادم......کو مراجعت کتب واستخراج جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے ظاہرا حکم یوں ہونا چاہیئے،، جو وہ فرماتے وہی نکلتا۔یا بعض کتب میں

اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں۔عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوشہ چیں وزلہ رہا،، جو مکہ معظّمہ میں اس بار حاضر ہوا۔وہاں کے اعلم العلماء و افقه الفقهاء سے ٦۔٦ گھنٹے مذاکرۂ علمیہ کی مجلس گرم رہتی۔جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے،اپنے زمانے کے عہد افتاء کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑا یا اشتباہ رہا، اس ہیچ میرز پر پیش فرمانا شروع کئے۔جس مسئلہ و حکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثار بشاشت ان کے چہرۂ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے،سماع دلیل سے پہلے آثار حزن نمایاں ہوئے اور خیال فرمالیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔یہ اسی طبیب حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔(فتاوائے رضویہ ۱۲ صفحہ ۱۳۱)

ایسے طبیب حاذق کے دست شفاء میں یہ خوش بخت قلم اب جمیع امراض روحانی کے نسخہ ہائے کیمیا بنا رہا ہے۔مریض صرف بریلی کے نہیں تھے متحدہ ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے تھے جبکہ دار الشفاء بریلی سے اپنا فیض لٹا رہا تھا۔اسی کے ساتھ ہی متصل وہ وقت بھی آیا جس میں اب قلم کو ہی نہیں بلکہ دار الافتاء کے پورے قلمدان کو وجد آرہا تھا کہ اب مجھے اس پاکیزہ ہستی کے دست تحقیق کو بوسہ دینے کا شرف ملنے والا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک نشانی کہا جائے گا۔امام الانبیاء والمرسلین علیه وعلیهم الصلوٰة والتسلیم کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہا جائے گا۔امام الاولیاء حضور غوث اعظم رضی الله تعالیٰ عنه کی کرامتوں میں سے ایک کرامت کہا جائے گا۔علوم وفنون میں امام اعظم رضی الله تعالیٰ عنه کا عکس جمیل کہا جائے گا حضور امام العلماء والمتکلمین کی دعاء سحر گاہی کا ثمرۂ اجابت کہا جائے گا۔حضور امام المحققین کے شفاخانہ کا نسخۂ نایاب کہا جائے گا۔

یہ زمانہ کچھ ایسا تھا کہ دین میں فتنہ انگیزی کا ایک تسلسل تھا اسلام کے خلاف انگریز کا فتنہ ہی کوئی کم نہیں تھا اہل ہنود بھی ہمارے دشمن تھے۔مسلم نما دہریہ کچھ لیڈروں کی وجہ سے فتنۂ اکبری کی نشاۃ ثانیہ ہو رہی تھی وہ مدارس جہاں سے دنیا کو علم کی روشنی ملی فقہ وحدیث کی چند کتابوں میں سمٹ گئے تھے۔علم دین کا مستقبل ایک ایسا خواب محسوس ہو رہا تھا جس کی تعبیر اچھی نہیں کہی جا سکتی تھی۔اسمعیل دہلوی کی شکل میں

فتنۂ وہابیت ہندوستان میں داخل ہو چکا تھا۔ قاسم نانوتوی نے خاتمیت محمدی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایسا معنی لوگوں کو دیا تھا جو صراحتاً ایمان کے خلاف تھا۔ اشرفعلی تھانوی و خلیل احمد امیٹھوی کی ان گستاخیوں سے کون واقف نہیں جو شان رسالت میں ان کی المناک شرارتیں تھیں۔ قادیان کا فتنہ بھی سر اٹھانے والا تھا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے خلاف عالمی فتنوں کی سرکوبی کے لئے دار الافتاء کے اس عظیم قلمدان کو امام احمد رضا کے ہاتھ میں عطا کر دیا۔

الحمد للہ اب سطح زمیں کی وسعت امام احمد رضا کے علم و حکمت کے مقابلہ میں تنگ نظر آ رہی ہے۔ ایک براعظم کو چھوڑ کر باقی دنیا میں اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہات شخصیت پر تحقیقات ہو رہی ہیں درجنوں اہل علم و قلم نے اس مبارک موضوع پر تحقیقی مقالے پیش کر کے جامعات و یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ ثم الحمد للہ احمد رضا نے ہی ہمیں وہ علمی خزانہ عطا کیا ہے جس کی وجہ سے باطل فرقہ کی تردید میں ہمیں اور دلائل کی مزید حاجت نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت کے مجددانہ لاجواب کارناموں کی ایک ہلکی جھلک یہ ہے کہ

اسمٰعیل دہلوی کے رد میں سرکار اعلیٰ حضرت نے دس کتابیں تحریر فرمائیں:

(۱) حل خطاء الخط

(۲) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

(۳) الیاقوتة الواسطه فی قلب عقد الرابطة

(۴) سبحان القدوس عن تقدیس نجس منکوس

(۵) الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء

(۶) الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیة

(۷) سل السیوف الهندیة علی کفریات بابا النجدیة

(۸) دامان باغ سبحان السبوح

(۹) مبین الهدیٰ فی نفی امکان مثل المصطفیٰ

(۱۰) چابک لیث بر اہل حدیث

اسی اسمٰعیل دہلوی نے ہندوستان میں وہابیت کی بنیاد رکھی تھی۔عقیدہ دیوبندیت کا جداعلیٰ بھی یہی تھا۔تقویۃ الایمان کے نام سے جب اس کی ایک گمراہ کن کتاب منظر عام پر آئی مسلمان بے چین ہو اٹھے۔چاروں طرف سے لوگ لعنت وملامت کرنے لگے۔ایک اضطرابی کیفیت سے برصغیر کی فضا مکدر ہونے لگی۔علماء دہلی کی دعوت پر مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی بھی ان حضرات میں شریک رہے بلکہ ان کی قیادت میں علماء دہلی نے انتیس ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ بروز سہ شنبہ جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے۔اسمٰعیل دہلوی کے سامنے اس کے باطل عقائد رکھے گئے جن کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ میدان مناظرہ سے فرار کی لعنت کو اپنے سر لیا۔دہلی کا یہ مناظرہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کی اس دنیا میں تشریف آوری سے بائیس سال پہلے منعقد ہوا تھا۔اسی مناظرہ کے بعد علامہ فضل حق خیرآبادی نے وہ کتاب مستطاب تالیف فرمائی تھی جسے دنیا آج **تحقیق القتوفی فی ابطال الطغویٰ** کے نام سے جانتی ہے۔امام المحققین حضور علامہ نقی علی خاں صاحب والد ماجد مجدد اعظم نے بھی اس کے رد میں ایک کتاب بنام ''تصحیح الایمان'' تحریر فرمائی پھر بریلی کا رضوی قلمدان جب فاضل بریلوی کے پاس آیا تو آپ نے ''**تلک عشرۃ کاملۃ**'' کو امت مسلمہ کے حوالہ کیا جن کے اسماء مبارکہ آپ کی نظروں سے گزرے۔

نانوتوی کارد

اس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ فضل الرحمٰن۔ذوالفقار علی۔اور حاجی محمد عابد ان تینوں نے ملکر دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا۔مولوی قاسم نانوتوی کو ایک مدرس کی حیثیت سے رکھا۔پندرہ روپے ماہانہ اس کی تنخواہ تھی۔کچھ ہی دنوں میں اس کمیٹی کے دیگر افراد سے اس نے ساز باز کر کے اس پر قبضہ جمالیا۔اصل بانی کا نام مدرسہ کے رجسٹر غائب ہوگیا اور خود بانی مدرسہ بن بیٹھا۔یہیں اس نے وہ گندی کتاب لکھی جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے آخری نبی کے انکار کا معنی مترشح ہے۔

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے بارہ برجوں سے اس پر بجلیوں کی بوچھار کر دی ہے اور اس کے رد میں بارہ کتابیں تحریر فرما کر قوم پر احسان کیا ہے:

(۱) جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة
(۲) فتاوی الحرمین برجف ندوة المین
(۳) ترجمة الفتوٰی وجه هدم البلوٰی
(۴) خلص فوائد فتویٰ
(۵) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین
(۶) خلاصہ فوائد فتاویٰ
(۷) مبین احکام وتصدیقات اعلام
(۸) تمھید الایمان بایات قران
(۹) المبین ختم النبیین
(۱۰) تنبیه الجهال بالهام الباسط المتعال
(۱۱) جوابہائے ترکی تبرکی
(۱۲) چابک لیث بر اھل حدیث

گنگوہی کا رد

قصبہ گنگوہ کے محلّہ سرائے میں ۶/ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو دوشنبہ چاشت کے وقت مولوی ہدایت احمد کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا رشید احمد اس کا نام رکھا گیا یہی مولوی بنا اور اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رسالت میں شدید گستاخیاں کیں۔

امام اہلسنت نے اس کے رد میں پچیس کتابیں تالیف فرمائیں:

(۱) منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین
(۲) ازکی الاهلال ماأحدث الناس فی امر الهلال
(۳) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح
(۴) الصافية الموجبه لحکم جلود الاضحية

(۵) سبحان القدوس عن تقديس نجس منكوس

(۶) المنى والدرر لمن عمدمنى آردر

(۷) وصاف الرجيح فى بسلمته التراويح

(۸) القطوف الدانية لمن احسن الجماعته الثانيه

(۹) الردالاشدالبهى فى هجرالجماعته على الكنكهى

(۱۰) انباء المصطفیٰ بحال سرواخفى

(۱۱) الجزء المهيالغلمة كنهيا

(۱۲) رامی زاعیان معروف بہ دفع زیغ زاغ

(۱۳) اتيان الارواح لديارهم بعدالرواح

(۱۴) اهلاک الوهابيين على توهين قبورالمسلمين

(۱۵) حسام الحرمين على منحر الكفروالمين

(۱۶) خلاصہ فوائد فتاوای

(۱۷) مبین احکام وتصدیقات اعلام

(۱۸) الفيوض الملكية لمحب الدولته المكية

(۱۹) تمہید الایمان بایات قران

(۲۰) فتویٰ کرامات غوثیہ

(۲۱) رشافته الكلام فى حواشى اذاقته الاثام

(۲۲) اخباریہ فی خبرگیری

(۲۳) سرالاوقات

(۲۴) ظفرالدين الجيد

(۲۵) چابک لیث براہل حدیث

اسی طرح اشرف علی تھانوی کے رد میں امام اہلسنت نے نو کتابیں تحریر فرمائیں شیعوں کے رد میں

آٹھ کتابیں ہیں۔خاص ندوہ کے ردمیں سترہ کتابیں ہیں۔چھ کتابیں غلام احمد قادیانی کے ردمیں ہیں۔غیر مقلدین کے ردمیں آپ نے چھبیس کتابیں تحریر فرمائیں۔مذکورہ کچھ کتابوں کی تکرار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کے خلاف قول ایک سے زائد کا ہے اور کہاں تک شمار کیا جائے جہاں بھی ضرورت محسوس کی آپ نے پوری کتاب قوم کو پیش کردی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم عطا فرمایا تھا جو ہر زاویۂ نگاہ سے کمال اور تمام نظر آتا ہے۔حضور اعلیٰ حضرت کے زمانے میں یا اس سے پیشتر کافی دور دور تک کوئی آپ کے پائے کا نظر نہیں آتا ہے۔جس موضوع پر بھی آپ نے قلم اٹھایا ہے اس کی ایسی انیق و نفیس تحقیق لوگوں کو مل جاتی ہے جس میں کہیں بھی کوئی نقطہ رکھنے کی اور گنجائش نہیں رہتی ہے عام مسلمان بھی بخوبی اس کا صحیح نتیجہ نکال لیتے ہیں جبکہ موافق علماء اور دانشور کے لئے اس موضوع میں دلائل و براہین کا بحر ذخار موجود رہتا ہے۔ساتھ ہی معاندین وحاسدین کی زبانوں پر بھی تالے پڑ جاتے ہیں اس لئے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ہی ایسے ایسے شبہات کو بیان کر کے ان کے جوابات عطا فرمادیئے ہیں جن کا عشر عشیر بھی ان کے ذہن وفکر میں نہیں تھا لیکن بڑے ہی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار بھی کرنا پڑ رہا ہے کہ آج حاسدین کے منفی رویے سے اعداء دین کے مشاہدے میں وہ صحرائی سراب ہے جس سے وقتی طور پر جاں بلب ریگستانی مسافروں کو تسلی کا احساس ہوتا ہے۔

ایسا بھی نہیں کہ حاسدین اسی زمانے کی پیداوار ہیں بلکہ فاضل بریلوی کو بھی ان کا سامنا تھا اور آپ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درعدالت میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اک طرف اعداء دین ایک طرف حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

آج حال یہ ہے کہ فتاوائے رضویہ سے چند مسائل نقل کرنے کی صلاحیت ہوگئی تو احمد رضا کو چیلنج کرنے لگ گئے۔قدوری باب الجنائز تک پڑھا دیا تو احمد رضا کے علم کی پیمائش کرنے لگ گئے۔کاش یہ حضرات فتاوائے رضویہ سے نقل کرتے وقت اس کی عبارات کے معنوی عرش تک ذہنی پرواز کی کوشش کرتے تو ان کی حیثیت اور دوبالا ہوجاتی لیکن کیا کریں۔چند سانسوں میں پھول جاتے ہیں۔کل سے لیکر آج تک کی

تاریخ کا مطالعہ کریں تو نا قابل انکار اس حقیقت کا مشاہدہ ہوگا کہ رضا کا مبارک قلم اعداء دین اور حاسدین کے سامنے کل بھی چیلنج بنا ہوا تھا اور آج بھی چیلنج بنا ہوا ہے۔نہ ان لوگوں کے پاس کل اس کا کوئی جواب تھا اور نہ آج کوئی جواب ہے اور مستقبل میں بھی ناکامی ان کا مقدر ہوگا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

آؤ!اس عظیم ہستی کی زبانی سنیں جس نے فتاوائے رضویہ بالاستعاب تحقیقی نظر سے پڑھا ہو۔جس نے علامہ احمد حسن کانپوری سے معقولات کی تکمیل کی تھی۔محدث سورتی سے علم حدیث پڑھا تھا۔اخاذ طبیعت جس کی فطرت تھی تدقیق مسائل جس کا دستور تھا یعنی ملک العلماء علامہ مفتی سید محمد ظفر الدین صاحب بہاری علیہ الرحمۃ نے اس کے بارے میں کیا فرمایا۔آپ فرماتے ہیں

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری غفرلہ عرض کرتا ہے کہ فقیر کے پیش نظر فتاوائے متقدمین ومتاخرین سب ہیں۔متقدمین میں فتاوائے ہندیہ بیشک اس مقدار میں ہے، جسے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کچھ نسبت دی جاسکتی ہے ورنہ اس وقت کے علماء میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے فتاویٰ کو اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کوئی بھی نسبت ہو۔یہ تو باعتبار کمیت ہے کہ اوروں کے فتاویٰ چھوٹے اوراق پر ڈیڑھ سو، دوسو، تین سو صفحات، زیادہ سے زیادہ پانچ سو صفحات تک ہوں گے اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ تقطیع کلاں، ہدایہ سائز پر بارہ جلدوں میں، ہر جلد پچاس ساٹھ نہیں آٹھ سو یا نو سو صفحات کے درمیان ہے اور باعتبار کیفیت ونفاست مضامین تو اور معاصروں کے فتاویٰ کا کوئی جوڑ نہیں۔

فتاویٰ جلد اول چھپے ہوئے عرصہ گزرا۔یہ جلد آٹھ سو اسی صفحات پر ختم ہے۔اس جلد میں صرف باب التیمم تک کے مسائل ہیں۔اس میں بظاہر ایک سو چودہ فتویٰ اور حقیقۃً ہزار ہا مسائل ہیں۔اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق وتنقیح کے ساتھ کہ آج تک کسی کتاب میں نہ ملے۔الحمد للہ کتنے معرکۃ الآرا مسائل کہ بوجہ کثرت اختلافات واضطربات آج تک نا منقح الجھے ہوئے تھے۔بفضلہٖ عزوجل ایسے صاف ومنقح ہوئے جس کی قدر اہل ایماں وانصاف ہی جائیں گے۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ 26-325)

فتاویٰ کی کتابوں میں ممتاز ترین کتاب فتاوائے رضویہ کے بارے میں حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے حضور ملک العلماء کے یہ الفاظ مبارکہ تھے آج کچھ لوگ اس کی مقبولیت سے خوف زدہ ہیں گرچہ

دارالافتاء کی کتابوں میں اسی کو افضلیت حاصل ہے۔دل سے حضور ملک العلماء کے فرمودات کے قائل ہیں لیکن زبانیں حب ریاست و دولت سے مقفل ہیں حقیقت سے صرف نظر کرتے ہوئے بے جا شبہات و نازیبا ارادات دراصل نفسانی خواہشات کی تکمیل اوران کی قلبی نجاست کی پیداوار ہیں۔ممکن ہے کہ اس میں ان کی کوئی مجبوری رہی ہو۔حضور ملک العلماء نے فرمایا کہ اس کی قدر اہل ایمان وانصاف ہی جانیں گے۔

اگر کوئی اس کی ناقدری کرے تو وہ ان دونوں میں سے ایک نہیں ہوگا یا پھر دونوں نہیں ہوگا ناقدری کرنے والا یا تو اہل ایمان نہیں یعنی اعداء دین ہیں یا پھر اہل انصاف نہیں جیسا کہ حاسدین ہیں۔

فتاوائے رضویہ کی طرف ترچھی نگاہ ڈالنا کچھ ناعاقبت اندیشوں نے اپنا محبوب مشغلہ بنالیا ہے ۔جبکہ وہ حضرات جنہوں نے اس کا گہرا مطالعہ کیا تھا بار بار دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔رضوی دلائل کی باریکیوں پر ان کی عمیق نگاہیں تھیں آپ فرماتے ہیں:

> امام احمد رضا بلاشبہ اپنے دور میں پوری دنیا کے لئے مرجع فتاویٰ تھے۔آپ کے دارالافتاء میں براعظم ایشیاء،افریقہ،یورپ اورامریکہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سوجمع ہوجاتے تھے اورسب کے جواب اسی شرح اوربسط کے ساتھ مجتہدانہ شان سے دیئے جاتے تھے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید سے سرمو انحراف نہیں ہوتا بلکہ اپنے مسلک حنفی پرشدت سے کاربند رہتے۔آپ کے فتاویٰ سے عوام وخواص ،علماء وصلحاء اورمفتیان دین متین وقاضیان عدالت سبھی مستفید ہوتے تھے اورآج بھی ہورہے ہیں ۔آپ کی اس شان فقاہت اور تبحر علمی سے متاثر ہوکرہی علماء عرب وعجم نے بالاتفاق چودہویں صدی کا مجدد تسلیم کیا اورعلماء حرمین شریفین زادھما اللّٰہ شرفا و تعظیما توکثیر تعداد میں آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے ہوئے نظر آئے۔آپ سے سندیں حاصل کیں اوراپنی فقہی تحقیقات وتنقیحات کودیکھ کرہی علامہ حافظ الحدیث مفتیٔ حرم شیخ سید اسمٰعیل ابن خلیل پکار اٹھے:

لو رأه ابوحنیفة النعمان لجعله من حملة اصحابه

(مقدمہ فتاوائے رضویہ جلد پانچ)

حضور بحرالعلوم کے علمی جاہ وجلال سے کون عالم ناواقف ہوگا۔فتاوائے رضویہ کی تبییض وطباعت میں آپ کی عرق ریزی امت مسلمہ پرآپ کا عظیم احسان ہے۔فتاوائے رضویہ جلد پنجم کی طباعت کے وقت آپ نے جومشاہدہ فرمایا آپ کے ہی الفاظ میں سماعت کریں۔فرماتے ہیں:

کتاب اوراس کے مضامین کے بارے میں کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے کیسا استحضاراور علم میں کس درجہ گہرائی تھی نمونتۂ ہم یہاں صرف دومسئلے ذکر کرتے ہیں۔صفحہ ۶۶۲ پرایک سوال ہے (عدد صفحات میں کاتب سے غلطی ہوئی کہ یہ مسئلہ مذکورہ صفحہ میں نہیں بلکہ صفحہ ۶۶۱ میں ہے ناچیز راقم الحروف)

زید کی زوجہ چھمی اور بشیرن ہیں اس نے دوبار یاتین بار کہا میری عورت پر طلاق اور کسی عورت کا نام نہیں لیاان میں سے کس پر تین طلاقیں پڑیں گی۔

آپ نے حاشیہ اورمتن ملاکر دوصفحوں میں جواب لکھا پھربھی دریا کوکوزے میں بند کیا۔فرماتے ہیں:

اس مسئلہ کی اٹھاون شکلیں ہیں اورسب کاحکم اصل کلی سے نکلتا ہے۔الخ = آگے پورے جواب میں ان سب شکلوں کی وضاحت چاروں اصلوں کا بیان پھر ہر شکل کے حکم تخریج آپ کتاب میں پڑھئے اورمولانا احمد رضاخاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں خدا کی قدرت کاملہ کا نظارہ کیجئے اتنے مختصر سے سوال میں اتنا بڑا سمندر پنہاں ہے۔سائل بھی سن کر حیران رہ گیا ہوگا مگر ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔درمختار میں اضافت طلاق کے لئے عورت کی طرف لفظ میں اضافت ضروری ہے۔ورنہ ظاہر ہے کہ عورت جارہی ہے یہ کہہ رہاہے کہ گئی تو طلاق پڑجائے گی تواس عورت کے علاوہ کس کو پڑنا چاہئے مگرصاحب درمختار فرمارہے ہیں یہ قرینہ ہوتے ہوئے بھی چونکہ اضافت (یعنی لفظی) نہیں اس لئے طلاق نہیں۔

علامہ شامی نے حاشیہ تحریر فرمایا۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اضافت لفظی ضروری نہیں۔اضافت

معنوی ہو تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور سند میں آپ نے صاحب بحر کا قول نقل کیا۔

لو قال طالق فقيل من عنيت قال امرأتي طلقت امرأته

کہ کسی نے طلاق کہا گو لفظ میں عورت کی طرف اضافت اور نسبت نہیں لیکن اپنی عورت کی نیت کرلے تو صرف طالق کہنے سے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ایک اور جزئیہ نقل کرکے انہوں نے یہ بات اور آگے بڑھائی الحرام یلزمنی فیقع للعرف بلانیة اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر باہر گئی تو حرام مجھے لازم ہے تو چاہے اپنی عورت کی نیت نہ کرے طلاق واقع ہو جائے گی کہ عرف یہی ہے کہ آدمی ایسی بات اپنی عورت کو ہی کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام بحثوں سے مسئلہ کچھ سلجھا نہیں اور الجھ ہی گیا۔ صاحب در کچھ کہہ رہے ہیں صاحب بحر کا اور کہنا ہے اور یہ جزئیہ سب پر پانی پھیر رہا ہے۔

اس مسئلہ پر ہمارے مصنف امام ہمام مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا قلم حقیقت رقم حرکت میں آیا۔ سبحان اللہ کیا داد تحقیق دی ہے۔ دل کی کلی شگفتہ ہوگئی۔ علم کی روح جھوم اٹھی ۔آپ صفحہ ۴۰۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابھی اتنے ہی سے الجھ گئے۔ ائمہ کی تصریحات پڑھو کوئی کہتا ہے اس وقت تک طلاق نہیں پڑے گی جب تک کہ ''اردتھا'' میں نے عورت کی نیت کی تھی نہ کہے۔ کوئی صاحب کہتے ہیں اس وقت اس کی عورت پر طلاق پڑے گی جب تک یہ نہ کہے 'اردت غیرھا' میں دوسری عورت کی نیت کی تھی اور کبھی یہ لوگ کہتے ہوئے ملیں گے نیت کرے نہ کرے طلاق تو اس کی عورت پر ہی پڑے گی۔ اس طرح کے مختلف و متضاد جزئیات ہیں فھذا اختلاف یتحیر بھا من لم ینزل کل فرع علی ماینبغی تو جو صاحب بصیرت نہ ہو وہ عالم حیرت میں پکار اٹھے گا۔

بات ایک اور سیکڑوں اس کے جواب
ہم سے کچھ غیروں سے کچھ درباں سے کچھ

پھر آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اضافت کی ضرورت اس کے اقسام اور اس کے احکام اور ہر فرع کی اصل کے ساتھ تطبیق دے کر سارے عقدے حل کر دیئے اور ہر جزئی کو اصل تک پہونچا دیا اور اس کے بعد فرمایا۔

هذا كله مما فاض على قلب العبد الذليل من بحار فيوض الرب الجليل

فقدتمت الفروع جمیعا وارتفع الاضطراب "مقالہ" عرض حال

ان عظیم فقہاء کے مابین کس قدر شدید اضطراب تھا اور وہ بھی طلاق کے مسئلہ میں جسے دور حاضر کے کچھ فقہاء نے فقہ کا آسان ترین باب قرار دیا ہے۔ان فقہاء کے درمیان فاضل بریلوی نے اتحاد کی صورت نکال کر علماء کرام کے اضطراب کو دور کر دیا تھا لیکن آج اختلاف کی تلاش میں کیسی توانائیاں صرف ہو رہی ہیں۔دانشورانِ قوم وملت اس سے غافل نہیں ہیں۔

فتاوائے رضویہ کو عطائے نبوی کہو یا غوث اعظم کی کرامت کہو یا پھر امام اہل سنت کا علمی شاہکار کہو۔فتاویٰ کی کتابوں میں بے مثال ہے۔حضور ملک العلماء نے ہماری کتنی عظیم رہنمائی فرمائی کہ آپ فرماتے ہیں

> فقیر کے پیش نظر فتاوائے متقدمین ومتاخرین سب ہیں۔متقدمین میں فتاوائے ہندیہ بیشک اس مقدار میں ہے جسے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کچھ نسبت دی جاسکتی ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲۶)

یہ نسبت بھی مقدار میں دی جاسکتی ہے نہ کہ کیفیت میں جبکہ ہندیہ کی تالیف میں پانچ سو علماء کرام نے شب وروز محنت کی تھی اور عطائے نبویہ کے نام سے غوث اعظم کی اس عظیم کرامت کا صدور صرف احمد رضا سے ہے۔اس کے باوجود یہ تو آپ نے کمیت میں تناسب بتایا لیکن

انداز ہ تو کریں جب ہم فتاوائے رضویہ کی کیفیت پر نظر ڈالتے ہیں اور ایمان کے ساتھ اگر انصاف کا میزان بھی ہمارے ساتھ ہے تو ہم اس تصدیق سے گریز نہیں کر سکتے ہیں کہ فتاوائے رضویہ =عطائے نبویہ ہے اور کرامت غوثیہ ہے۔

فتاویٰ کی کتابوں کے خوبصورت ہالہ کے درمیان ''فتاوائے رضویہ'' چمکتے ہوئے چاند کی طرح ہے =مثلاً عظیم گیارہ کتب فقہ کے درمیان فتاوائے رضویہ کو دیکھیں اور غوث اعظم کی کرامت کا مشاہدہ کریں۔

(۱)عالمگیری (۲) محیط (۳) فتاوائے کبریٰ (۴) طحطاوی (۵) بحرالرائق (۶) جامع الرموز (۷) ظہیریہ

(۸)ملتقط (۹)مراقی الفلاح (۱۰)ردالمحتار (۱۱)درر
کے روح پرور گلدستہ میں فتاوائے رضویہ کے نام سے گل خوش نما کی شگفتگی ایک مسئلہ کے آئینہ میں ملاحظہ کریں:

مسئلہ کنویں کا

فقہ کی کتابوں میں جہاں طہارت کا بیان آتا ہے اس میں ایک اہم باب کنویں کا ہوتا ہے۔اس کے جزئیات اس قدر منتشر ہیں جنہیں احاطہ ضبط میں لانا بہت ہی مشکل ہے، وہی اس پر کامیابی کا دعویٰ کرسکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہو کہ مقامات کی تبدیلی سے کہیں کنوؤں کی بناوٹ میں تغیر آتا ہے تو کہیں پانی کے نکالنے کے طریقوں سے اختلاف برپا رہتا ہے کہیں سیکڑوں بالٹیاں کھینچنے کے باوجود ایک انچ بھی پانی نیچے نہیں اترتا ہے، تو کہیں جدید پانی کے لئے پورے دن کا انتظار رہتا ہے۔ پھر اس پانی میں گرنے والوں کی کوئی ایک نوعیت نہیں ہوتی ہے۔

نجاست گری، درندہ گرا، چرندا گرا، پرندہ گرا، یا انسان گرا سبھوں کی حیثیت بھی ایک نہیں ہے ۔پھر گرنے کے بعد مرگیا یا زندہ نکل آیا، زندہ نکلا تو منہ ڈالا یا نہیں، مرنے کی صورت میں پھول گیا یا پھٹ گیا، یا نہیں۔ الغرض صورتیں بدلتی جائیں گی، حکم بدلتا جائے گا۔عام طور پر کنویں کی بناوٹ گول ہوتی ہے جبکہ باب الحیاض میں حوض کبیر دہ دردہ کو قرار دیا گیا ہے۔اور دہ دردہ کا حساب وہاں تو کرسکتے ہیں جو خطوط اربعہ کے احاطے میں ہو اور چاروں خطوط مساوی ہوں۔

یہ صورت صرف حوض مربع میں پائی جائے گی، لیکن حوض اگر مستطیل ہے تو دہ دردہ کی اس میں کوئی گنجائش ہی نہیں کہ عرض دس ذراع سے کم ہوگا اور طول اس سے زائد تو پھر لفظ ''دہ دردہ'' کا استعمال غیر مناسب ہی نہیں بلکہ غلط ہوگا، مربع کی صورت میں چونکہ طول وعرض دونوں برابر ہیں اس لئے خط طول اور خط عرض سے اسکی پیمائش ہوجاتی ہے۔اور اسی سے فقہائے کرام کو مستطیل کا قاعدہ ہاتھ آیا کہ دہ دردہ کا میزان چونکہ سو کا رقبہ ہوا۔لہٰذا اس کے طول وعرض کا حاصل ضرب اگر سو آئے تو یہ بھی حوض کبیر ہوگا کہ مستطیل میں جس طرح طول کے دونوں خط برابر ہیں اسی طرح عرض کے بھی دونوں خط مساوی ہوں

گے۔بہر حال مربع میں بھی خطوط اربعہ کا وجود ہے اور مستطیل میں بھی۔لیکن کنویں کی صورت یہ نہیں بلکہ یہ تو دائرہ کی شکل میں ہے اور دائرہ کا خط محیط ایک ہوتا ہے، دوسرے خط کا اس میں وجود ہی نہیں تو پھر ایک کو دوسرے میں ضرب دینے کا کیا معنیٰ؟ اور محیط خطوط کی پیائش بھی ایک نہیں کہ مختلف اشکال کے خطوط اربعہ کا مجموعہ مختلف نظر آتا ہے۔جبکہ رقبہ ایک ہی ہے جیسا کہ سو ہاتھ رقبہ کی شکل مربع متساوی الاضلاع کے چاروں خطوط کا مجموعہ چالیس ہوگا لیکن شکل مستطیل کا طول اگر بیس ہاتھ ہے اور عرض پانچ ہاتھ تو اس کے خطوط اربعہ کا مجموعہ پچاس ہوگا۔حالانکہ یہ رقبہ وہی، سو ہاتھ ہے۔لہٰذا خطوط اربعہ پر بھی کنویں کا قیاس صحیح نہ ہوگا۔

اب مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ کنواں دہ در دہ کب ہوگا؟ کہ وہ حوض کبیر کے حکم میں آجائے اور نجاست گرنے کے باوجود پانی پاک رہے اسی الجھن سے متأثر ایک طالب حق نے سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت سے استفتاء کیا۔سوال بہت ہی مختصر ہے............

سوال:۔ کنویں کا دور کئی ہاتھ ہونا چاہئے کہ دہ در دہ ہو جائے؟

اس سوال کا یہ جواب کافی تھا کہ اڑتالیس ہاتھ اس پر بطور دلیل فتاوائے عالمگیری کا حوالہ کافی تھا۔دارالافتاء کی ذمہ داری بھی پوری ہو جاتی، اور مستفتی بھی مطمئن ہو جاتا کہ اس کو حوالہ مل چکا ہے۔لیکن تحقیق کا حق اس سے ادا نہ ہوتا اور نہ بریلی کے دارالافتاء کی ذمہ داری اس سے پوری ہوتی۔بلکہ اس جواب کو تقلید محض کہا جاتا۔اس مختصر سوال پر اعلیٰ حضرت کا مجددانہ جواب ہدایہ سائز کے نو صفحات پر مشتمل ہے۔اور وہ بھی ایسا کہ کوزے میں سمندر ہے۔جواب کو پڑھتے جایئے اور احمد رضا کی شکل میں قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرتے جایئے۔ایک ایک جملہ میں آقائے دوجہاں روحی فداہ ﷺ کے محیر العقول ایک معجزہ احمد رضا کے مجددانہ و محققانہ جلوؤں سے خانۂ دل کو دلکش بناتے جایئے۔اور ساتھ ہی العطایا النبویہ کے نام سے دولت بے بہا کا ایمان افروز منظر دیکھتے جایئے۔گرچہ اسکے معنوی عرش تک میری فہم و فراست کی پرواز مشکل ہی نہیں قریب قریب محال ہے کہ اس پر میری علمی بے مائیگی کا دبیز پردہ پڑا ہے۔اس کے باوجود اس کی جو نورانی کرنیں پردے کو روند کر باہر آرہی ہیں انھیں میں اپنے احباب کی نذر کرنے میں فخر محسوس کر رہا ہوں۔فاضل بریلوی کا جواب ہے............

جواب :. اس میں چار قول ہیں۔ ہر ایک بجائے خود وجہ رکھتا ہے اور تحقیق جدا ہے۔

(فتاوائے رضویہ ج/1 ص/321)

قـــــول اول: اڑتالیس ہاتھ خلاصہ و عالمگیریہ میں اسی پر جزم فرمایا اور محیط امام شمس الائمہ سرخسی وفتاوائے کبریٰ میں اسی کو احوط بتایا۔ سید طحطاوی نے اس کا اتباع کیا۔

قول دوم : چھیالیس ہاتھ۔ بعض کتابوں میں اسی کو مفتیٰ بہ بتایا، بحر الرائق میں یہی منقول ہے۔

قول سوم: چوالیس ہاتھ۔ جامع الرموز میں یہ منقول ہے۔

قـول چھـارم: چھتیس ہاتھ۔ ملتقط میں اس کی تصحیح کی۔ امام ظہیر الدین مرغینائی نے فرمایا یہی صحیح ہے اور فن حساب میں مبرہن ہے۔ (فتاوائے رضویہ ج/1 ص/322)

یہاں ہر ایک قول پر حوالجات موجود ہیں لیکن میں نے نقل نہیں کیا کہ طوالت کا خطرہ ہے۔ درجن بھر حوالوں کی یہاں ضرورت نہیں تھی ایک نقل کر کے اس کا حوالہ دے دیا جاتا ایک مفتی کی ذمہ داری ختم ہو جاتی لیکن قربان جائے رضوی تحقیقات پر کہ یہاں تقلید محض کا نام دار الافتاء کی ذمہ داری نہیں بلکہ میزان تحقیق میں رکھ کر اس کے ہر ایک زاویہ پر نظر ہوتی ہے۔

بغور معائنہ کے بعد ہی تائیدی کلاہ افتخار سے سرفراز کیا جاتا ہے اس میں چار قول موجود ہیں بظاہر ہر ایک دوسرے کے خلاف ہے لیکن فاضل بریلوی کا جواب چاروں سے مختلف ہے۔ آپ فرماتے ہیں

....

اقول: تحقیق یہ ہے کہ اس کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہیئے۔

(فتاوائے رضویہ ص/310)

چند سطر پہلے امام اہلسنت کے حوالہ سے یہ عبارت گزری کہ اس میں چار قول ہیں۔ ہر ایک بجائے خود وجہ رکھتا ہے اور تحقیق جدا ہے۔ یہ جدا تحقیق کون سی ہے؟

☆ ''اقول'' سے اسی کی ابتداء ہے۔ پہلے اپنا موقف ظاہر فرماتے ہیں کہ اس کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہیے۔ جبکہ امام ظہیر الدین مرغینائی نے چھتیس ہاتھ کے قول کو فن حساب سے مبرہن قرار دیا اور اسی کو حصر کے ساتھ صحیح قرار دیا۔

☆ مذکورہ چاروں اقوال میں یہ قول بریلوی تحقیق سے قریب تر ہے۔ پھر اس کے بعد چوالیس ہاتھ پھر چھیالیس ہاتھ اور عالمگیری میں تو اڑتالیس ہاتھ پر جزم کیا گیا ہے۔ لیکن سید الانبیاء کا ایک ایمان افروز معجزہ دیکھئے۔ اپنے احمد رضا سے کیسی تحقیق کرار ہے ہیں۔ فرماتے ہیں ساڑے پینتیس ہاتھ چاہئے۔ یعنی 35.449 تو قطر تقریباً پانچ گز ساڑھے دس گرہ ہوگا بلکہ دس گرہ ایک انگلی یعنی 11.204 ہاتھ بیان اس کا یہ ہے کہ اصول ہندسہ مقالہ چہارم شکل بارہ میں ثابت ہے کہ محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے۔ یا قطر دائرہ کو ربع محیط یا نصف قطر کو نصف محیط میں ضرب دیجئے۔ یا قطر محیط کو ضرب دیکر چار پر تقسیم کیجئے کہ حاصل سب کا واحد ہے۔ (فتاوائے رضویہ ج/1 ص/322)

سوال تھا کنویں کا دور کئی ہاتھ ہونا چاہیے؟ یہ سائل کی دانش مندی ہے وہ جانتا ہے کہ حوض کبیر میں مساحت کا اعتبار ہے، نہ کہ محیط کا۔ جسم چاہے ایک خط کے احاطہ میں ہو یا متعدد خطوط کے۔ اور سائل کو یہ بھی معلوم ہے کہ قطر و محیط میں ایک خاص تعلق ہے۔ اسی پر مساحت کی پیائش کا دارومدار ہے۔ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے اسی لئے اپنے بیان میں کچھ ایسی وسعت دی ہے جس کے سامنے علم ریاضی کے قواعد و ضوابط بھی دست بستہ خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہے۔

ایک جسم میں طول، عرض، عمق تینوں موجود ہیں۔ کسی بھی جسم کی پیائش کے لئے ان تینوں کی پیائش لازم ہے۔ مساحت کے لئے خط یا نقطہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ نقطہ میں یہ تینوں مفقود ہے کہ وہ طول، عرض، عمق میں سے کسی میں انقسام کو قبول نہیں کرتا ہے تو پھر اس کی پیائش کی کوئی گنجائش ہی نہیں ۔ رہا خط کا تذکرہ تو اس کی پیائش تو ہوسکتی ہے۔ لیکن صرف طول میں عرض اور عمق یہاں بھی نہیں۔ تو اس کی طوالت چاہے مشرق سے مغرب تک ہو پھر بھی اس سے مساحت کا صدور غیر ممکن ہے کہ طول اور صفر کا حاصل ضرب بھی صفر ہے۔ لہٰذا حوض سے اسے بھی کوئی تعلق نہ رہا جبکہ حوض میں سطح آب کا اعتبار ہے اور اس میں طول کے ساتھ عرض بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس کی پیائش ہوسکتی ہے لیکن اس میں دقتیں یہ ہیں کہ مسئلہ کنویں کا ہے اور وہ بھی مدور بجائے اس کے اگر یہ مسئلہ مربع یا مستطیل ہوتا تو استخراج مساحت سہل تھا کہ اس میں خطوط اربع کے کسی بھی خط سے خارج ہوکر مرکز جسم سے گزرتے ہوئے خط مقابل کے کسی جزو سے متصل ہونے والا خط مستقیم اس کے متوازی و متحاذی خطوط کا مساوی ہوگا۔ لہٰذا طول اور

عرض کا حاصل ضرب مساحت سطح قرار پائے گا۔ جبکہ سطح مدور کی شکل ان دونوں سے مختلف ہوتی ہے کہ جسم مدور کے مرکز سے گزرنے والا خط مستقیم جو ایک جانب سے خارج اور جانب مخالف تک واصل ہو ان سارے خطوط مستقیمہ متحاذیہ سے بڑا ہوگا جو جسم مدور میں متصور ہیں۔ مرکز سے مار خط مستقیم سے بعد کے ساتھ دوسرے خط میں تناقص ہوگا۔ لہٰذا طول اور عرض کا قاعدہ یہاں ٹوٹ گیا کہ خط متقاطع بھی یہاں وہی اس کے برابر ہوگا جس کا مرور مرکز سے ہو۔ جب اس دائرہ پر توجہ مرکوز کریں تو یہ بھی تین جگہ نظر آرہا ہے۔ پہلا دائرہ مدور ستون میں نظر آرہا ہے۔ دوسرا دائرہ گیند میں ایسا نظر آیا جس نے اس کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور تیسرا دائرہ سطح آب میں نظر آیا۔ دائرہ چاہے ستونی ہو یا کروی ہو یا پھر سطحی ہو ان تینوں میں مساحتیں مختلف ہیں۔ ایک ہی دائرہ اگر سطح میں ہے تو اس کی مساحت کم ہوگی۔ اس کے مقابلہ میں گیند کی مساحت فزوں ہے جبکہ ستونی دائرہ میں اس سے بھی فزوں تر ہے۔

فاضل بریلوی کی عبارت سے اگر چہ یہی ظاہر ہے کہ آپ نے سطحی دائرہ کو بیان فرمایا ہے کہ مسئلہ کا تعلق سطح آب سے ہے لیکن یہی بنیادی دائرہ ہے کہ اس کا دو چند مساحت کروی دائرہ میں ہے جبکہ یہ اور طول ستون کا حاصل ضرب ستونی دائرہ کی مساحت ہے اس پیمائش میں تین بنیادی چیزیں ہیں۔ محیط، قطر، مساحت۔ سطحی دائرہ کی مساحت کے بارے میں دور حاضر میں ایک ہی طریقہ اسکول اور کالجوں میں رائج ہے اور وہ یہ ہے کہ نصف قطر کے مربع کو 22 پر ضرب دے کر حاصل ضرب کو سات پر تقسیم سے مساحت دائرہ حاصل ہوگی۔ یہ بھی اس صورت میں جب نصف قطر کا علم ہو اور مساحت مطلوب ہو جبکہ یہاں معاملہ برعکس ہے۔ مساحت معلوم ہے۔ سو ہاتھ جبکہ دائرہ مطلوب ہے اور سوال میں نصف قطر تو نسیاً منسیا ہے لیکن عمل تعکیس کے ذریعہ ہر ایک اس قاعدہ سے مدد لے سکتا ہے کہ معلوم مساحت سو ہاتھ کو سات سے ضرب دیکر بائیس پر تقسیم سے حاصل تقسیم کا جذر نصف قطر ہوگا۔ پھر اس مقدار کو چوالیس سے ضرب دیکر سات پر تقسیم سے دائرہ کا حصول ہوگا۔

بہر حال اس کے بارے میں ماڈرن علوم وفنون کی دانش گاہوں پر اسی قاعدہ کی حکمرانی ہے لیکن وہاں کے دانشوروں کے ذہن وفکر سے مغربیت کا خمار جب دور ہوتا ہے تو سر ضیاء الدین جیسے ریاضی داں بھی بارگاہ احمد رضا میں اپنی جبین نیاز کو جھکانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اس دائرہ کوناپنے کے لئے ان ریاضی دانوں کے پاس تو ایک ہی قاعدہ تھا لیکن فاضل بریلوی نے اس کی طرف التفات کئے بغیر اور مزید چار قاعدے بیان فرما دیئے ہیں۔ یہ تحقیق رضا کی ایک کرن ہے۔

پہلا قاعدہ : محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے۔
دوسرا قاعدہ : قطر دائرہ کو ربع محیط میں ....
تیسرا قاعدہ : نصف قطر کو نصف محیط میں..
چوتھا قاعدہ : قطر محیط کے حاصل ضرب کو چار پر تقسیم سے ....

جیسا کہ انگریزی قاعدہ کی روح رواں ''22/7'' ہے۔ اسی طرح فاضل بریلوی نے بھی اپنے چاروں قاعدوں کو ''3.14357265'' کی قیمتی دھاگے میں پرو دیا ہے۔ جیسا کہ ''22/7'' کے بغیر انگریزی قاعدہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا ہے اسی طرح ''3.14159265'' کے بغیر بریلوی قاعدوں سے کوئی بھی استفادہ نہیں کرسکتا ہے۔ یہاں پر بریلوی قاعدے تابناک ان ہیروں کی طرح ہیں جو کسی کے تاج سرکو رشک قمر بنا رہے ہیں۔ کوئی اگر انھیں اپنی کلاہ افتخار کی زینت بنانا چاہے تو فاضل بریلوی کی بتائی ہوئی اس مقدار کا لحاظ ضروری ہے۔

عمل قاعدہ اول

☆ سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے۔ اور ضرب میں چونکہ یہ تینوں مادے لازم ہیں۔ (۱) ضارب (۲) مضروب (۳) حاصل ضرب

☆ ان تینوں میں سے دو یہاں مجہول ہیں جبکہ ایک معلوم ہے۔ یعنی ضارب اور مضروب مجہول ہیں جبکہ حاصل ضرب یعنی مساحت سو ہاتھ معلوم ہے۔ اس عدد معلوم سے ہی مجہولات کا علم ہوسکتا ہے۔ اس کی تحصیل میں مشہور قاعدہ اس نسبت پر موقوف ہے جو ضارب اور مضروب کے مابین مجہول ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فاضل بریلوی نے فرمایا ''قطر اگر ایک ہے تو محیط ''653.141592'' ہے۔

اس سے ضارب اور مضروب کے درمیان کا تناسب معلوم ہوگیا۔ چونکہ دونوں عدد مجہول کا

حاصل ضرب سو ہے۔اگر ان دونوں عدد میں سے کسی کا بھی علم ہوتا تو نتیجہ کو اس عدد معلوم پر تقسیم سے مجہول کا علم ہو جاتا، لیکن یہاں تو اس کی بھی گنجائش نہیں کہ دونوں مجہول ہیں یہ تو اسی طرح ہو گیا کہ حاصل ضرب 150 ہے تو ضارب اور مضروب کیا ہیں؟ اس کے لئے درجنوں دو عدد مل سکتے ہیں جن کا حاصل ضرب 150 ہے۔مثلاً (6x25=150) (5x30=150) , (3x50 =150) (2x75=150), وغیرہ۔

لہٰذا 150 حاصل ضرب کے وہ دونوں عدد متعین تاریکی کے بھنور میں چلے گئے اسی وجہ سے ان مطلوب عددوں کو حاصل کرنے کے لئے فاضل بریلوی نے ایک روشنی عطا کی اور وہ دونوں عدد کا تناسب ہے۔مثلاً وہ دونوں عدد اگر ایسے ہیں کہ بڑا عدد چھوٹے عدد کا ڈیڑھ مثل ہے۔یعنی دونوں مجہول عدد میں تناسب ایک اور 1.5 ہے۔تو ان کی تحصیل آسان ہے کہ اب قاعدہ ہاتھ آیا۔ایک سو پچاس کو اس تناسب پر تقسیم کیا جائے پھر نتیجہ کا جذر لیا جائے وہ بعینہٖ یہاں چھوٹا عدد ہوگا۔پھر عدد معلوم کو اس پر تقسیم سے دوسرا عدد بھی برآمد ہو جائیگا۔لہٰذا وہ دونوں عدد جو آپس میں 1 اور 1.5 ہیں اور ان کا حاصل ضرب 150 ہے۔ان دونوں کے استخراج میں ایک سو پچاس کو ہم درمیانی تناسب 1.5 پر تقسیم کرینگے۔اب نتیجہ سو آیا یعنی (150/1.5=100) پھر سو کا جذر دس ہے۔

لہٰذا یہی چھوٹا عدد ہے ایک سو پچاس تو پہلے معلوم تھا دس کا علم اب ہو گیا تیسرا عدد باقی ہے اس کی تحصیل میں دو قاعدے ہیں 150 کو اس دس پر تقسیم کیا جائے یا اس دس کو تناسب سے ضرب دیا جائے۔دونوں کا حاصل ایک ہے (15=10-:-150) یا پھر (10x1.5=15) تیسرا عدد بھی آگیا اور وہ 15 ہے۔لہٰذا ایک سو پچاس جن دو عددوں کا حاصل ضرب ہے اور ان دونوں میں ایک اور ڈیڑھ کا تناسب ہے ان میں سے ایک عدد دس اور دوسرا پندرہ ہے اس تناسب کے دوسرے ایسے دو عدد محال ہیں جن کا حاصل ضرب ایک سو پچاس ہو۔

امام اہلسنت نے فرمایا کہ قطر اگر ایک ہے تو محیط 3.14159265 ہے جبکہ پہلے قاعدہ میں قطر نہیں بلکہ ربع قطر کا تذکرہ ہے جس مقدار سے ایک میں تناقص ہوگا اسی مقدار سے تناسب میں تزاید ہوگا۔لہٰذا ربع قطر پر اس تناسب کی تقسیم سے موجودہ تناسب کا حصول ہوگا۔یعنی ربع قطر سے یہ تناسب

ایک اور 12.56637060 ہے جبکہ سائل کو سو ہاتھ مساحت معلوم ہے لیکن ربع قطر اور دائرہ کی مقدار مجہول ہے جو مطلوب ہے رضا کے اسی قاعدہ سے ہر ایک استفادہ کر سکتا ہے اور اسی طرح ان دونوں مجہول کو حاصل کر سکتا ہے اس کا پہلا مرحلہ تناسب مذکورہ پر سو ہاتھ مساحت کی تقسیم ہے یعنی (100/12.56637060)= 7.95774716 یہ حاصل تقسیم ہوا۔ اور اس کا جذر 2.82094491 آیا جو ربع قطر کی وہ مجہول مقدار ہے جس سے دائرہ کو ضرب دیا گیا تھا۔

رضوی قاعدہ کی اعانت سے اب یہ مجہول مقدار تاریکی کے پردے سے افق ذہن پر ابھر آیا۔

اب دوسرا مجہول عدد حاصل کرنا دشوار نہیں رہا کہ مساحت معلوم کو اس ربع قطر پر تقسیم کیا جائے یا پھر دونوں مجہول عدد کے مابین کی نسبت سے اسی ربع قطر کو ضرب دیا جائے دونوں کا نتیجہ ایک ہوگا اور وہی دوسرا عدد مجہول ہوگا یعنی مساحت 100 ہاتھ÷ربع قطر 2.82094491 =35.449 سبحان اللہ تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ کا حصول ہوا جو امام اہلسنت نے فرمایا تھا۔

یا پھر ربع قطر 2.82094491 کو تناسب 12.56637060 سے ضرب دیا جائے۔

یعنی 2.82094491x 12.56637060=وہی 35.449 تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ آیا حاصل ضرب عین حاصل تقسیم ہوا۔ فاضل بریلوی نے جن چار قاعدوں کو بیان فرمایا تھا ان میں سے پہلا قاعدہ یہی تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ''محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے'' ثابت ہوا کہ سو ہاتھ رقبہ کا دائرہ 35 ہاتھ اور ایک ہاتھ کے ایک ہزار حصوں میں سے 449 حصے ساڑھے پینتیس ہاتھ سے اکیاون ایک ہزاروں حصے کم ہے۔

عمل قاعدہ دوم

اس کنواں کے محیط دائرہ کے بارے میں مرکزی تحقیق کی تائید جن چار قاعدوں سے ہوئی تھی ان میں دوسرا قاعدہ ہے ''قطر دائرہ کو ربع محیط میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے''

اس قاعدہ میں بھی قطر اور دائرہ کے مابین کا تناسب کلیدی کردار کا حامل ہے اور مرکز دائرۃ العلوم کے مطابق وہ تناسب 3.14159265 ہے بعینہ اس تناسب سے قاعدہ دوم کی عقدہ کشائی دشوار ترین مرحلہ ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت نے قطر اور دائرہ کے درمیان یہ تناسب بتایا تھا نہ کہ قطر اور ربع دائرہ کے

درمیان جبکہ قاعدہ دوم میں ربع دائرہ کا تذکرہ ہے نہ کہ کامل دائرہ کا۔لیکن قاعدہ اول میں جس طرح ایک یعنی قطر دائرہ کے تناقص سے تناسب میں تزاید ہوتا رہا اس کے برخلاف قاعدہ دوم میں دائرہ کے تناقص سے تناسب میں بھی تناقص ہوگا یعنی جس طرح اس میں ربع دائرہ کا تذکرہ ہے اسی طرح یہاں ربع تناسب کا ہی اعتبار ہوگا لہٰذا اولین ذمہ داری ربع تناسب کے تعین کی ہے۔لہٰذا قطر اور دائرہ کے مابین کا تناسب 3.14159265 ÷ باقی مقدار کے مخرج جزو ربع سے اربعۃ کا تناسب دائرہ 0.785398 4 = موجودہ نسبت حاصل ہوئی اور مساحت چونکہ معلوم ہے سو ہاتھ۔لہٰذا 100 ÷ نسبت موجودہ 0.785398 = قطر کا مربع 127.32398 آیا اور اس کا جذر 11.283793 ہاتھ قطر دائرہ کی مقدار بنا مساحت کا علم تو سائل کو بھی حاصل تھا۔

فاضل بریلوی کی رہنمائی میں قطر دائرہ کا بھی اب علم ہو گیا لیکن ربع دائرہ کی مقدار اب بھی مجہول ہے اس کی تحصیل میں دو قاعدوں کا بیان ہوا تھا کہ ایک کو موجودہ نسبت سے ضرب دیا جائے۔یا پھر مساحت کو اس ایک پر تقسیم کیا جائے کہ دونوں کا ماحصل ایک ہی ہوگا اور وہی ربع دائرہ کی مقدار ہوگا۔اور یہاں چونکہ ایک برابر 11.283793 ہے۔لہٰذا ایک یعنی (11.283793 x موجودہ نسبت 0.785398 = 8.862268) یعنی ربع دائرہ کی پیمائش 8.862268 ہاتھ کی ہوئی۔طریقہ ثانیہ کے مطابق مساحت (100 ہاتھ ÷ تقسیم قطر دائرہ 11.283793) = ربع دائرہ وہی 8.862268 ہاتھ کا آیا۔

سبحان اللہ !......... تینوں چیزیں یہاں معلوم ہوگئیں۔مساحت تو پہلے معلوم تھی 100 ہاتھ قطر دائرہ اور ربع دائرہ کا حصول اب ہو گیا اس کے باوجود ابھی تک سوال کا جواب نہ آیا کہ سوال نہ قطر دائرہ کے لئے ہے اور نہ ربع دائرہ کے لئے ہے۔بلکہ یہ تو دائرہ کے لئے ہے

مجدد اعظم کا جواب تشنہ طلب نہیں ہے کہ ربع دائرہ کا چار مثل کامل دائرہ ہوگا یا پھر قطر دائرہ اور تناسب کا حاصل ضرب دائرہ ہوگا۔یعنی ربع دائرہ 4x8.862268 مثل = 35.449 ہاتھ کا دائرہ ہوا اور طریقہ ثانیہ کے مطابق قطر دائرہ 11.283793x تناسب 3.14159265 وہی 35.449 ہاتھ کا نتیجہ آیا جو فاضل بریلوی نے فرمایا کہ کنویں کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہے۔قاعدہ دوم کا

ماحصل قاعدہ اول کا عین نتیجہ ہے۔

عمل قاعدہ سوم

سو ہاتھ مساحت کنویں کا دور تقریباً 35.5 ہاتھ تحقیق اعلیٰ کے اس جزئیہ کی تائید میں امام اہلسنت نے جو تیسرا قاعدہ نقل فرمایا ہے۔فتاوائے رضویہ میں وہ یہ ہے...... ''نصف قطر کو نصف محیط میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے''

اس قاعدہ میں متناسبین میں سے ہر ایک کی تنصیف ہے۔اگر دونوں کے اجزاء تحلیلیہ تعداد میں ایک دوسرے کے مساوی ہوں تو ایک کے ہر ایک جزء کو دوسرے کے ہر ایک جزء سے وہی نسبت ہوگی جو پہلے کل کو دوسرے کل کے ساتھ تھی۔قطر کی تنصیف سے تناسب میں جو تزاید تھا دائرہ کی تنصیف سے وہ پھر اپنی جگہ لوٹنے پر مجبور ہوا۔

لہٰذا نصفین کے درمیان وہی تناسب برقرار رہا جو قطر اور دائرہ میں امام اہلسنت نے بتایا تھا،یعنی ایک اور 3.14159265/اس آلۂ پیمائش کے ذریعہ معلوم مساحت سو ہاتھ سے مجہول ضارب اور مضروب کا استخراج کر سکتے ہیں۔(مساحت 100 ہاتھ ÷نسبت 3.14159265) = 31.830989 حاصل تقسیم ہے اور اس کا جذر 5.64189 آیا جو نصف قطر کی مقدار بنا۔اس کا ضعف وہی 11.283793 ہاتھ مقدار قطر ہوا۔پھر اس قطر کو تناسب دائرہ سے ضرب دیا جائے یا نصف قطر کو اس سے ضرب دیکر دو مثل لیا جائے نتیجہ وہی 35.449 آئیگا جو دونوں ماسبق نتیجوں کا عین مطابق ہے۔

عمل قاعدہ چھارم

دور کنواں کے بارے میں بریلی کی تحقیق کے مؤید کے طور پر فاضل بریلوی نے جن چار قاعدوں کو نقل فرمایا ہے ان میں چوتھا قاعدہ یہ ہے..... ''قطر و محیط کے حاصل ضرب کو چار پر تقسیم سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے''

اس عبارت سے واضح ہے کہ قطر و محیط کا حاصل ضرب مساحت پر تین مثل اور زائد ہے کہ ایک چوتھائی اس کا رقبہ ہے اور عمل تعکیس میں چونکہ الحاق کی جگہ اسقاط اور تقسیم کی جگہ ضرب سے کام لیا جاتا ہے

لہٰذا یہاں معلوم مساحت 100 کو4 سے ضرب دیا جائے گا، حاصل ضرب 400 کو تناسب مطلوبین پر تقسیم کیا جائے ۔یعنی 100 اور 4 کا حاصل ضرب 400 ÷ تناسب مطلوبین 1.14159265 = 127.323955 اور اس کا جذر وہی 11.283792 آیا۔قطر دائرہ ہوا پہلے تینوں قاعدوں میں بھی قطر یہی بتایا گیا تھا۔اعشاریہ کے بعد پانچ عدد تک ایک ہی رہا جبکہ چھٹے عدد میں معمولی فرق آیا جو ''نا'' کے برابر ہے کہ یہ اختلاف ایک ہاتھ کے دس لاکھویں حصہ میں ہے اور وہ بھی بعد پوائنٹ کے رفع واسقاط میں نہ کہ حقیقت میں پھر یہ اور تناسب کا حاصل ضرب وہی 35.449 ہوگا۔یہاں بھی مطلوبین کا حصول ہوگیا۔

چاروں قاعدے پورے ہوئے سب کا نتیجہ ایک ہی آیا ''کنویں کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ'' یہاں فاضل بریلوی کی عبارت میں تقریباً کا لفظ عادۃً مستعمل نہیں بلکہ ضرورۃً ہے کہ یہ دور ساڑھے پینتیس ہاتھ سے کچھ کم ہے یعنی ایک ہاتھ کے ایک ہزار حصے کئے جائیں تو ان میں سے چار سو انچاس حصے کنویں کے دور میں داخل ہیں جبکہ پانچ سو اکیاون حصے خارج ہیں۔لہٰذا کنویں کا دور پینتیس ہاتھ اور ایک ہاتھ کے چار سو انچاس ایک ہزارویں حصے ہے۔ان چاروں قاعدوں میں روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کلیدی کردار کا حامل اس مسئلہ میں قطر ومحیط کے مابین کا تناسب ہے جس کا لحاظ چاروں قاعدوں میں رکھا گیا ہے۔

امام اہلسنت نے چار قاعدوں کو بیان فرمایا ریاضی دانوں پر مخفی نہیں کہ فاضل بریلوی نے انداز بیان سے اہل ذوق کی ایسی رہنمائی فرمائی ہے جس سے وہ چار ہی نہیں بلکہ درجنوں قاعدے خود بنا سکتے ہیں۔

اس دائرہ کی پیمائش میں ماڈرن دانشوروں نے بھی عرق ریزی کی ہے جن کے نقوش اسکول وکالجوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔انھوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس مساحت کی پیمائش دائرہ اور قطر کے تناسب پر موقوف ہے لیکن اس کے تعین میں ان کا فاضل بریلوی سے معمولی اختلاف ہے کہ ان کا آلۂ پیمائش (22/7) ہے یعنی قطر اگر ایک ہو تو دائرہ 3.142857 ہوگا یعنی ہاتھ کے ایک ہزارویں حصہ

میں اختلاف ہے۔کالجوں کے مطابق قطر اگر ایک ہے تو دائرہ تین ہاتھ اور ایک ہاتھ کے ایک سو بیالیس ایک ہزارویں حصے جبکہ فاضل بریلوی نے ایک سوا کتالیس حصے لئے ہیں کہ ایک کا اختلاف بعد اعشاریہ تیسرے عدد میں ہے۔علماء اہلسنت کا امام اہلسنت کی تقدیر تناسب پر اتفاق ہے یہ ریاضی میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

کنویں کا دور فقہ کی کتابوں میں مختلف فیہ پایا گیا چھیالیس ہاتھ، چوالیس ہاتھ، بیالیس ہاتھ، چھتیس ہاتھ ہر ایک پر حوالجات بھی موجود ہیں، اس کے باوجود رضوی تحقیق جدا آئی۔قریب ایک صدی تک مفتیان شرع نے اسی پر فتاوے دیئے۔اور انشاء اللہ تا قیامت حکم یہی رہے گا کہ مرکز کی تحقیق یہی ہے جو دائرۃ الفقہ پر منور گیارہ سیاروں کے درمیان مرکز دائرہ میں بے حجاب بدر منیر کی طرح ضوفگن ہے۔

اس کے علاوہ یہاں کی تحقیقی کرنوں سے دنیائے سائنس بھی حیرت زدہ ہے۔فلسفیوں کی تردید میں آپ کی تحریریں اس کی تائید میں موجود ہیں۔نیوٹن کے علم کشش کے خلاف ''فوز مبین'' اس کے سر پر سوار ہے۔

دنیا کے خاتمے پر البرٹ کے لغویات کی تردید اسی قلم کی ایک لکیر ہے، پچپن علوم وفنون میں اعلیٰ حضرت کی تحریریں بریلی کی شان امتیازی ہیں اسے عقائد کے ساتھ خاص کرنا اہل علم کو زیب نہیں دیتا ہے۔

آج ہمارے اولیاء کرام کے بارے میں مخالفین کا عناد کسی سے مخفی نہیں ہے۔کبھی ولایت کا انکار کیا جارہا ہے کبھی تقویٰ پر انگشت نمائی کی جارہی ہے۔کبھی کرامتوں کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے ایسے وقتوں میں دیگر خانقاہوں کے محافظ کی حیثیت سے ہمارے پاس ''فتاوائے رضویہ'' آج ایک عظیم کرامت ہے۔اب اعداء دین کو ہم صرف دلائل سے ہی کرامت کے قائل نہیں بنائیں گے بلکہ ''فتاوائے رضویہ'' کی شکل میں اولیاء اللہ کی کرامات دکھائیں گے بھی کہ وہ اسے پوری زندگی پڑھیں بالآخر یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ میں نے زندگی گزار دی اس میں سے فلاں فلاں مسئلہ نہ سمجھ سکا۔علوم وفنون کا یہ ذخیرہ تو اس اعلیٰ شان کا ہے کہ اسے دیکھنے والے یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اس کا صدور یقیناً مافوق الطبع سے ہے

اور یہی تو کرامت ہے۔

بریلی شریف کا یہ رضا دارالافتاء ہمہ گیر تھا جس کی تحقیقات میں پچپن سے زائد علوم وفنون کو کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔مروج اسلامی علوم کے علاوہ جدید علوم میں بھی تحقیقات کا دریا نظر آتا ہے۔فزکس ،کیمسٹری ،بیالوجی ،میتھس ،جیومٹری ،لوگارتھم ،ٹوپولوجی ،سائکولوجی ،پیراسائکولوجی ،فونیٹکس ،فونالوجی ،اسٹرالوجی ،اسٹرانومی کے ماہرین بھی آج رضوی کتب سے استفادہ کرتے نظر آرہے ہیں۔ایٹمی ذرات کا پتہ پہلی بار''الوہان'' کو 1938 میں حاصل ہوااوراس نے دنیا کو بتایا۔جبکہ سرکار اعلیٰ حضرت نے صرف پتہ ہی نہیں بلکہ اس سے انیس سال پہلے 1919 میں اس پر بحث کی ہے جو رسالہ مبارکہ =الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ = میں موجود ہے۔ان علوم کو دیکھ کر ایک منصف فکر ومحتاط ذہن اور سچا انسان یہی کہتا نظر آئے گا۔

لیس علی اللّٰہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

حضور حجۃ الاسلام وحضور مفتی اعظم

مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی طرح مستقبل کو دیکھ رہے تھے کہ یہ رضوی دارالافتا جو اَب عالم اسلام کا مرکزی دارالافتاء کی ذمہ داری نبھا رہا ہے اعداء دین چہرہ بدل بدل کر سامنا کر رہے ہیں۔انداز عداوت میں بھی انہوں نے کافی مہارت حاصل کر لی ہے۔لوگوں کو خوبصورت باغ کا دیدار بھی کراتے ہیں جس کی اصلیت دجال کی جنت سے کسی طرح کم نہیں ہوتی ہے۔تریاق وزہر ہلاہل کی تشخیص کے لئے میرے بعد بھی طبیب حاذق کی ضرورت رہے گی جبکہ حاسدین کی بھی کوئی کمی نہیں ہے جو ہر محاذ میں ہمارے لئے دشواریاں پیدا کرتے رہتے ہیں لہٰذا اسی احساس ذمہ داری میں مجدد اعظم نے خاص اپنی نگرانی میں حضور حجۃ الاسلام کو مستقبل کے لئے خوب آراستہ فرمایا۔عطا کرنے والے نے کیا دیا اور حضور حجۃ الاسلام نے کس قدر ان علمی ،فکری معدنیات سے اپنے کو مالا مال کیا یہ تو دینے والا جانے اور لینے والا جانے لیکن ہم جب امام احمد رضا کی مبارک زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں

تو مجدد اعظم کے اہم معرکوں میں آپ دست راست کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ دوسری بار جب حضور اعلیٰ حضرت نے زیارت بارگاہ سرکار ابد قرار کا قصد فرمایا اور وہاں تشریف لے گئے تو ہر ایک عملی محاذ پر آپ نے اپنے اس شہزادے کو بھی ساتھ رکھا جسے آپ نے اپنے ہاتھوں سے سنوارا تھا۔ مجددانہ قلم کے وہ دونوں شاہکار جنہوں نے دنیائے اسلام کو بریلی کی طرف متوجہ ہونے پر کارہائے نمایاں انجام دیا تھا یعنی =**الدولة المكية في المادة الغيبية اور كفل الفقيه الفاهم في احكام قرطاس الدراهم** کی تصنیف میں آپ کس قدر دخیل وشریک کار رہے ارباب علم سے مخفی نہیں ہے۔ بوقت ضرورت ہندوستان کی علمی محافل میں بھی سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت آپ کو اپنا وکیل بنا کر بھیجتے تھے جو آپ کے علم پر امام اہلسنت کے کامل اعتماد کا بین ثبوت ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عالم اسلام کے اس مرکزی دارالافتاء کی ذمہ داری آنے والے وقتوں میں سنبھالنے کے لئے اپنے خلف اصغر کو یہ کہتے ہوئے آپ کے حوالہ کیا۔

"میری مصروفیات سے تم باخبر ہو تم اپنے بھائی کو پڑھایا کرو"

"تعارف مصنف" فتاوائے رضویہ جلد ۵ صفحہ ۱۵

اس میں آپ نے پوری ذمہ داری نبھائی اور اپنے ایک ایسے بھائی کو خوش اسلوبی سے پڑھانے کا سنہرا کام انجام دیا جو پیدائشی ولی تھا جیسا کہ آپ کی پہلی رویت پر حضور نوری میاں علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا تھا جب ان کی عمر شریف چھ مہینے کی تھی روحانی مربی نے دیکھتے ہی پیشانی چومی اور مستقبل کے مظہر اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ

"یہ مادرزاد ولی ہے۔ برکتوں سے اعتبار سے ابوالبرکات اور فنائیت میں محی الدین جیلانی ہے"

ایسی عظیم ہستی کی مزید تعلیم وتربیت کے لئے مجددانہ نظروں نے حضور حجۃ الاسلام کا انتخاب فرمایا اور آپ نے کس طرح تربیت کی اور کس طرح رضوی سلطنت کے سلطان کو سنوارا۔ دنیا اس کے مشاہدہ کے بعد محو حیرت ہے۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا زمانہ بھی ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بڑا کربناک تھا فرنگی چلے گئے تھے ہندوستان بٹ چکا تھا مسلمانوں میں افراتفری کا ماحول تھا۔ ان میں اکثریت پاکستان

کا رخ کر رہی تھی کچھ تو پہونچے لیکن زیادہ تر یا تو راستے کی نذر ہو گئے یا پھر یہاں سیاسی نشیب و فراز کے مشاہد بنے رہے۔ رضوی قلمدان آپ کے سپرد تھا۔ یورپ۔ افریقہ و ایشیا کے آئے ہوئے سوالات کے جوابات اسی طرز پر دیئے جاتے تھے جیسا کہ اس دارالافتاء سے لوگوں کو امیدیں وابستہ تھیں۔ مزید نیا فتنہ اور یہ سامنے آیا آگرہ کے قرب و جوار میں شدھی کا طوفان زوروں پر تھا یہاں کے مسلمانوں میں دینی تعلیم کی کمی تھی جس سے مشرکوں کو حوصلہ ملا اور وہ انہیں اپنے باطل مذہب کی ترغیب دیتے رہے۔ ان میں کچھ تو لالچ اور کچھ خوف سے ہندوؤں کے ساتھ ہو رہے تھے۔ اس ماحول میں فتویٰ کا کوئی خاص اثر نہیں رہ جاتا ہے لہٰذا آپ نے عملی اعتبار سے آگرہ کے محاذ کو سنبھالا اور لاکھوں مسلمانوں کو ہندو ہونے سے بچایا۔ ہندوستان میں ایمرجنسی کے وقت آپ کے ایک فتویٰ سے پورا ملک دہل گیا تھا۔ بالآخر حکومت گھٹنوں کے بل آ گئی تھی۔ پچاس سے زائد آپ کی تصنیفات آپ کی قاہر علمی ریاست کی شہادت دے رہی ہیں۔ ''فتاوائے مصطفویہ'' و ''فتاوائے مفتی اعظم'' سے اہل علم مستفیض ہو رہے ہیں۔ آپ کے علمی کارہائے نمایاں کو دیکھ کر ہر ایک منصف ذہن والا یہ کہتا ہوا نظر آئے گا کہ ''بلاشبہ آپ مفتی اعظم تھے۔''

جانشین مفتی اعظم

وہی ذمہ دار قلم وہی رضوی دارالافتاء اب کس مبارک ہاتھ میں دیا جائے جو پوری طرح اس کی ذمہ داری کا احساس کرے۔ رنگ و روپ بدل بدل کر آنے والے لٹیروں سے جو ''العطایا النبویۃ'' جیسی انمول دولت کی حفاظت میں ہر وقت مستعد مسلح نظر آئے حضور تاجدار اہلسنت کی چشم ولایت نے اس عظیم ذمہ دار کا انتخاب فرما لیا تھا۔ حضور کے خاص فیض تربیت میں روز بروز اس میں نکھار آتا جا رہا تھا کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی نگاہیں اس خوبرو حسین چہرے پر ہی نہیں بلکہ اس منور جبین سعادت کی ان مخفی نقوش کو بھی ملاحظہ فرما رہی تھیں جن کا مفہوم ہم یوں بھی ادا کر سکتے ہیں:

بالائے سرش ز ہوش مندی

نگاہ مفتی اعظم کا انتخاب کردہ یہ درخشندہ ستارہ عروج کے بروج کو طے کرتا رہا اور اس کی روشنی بھی ہر گھڑی ترقی پذیر رہی۔ مدارس اسلامیہ میں مروجہ علوم کے علاوہ متعدد غیر مروجہ علوم کی تحصیل نے اسے اور صرف جاذب نظر ہی نہیں بلکہ اہل سنن کی تسکین قلب و جگر بھی بنا دیا تھا۔ اسی ذات ستودہ صفات کو آج اہل وفا واہل انصاف کبھی یکتائے زمانہ، کبھی مظہر اعلیٰ حضرت، کبھی جانشین مفتی اعظم، کبھی افقہ الفقہاء، کبھی اعلم العلماء، کبھی مرجع الفتاویٰ، کبھی فخر ازہر، کبھی تاج الشریعہ، کبھی قاضی القضاۃ فی الہند اور کبھی مقتداء اہلسنت کہتے ہیں۔ یہ منور ستارہ اس قدر تابناک کیوں نہ ہو۔ دنیائے سنیت کی قیادت بھی تو آپ سے متعلق ہے یعنی الحضرۃ العلامہ ومولانا والمفتی والمولوی والحافظ والقاری والحاج محمد اختر رضا خاں صاحب الازہری والقادری والرضوی (دامت برکاتہم القدسیہ)

دنیائے اسلام کی قابل فخر یونیورسٹی جامعہ ازہر سے کون ناواقف ہوگا۔ براعظم ایشیا کے مسلم طلبہ جہاں اپنے کامیاب مستقبل کا سنہرا خواب دیکھتے ہیں اور یہ کوئی بے جا تصور بھی نہیں کہ روئے زمین پر رائج علوم وفنون کے ہر ایک شعبۂ تعلیم میں ماہر اساتذہ کی نگرانی یہاں حاصل ہے۔

حضور تاج الشریعہ منظر اسلام سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپ نے فارغین میں امتیازی حیثیت سے فراغت حاصل کی تھی۔ آپ کی بابرکت ذات صرف مدرسہ میں ممتاز نہیں تھی بلکہ سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی نظر ولایت میں بھی ممتاز تھی اور مجدد اعظم کی پرفیض بارگاہ میں بھی اس دور کے طلبہ میں آپ کو امتیازی شرف حاصل تھا۔

مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے 1963 کو جامعہ ازہر مصر کے شعبۂ "كلية اصول الدين" میں داخلہ لیا۔ تین سال تک محنت شاقہ سے تحقیقات میں مشغول رہے۔ بریلی شریف کی یہ امتیازی حیثیت یہاں بھی برقرار رہی۔ 1966 کے فارغین ازہر میں ممتاز ترین فارغین میں آپ کا انتخاب ہوا جس کا اقرار صرف یہاں کے اساتذہ کو ہی نہیں بلکہ اس عظیم کامیابی پر اس دور کے صدر مملکت (مصر) کرنل ناصر نے آپ کو "جامعہ ازہر ایوارڈ" کے ساتھ سند امتیاز بھی پیش کی تھی۔

دنیائے اسلام کے دینی طلبہ کی تمنا ہوتی ہے کاش اس عظیم ادارہ میں داخلہ کا شرف مل جائے وہاں کے اساتذہ سے استفاضہ واستفادہ کا موقع ہاتھ آئے۔ جامعہ کی صبح وشام میں میری زندگی کے کچھ

لمحات بھی گزر جائیں وہاں کی تعلیمی سند میرے پرامید مستقبل کی ضمانت بن جائے اور لفظ ''ازہری'' میرے نام سے ایسا ملحق ہو جائے کہ لوگوں کو جزء علم کا احساس کرادے لیکن وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام کے نور نظر جانشین مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ کے بارے میں عالم اسلام کے مفتخر ''جامعہ ازہر'' کا نقطۂ فکر کافی حیران کن نظر آرہا ہے۔ ہر ایک کو 'جامعہ ازہر' پر ناز ہے اور اس جامعہ کو رضا کے مظہر پر فخر ہے۔ بالاختصار ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

2009 میں حضور تاج الشریعہ نے مصر کا تاریخی دورہ فرمایا۔ 3 مئی سے 6 تک مصر میں آپ کا قیام رہا۔ اس موقع پر اللہ نے آپ کو جو عزت وشان وشوکت عطا فرمائی وہ شاید اب تک کسی ہندوستانی عالم کے حصہ میں نہ آئی ہوگی۔ مصر کے بڑے بڑے علما ومشائخ جن میں شیخ الازہر علامہ سید طنطاوی ، رئیس الجامعہ علامہ احمد طیب ، پروفیسر طٰہٰ ابوبکر، دکتور صالح عبداللہ کامل ، دکتور فتحی حجازی ، دکتور احمد ربیع یوسف ، دکتور حازم احمد محفوظ ، جمال فاروق دقاق ، علامہ محبوب حبیب ، علامہ جلال رضا ازہری ، پروفیسر عبدالقادر انصار ، علامہ حبشی الدسوتی ، علامہ سعد جاویش شامل ہیں۔ ان حضرات نے مختلف مسائل اور موضوعات پر حضور تاج الشریعہ سے تبادلۂ خیالات کیا۔ آپ کے علمی وتحقیقی جوابات سے حد درجہ مسرور ومتاثر ہوئے۔ ان کے علاوہ جامعہ ازہر ، جامعہ عین شمس ، جامعہ قاہرہ ، جامعہ دول العربیۃ کے تقریباً 45 بڑے بڑے اساتذہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور حدیث کی اجازتیں لیں۔

اسی سفر میں ''جامعہ ازہر'' کے ارباب حل وعقد نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں آپ کی لیاقت وصلاحیت اور دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ ازہر کا سب سے بڑا ایوارڈ ''فخر ازہر ایوارڈ'' پیش کر کے اپنے جامعہ کا سر اونچا کیا (از تقدیم چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم) بریلی شریف سے امتیازی شان کے ساتھ فراغت حاصل کرنے والے فاضل بریلوی کے اس شہزادہ نے جامعہ ازہر شریف میں بھی اپنے امتیازی پرچم کو لہرادیا اور یہاں کے دانشوروں نے فخر ازہر کا ایوارڈ دے کر اہل علم کے سامنے برملا اس کا اعتراف بھی کرلیا کہ حضور تاج الشریعہ کا اس جامعہ میں تعلیم حاصل کرنا ان کے لئے باعث شرف ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تو ہم نہیں کر سکتے ہیں لیکن ہمیں یہ اعتراف کرنے میں کوئی تردد نہیں ہے کہ آپ کا یہاں بغرض تحقیق برائے اصول دین تشریف لانا اس جامعہ کے

لئے باعث فخر ہے کہ دنیائے اسلام آج جس عالم بے بدل سے اکتساب فیض کررہی ہے اس کی پرفیض آراستگی میں ہمارے جامعہ کی خدمات بھی دخیل ہیں۔آپ کے ذمہ دار قلم کے شاہکار علوم وفنون کے اس ذخیرہ (فتاوائے تاج الشریعہ) میں پانچ ہزار سے زائد فتاویٰ موجود ہیں ان میں سے ہر ایک فتویٰ نے قوم کی کس قدر عظیم رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے ارباب علم باخبر ہیں۔

بریلی شریف سے مصر تک حضور تاج الشریعہ کے بارے میں انصاف پسند افکار واذہان کے یہ ترانے صرف فضاء بسیط کو ہی سحر انگیز نہیں بناتے ہیں بلکہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں قبولیت کا شرف عطا کردیا ہوگا جس پر دلالت کیلئے 10 جون 2013 مطابق یکم شعبان 1434 ہجری کے اس روح پرور واقعہ کو ہم پیش کرسکتے ہیں جس کی عطر پاشی سے وسعت زمیں معطر ہوگئی تھی۔دوشنبہ کا مبارک دن تھا چھ بج کر پانچ منٹ کا وقت مسعود تھا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے لئے اپنے مقدس گھر کے دروازہ کو کھلوادیا تھا اور آپ اپنے شہزادہ حضور عسجد میاں مدظلہ العالی کو بھی اپنے ساتھ لے کر خانۂ کعبہ میں داخل ہوچکے تھے۔آنکھیں اشکبار تھیں،جبین سعادت اس مقدس فرش پر سجدہ ریز تھی جس کی نفاست کو رفعت عرش بھی سلام پیش کرتی ہے۔نماز کی صورت میں حضور تاج الشریعہ اللہ کے گھر میں اس کی عبادت سے لطف اندوز ہورہے تھے۔نماز میں رخ صرف کعبہ کی طرف نہیں بلکہ نماز ہی اس کعبہ کے اندر ہورہی تھی جہاں نقطۂ سمت الراس میں عرش سے نقطۂ سمت القدم میں عرش تک قبلہ ہی قبلہ ہے۔

یہ ایمان افروز منظر اس لئے اور اہمیت کا حامل ہے کہ جس زمانہ میں حضور تاج الشریعہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا اس وقت یہ مقدس گھر نجدیوں کے قبضہ میں ہونے کے باوجود آپ کا اس میں داخل ہوکر نماز ادا کرنے کی یہ عظیم سعادت حاصل کرنا کوئی خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے۔بلاتردد ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس رب قہار نے مغرور ابرہہ کے لشکر کو وہاں تک پہنچنے سے روکا تھا اور اس کے غرور کو خاک میں ملادیا تھا اسی رب کریم نے اپنے اس گھر کو نجدی دشمن کے قبضہ میں ہونے کے باوجود حضور تاج الشریعہ کے لئے کھلوادیا تھا:

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رویت ہلال سے متعلق ایک فتویٰ کو دیکھ کر حضور تاج الشریعہ کے بارے میں جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ رضوی کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں:

آج بعض تجدد پسند حضرات فقہائے کرام کے متعین کردہ استفاضہ کے معنی و مفہوم میں تبدیلی اور بے جا تاویل کے درپے ہیں جو ہرگز قابل التفات نہیں۔ایسے حالات میں حقیقت حال اجاگر کرنے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لئے جانشین علوم امام احمد رضا،تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے فقہی و علمی جواہر پارے بکھیرے اور نصوص فقہاء سے مزین مقالہ سپرد قلم فرمایا کہ ہر انصاف پسند بلا چون وچرا تسلیم کرتا نظر آئے۔

(شرعی حیثیت صفحہ 28)

حضور تاج الشریعہ کی یہی ادائے حق گوئی و بیبا کی تجدد پسند حضرات کی نظر میں خار ہے کہ آپ نے کبھی بھی ان کی تجدد پسندی کو قابل التفات نہ سمجھا اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کو ہی اپنا فریضہ شمار کیا۔

ممتاز الفقہاء، سلطان الاساتذہ، محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری جانشین حضور صدر الشریعہ ایک فتویٰ کو دیکھ کر فرماتے ہیں:

استفاضۂ شرعیہ سے متعلق وارث علوم اعلیٰ حضرت،تاج الشریعہ،علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی قاضی القضاۃ فی الہند کا ایک رسالہ ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت'' اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ رسالہ کا پورا مضمون تحقیق انیق سے لبریز ہے ،مجھے اس پر کچھ پیش لفظ لکھنے کی جرأت نہیں لیکن چونکہ آپ کے علمی طرز بیان اور فقہی اصطلاحات کی وجہ سے سطحی ادراک رکھنے والوں کیلئے مضمون کی گہرائی تک پہونچنے میں زحمتیں ہیں اس لئے کچھ توضیحی کلمات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

پھر فقہی اصطلاحات کی باریکیوں پر حضور محدث کبیر کا پورا مقالہ ہے۔ جس کے آئینے میں حضور تاج الشریعہ کی منور تصویر سے آپ کی بے مثال شخصیت کا احساس کوئی بھی کرسکتا ہے۔ آخر میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے رسالہ............سے متعلق تمام علمائے اہل سنت و مفکرین اور عامۃ اہلسنت سے میری گزارش ہے کہ بغور بار بار پڑھیں اور اپنے روزوں وعیدوں کو فساد وابطال سے بچانے کے لئے رسالہ کے مشمولات واحکام پر پابندی سے عمل کریں اور کرائیں۔ حضور تاج الشریعہ کا وجود اس زمانے میں ہم سب کے لئے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے ان کی صحت ولمبی عمر کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔

یہ الفاظ تھے حضور محدث کبیر کے اسلامی علمبرداروں سے زمانۂ ماضی میں جس طرح اعداء دین کے علاوہ حاسدین کا بھی سابقہ رہا اسی طرح حضور تاج الشریعہ کا مبارک وجود بھی رشک گلستاں پھول ہونے کے باوجود کچھ نگاہوں میں کانٹے کی طرح چبھتا رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان نگاہوں کو بصارت قبول عطا فرمائے اور حضور کا سایۂ کرم دراز سے دراز تر فرمائے اور آپ کی قابل فخر قیادت سے اہل سنت مستفیض ہوتے رہیں کہ آپ کے روح پرور وجود سے مسلک اعلیٰ حضرت کو ایسا مؤثر فائدہ مل رہا ہے جس پر اہل سنن کو بھرپور اعتماد ہے جہاں آپ کی اداؤں میں حضور مفتی اعظم کا جلوہ نظر آتا ہے وہیں آپ کے مبارک الفاظ سے حضور حجۃ الاسلام کا تدبر ہویدا ہے اور آپ کی نورانی تحریروں میں امام احمد رضا کے فیضان کا مشاہدہ ہر ایک ذی شعور بخوبی کرسکتا ہے۔

علامہ محمد خالد مکی فرماتے ہیں:

ان دار الافتاء بمدينة بريلى والذى يديره الشيخ بنفسه لايعتبر دار افتاء لمنطقته الجغرافية فقط وانما ساهم فى تقديم الفتوىٰ الى سائر العالم على طريقة اهل السنة والجماعة وقد بلغ عدد فتاوىٰ الدار مايزيد على خمسة الاف فتوىٰ ان الشيخ العلامة ادام الله بركاته ليس بارعا فى اللغتين العربية والاردوية

فحسب بل ان له ملكة عظيمة فى اللغة الانجليزية وقدساهم سماحته بالافتاء بالانجليزية وصدرله كتاب فيها........يعنی

بے شک شہر بریلی کادارالافتاء جسے شیخ (حضور تاج الشریعہ) چلا رہے ہیں یہ دارالافتاء صرف اس علاقہ میں ہی معتبر نہیں یہ اہل سنت وجماعت کے طریقہ پر فتویٰ دے کر باقی عالم کو بھی اپنا فیض پہونچا رہا ہے اس دارالافتاء سے آپ کے فتاوے پانچ ہزار سے زائد ہیں یقیناً شیخ (حضور تاج الشریعہ) علامہ پر اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کو ہمیشہ برقرار رکھے۔صرف دو زبان عربی واردو میں ہی ممتاز نہیں بلکہ انگلش زبان میں بھی آپ کو عظیم ملکہ حاصل ہے۔ان کا فیض سخاوت ان فتووں کے ذریعہ بھی ہے جو انگلش املاء کے ساتھ ہیں اس زبان میں آپ کی ایک کتاب بھی ہے۔

یہ اعلان حق مکۃ المکرّمہ سے اس عالم دین کا ہے جو کسی مشربیت سے مغلوب نہیں بلکہ آپ کی تحریروں سے استفادہ کے بعد انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا لیکن کیا کریں:

قد تنكر العين ضوء الشمس من رمد
وينكر الفم طعم الماء من سقم

تاج الشریعہ کے قلم میں تجلیات مجدد اعظم

بریلی شریف کا یہ ذمہ دار دارالافتا اکناف عالم کو نبوی عطایا کے دلکش اجالے سے رشک ماہ و نجوم بنا رہا تھا۔سیدنا سرکار مفتی اعظم کے بعد اس کی پوری ذمہ داری حضور تاج الشریعہ نے سنبھال لی تھی عقائد اہل سنت اور فقہ حنفیت کے مطابق یہاں کی خدمات دنیائے اسلام میں ستاروں کی طرح ضوفگن تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب حل وعقد اسے ''مرکزی دارالافتاء'' کے نام سے جانتے اور اس کے فتاویٰ کو بلا تشکیک تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں کہ سیدنا امام احمد رضا کے قلم کی ان خوبیوں سے ہر ایک عالم دین واقف تھا جنہوں نے میدان تحقیق کے ہر ایک گوشہ میں اسلامی پرچم کو لہرا دیا تھا چاہے مقابل ''نیوٹن'' کی صورت میں ہو یا ''البرٹ'' کی صورت میں ۔جدید دور کے جغرافیہ داں ہوں یا علم مثلث میں

"پیتھا گورس"، جنوبی ایشیا کے نجومی ہوں یا یوروپ کے بحری ماہرین۔ قادیان کا دجال ہو یا گنگوہ کا گستاخ، نانوتہ کا سرغنہ ہو یا پھر اس کی ذریات ان سبھوں کی کج روی کو ان کے سامنے کچھ اس انداز سے آپ نے پیش فرمایا کہ نہ انہیں اپنے موقف میں قرار نصیب ہوا اور نہ ہی راہ فرار نظر آئی۔

حضور تاج الشریعہ کی نورانی تحریریں آج ہمیں تاجدار اہلسنت وحجۃ الاسلام اور مجدد اعظم کی یاد دلا رہی ہیں۔ "فتاوائے تاج الشریعہ" کے ایک ایک فتویٰ کو عمیق نظروں سے دیکھنے والوں کو یقیناً اس کا مشاہدہ ہوگا۔قواعد کلیہ کا آپ کو کس قدر لحاظ تھا۔ان سے جدید جزئیات کے استنباط کا کیسا ایمان افروز ملکہ تھا اور جزئیات شرعیہ پر کیسا گراں قدر عبور حاصل تھا۔آپ کے فتاوے، کتب رسائل سے استفادہ کرنے والے اُن سے آشنا ہیں۔

فتاویٰ کے علاوہ اس عظیم قلم کے اور بھی مقدس کارنامے ایسے ہیں جو یقیناً آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں مثلاً قصیدہ بردہ شریف پر آپ کا حاشیہ بنام "الفردہ" جو عربی زبان میں ہے۔اسے دیکھ کر علماء عرب کی آنکھوں میں خوشی کی چمک نظر آ رہی ہے اور ہر ایک انصاف پسند اسے تسلیم کرتا ہے کہ آپ یقیناً "فخر ازہر" ہی نہیں بلکہ فخر اہلسنت بھی ہیں۔یہ حاشیہ ایک انمول علمی خزانہ بھی ہے اس میں نحو، صرف ،فصاحت، بلاغت، سجع، استعارہ، بدیع و دیگر اصناف سخن کے علاوہ تفسیر، تخریج احادیث، تاریخ، اسلوب ادب کے ہیرے جواہرات دیدہ ور کو اپنا گرویدہ تو بنا ہی لیتے ہیں اس کے علاوہ ایک سچے عاشق صادق کو بارگاہ رسالت کے مقبول اس قصیدہ کے معنوی عرش تک پرواز کی طاقت بھی عطا کرتے ہیں۔آپ نے مختلف زاویئے سے اس کی ایسی حاشیہ آرائی اور زرنگاری فرمائی ہے۔جس میں ادب، تصوف، عقائد، مسائل، سلوک، معرفت، عشق اور محبت کے جلوے اہل نظر کو صاف دکھائی دیتے ہیں۔مزید نصوص قرآن وحدیث کے علاوہ اقوال اسلاف کی تائید نے ہر ایک شعر کے مفہوم کو روشن سے روشن تر کر دیا ہے۔

ہر ایک شعر کی وضاحت سے قبل آپ نے درود وسلام کا التزام رکھا جو بارگاہ عرش نشان میں حضور تاج الشریعہ کی طرف سے ہدیہ نذر رہے۔بعدہٗ مخفی خزانہ سے نقاب کشائی یوں نظر آ رہی ہے کہ اولا ان الفاظ پر توجہ دی گئی ہے۔موجود شعر میں جو مستعمل ہیں وہ الفاظ مبارکہ متحد المعانی ہیں یا متعدد المعانی ان کے لغوی معانی کی تحقیق اور ان کا استعمال معنی حقیقی میں ہے یا پھر مستعمل فیھا معانی کچھ اور ہیں

۔معنی لغوی و معنی مستعمل فیہ میں کیا نسبت ہے۔

جب اس مبارک حاشیہ پر غور کرتے ہیں تو بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے ناظرین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یقیناً رضا کی تجلیات کا عکس آپ کی ذات ستودہ صفات سے نمایاں ہے اور ایسی تحقیق انیق کی امید اس گھر سے ہی کی جا سکتی ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کے ایک سو اٹھاون اشعار کے بدر منیر کی آراستگی میں آپ کی تحقیقات وتشریحات کا تابناک وایمان افروز ہالہ تین سو سے زائد صفحات تک جلوہ بار ہے اور وہ بھی ایسا کہ پیالۂ خواجہ میں انا ساگر کا منظر پیش کر رہا ہے۔

ایک شعر اور اس کی شرح بطور نمونہ احباب کی نذر ہے:

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع

کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم

حضور تاج الشریعہ نے درود وسلام بارگاہ عرش مقام میں پیش کرنے کے بعد یہ شعر نقل فرمایا پھر سب سے پہلے نحوی ترکیب کو بیان فرمایا۔آپ کے الفاظ مبارکہ ہیں:

قولہ ''وبات'' معطوف علیٰ تفرس والعائد محذوف ای ''بات'' فیہ

اس شعر کی ابتداء واو عاطفہ سے ہے جو معطوف علیہ کا متقاضی ہے اور ''بات'' فعل ماضی ہے جو اسی طرح ''فعل'' معطوف علیہ کو چاہتا ہے جبکہ اس سے پہلے شعر میں دو فعل ''تفرس اور انذروا'' کا تذکرہ ہے مصرع قریب میں فعل ''انذروا'' ہے قرب کو وجہ ترجیح قرار دیا جائے تو پھر صیغہ میں مطابقت نہیں تو حضور ناظم فاہم نے ایسے صیغہ کا استعمال کیوں فرمایا؟ کہ یہ دونوں فعل ایسے ہیں ضمیر جن کا فاعل ہے پھر صیغہ میں اختلاف کیوں؟ ایسے وہم کو دور کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا ''وبات معطوف علی تفرس ''یعنی ''بات'' کا عطف ''انذروا'' پر نہیں بلکہ ''تفرس'' پر ہے اور ''تفرس'' صیغۂ واحد ہے۔لہٰذا کوئی ایراد اس عبارت پر نہیں ہے۔

اس میں پھر ایک دوسرے وہم نے اپنا چہرہ دکھایا کہ ''بات'' فعل ناقص ہے اس کی خبر موجود نہیں۔''وھو منصدع ''تو ایوان کسریٰ سے حال ہے اور صفت کا بھی اس میں احتمال ہے؟

لہٰذا حال باذوالحال یا موصوف باصفت اسم ''بات'' ہے اور مصرع ثانی کا تعلق لفظ ''منصدع'' سے ہے لہٰذا نحوی ترکیب کے لحاظ سے اس شعر میں فعل ناقص ''بات'' کی خبر موجود نہیں۔ پھر مصرع اول میں ایک اور ضمیر کی بھی ضرورت ہے جو ماقبل شعر متصل سے اس شعر کا ربط بتائے۔ ان سارے اوہام کو رد کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ ''والعائد محذوف ای بات فیه'' کہ اس میں ضمیر بھی موجود اور خبر ''بات'' بھی اس ضمیر مجرور کا مرجع وہی ''یوم'' ہے جو ماقبل شعر کے مصرع اول کی ابتداء میں ہے۔

نحوی ترکیب کو زینت بخشنے کے بعد صرفی تحقیق میں فیضان کرم کے گہر پارے بھی ملاحظہ ہوں۔

فرماتے ہیں ''**ایوان بالکسر اسم معرب لمسقف لایکون بجانبه المقدم جدار وهمزة اصلية**'' ''بات'' کے معنیٰ لغوی میں چونکہ کوئی خفاء ہی نہیں اس لئے لفظ ''ایوان'' سے آپ نے صرفی تحقیق شروع فرمائی کہ لفظ ''ایوان'' بالکسر ہے عوام میں بعض کی زبان پر خطاء ''اَیوان'' بھی مستعمل ہے۔ آپ نے ان کی اصلاح فرمائی کہ یہاں ''اَیوان'' نہیں بلکہ ''اِیوان'' ہے۔ یہ اسم معرب ہے۔ ''ایوان'' اس چھت دار گھر کو کہتے ہیں جس میں سامنے کی دیوار نہ ہو۔

(ہندوستانی زبان میں جسے اَیوان بالا کے ساتھ مخصوص قرار دیا جاتا ہے) اس میں ہمزۂ مکسورہ اصلی ہے وصلی نہیں کہ وصلی زائد ہے اور اگر یہ ہمزہ زائدہ ہوتا تو پھر ''یاء'' کے بعد واو کو ''یاء'' سے بدل دیا جاتا۔ اس قاعدہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے بطور تمثیل آپ نے ''**کماتقلبت فی ایام**'' فرمایا کہ یوم کی جمع ''ایام'' ہے ایوام نہیں اس لئے کہ یہ ہمزہ زائد ہے اس میں تعلیل جاری ہوئی ''ایوان'' میں ہمزہ زائد ہونے کی صورت میں ''ایان'' ہونا چاہئے نہ کہ ''ایوان''

حضور تاج الشریعہ نے ''**وهمزته اصلية**'' فرما کر ایسے صرفی اشتباہ کے دروازہ کو ہی مقفل کردیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ ''ایوان'' افعال کے وزن پر نہیں ممکن تھا کہ ہمزۂ اصلیہ کی صورت میں کوئی اس کو ''باب افعال'' میں نہ لے جائے کہ یہاں بھی ہمزۂ اصلیہ ہے اس صورت میں مادۂ اصلیہ ''یون'' قرار پائے گا اس کی تردید میں آپ فرماتے ہیں

فعلم بهذاان ایوان مثل دیوان ووزنهافیعال والاصل فیهما اووان ودووان فقلبت الواوالاولی "یاء" لانکسار ماقبلها

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ ایوان دیوان کی طرح ہے دونوں کا وزن فیعال ہے لیکن یہ "یاء" واو کے بدلے میں ہے اس کا اصلی لفظ اووان یا دووان تھا دونوں واو بعد کسرہ ہیں اب ان دونوں میں پہلا ساکن لہٰذا او اولیٰ کو "یاء" سے بدلنے کی وجہ یہی ہے کہ وہ بعد کسرہ ہے۔

اس کے بعد لفظ "کسریٰ" کی تحقیق میں حضور تاج الشریعہ نے "شیخ زادہ" کے حوالہ سے فرمایا "وکسریٰ اسم جنس لمن یملک الفرس" فارس پر جس کی حکومت ہو اس کے لئے "کسریٰ" اسم جنس ہے۔ کسریٰ کے تعارف میں اس قدر وضاحت کافی تھی لیکن اس سے صرف معنیٰ کا بیان ہوتا اور بریلی کی تحقیق کا حق ادا نہ ہوتا، جس کا لحاظ کرتے ہوئے آپ نے مزید ارشاد فرمایا "ویجمع علی اکاسرۃ علی خلاف القیاس" کسریٰ ایک ایسا لفظ ہے جس کی جمع اکاسرہ ہے اور چونکہ کوئی بھی قاعدہ کسریٰ کی جمع اکاسرہ ہونے پر مؤید نہیں اس لئے آپ نے اس کو خلاف قیاس قرار دیا۔

حکمراں بادشاہ کو ایک جدا نام دینے پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہئے یا پھر کوئی اس کو ایک خاص حکمراں کا علم قرار نہ دے اس لئے اس کے اسم جنس ہونے پر مزید مثالوں سے اسے تقویت پہونچا رہے ہیں۔

کما ان قیصر اسم لمن یملک الروم والنجاشی لمن یملک الحبشۃ وخاقان لمن یملک الترک وفرعون لملک مصر وتبع لمن یملک الیمن .

یہاں آپ نے اس طرح کے اسم جنس کی پانچ مثالیں پیش فرمائیں (جو ہم جیسے نااہل کے لئے حضور کا فیضان کرم ہے) یعنی جیسا کہ روم پر حکومت کرنے والے کو قیصر کہا جاتا ہے حبشہ کے حکمراں کو نجاشی کہا جاتا ہے، ترک کے بادشاہ کو خاقان کہا جاتا ہے، مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے ہیں اور یمن کے حکمراں کو تبع کہا جاتا ہے۔

اسی طرح ایران پر حکومت کرنے والے کو کسریٰ کہا گیا ہے لہٰذا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اب آپ کی توجہ دوسرے "مصرع" پر ہے۔

فرماتے ہیں

"وقولہ کشمل اصحاب کسریٰ" یہ مصرع ثانی کا جزء اول ہے عام طور پر

لفظ ''شمل'' کو شمول کے معنی میں یعنی مل جانے کے معنی میں لیا جاتا ہے لیکن حضور تاج الشریعہ کی تحقیق ہے ''فھو من الاضداد معنی'' ''شمل'' متضاد معنی کا حامل لفظ ہے۔ کبھی اس کا معنی جمع ہونا اور کبھی منتشر ہونا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہے۔

اپنی اس تحقیق پر آپ نے عربی محاورے کو پیش فرمایا کہ ''یقال فرق اللہ شملھم ای ماجتمع من امرھم ویقال جمع اللہ شملھم ای ماتفرق من امرھم''

یہاں دو جملے ہیں ان میں سے پہلے جملہ میں ''شمل'' کا معنی ماجتمع من امرھم بتایا گیا جبکہ دوسرے جملہ میں ماتفرق من امرھم سے اسی کی تعبیر کی گئی ہے اور یہ دونوں معنی آپس میں متضاد ہیں ان دونوں مختلف معنی پر دال دراصل وہ دونوں ''فعل'' ہیں جن کا فاعل یہاں اسم جلالت ہے حالانکہ یہ دونوں فعل بھی متضاد ہیں کہ پہلا فعل ''فرق'' اور دوسرا ''جمع'' ہے ''شمل'' بمعنی ''تفرق'' بھی آتا ہے اور ''کشمل اصحاب کسریٰ'' میں ''شمل'' تفرق کے معنی میں ہی ہے پھر ان دونوں معنی پر استدلال کرتے ہوئے آپ نے تاریخ کا ایک صفحہ پیش فرمایا ملاحظہ کریں جو ''شیخ زادہ'' سے منقول ہے

روی ان کسریٰ وھو یزدجرد بن شھریار ھو آخر الاکاسرۃ وقد ملک الفرس واستقام لہ الامر وجعل رستم ابن فرخ زاد صاحب الجیش وقال ھذہ الخزائن بین یدیک فاحمل منھا من السلاح والذھب والفضۃ ماشئت واکفنی امر العرب الذین دخلوا فی بلادنا فذھب رستم من خراسان فی مأتی الف رجل الی وادی العراق ونقضت الدھاقنۃ اھل الذمۃ عھودھم و وثبوا علی المسلمین من کل جانب فوجہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ العساکر المنصورۃ وجعل سعد بن ابی وقاص صاحب الجیش وامر جریر بن عبداللہ والمثنیٰ بن حارثۃ بمتابعۃ سعد والانقیاد وھما کانا فی العراق مع الجیش الکثیر فلما لحق بھما سعد واقبلوا علی رستم للمحاربۃ کان رستم کاھنا منجما وکان یکرہ الخروج الی قتال العرب ورای فی المنام کان ملکا یجمع صلاح اھل فارس ویعطیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویعطیھا النبی عمر فازدار غمہ وجبن الا انہ

ماوجديدامن طواعية يزدجرد وكان فى عسكر رستم خمسته الاف شريف مطبوع شاكى السلاح يدورعليهم رحى الحرب وبعث يزدجرد معه عشرين الفاومائة الف وقيل مأتى الف فلما اصطف الفريقان رأى هلال بن علقمة الهيتمى رستمافتوجه اليه فرماه رستم بنشابه فسك بهاركابه وحمل عليه هلال فضربه فقتله فاعطاه سعد سلبه فبلغ سليه سبعين الفاسوى قلنسوته فانها بلغت مائته الف وانهرم الفرس وسار سعدبن ابى وقاص خلفهم

یہاں تک تاریخی روشنی عطا کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے جو عبارت پیش فرمائی اس سے لفظ ''شمل'' کے اسی معنی کی تائید ہو رہی ہے۔ جو آپ کی تحقیق ہے کہ ''وھو من الاضداد''

بعد کی عبارت یوں ہے:

وسار سعدبن ابى وقاص خلفهم يفرق حزبهم ولمارجعت الفرس منهزمة الى يزدجرد واتاه خبررستم ومقتله حمل من الخزائن ماامكنه يريد نهاوند وارض الجبال ولم يجمع بعد ذالك شمله وشمل اصحابه

جب حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ہزیمت خوردہ رستم کی فوج کا تعاقب فرمایا ان کی جمعیت کو منتشر کرتے رہے اور انہیں قتل کرتے رہے ایران کی شکست خوردہ فوج کی ٹکریاں جب یزدگرد کے پاس پہونچیں اور اسے رستم کے قتل کی خبر ملی (جس کی طاقت وسپاہ گیری پر اسے غرور تھا) تو یہ جہاں تک ممکن ہوسکا خزانوں کی دولت نکال لی اور نہاوند پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔ اس کے اور اس کی فوج کے بکھراؤ میں پھر یکجائی کی صورت نہیں آئی۔ یہاں بھی لفظ ''شمل'' کا استعمال جمع وتفریق دونوں معنی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں معانی متضادہ میں سے ہیں جبکہ لفظ ''شمل'' دونوں مقام پر مفعول بہ ہے شیخ زادہ کی اس عبارت سے بھی آپ کے بتائے ہوئے معنی (وھومن الاضداد) کی تائید ہو رہی ہے۔

غور فرمائیں یہ صرف تاریخ ہی نہیں۔ آپ اگر چاہتے تو اس لفظ کے اسی معنی میں استعمال ہونے کے بارے میں متعدد دیگر حوالے بھی پیش کر سکتے تھے جو آپ کے بتائے ہوئے معنی کی تائید میں ہوتے لیکن آپ کی یہ عظیم فراست ہے کہ صرف تائید و تاریخ بتانا ہی مقصد نہیں بلکہ قصیدہ بردہ شریف کے اس

شعر کی وضاحت اصل مقصد ہے جس میں ''کسریٰ'' کا لفظ دوبار مستعمل ہے۔ شعر یہ ہے:

وبـــات ایـــوان کســـریٰ وھـــو مـــنـــصـــدع
کشـــمـــل اصـــحـــاب کســـریٰ غیـــر مـــلـــتـــئـــم

لہٰذا حوالہ میں اگر وہی تاریخ موید ہو جو وہاں کی جہاں بانی دنیوی تزک واحتشام دولت وثروت غرور وتکبر شان وشوکت حملہ وشطوت عہد شکنی وہزیمت کے ساتھ اسلامی لشکروں کی سرفروشی وشجاعت کو بھی بیان کر دے تو اپنے موقف کی تائید بھی ہوگی اور اس کی چاشنی کی لطافت بھی دوبالا ہو جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے بتائے ہوئے معنی پر استدلال کے لئے تاریخ کے اس صفحہ کو قبول فرمایا جس میں یہ ساری باتیں ملحوظ ہیں۔ اس شعر میں متعلق الفاظ کی صرفی۔ لغوی اور فنی تشریحات کے لعل وگہر کا یہ انمول خزانہ کتاب مستطاب ''الفردہ'' کے بحر ذخار کی ایک لہر سے ہویدا ہے اس پر آپ نے اور جو گہر افشانی فرمائی ہیں ان کی ذخیرہ اندوزی میں میرا دامن ہی تنگ نظر آتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جن ایک سو اٹھاون خزانوں سے آج کے مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے جو''الفردہ'' کے نام سے علمی محافل کی زینت ہیں ان میں سے ایک یہی خزانہ لے لیں اور اس کی مالیت کا اندازہ لگائیں تو ایوان کسریٰ کے سارے خزانوں پر بھاری نظر آتا ہے جبکہ اس کے جتنے حجابات کو آپ نے اٹھایا ہے ان میں سے دوخانوں کی کچھ کرنوں سے ہی ابھی تک اس حقیر راقم حروف نے احباب اہلسنت کو روشناس کرانے کی سعادت حاصل کی ہے اور معنوی عرش کا رشک نجوم خانۂ خزانہ تو ابھی باقی ہے۔

آیئے اس خزانہ کے معنوی خانہ کی بھی زیارت کریں۔

شعر کے پہلے مصرع میں ایوان کا لفظ ہے دور حاضر میں ارباب اقتدار کے دواہم شعبہ کے لئے یہ لفظ مستعمل ہے جس کو ایوان زیریں وایوان بالا کہا جاتا ہے۔ حکومت کے اہم فیصلے یہیں لئے جاتے ہیں ولادت مقدسہ کے زمانۂ مبارکہ میں روئے زمین کی تین حکومتیں خودمختار مانی جاتی تھیں باقی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اپنی اپنی سہولت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی کی بھی حلیف بن جاتی تھیں۔ ان تینوں میں طاقتور ترین بنی ساسان کی حکومت تھی۔ دوسرے اور تیسرے نمبر میں بالترتیب قیصر ونجاشی کا نام آتا

ہے۔

بنی ساسان کی حکمرانی فارس میں رہی۔ یہیں کے اقتدار اعلیٰ کی باگ ڈور تھامنے والے کو کسریٰ کہا جاتا تھا۔ زعماء و عمائدین سلطنت کے مابین مشاورت اور مملکت کے خاص مہمانوں کے استقبال کے لئے بنی ساسان نے نوے سال کی محنت سے ایک پر شکوہ عمارت بنائی تھی لیکن اس میں ایک گھر کی طرح کمرے نہیں تھے بلکہ یہ ایک ہال نما تھا اس میں دنیا کے مختلف جگہ سے لائے گئے بڑے بڑے اور قیمتی پتھر یوں لگائے گئے تھے کہ انہیں کاٹنے کی بھی ضرورت پیش نہ آئے۔ جدید پیمائش میں اس کا طول 365 میٹر اور عرض 285 میٹر تھا جیسا کہ تاریخ ساسان سے ظاہر ہے اس پورے ہال پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ زمرد، موتی اور بیش قیمت جواہرات سے اس کی نقاشی کی گئی تھی۔ یہ ایک مضبوط ترین بناء تھا ایران میں اسی کو ایوان کہا جاتا تھا۔ یہ قیمتی معلومات ان تجلیات کی ایک کرن ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی اس عبارت سے جن کی برسات ہو رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں

روی ان بنی ساسان بنی ذالک الایوان فی تسعین سنۃ وطلاہ بماء الذھب ونقشہ بالزبرجد واللؤلؤ وبکل جوھر عظیم القیمۃ ۔ مزید آگے فرماتے ہیں، **اضطرب وانشق ایوان کسریٰ أنوشیروان وکان بناہ محکما مبنیا بالحجارہ الکبار والجص بحیث لاتعمل فیہ الفئوس،**

روایت کی گئی کہ بنی ساسان نے اس ایوان کو نوے سال میں بنایا تھا۔ اس پر سونے کا پانی چڑھایا، زمرد، موتی اور ہر قسم کے قیمتی جواہرات سے اس کی نقاشی کی گئی۔

یہ تعمیر بہت ہی مضبوط تھی۔ بڑے بڑے پتھر اور جص سے اسے جوڑا گیا تھا اس طرح کہ پتھروں کو توڑا بھی نہیں جاتا تھا۔ اس زمانے میں اس کا رعب دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ نوشیرواں کے زمانہ میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ بیس سال تک یہ اس کے استعمال میں رہا۔ احکامات سلطنت یہیں سے جاری ہوتے رہے۔ کسی کو جرأت نہیں تھی کہ یہاں کے احکامات کی خلاف ورزی کر سکے لیکن ایک دن رونما ہونے والے ایک محیر العقول واقعہ نے ایران کے ارباب اقتدار کو سکتہ میں ڈال دیا تھا۔ یہ ایسا واقعہ تھا کہ نوشیرواں اور اس کے وزراء جسے خواب میں بھی دیکھنا نہیں چاہتے تھے لیکن آج بیداری میں اس کے

مشاہدہ کرنے پر مجبور تھے۔

اسے حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان فرمایا

فلما کانت لیلة ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اهتز وانصدع ذالک فسقط اربع عشرة شرفة من شرفاته

جب نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ والی مبارک رات آئی ہے۔اس ایوان پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔دنیا کی مضبوط ترین اس عمارت نے لرزتے ہوئے اپنی شان وشوکت کو اس والی ہستی کے قدموں پر نچھاور کر دیا تھا جو آج حضرت آمنہ کے گھر نزول فرمانے والی ہے۔خوف سے دہلنے والی یہ فولادی عمارت اپنا وجود بھی سنبھال نہ سکی۔اس میں شگاف آ گیا اور چودہ ایسے پتھر ٹوٹ کر زمین میں گر پڑے جن کی وجہ سے یہ عالی شان عمارت کھنڈر نما نظر آنے لگی۔

حضور تاج الشریعہ کے مبارک کلمات سے اسی مفہوم کی رہنمائی ہو رہی ہے کہ اسی کو ناظم فاہم علیہ الرحمۃ نے اپنے اس شعر کے پہلے مصرع میں بیان فرماتے ہوئے جانِ شان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش نشاں میں عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے اور فرمایا ہے:

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع

اس مصرع کی تفہیم میں جب آپ نے ایران کے اس عبرت آموز زلزلہ کا تذکرہ فرمایا جس نے بنی ساسان کے غرور کو خاک میں ملا دیا تھا تو پھر ہم جیسے نااہل کے لئے دریائے فیض کو مزید اور جاری کرتے ہوئے رہنمائی فرمائی کہ یہ زلزلہ صرف ایوان کسریٰ پر ہی برپا نہیں تھا بلکہ ایک اور دوسرا مقام بھی اسی طرح لرز رہا تھا۔ایوان کسریٰ میں تو تکبر کی نحوست طاری تھی لیکن یہ دوسری جگہ ایسی پاکیزہ ہے جس کی عظمتوں کا پرچم عرش تک لہرا رہا ہے۔

اس مقدس جگہ کے رکھوالوں نے اس کی پاکیزگی کا احساس تک نہیں کیا اور بت پرستی سے اس کی عظمتوں کو چھیڑنے کی ناپاک حرکت کی گرچہ قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر میں اس کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی بھی لفظ نہیں ہے پھر بھی چونکہ ولادت مبارکہ کی اس نورانی شب کا تذکرہ آیا ہے جس کی نورانیت پر دن کے نصف النہار کی رونقیں بھی قربان ہیں اور اس میں صرف ایوانِ کسریٰ میں ہی زلزلہ

نہیں آیا تھا ہماری رہنمائی کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں

ولیلة ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تزلزلت الکعبة ولم تسکن ثلاثة أیام ولیالیهن وکان ذالک اول علامة رأت قریش من مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

جس مبارک شب میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری ہوئی ہے کعبہ بیت اللہ بھی ہل رہا تھا۔ تین دن تین رات تک یہ زلزلہ جاری رہا۔ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے قریش نے یہ پہلی علامت دیکھی۔ افادۂ حضور تاج الشریعہ سے ہمیں دو مقامات پر زلزلہ آنے کا علم ہوا۔ ان میں سے ایک نے ایوانِ کسریٰ کو اپنا مغرور وجود کھودینے پر مجبور کردیا تھا۔ وقت انصداع ایوان نے اپنی ہولناک آواز سے ایران والوں کو متنبہ بھی کردیا تھا کہ تمہارے دور کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ افادۂ عالیہ میں موجود ''وسمع لشقه صوت هائل'' سے اسی کی رہنمائی ہورہی ہے۔ یہی زلزلہ بظاہر کعبہ میں بھی نظر آرہا تھا یہاں کے حالات کچھ مختلف تھے۔ ایوانِ کسریٰ میں پتھر گر پڑے تھے اور اس میں شگاف آچکا تھا لیکن خانۂ کعبہ میں ایک اینٹ بھی نہیں گری اور نہ اس میں کہیں درار آئی۔ ہاں یہاں بھی منہ کے بل گرے ہوئے پتھر کے بت تھے جسے حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان فرمایا

وذکران نفرامن قریش منهم ورقة بن نوفل ،وزید ابن عمرو ابن نفیل وعبداللہ ابن حجش کانویجتمعون الی صنم فدخلوعلیه لیلة ولادتہٖ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فرأوه منکسا علی وجهه فانکر واذالک فاخذوه فردوه الی حاله فانقلب انقلاباعنیقا فردوه فانقلب کذالک الثالثه فقالو !ان هذا لامرحدث ثم انشد بعضهم ابیاتا یخاطب بهاالصنم ویتعجب من امره و یسأله فیها عن سبب تنکسه فسمع هاتفامن جوف الصنم لصوت جهیرای مرتفع یقول

تردی لمولود اضاءت بنوره

جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

یعنی اس مولود مبارک کی وجہ سے یہ منہ کے بل گرے ہیں جس کے نور سے زمین کے سارے گوشے مشرق سے مغرب تک روشنی میں نہار ہے ہیں۔زبان حال سے بت کہہ رہے تھے اپنے انجام کے خوف سے ہم پرلرزہ طاری ہے۔جس کا سامنا صرف ہمیں نہیں بلکہ تمہیں بھی ہے"وقودھا الناس والحجارۃ "کا پیغام آنے والا ہے۔اسی کی ایسی دہشت طاری ہے کہ کھڑا رہنے کی طاقت بھی ہم میں نہیں ہے۔

لیکن کعبہ کھڑا ہے۔حرکت تو اس میں بھی تھی مگر چٹکنے کی علامت بھی اس میں کہیں نظر نہیں آرہی ہے۔

اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ دونوں کی حرکت میں کافی معنوی فرق تھا۔ایک خوف سے دہل رہا تھا دوسرا مسرت سے جھوم رہا تھا۔ایک مستقبل کے حالات سے سر چھپانے میں تھرا رہا تھا تو دوسرا رحمت و انوار کے استقبال کے لئے خوشی میں اچھل رہا تھا۔ایک پر ظلم کے خاتمے کی دہشت تھی تو دوسرا انصاف وعدالت کے آنے پر مسرور تھا۔دونوں کی ان حالتوں سے متاثر ہوکر کسی نے کہا ہے

بت شکن آیا ،یہ کہہ کر سر کے بل بت گر پڑے
جھوم کر کہتا تھا کعبہ الصلوٰۃ والسلام

اسی شعر پر افادۂ حضور تاج الشریعہ کے تاریخی مناظر کا ایک جلوہ

اس شعر کے پہلے مصرع میں ایوان کسریٰ کا تذکرہ آیا۔میلاد مبارک کی شب جان لیلۃ القدر میں جس پر لرزہ طاری ہوگیا تھا اور اس میں شگاف آگیا تھا اس کے چودہ پتھر ٹوٹ کے گر پڑے تھے لیکن بعد میں کچھ دیواریں کھڑی رہیں۔خلفاء عباسیہ کے عظیم الشان خلیفہ ہارون رشید کو خبر ملی کہ وہ ایوان آج بھی اپنی حالت سے اپنے بانی کی شان وشوکت کو بیان کرر ہا ہے اس سلسلے میں سیرت حلبیہ کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں

ذکران الرشد امروز یرہ یحییٰ ابن خالد البرمکی بھدم ایوان کسریٰ لانہ بلغہ ان تحتہ مالا عظیما

............فقال لہ یحی لاتھدم بناء دل علی فخامۃ شأن بانیہ قال بلی ثم

امر بنقضه فقدر له نفقته على هدمه فاستكثرها الرشيد فقال له يحيىٰ. ليس يحسن بك عن تعجز عن هدم شئى بناه غيرک فمضى لماعزم عليه وحاول هدمه وعجز عنه

سیرت حلبیہ کی اس تاریخ سے صاف ظاہر ہے کہ ہارون رشید نے اسے منہدم کرنے کا ارادہ بنایا تھا اگر چہ اس کے انہدام میں کثیر سرمایہ کا بوجھ تھا پھر بھی اس نے اس پر عمل شروع کردیا لیکن ان اخراجات کے نتیجہ میں کوئی خاص مفادنہ ہونے کی وجہ سے یا پھر اخراجات کی وجہ سے باز آئے۔ حضور تاج الشریعہ کی نظر میں تاریخ کی اور کتابیں بھی موجود تھیں جن میں اس فعل کی نسبت ہارون رشید کی طرف نہیں بلکہ اس کے دادا منصور بانی بغداد کی طرف ہے۔ لہٰذا تاریخ کے ان دونوں صفحات میں بھی اختلاف رونما ہوا۔

گرچہ اس اختلاف سے شعر کے مفہوم میں کوئی نقص یا ضعف کا احتمال نہیں ہے پھر بھی آپ کی شان افادہ کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ اس اختلاف کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے جس سے لوگوں میں اختلاف نظر آئے۔ لہٰذا آپ نے سیرت حلبیہ و باجوری کے حوالہ سے ارشاد فرمایا

ولامانع من تكر طلب نقضه من المنصور ومن ولدولده الرشيد

اسی طرح منصور نے بھی اپنے وزیر خالد ابن برمک سے مشورہ کیا تھا لیکن اس سے باز رہے۔ اس پر عمل نہیں کیا اور اس کے وزیر کے بیٹے یحیٰی سے اس کے پوتے ہارون رشید نے مشورہ کیا اس سے ظاہر ہے کہ دونوں کا یہ ارادہ تھا یہ تکرار ہے نہ کہ اختلاف لہٰذا دونوں میں سے کسی بھی تاریخی ورق پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

یہاں ایک ایسی حدیث کا بھی آپ نے اضافہ فرمایا جو عوام میں رائج تھی کہ ولادت مبارکہ کے ایمان افروز زمانہ میں روئے زمین پر طاقتور ترین حکمراں چونکہ نوشیرواں تھا اور اس نام کے ساتھ لوگوں میں عادل کا لفظ بھی مستعمل ہوتا ہے بعض علماء نے بھی اس کا استعمال کیا ہے کچھ نے تو اس پر حدیث بھی پیش کرنے کی جسارت کی ہے حالانکہ نزول قرآن کریم کے زمانہ تک یہ زندہ بھی نہیں تھا جبکہ عدالت ایک شرعی اصطلاح ہے نوشیرواں ایک آتش پرست تھا عدالت اس سے کیوں کر متصور ہوسکتی ہے

عادل کہنے والے ''ولدت فی زمن الملک العادل'' کوبطور حدیث دلیل بناتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ افادۂ عالیہ میں اس اہم فتنہ کا سدباب بھی نظر آرہا ہے۔

فرماتے ہیں، لااصل له کما قال البخاری

ماسبق سے ظاہر ہوا کہ کعبہ کے بت اور کسریٰ کا ایوان عبرتناک زلزلہ کی زد میں گرفتار تھے۔ ایران میں بنی ساسان کے غرور پرلرزہ طاری تھا تو مکہ میں قریش کی جہالت سرنگوں تھی اور جھومتا ہوا کعبہ اپنی شادمانی سے بتارہا تھا کہ عنقریب میرے قلب وجگر پروہ مقدس قدم آنے والے ہیں عرش کی رفعتیں جن کی پاکیزگی پرقربان ہیں۔ جاء الحق وزهق الباطل کی صداؤں کے ساتھ میرا وجود بتوں سے پاک ہونے والا ہے۔

ان عبرتناک حالات واقعیہ کے باوجود قریش و بنی ساسان کے لئے باعث مسرت یہ ہے کہ قریش میں جب، جہالتوں کوروندکر اسلامی کرنوں نے انگڑائیاں لیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ''الائمة من قریش'' کی سند پاک سے خاک کے ذروں کو ہمدوش آسمان بنادیا۔

اسی طرح کی جلوہ آرائی کچھ ایران کے بارے میں بھی نظر آرہی ہے۔

اس سے پہلے شعر کی تشریحی تجلیات میں تین حدیثوں کی ضیاباریوں کے ساتھ ہی حضور تاج الشریعہ کی ان احادیث کے بارے میں ایک عظیم رہنمائی ملاحظہ کریں

قد ورد فی مدح اهل فارس حدیث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حیث قال ان الله اختار من بین خلقه من العرب قریشا و من العجم فارسا. وفی حدیث آخر ابعد الناس عن الاسلام الروم ولو کان الاسلام معلقا بالثریا یناوله رجال من فارس

عامہ معمورہ دوحصوں میں منقسم نظر آیا۔ ایک عرب اور دوسرا عجم عرب کے قبائل میں اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ترین قبیلہ قریش کا اعلان ہوا جبکہ عجم میں تاج افتخار اہل فارس کوملا مزید ان کے لئے مژدۂ جانفزا یہ سامنے آیا کہ اسلام اگر اوج ثریا سے معلق ہوا تو بھی فارس کے لوگ وہاں سے ڈھونڈ لائیں گے۔ یقیناً ان کے لئے یہ فرمان عالیشان تاج افتخار ہے۔ یہ اہل فارس آخر کون ہیں؟ بنی ساسان میں سے تو نہیں ہیں؟

حضورتاج الشریعہ فرماتے ہیں،، وظهر مصداق هذا فی سیدنا ابی حنیفة النعمان ابن الثابت رضی اللہ تعالیٰ عنه ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک کا مصداق حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فلنرجع الی مانحن فیہ الاٰن)

قصیدہ مبارکہ کا شعر

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع
کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم

حضور ناظم فاہم کے بارے میں کچھ اذہان کو اشتباہ ہوسکتا تھا کہ مصرع ثانی میں آپ نے بلاوجہ لفظ کسریٰ کی تکرار کی جبکہ یہ مصرع اول میں بھی جس کا تذکرہ موجود ہے لہٰذا یہاں اضمار کی جگہ اظہار ہے جو بلاوجہ مناسب نہیں۔ اسی اشتباہ کو دور کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا ''لیس من باب الاظهار فی موضع الاضمار فان الاول نوشیرواں ابن قباذالعادل'' یہ عبارت حضور نے حضرت ملا علی قاری کی کتاب ''زبدہ'' سے نقل فرمائی کہ یہاں دونوں مصرعوں میں لفظ کسریٰ دو مختلف معنی میں مستعمل ہے پہلے مصرع میں موجود کسریٰ سے مراد ''نوشیرواں ابن قباذ ہے'' اسی کو عادل کہا جاتا تھا ولادت شریفہ کے زمانہ میں یہی ایران کا حکمراں تھا اسی زمانہ میں ایوان کسریٰ پر لرزہ طاری ہوا تھا جبکہ اصحاب کسریٰ کا بکھرنا اس کی چھ دہائی کے بعد زمانۂ فاروقی میں پایا گیا تھا۔ اس وقت کا کسریٰ نوشیرواں نہیں تھا بلکہ پرویز ابن حرمز تھا جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ثابت کا چچا تھا لہٰذا لفظ ''کسریٰ'' کی تکرار بے معنی نہیں بلکہ معنی خیز ہے۔ اس مفہوم کی طرف ہماری ہدایت کیلئے حضور کے الفاظ کریمہ ہیں

''اما الثانی فهو برویز ابن هرمز ابن یزدجرد ابن نوشیرواں ''یعنی یہ کسریٰ ماقبل کسریٰ کا پرپوتا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاص کی قیادت میں اسی کی فوج سے اسلامی جانبازوں کا مقابلہ ہوا تھا۔ اسی کی فوجی قیادت ''رستم'' کے پاس تھی جو اس وقت دنیا کا مانا ہوا سپہ سالار تھا۔ حضرت ہلال ابن علقمہ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔

اب نظر ڈالیں ان احادیث کریمہ پر کہ اللہ تعالیٰ نے عجم میں اہل فارس کو پسند فرمایا اور حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوج ثریا سے اسلام کو حاصل کرنے والوں کے بارے میں اہل فارس کی نشاندہی فرمائی۔اس کا مصداق حضور تاج الشریعہ نے سیدنا امام اعظم کو قرار دیا اور اس نسب پاک کی جانکاری سے وہ راز منکشف ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عجم میں اہل فارس کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کیوں قرار دیا۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں ان ھذا الثانی عم والد الامام الاعظم ابی حنیفه بن الثابت بن طاؤوس ابن ھرمز وتلمیذه الامام محمدیصل الیه فی طاؤوس وھو محمدبن حسن بن عبدالله بن طاؤوس یعنی یہ دوسرا کسریٰ (جس کا تذکرہ مصرع ثانی میں ہے) حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا چچا تھا ہرمز کا بیٹا تھا اس کا نام پرویز تھا۔حضرت امام محمد ''طاؤوس'' میں حضور امام اعظم کے نسب میں مل جاتے ہیں اور ''ہرمز'' میں امام اعظم۔امام محمد۔اور پرویز، تینوں مل جاتے ہیں۔اس اعتبار سے ہمارے امام مذہب اور محرر مذہب دونوں ساسانی ہیں۔ ایوان کسریٰ جن کی یادگار تھا۔

حضور تاج الشریعہ نے ''الفردہ'' کے نام سے قوم کو جن ایک سو اٹھاون خزانوں کا تحفہ عطا فرمایا ہے ان میں سے کسی بھی ایک کا احاطہ میرے لئے قریب ناممکن ہے۔میری علمی بے مائیگی جس کی اصل وجہ ہے اس کے باوجود ادھر سے جو فیضان کرم ہوا ان میں سے کچھ یہ احباب کی نذر ہے۔علامہ شرف الدین محمد بن سعید بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع

کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم

اس کا ترجمہ اب یہ ہوا کہ (میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) شب ایوان کسریٰ نے یوں گزاری کہ وہ ایسا پھٹ گیا جو کبھی مل نہ سکا جیسا کہ (سعد ابن ابی وقاص کے مقابلہ میں) پرویز کے ساتھی کا بچھڑنا کہ عظیم ترین حکومت کا ہی خاتمہ ہوگیا۔یہاں قلب مشابہت نہیں کہ انصداع کا وجود گرچہ مقدم ہے لیکن ''شمل اصحاب'' زیادہ معنی خیز ہے کہ وہاں ایوان ٹوٹا تھا یہاں انسان ٹوٹے ہیں لہٰذا یہاں مقدم کی تشبیہ موخر سے نہیں بلکہ ادنیٰ کی تشبیہ اعلیٰ سے ہے۔''الفردہ'' میں اس ایک شعر کی وضاحت میں جو

گھر پارے ہیں ان میں سے چند یہ فوائد ہیں جو اصل وضاحت کے عشر عشیر بھی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے فیوض و برکات سے ہمیں اور مالا مال کرے۔

افقہ الفقہاء

حضور تاج الشریعہ کے بارے میں شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں

حضور تاج الشریعہ کا وجود اس زمانے میں ہم سب کے لئے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ان کی صحت و لمبی عمر کے لئے دعا بھی کرتے رہیں

اس پر عرض ہے کہ دور حاضر میں امام اہلسنت کی جلوہ آرائی کا نمونہ ہمیں آپ کے وجود مسعود میں صاف نظر آرہا ہے۔احکام شرعیہ بتانے میں اپنی مدح سرائی سننے کا حرص ہے اور نہ ہی بدمذہبوں وحاسدوں کی طرف سے طعن و تشنیع کا خوف بلکہ مرکزی دارالافتاء سے وہی فیض آج بھی ہمیں مل رہا ہے جس کی امید ہمیں اس سے وابستہ تھی۔اس کی قیمت پر اس عظیم قلم نے نہ کل سودہ کیا تھا اور نہ آج۔مذہبی لباس میں آنے والے احکام وعقائد کے رہزنوں کو کل بھی یہاں سے مایوس لوٹنا پڑا تھا اور آج بھی وہی مایوسی ان کا مقدر ہے۔آپ کی بابرکت ذات کے ''جلوہ گاہ رضا'' ہونے پر آپ کی فقہی ژرف نگاہی شاہد عدل ہے۔

مثال کے طور پر ''چلتی ٹرین میں نماز'' کے مسئلہ پر ہی غور فرمانے پر ہر ایک با ایمان باانصاف ذہن وفکر مچل کے کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ''تاج الشریعہ'' ''افقہ الفقہاء'' ''جلوہ گاہ رضا'' کہلانے کا مستحق یہی تو ہے۔فقہاء زمانہ بخوبی واقف ہیں کہ نماز فرض۔واجب۔سنت فجر۔نذر کی نمازوں کی صحت کے لئے اتحاد مکان اور استقرار علی الارض بالکلیہ شرط ہے یعنی بلا عذر اس پر عمل نہیں ہوا تو فساد نماز کا حکم دیا جائے گا۔اس شرط پر فقہائے متقدمین کا اجماع ہے۔ان میں سے اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی شرط پر عمل نہ ہوسکے تو فقہاء کرام نے اس کی صورت یہ بیان فرمائی کہ مانع عمل من جہۃ اللہ ہے یا من جہۃ العباد۔صورت اولیٰ میں اعادۂ نماز کی ضرورت نہیں۔صورت ثانیہ میں اعادہ واجب ہے۔ان اصول وضوابط

پر سارے فقہاء کا اتفاق ہے۔

پھر سواریوں میں ٹرین کا اضافہ ہوا۔ اب چلتی ٹرین میں پڑھی گئی نمازوں کی صحت وعدم صحت کا مسئلہ علماء کے سامنے آیا۔ دیوبندیوں نے ٹرین کے چلنے کو من جہتہ اللہ کے درجہ میں رکھا اور صحت نماز کا حکم دیدیا۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے ٹرین کو لب دریا سے دور کشتی پر قیاس کیا اور حکم وہی نافذ کیا جو علماء دیوبند کا تھا جبکہ متفقہ اصول کی بنیاد پر یہ حکم باطل تھا۔

1339 ہجری میں اسی مسئلہ پر امام اہلسنت سے بھی استفتاء ہوا تو سرکار اعلیٰ حضرت نے متفقہ اصول وضوابط کے مطابق حکم نافذ فرمایا کہ

=نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے=

اس پر علماء اہلسنت کا اتفاق رہا کہ ٹرین کا چلنا من جانب اللہ نہیں بلکہ من جانب العباد ہے ٹرین کو ڈرائیور چلاتا ہے وہ چاند کی طرح خود نہیں چلتی ہے کہ یہاں من جہتہ اللہ کا اطلاق ہو سکے۔

تین سال پہلے اہلسنت کے اس اجماعی مسئلہ کو نزاعی صورت دینے میں کون سے اسباب وعلل کارفرما ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔

اس اختلاف نے اپنی وہ منحوس صورت بھی دکھلائی جس نے نجانے کتنے اللہ کے نیک بندوں کو خون کے آنسو رونے پر مجبور کردیا تھا اور ساتھ ہی اس کی وجہ سے اہلسنت کی قلمی توانائی آپس میں الجھ کے رہ گئی تھی۔ ایسے ہوشربا حالت میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی بابرکت ذات کی طرف دنیائے سنیت بڑی حسرتوں سے دیکھ رہی تھی اور آپ نے اپنی دیگر اصلاحی، تبلیغی مصروفیات کے باوجود اہل سنت کو مایوس نہیں کیا اس سلگتے ہوئے مسئلہ پر اطمینان بخش ایسا جواب عطا فرمایا جس میں رضوی جلوہ صاف نظر آتا تھا۔

حضور نے اپنے اس مبارک رسالہ میں قوم کو جو علمی جواہرات عطا فرمائے ہیں ان میں سے کچھ کرنوں کو ملاحظہ کریں۔

مجوزین کے انداز استدلال پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ عدم جواز کی عبارت سے ہی حکم جواز کے استنباط کی تصویر دیکھیں یقیناً ان کی شان فقاہت پر ناظرین کو افسوس ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کی

عبارت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں" اس عبارت سے واضح ہے کہ اول کے لئے روکنے اور دوم کے لئے نہ روکنے کے سبب منع من جہتہ العباد ہونے کا حکم ہے۔اس کا مفہوم یہ ہوا کہ "اگر دونوں کے لئے روکی جائے تو سرے سے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لئے نہ روکی جائے تو منع من جہتہ العباد نہیں۔

(ماہنامہ اشرفیہ جولائی 2013)

چلتی ٹرین کے مجوزین کی پہلی دلیل ہے۔اس طریقۂ استدلال پر "وارث علوم رضا" کی مضبوط گرفت ملاحظہ ہو۔آپ فرماتے ہیں مفہوم موافق چھوڑ کر مفہوم مخالف کے پیچھے دوڑنا کسی کے نزدیک صحیح نہیں۔اس عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لئے نہیں روکتے تھے۔اور یہی صورت حال آج بھی ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے۔قانون اسی اختیار سے بنے ہیں۔نماز کے لئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایا ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے۔منع من جہتہ العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہتہ العبد نہ رہے۔کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہتہ العبد ہو تو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا۔

(چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم صفحہ 9-8)

پہلے آپ نے مجوزین کو مسئلہ استنباط کرنے کی تعلیم عطا فرمائی کہ مفہوم مخالف کا ورد ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مقام اور محل کا لحاظ بھی ضروری ہے۔کیا منطوق کے خلاف مفہوم کے اعتبار کو کسی بھی فقیہ نے جائز کہا ہے؟ اگر ہاں تو حوالہ پیش کرو اور نہیں (جو برحق ہے) تو پھر مفہوم مخالف کے پیچھے دور نہ لگاؤ۔کیا انگریز کے جانے کے بعد مفہوم موافق کی صورتیں معدوم ہو گئیں؟

آپ فرماتے ہیں

اس عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضہ کے لئے نہیں روکتے تھے۔اور یہی

صورت حال آج بھی ہے۔حضور تاج الشریعہ کے مبارک الفاظ سادے ہیں لیکن ایک ایک لفظ کس قدر قیمتی ہے۔اہل علم واقف ہیں یعنی انگریزوں کے معمولی کام کے لئے روکنا بندہ کے اختیار پر دال ہے ۔پھر نماز کے لئے نہ روکنا اس کے اختیار سے باہر کیوں کر متصور ہوسکتا ہے۔انگریز کے ذکر سے امام اہلسنت نے اس دور کے مجوزین کو سمجھایا تھا کہ دیکھو انگریز کے کھانے کے لئے ٹرین روک لی۔نظام قدرت پر اس کا چلنا رکنا موقوف نہیں ہے بلکہ اختیار بندہ کا بھی اس میں دخل ہے۔وہی بات تو آج بھی ہے۔اسے منع عام اور منع خاص سے کیا تعلق؟ بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ وہ عام کے مانع یا خاص کے مانع من اللہ ہے یا من عبداللہ پھر اگر مجوزین حضرات مانع عام کو مانع من جہتہ اللہ ماننے پر مصر ہوں تو اس پر حضور تاج الشریعہ کا فرمان ہے۔

اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہتہ العبد نہ رہے؟ کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہتہ العبد ہو۔تو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا

یہ اس قدر آہنی گرفت ہے جس سے آزادی کی صرف ایک ہی صورت نظر آرہی ہے کہ اس عام اور خاص کی تقسیم سے مجوزین باز آئیں اور اعلان کریں کہ وہی حق ہے حضور تاج الشریعہ نے جس کی تعلیم فرمائی ہے۔جبکہ ان حضرات نے جسے عام کہا وہ خود اپنا عموم بتانے میں بے بس نظر آتا ہے کہ اسٹیشن میں گاڑی کو روکنا سارے لوگوں کے لئے ہوتا تو یہ اذن عام ہوتا جبکہ ایسا نہیں بلکہ اسٹیشن کے حاضرین کیلئے ہے یہ ایک تخصیص ہے۔پھر سارے حاضرین کے لئے بھی نہیں عملا اس سے خارج ہیں۔یہ دوسری تخصیص ہوئی۔سب غیر عاملین کے لئے بھی نہیں بلکہ جو سفر کے ارادہ سے آئے ہیں یہ تیسری تخصیص ہے ۔سب مسافر کے لئے نہیں بلکہ جو اس روٹ کے مسافر ہیں انہیں کے لئے ہے یہ چوتھی تخصیص ہے۔اس روٹ کے بھی سب مراد نہیں بلکہ جو اس ٹرین سے سفر کے مجاز ہیں یہ پانچویں تخصیص ہوئی۔یہی صورتیں اترنے والوں کی بھی ہوسکتی ہیں۔

بالفرض اسی طرح منع خاص میں ہی اگر عدم جواز کا حکم ہو تو صرف زید کے لئے ممانعت ہو تب ہی عدم جواز کا حکم ہونا چاہئے جو کسی بھی ٹرین میں رائج نہیں ہے اور اگر اس کو عموم کی طرف ترقی دلائیں تو ہر ایک جانتا ہے کہ کسی مخصوص قصبہ کے لئے یہ حکم ہے نہ شہر کے لئے نہ صوبہ والوں کے لئے کہ ان لوگوں

کے لئے ٹرین نہیں روکی جائے گی؟ یہی تو دور انگریز میں بھی تھا اور اگر فاعل خاص نہیں بلکہ فعل خاص مراد ہو تو یہ آج بھی موجود ہے اترنا فعل خاص ہے ٹرین میں سوار ہونا فعل خاص ہے ایک فعل خاص اترنے کے لئے روکنا اور دوسرے فعل خاص نماز کے لئے نہ روکنا کس بات پر دال ہے؟ کیا یہ اختیار عبد نہیں؟

یہی تو رہنمائی فرمائی حضور تاج الشریعہ نے کہ خاص اور عام سے اس مسئلہ کا کوئی تعلق نہیں ہے دیکھو یہ مانع عبد سے ہے یا نہیں۔

آپ فرماتے ہیں،،

یہی صورت حال آج بھی ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے۔ قانون اسی اختیار سے بنے ہیں نماز کے لئے ٹرین کا نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے۔

لہٰذا مانع عام یا مانع خاص اگر من جہت العبد ہے تو عذر مکتسب سے کیوں کر فرار ممکن؟ جبکہ اتحاد مکان و استقرار علی الارض کے شرط صحت ہونے پر اجماع مسلمین ہے جو ٹرین کے چلنے کی صورت میں مفقود ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی یہ درافشانیاں مجوزین کی پہلی دلیل پر ہے اسی کی یہ چھ سطریں ہیں جنہیں میں نے نقل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جبکہ یہ مبارک رسالہ اس ایک مسئلہ میں چالیس صفحات کو محیط ہے جو دلائل و براہین کا ایک ایسا حسین گلدستہ ہے جس پر بہار گلشن نچھاور ہے تو پھر فتاوائے تاج الشریعہ کا عالم کیا ہوگا؟ جو ضخیم دس جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں پانچ ہزار سے زائد فتاوے موجود ہیں۔

ان کی زیارت سے ایک عالم دین حیرت واستعجاب میں غرق ہو جاتا ہے کہ وارث علوم رضا کے اسفار کا تبلیغ دین کے مشن پر ایک تسلسل ہے اس کے باوجود ملت اسلامیہ پر یہ عظیم احسان۔ پھر ان فتاویٰ میں مندرجہ حوالجات، بیان نکات، فقہی تحقیقات، علمی تدقیقات، تاریخی تعلیمات اور مہارت لسانیات سے قارئین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ کبھی ان کی نظریں سامنے کی عبارتوں پر ہوتی ہیں تو کبھی قارئین حضور تاج الشریعہ کے تصور میں کھو جاتے ہیں پھر اپنے سے سوال کرتے ہیں کہ تبلیغی دوروں کے اس اژدہام میں حضور کو اتنی مہلت کب ملی؟ جس میں آپ نے دلائل و براہین سے بھرپور اتنے فتاوے لکھے پھر ان میں علوم وفنون کے ایسے دریا بہیں جن کی وسعتیں ہماری پرواز تخیل سے بہت آگے تک ہیں۔ عالم

اسلام جن سے سیراب ہوتا نظر آئے۔اس پر اپنے ہی دل کے نہاں خانوں سے ہر ایک سائل کو جواب ملتا ہے۔کیوں نہیں؟

تاج الشریعہ کا وجود یہی تو ہے۔افقہ الفقہاء یہی تو ہے۔جلوہ گار رضا یہی تو ہے اور اس دست راست میں تو دیکھو کلک رضا کی تصویر یہی تو ہے۔

فکروفن کی بلندی سے نور ونکہت کی بارش کرنے والے آپ کے ان کواکب ونجوم کی ضیا پاشیوں سے دنیائے سنیت تو محظوظ ہو ہی رہی تھی لیکن اسے قریب سے دیکھنے کی خواہش ارباب علم کو بے چین کررہی تھی۔رہبر ملت۔شیخ طریقت۔شہزادۂ حضور تاج شریعت۔حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے بڑی شدت سے اس کا احساس کیا اور آپ کے ایما پر طباعت کی تیاریاں ہونے لگیں۔ہر ایک کو علم ہے کہ بحری معدنیات کو جمع کرنے کے مقابلہ میں آسمان کے ستاروں کی نظم دشوار ترین ہے اس محنت شاقہ کے تصور سے ہی شیر دل کے ارادوں میں بھی زلزلہ برپا ہوجاتا تھا لیکن ''کارے نیست کہ آساں نہ شود'' جب قلب صمیم کا عزم محکم ہوا تو آیت کریمہ ''واذا عزمت فتوکل علی اللہ'' نے دستگیری فرمائی۔

جامعۃ الرضا کے فقہاء کرام نے دشوار گزار اس چیلنج کو قبول کیا۔

اہل قلم بخوبی واقف ہیں کہ یہ مرحلہ کس قدر اعصاب شکن ہے۔اس سنگلاخ وادی کو عبور کرنے والوں کے لئے قدم قدم پر رکاوٹوں کے صبر آزما مرحلوں کا سامنا ہوتا رہتا ہے۔پھر جب معاملات دارالافتاء سے متعلق ہوں تو یہ دشواریاں اور بڑھ جاتی ہیں کہ اصل فتوی تو مستفتی کے پاس چلا گیا ہے۔سامنے صرف اس کی نقل ہے اور اس مرکزی دارالافتاء کا ناقل بھی کوئی ایک نہیں۔نقل میں فروگذاشت کا احتمال ہی نہیں بلکہ اس کا مشاہدہ ہے۔اکثر حوالہ جات میں عبارتیں موجود ہوتی ہیں لیکن سب میں صفحہ نمبر درج نہیں ہوتا ہے پھر ان عبارتوں میں اگر کہیں کوئی لفظ ناقل کی طرف سے عدم توجہی کا شکار ہوتو پھر ان عبارتوں کی تخریج موئے شیر لانے والوں سے کہیں زیادہ جواں مردوں کا کام ہے۔ان ساری رکاوٹوں کے باوجود ان حضرات کا دُرِ منثورہ کی اس تنظیم کاری کے لئے اپنے کو تیار کرلینا جہاں اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انہیں اپنے علم وفن پر پورا اعتماد ہے وہیں یہ اس بات پر بھی دال ہے کہ ان کا یہ کام

اتباع نفس کی وجہ سے نہیں بلکہ للّٰہیت پر مبنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ضرور ان کی مدد فرمائی۔

اہم ترین مشکلات میں شیخ الجامعہ مرجع الفتاویٰ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا تعاون ان فقہاء کے لئے کلیدی اہمیت کا حامل رہا۔ اس سلسلے میں شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد بہاء المصطفیٰ صاحب کی ہدایات بھی نا قابل فراموش ہیں۔ حضرت علامہ مفتی محمد یونس صاحب واسطی نے بھی گرانقدر رہنمائی فرمائی۔

نوجوان فقہاء کی اس حوصلہ مند و پر جوش جماعت کی قیادت کے ساتھ حوصلہ شکن ان مراحل پر کامیابی سے ارادوں کو آگے بڑھانے پھر تبویب و ترتیب و تحقیق کی ذمہ داری مفکر ملت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمان صاحب نظامی سیتامڑھی نے سنبھال لی تھی اور تخریج و تصحیح میں حضرت علامہ مفتی محمد شاعر رضا صاحب دارجلنگوی و حضرت علامہ مفتی محمد عبد الباقی صاحب کشن گنجوی و حضرت علامہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رضوی بنارسی و حضرت علامہ مفتی محمد فیصل رضا صاحب فرخ آبادی و حضرت علامہ مفتی بلال انور صاحب پلاموی کا خاص کر نمایاں کردار رہا۔ یہ حضرات تخریج و تصحیح عبارات میں اس قدر منہمک رہے کہ رات اور دن کی انہیں کوئی پرواہ نہیں رہی۔ جس کے نتیجہ میں آج ہم فتاوائے تاج الشریعہ کی زیارت سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

جزئیات حنفیہ کے اس بحر بیکراں ''فتاوائے تاج الشریعہ'' سے استفادہ کرنے والے حضرات اس کا عمیق مطالعہ کرتے جائیں اور اپنی آنکھوں سے حضور غوث اعظم کی کرامتوں کا مشاہدہ کریں۔ اس قلم میں ''کلک رضا'' کے جاہ وجلال کا جلوہ دیکھیں۔ حضور مفتی اعظم کی پرنور تربیت کا ثمرہ دیکھیں۔ عداوت کے طوفان میں بھی جس کا پیغام حق جاری رہا۔ حسد کی آندھیوں میں بھی جہاں سے ہدایت کی روشنی ملتی رہی۔ ضمیر کی آواز پر آؤ! ہم سب مل کر اس کے لئے پھر عہد کریں، اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی قدر کریں۔ حضور تاج الشریعہ کی مبارک شکل میں جو آج ہمارے درمیان موجود ہے۔ اس یکتائے زمانہ رہبر کی رہنمائی میں اپنی عبادات کو ہم فساد سے بچائیں اور حضور کی درازئ عمر کے لئے دعا کریں۔

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

ہمیں اس ''جام عرفان'' پر بڑا افسوس ہے جو رندوں کے شعور کو چھین لے۔ میکش کسی شہزادہ کو ولی عہدی کے تخت سے کھینچ کر فٹ پاتھ پر ڈال دے اور حالت نشہ میں وہ اسی فٹ پاتھ کو تخت شاہی تصور کرتے ہوئے سلطان وقت پر بھی اپنا حکم نافذ کرنے کا اپنے کو اہل سمجھنے کی غلطی کرے۔ شمع اپنا لہو جلا کر جنہیں روشنی عطا کرے تو کیا وہی پتنگوں کی صورت میں اپنے پروں سے اسے بجھانے کی کوشش کرے؟ بجھا نہ سکیں گے پَر جل جائیں گے۔ صورتیں بگڑ جائیں گی۔ وہ نیچے کہیں تڑپتے نظر آئیں گے۔

وہ سالار قافلہ بھی کس قدر مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔ منزل کی مسافت میں منصوب سنگ میل سے جو انحراف کرے خطرہ ہے کہ پورا قافلہ درندوں یا رہزنوں کا شکار نہ ہو جائے؟ سورج کی کرنوں سے چمکنے والا چاند بھی کس قدر عبرتناک ہے۔ جب وہ سورج کو آنکھیں دکھانے کی جرأت کرتا ہے تو پھر محاق میں پہونچ کر دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

فضائے بسیط میں صدائے بازگشت ہے:

کج کلاہانِ دہر !دیکھو اِدھر
جلوہ گاہِ رضا یہی تو ہے

محمد رفیق الاسلام نوری منظری دیناجپوری
خادم افتاء۔ جامعہ شکوریہ بلہور کانپور (یوپی)
۱۳ / ربیع النور ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۵ / دسمبر ۲۰۱۵ء

تقدیم

از: خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی قاضی محمد شہید عالم صاحب قبلہ

استاذ و مفتی جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تاج الشریعہ، بدر الطریقہ عالم نبیل فاضل جلیل، فقیہ اسلام مرجع انام مظہر السلف حجۃ الخلف فخر ازہر قاضی القضاۃ فی الھند حضرت العلام شیخ المشائخ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی ازہری مدظلہ العالی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔

علم وفضل، زہد وورع اور رشد و ہدایت میں آپ اپنے جد امجد مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے حقیقی وارث اور تاجدار اہل سنت شیخ طریقت وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سچے جانشین ہیں آپکی ذات میں اپنے اسلاف کرام کی جھلک صاف نمایاں ہے۔

عالم اسلام کی جم غفیر آپ کے علم وفن اور رشد وہدایت سے مستفیض اور کثیر اہل علم آپ کے ضیاء علم و فن سے مستنیر ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی ولادت باسعادت ۲۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/ نومبر ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ محلّہ سوداگران رضا نگر بریلی شریف میں ہوئی تاج الشریعہ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔

ناظرۂ قرآن کریم اپنی والدۂ ماجدہ سے گھر ہی میں پڑھا اردو کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا ابراہیم رضا خان علیہ الرحمۃ سے پڑھیں۔ پھر والد ماجد نے منظر اسلام میں داخل کر دیا جہاں آپ نے عربی وفارسی کی ابتدائی درجات سے درجہ فضیلت تک تمام متداول فنون کی تعلیم حاصل کیں۔

منظر اسلام سے فراغت کے بعد جامعۃ الازہر مصر میں ''کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لیا وہاں آپ

نے تفسیر وحدیث اور اصول حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں سند سے نوازے گئے۔

تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جامعۃ الازہر سے فراغت کے بعد ۱۹۶۷ء میں منظر اسلام کی مسند تدریس کو زینت بخشی۔ اور ساتھ ہی فتاویٰ نویسی کا باقاعدہ آغاز فرمایا اور اپنے آباؤ اجداد کی پیروی میں افتاء کی عظیم ذمہ داری بحسن وخوبی سنبھال لی۔ اور وہ سلسلہ ابتک جاری ہے۔

حضور تاج الشریعہ کو بیعت وارادت کا شرف تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند سے حاصل ہے ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء میں جب کہ آپ کی عمر شریف ۲۰ سال کی تھی ایک محفل میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو حضور سید العلماء مارہروی اور حضور برہان ملت جبلپوری قدس سرہما سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے پہلی بار ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں حج وزیارت کی سعادت حاصل کی اور دوسری بار ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء اور تیسری بار ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء اور چوتھی بار ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں حج وزیارت کے شرف سے مشرف ہوئے۔

تاج الشریعہ بیعت وارشاد کے بار گران اور کثیر تبلیغی اسفار کے باجود فتاویٰ تحریر فرما کرامت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرماتے رہے اور حوادث زمانہ کے بطن سے پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کو فقہ واصول کے مطابق حل کرنے میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

افتا کے تعلق سے امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: الافتاء : لیس حکایۃ قول افتاء بہ فانا نحکی اقوالا خارجۃ عن المذھب ولا یتوھم احدانا نفتی بھا انما الافتاء ان تعتمدعلی شئی وتبین لسائلک ان ھذا حکم الشرع فی ما سألت وھذا لا یحل لاحدمن دون ان یعرفہ عن دلیل شرعی والا کان جزافا وافتراء علی الشرع ودخولا تحت قولہ عز وجل ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون وقولہ تعالیٰ :قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون۔

(فتاویٰ رضویہ ج۱، کتاب الطہارۃ / باب المیاہ، ص ۳۸۲ رضا اکیڈمی ممبئی)

(ترجمہ) محض کسی قول کو بیان کر دینا اس کا فتوی دینا نہیں اسلئے کہ ہم بہت سے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جو مذہب (مفتی بہ) سے خارج ہوتے ہیں اور کوئی بھی یہ وہم نہیں کرتا ہے کہ ہم ان اقوال کا فتوی دے رہے ہیں بلکہ فتوی دینا یہ ہیکہ کسی چیز پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے سائل کے لئے یہ بیان کیا جائے کہ تم نے کسی واقعہ سے متعلق جو سوال پیش کیا ہے اس بارے میں حکم شرع یہ ہے۔

اس معنی کر فتوی دینا کسی کے لئے اس وقت تک حلال و روا نہیں جب تک کہ دلیل شرعی سے اس کی کامل معرفت نہ ہو ورنہ جزاف اور شریعت پر افترا اور اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل اقوال و آیات کی وعیدوں کے تحت داخل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اجازت دیدی یا تم اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے اس فرمان کے مطابق ایک جلیل القدر فقیہ اور مفتی کے لئے مندرجہ ذیل خوبیاں ہونا ضروری ہیں۔

۱۔ اصول فقہ و اصول افتاء پیش نظر ہو۔

۲۔ فقہ کے متون و شروح اور فتاوی کے جزئیات پر استحضار ہو۔

۳۔ احوال زمانہ سے کامل آگاہی ہو۔

۴۔ فتوی تحریر کرنے میں سوال کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو اور جواب سب کو محیط۔

۵۔ بعض مسائل میں حکم شرع کا اظہار دوسرے علوم وفنون کے اصول و قواعد پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے ان علوم وفنون کے اصول و قواعد پر گہری نظر ہو۔

۶۔ جزئیات فقہ سے استناد کرے۔

مندرجہ بالا صفات کی روشنی میں جب ہم تاج الشریعہ کے فتاوی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ آپ کے فتاوی ان تمام صفات اور خوبیوں کے جامع ہیں۔

حضرت کے زیادہ تر فتاوی فقہ وکلام کی امہات کتب کے حوالجات سے مملوء ہیں حضرت کے فتاوی کا مجموعہ فقہ حنفی کی مستند و معتمد کتب فتاوی میں ایک گران قدر اضافہ ہوگا اور انشاء اللہ العزیز حضرت کے ان بیش قیمت فتاوی سے عوام وخواص اپنے اپنے ظرف کے مطابق مستفیض و مستنیر ہوں گے۔ جی میں آتا تھا

کہ حضرت کے کچھ فتاوی بطور نمونہ پیش کروں لیکن پھر دل میں آیا کہ حضرت کے فتاوی کا مجموعہ ہی آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ ہم پر اور تمام اہل سنت پر تادیر قائم رکھے اور ان کی تحقیقات وتدقیقات سے مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

قاضی شہید عالم رضوی

خلیفہ حضور تاج الشریعہ

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المواهب الرضوية فی الفتاوی الازهرية

١٤ ء ٢٠

المعروف بـــ

فتاوی تاج الشریعہ

عقائد

متعلقہ

ذات وصفات

باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ بیوی بچّے سے منزہ ہے، روح کی اضافت اللہ کی طرف برائے تعظیم ہے

مسئلہ-۱

بخدمت حضرت مولینا مفتی اختر رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز السلام علیکم

بعد آداب کے عرض خدمت کرتا ہوں آج کل ریڈیو سے عیسائی لوگ اپنا تبلیغی مشن چلا رہے ہیں اس سلسلہ میں ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے ہم نے کہا یہ غلط ہے اور کفر ہے ایسا بولنا، اس بات کو سنکر ہمارے نام سے ایک خط جبل پور لکھا جسکا پادری نے ہم کو یہ جواب دیا برائے مہربانی مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ کا طالب

المستفتی: شیخ سراج الدین صدیقی قادری

الجواب

اللّٰھم ھدایة الحق والصواب:

اللہ تبارک وتعالیٰ بیٹے اور بیویوں سے منزہ ہے وہ خود فرماتا ہے:

﴿أَنَّى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ﴾[1] ۔

اللہ تعالیٰ کے لیے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی بیوی نہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ○ اللَّهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ ○﴾[2]

اے محبوب تم فرما دو کہ اللہ ایک ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ کوئی اس کا ہمتا ہے۔

---

[۱] سورۂ انعام-آیت،۱۰۱

[۲] سورۂ اخلاص پارہ ۳۰

نیز فرماتا ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾

یعنی یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصرانیوں نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ بات اپنے منھ سے کہتے ہیں اور کافروں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں۔

[۳] سورۂ توبہ-آیت ۳۰

اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ماننے والوں کے لیے تکذیب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا۝﴾

بڑی بات ہے جو ان کے منھ سے نکلتی ہے اس کا علم نہ انہیں ہے نہ ان کے باپ داداؤں کو، محض جھوٹ بولتے ہیں۔

[سورۂ کہف-آیت ۵]

الغرض قرآن پاک جگہ جگہ نفیِ ولد فرماتا ہے تو قرآن عظیم پر اس عیسائی کا یہ تہمت لگانا کہ قرآن نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا فرمایا ہے بہتان ہے اسی طرح انجیل وہ جو اللہ نے اپنے بندے عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری اس میں ہرگز اس عقیدے کا پتہ نہیں اس میں وہی ہے جو قرآن عظیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حکایت فرمایا:

﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۝﴾

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن کے عالم میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب انجیل دی اور نبی بنایا اور برکت والا کیا میں جہاں رہوں اور نماز و زکوٰۃ کا مجھے حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

[سورۂ مریم-آیت ۳۰،۳۱]

عیسائی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم کے برخلاف انہیں خدا کا بیٹا اور خدا کہتے ہیں، بقول

ان کے خدا ہو گیا اور جسے ان کے بقول سولی دی گئی اس جگہ عیسائی کا روح اللہ سے استدلال کرنا اور قرآن کا نام لینا محض فریب ہے، قرآن صاف صاف نفی ولد فرما رہا ہے اور اسے کفر فرما رہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا بندہ فرما رہا ہے تو قرآن کی رو سے انہیں خدا کا بیٹا کہنا کفر ہے اور خدا کی الوہیت کے منافی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت کے مخالف ہے کہ جو عبد (بندہ) ہوگا وہ بیٹا نہیں ہوسکتا اور بیٹا باپ کا عبد (بندہ) نہیں ہوسکتا بلکہ عیسائی پر خود اس کے منہ کفر عائد ہوتا ہے کہ جب وہ بیوی ماننا کفر بتا رہا ہے اور وہ بیٹے کا سبب ہے تو بیٹا مان کر بیوی ماننا ضرور ہے اور عیسائی حضرت مریم کو خدا کی بیوی نہیں مانتے (بیوی ماننا کفر ہے جو خود اسے تسلیم ہے) اس لیے قرآن نے فرمایا کہ اس کا بیٹا نہیں وہ بیوی سے منزہ ہے۔

رہا روح الله، قرآن کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمانا تو اس سے ہرگز یہ عقیدہ باطلہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہاں روح کی اضافت اللہ کی طرف تعظیم کے لیے ہے جیسے ناقة الله۔

[الشمس آية ١٣/الهود آية ٦٤/الاعراف آية ٧٣]

میں اور بیت الله میں، اور عیسائی نے جو یہ کہا کہ وہ روح اللہ سے پیدا ہوئے تو اسے لازم ہے کہ وہ تمام انبیاء تمام انسانوں بلکہ تمام جانوروں کو خدا کی اولاد کہیں کہ ہر جاندار میں اللہ کی پیدا کی ہوئی روح ہے بالجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے زیادہ تعجب خیز نہیں کہ وہ بے ماں باپ کے پیدا ہوئے تو ان کے فاسد بنیاد پر حضرت آدم بھی خدا کے بیٹے ہوئے لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔

اللہ تعالیٰ ان کے اور بدمذہب کے فریب سے پناہ دے ان کی کتابیں ایسی ہی سفاہتوں اور ضلالتوں سے بھری ہوئی ہیں ان کا مطالعہ جائز نہیں کہ تباہی ایمان وعقیدہ کا غالب گمان ہے اور مسلمان کو اللہ ورسول کا فرمان بس ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

”کعبہ خدا کا گھر ہے“ کا کیا مطلب؟، اللہ تعالیٰ زمان ومکان

سے منزہ ہے، قبر اسماعیل علیہ السلام کہاں ہے؟ حطیم کے قریب یا حطیم میں یا زمزم کے نیچے؟ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ کی تشریح، اہل سنت و جماعت کے نزدیک ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں

مسئلہ-۲ تا ٤

محترم مفتی صاحب قبلہ، بریلی شریف
سلام مسنون!

عرض اینکہ ذیل میں چند سوالات درج ہیں امید کہ جواب باصواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں گے۔

(ا) زید کعبہ کو مقبرۂ آدم تصور کرتا ہے اور مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتا ہے۔

(الف) سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ہجرت قرب کعبہ یہ کہتے ہوئے رخصت ہو رہے ہیں کہ اے کعبہ تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس عبارت کو حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام میں یوں لکھا ہے۔

تیرے فرزند اب مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے ☆ تیری پاکیزگی کو مادری کہنے نہیں دیتے
خدائی عارضی ہے پھر بھی دل کو بیقراری ہے ☆ کہ تو اور تیری خدمت مجھ کو دنیا بھر سے پیاری ہے

(ب) امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدائق بخشش حصہ اول میں یوں تحریر کیا ہے۔

غور سے سن تو رضا کعبے سے آتی ہے صدا ☆ میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

اس شعر میں پیارے کا لفظ الفاظ رحمانی کے پردے میں حفیظ جالندھری صاحب کی تحریر کو تقویت دے رہی ہے۔

(ج) اعلیٰ حضرت ہی دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں۔

کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن ☆ یہ رشک آفتاب وہ عزت قمر کی ہے
جب دلہن روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو دلہن بھی روضہ ہی ہے۔

(د) نثر میں احکام شریعت حصہ اول میں اعلیٰ حضرت یوں تحریر فرماتے ہیں
حطیم مبارک روضۂ اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام ہے پھر کچھ آگے چل کر دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں اور غور کرو تو پوشش کعبہ معظّمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے جن کی حکومت عظمت اولیاء سے خالی ہے اس حقیقت سے نابلد ہیں۔

(ہ) اعلیٰ حضرت نے حطیم مبارک کو روضۂ اسماعیل بتلایا لیکن احادیث کریمہ میں یہ بات تفصیل سے ذکر ہے کہ حطیم مبارک بھی کعبہ معظّمہ ہی ہے اور غور کرو تو پوشش کعبہ معظّمہ میں ایک بڑی حکمت یہی ہے۔روضۂ آدم علیہ السلام کی جانب واضح اشارہ ہے۔

(۱) اب وضاحت طلب امر یہ ہے کہ زید کے مندرجہ بالا دلائل کہاں تک درست ہیں۔اور حفیظ جالندھری نے جو لفظ فرزند لکھا ہے یہ کس کتاب سے اخذ کیا گیا ہے اور امام اہل سنت نے جو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے کے لفظ سے خطاب کیا ہے یہ کس کتاب سے ماخوذ ہے۔

(۲) ساتھ ہی ساتھ حضور والا سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ذرا اس معمے کو بھی از روئے شرع تحریری نوبت بہم پہنچائیں کہ خدا لامکاں ہے کا کیا مطلب ہے۔اور کعبہ خدا کا گھر ہے کیا مطلب اور ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ کی تشریح بھی فرمادیں تو عین نوازش ہوگی۔

(۳) زید ابوطالب کو مومن مانتا ہے تو کیا ان کے ایمان کے بارے میں کوئی ثبوت ہے۔براہ کرم اثبات و نفی دونوں میں ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

مستفتی: محمد عثمان غنی قادری اچک پھول پوسٹ بڑسری جاگیر ضلع بلیا، یوپی

الجواب

(۱) یہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی اختراعی بات نہیں بلکہ جملہ محدثین کرام کا اجماعی قول ہے پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے روضۂ اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا اطلاق حطیم شریف پر نہیں کیا ہے بلکہ علمائے کرام سے یہ نقل فرمایا ہے کہ حطیم کے قریب اور ایک قول پر حجر اسود اور زمزم کے بیچ میں، مرقد

اسماعیل علیہ السلام اور ستر انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں تو یہ اعلیٰ حضرت پر افترا ہوا کہ انہوں نے حطیم کو روضۂ اسماعیل فرمایا ہے اعلیٰ حضرت نے احکام شریعت خواہ فتاویٰ رضویہ میں ایسا نہ لکھا۔ اور حطیم، کعبہ ہی کا ایک حصہ ہے اور اس میں مرقد اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام بھی ہے اور ان دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے نہ اس میں مرقد اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام ہونے سے کعبہ کا انکار لازم آتا ہے۔

اور پوشش کعبہ سے استدلال زید کی اختراعی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اشعار مذکورہ سے بھی اس کا مدعیٰ حاصل نہیں ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم

اور فرزند سے مکہ معظّمہ کے باشندے مراد ہیں جنہیں فرزند مکہ سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے منزہ ہے وہ کسی مکان میں نہیں بلکہ وہ مکان و زمان سے پہلے بھی تھا اور زمان و مکان کی فنا کے بعد بھی رہے گا۔ قال تعالیٰ: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ٥ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ [سورۂ رحمٰن آیت-۲۶،۲۷]

عام کتب عقائد میں ہے ”لا يجري عليه زمان ولا يحويه مكان“

[نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور سورة النساء مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

تو خدا کا گھر اس معنی پر نہیں کہ خدا معاذ اللہ اس گھر میں رہتا ہے بلکہ تعظیم کے لئے خدا کا گھر کہتے ہیں اور ایسی نظیر ہمارے محاورہ میں بھی ہے۔ اکثر بولتے ہیں یہ میرا گھر ہے اگرچہ آدمی وہاں پر نہیں رہتا بلکہ مثلاً کرایہ دار وہاں رہتا ہے تو اس مثال میں اضافت اختصاص و ملک کے لئے ہے اس طرح خدا کا گھر میں اضافت تعظیم کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور حدیث ”ان الله تعالیٰ خلق آدم علیٰ صورته“

[مشکوٰة المصابیح، ص۳۰۶، باب ما یضمن من الجنایات، فصل اول، مجلس برکات مبارکپور/ ”خلق الله آدم علیٰ صورته“ بخاری، ج۲، ص۹۱۹، کتاب الاستیذان، باب بدء السلام، مجلس برکات/ فیض القدیر، ج۳، ص۵۹۳، مسلم ج۲، ص۳۲۷، مجلس برکات]

میں صورت خدا مراد نہیں ہے کہ وہ صورت سے پاک ہے بلکہ ضمیر آدم کی طرف راجع ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ان کی خاص صورت پر پیدا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب کا ایمان لانا ثابت نہیں بلکہ قوم کی طعنہ زنی کے خوف سے اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرنے کے باوجود کفر پر قائم رہنا ثابت ہے چنانچہ ان اشعار سے جو خود ابوطالب کے ہیں ظاہر ہے۔

ولقد علمت بان دین محمد	یعنی میں نے بے شک جانا کہ محمد کا
من خیر ادیان البریة دینا	دین سب دینوں سے بہتر ہے۔
لولا الملامة اوحذار مسبة	اگر ملامت یا قوم کی گالی کا ڈر نہ ہوتا
لوجدتنی سمحا بذاك مبینا	تو میں اسے بخوشی قبول کر لیتا۔

[تفسیر الخازن ج۱،سورۂ بقرہ،ص۲۶ مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

زید سے ثبوت مانگنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
یکم رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

صح الجواب   واللہ تعالیٰ اعلم   قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

ایک شعر کی تشریح،خلافت،نیابت عن الغیر کا نام ہے

مسئلہ-۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

خدا فرماتا ہے قرآن کے اندر	مرے محتاج ہیں سب پیر و پیغمبر
خدا فرماتا ہے قرآن کے اندر	مرے مختار ہیں سب پیر و پیغمبر

اگر یہ غلط ہیں تو اسکا پڑھنا اوران پر داد دینا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: فخر الدین احمد ناگپوری جامعہ اشرفیہ مبارک پور

الجواب

پہلا شعر قرآن کریم پر افترا اور انبیاء واولیاء کی اہانت پر مشتمل ہے۔ قرآن نے مطلق بلا تخصیص انبیاء

واولیاء فرمایا ہے:

﴿وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾　　اللہ بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو۔

[سورۂ محمد آیت-٣٨]

اس میں کسی قسم کی تخصیص نہ فرمائی۔ تو انبیاء واولیاء کی تخصیص از خود کرنا قرآن پر افتراء ہے جس سے مقصود اہانت انبیاء اولیاء ہے۔ اور اس اہانت آمیز جملہ کی نسبت قرآن کریم کی طرف نقص دینی ہے قرآن کریم نے عام لوگوں کے لئے تو وہ فرمایا جو گذرا اور انبیا کے لئے یوں فرماتا ہے:

﴿إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾　　میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

[سورۂ بقرہ آیت-٣٠]

﴿إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً﴾　　اور میں تجھے (ابراہیم علیہ السلام کو) امام بناتا ہوں۔

[سورۂ بقرہ آیت-١٢٤]

﴿أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا﴾　　ہم نے ان میں سے کچھ کو امام بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت دیتے ہیں

[سورۂ سجدہ آیت-٢٤]

﴿أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ﴾　　لوگوں کو خدا نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غنی کر دیا۔

[سورۂ توبہ آیت-٧٤]

﴿سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ﴾　　اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

[سورۂ توبہ آیت-٥٩]

اور اولیاء کے لئے فرمایا:

﴿جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ﴾　　ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ کیا۔

[سورۂ یونس آیت-١٤]

اور خلافت، نیابت عن الغیر کا نام ہے اور نیابت عن الغیر کبھی مستخلف کی موت کے سبب اور کبھی

مستخلف کی جانب سے تکریم خلیفہ کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو اسی وجہ آخر الذکر پر خلافت سے نوازا ہے کما فی المفردات للامام الراغب الاصفھانی یہاں سے ظاہر کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء واولیاء کو مختار و ماذون فی التصرف فرمایا ہے۔ اوران کے ماسواء کو انکا محتاج فرمایا ہے۔ تو دوسرا شعر صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔ والسلام

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہٗ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

اللہ تعالی کو ہر عیب سے منزہ جاننا ضروریات دین سے ہے، جو حضور علیہ السلام کو مر کر مٹی میں ملنے والا بتائے اس کا کیا حکم ہے؟ اللہ تعالی نے حضور علیہ السلام کو کتنا علم دیا ہے؟ بدعقیدگی کو فروغ دینے والے کا حکم

مسئلہ-۶ تا ۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) خدائے تعالیٰ وہ گندے وگھنونے فعل ہم بستری جو بندے کرتے ہیں کیا کرسکتا ہے؟ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ کون؟

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو مر کر مٹی میں ملنے والا بتائے وہ کون سا فرقہ ہے کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان رہیگا؟

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتنا علم دیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب ہو۔ اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ کیسا ہے؟ اور جو چوپائے سے مشابہت دے وہ کون سا فرقہ ہے؟ کیا وہ مسلمان رہے گا؟

(۴) جو بدعقیدگی کو فروغ دے اور پرچار کرے کیا وہ مسلمان ہے؟۔

مستفتی: فقیر محمد غلام رسول کیئر آف ناز پان ہاؤس، موضع بھارت کرام پوسٹ ڈھبوئی ضلع باندہ، گجرات،

الجواب

(۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے وجوباً ازلاً وابداً منزہ ہے، اسے ہر عیب سے منزہ جاننا ضروریات دین سے ہے۔ جو اللہ رب العزت کو کسی عیب سے موصوف جانے منکر تنزیہ وتقدس باری ہوکر کھلا کافر وبے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ وہابیہ کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی کا قول بدتر از بول ہے جو اس کا معتقد ومصحح ہو وہ بلاشبہ کافر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ انبیائے کرام کے علوم ومعارف عطا فرمائے اور اولاد آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت تک جو کچھ ہوا جو ہو رہا ہے جو ہوگا سب آپ پر منکشف فرمادیا اور اس سے زیادہ وہ عطا کیا جو کسی نبی کسی فرشتہ کو نہ ملا۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

[سورۂ نسأ آیت-۱۱۳]

وقال عزوجل:

﴿تِبْیَاناً لِّکُلِّ شَیْءٍ﴾ یعنی ہم نے تم پر قرآن اتارا ہر شے کا روشن بیان۔

[سورۂ نحل آیت-۸۹]

اور فرماتا ہے، رب تعالیٰ:

﴿فَأَوْحَی إِلَی عَبْدِہِ مَا أَوْحَی﴾ یعنی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کرنا چاہی۔

[سورۂ نجم آیت-۱۰]

اور فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"علمت علوم الاولین والاخرین" مجھے اولین وآخرین کے علوم دیے گئے۔

یہ عقیدۂ اہل سنت ہے اور جو مطلقاً علم غیب کی نفی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یا کسی نبی علیہ السلام سے کرے وہ کافر ہے اور یہ کہنا کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اہانت ونفی علم غیب میں صریح ہے

تو اس قول کے کفر ہونے میں کیا شبہ ہے اور چوپایوں سے علم نبی کو تشبیہ دینا بے شک کفر اور قائل اور اس کے ہم نوا اور اسے مسلمان جاننے والے سب کافر و مرتد بے دین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۴) بدعقیدگی جو حد کفر کو پہنچی ہو اس کا مبلغ کافر ہے مسلمان نہیں واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے مگر میاں بیوی کی صحبت سے غافل ہے، کفر ہے۔ ہندوؤں کے یہاں جا کر ''رام لچھمن کی کہانی سننا'' کیسا؟

مسئلہ-۱۰ تا ۱۱

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسائل ذیل میں کہ
(۱) زید ایک محلّہ کا چودھری ہے اور محلّہ کے ہر مقدمہ کا فیصلہ انھیں سے کیا جاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر چیز کا علم ہے مگر ایک چیز سے غافل ہے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کس چیز سے خداوند قدوس غافل ہے؟ تو زید نے جواباً کہا کہ میاں بیوی کی صحبت سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں ہے نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے بزرگان دین نے جو کام کر دکھائے ہیں ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں پوچھنے پر جواب دیا کہ مثلاً غوث پاک نے مردے کو زندہ کیا ہے مگر ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں۔
لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ کلمات کفریہ ہیں یا نہیں؟ اور قائل پر کیا حکم ہے؟
(۲) جو شخص مشرکین کے یہاں جا کر رام لچھمن کی کہانی اور ان کے واقعات کو سنتا رہے اور نماز کی پابندی نہ کرے اور کہنے پر ناراضگی کا اظہار کرے اس شخص پر حکم شرع کیا ہے؟ بینوا توجروا
مستفتی: عبدالواحد اشرفی

الجواب

(۱) اس شخص کی دونوں باتیں کفری ہیں اور اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت اہانت و

تنقیص پر مشتمل ہے اس پر فرض ہے کہ توبہ وتجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہوتو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے کہ مجبور ہو کر توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہنود کے پرکھوں کی کہانی اور واقعات سننا حرام بدکام بدانجام ہے اس کے مرتکب پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے۔ ہدیۃ المہتدین چلپی میں ہے: ''موافقة الكفار في اقوالهم وافعالهم وايامهم الخاصة كفر''

[هدية المهتدين چلپي مع اثبات النبوة]

اور اگر ان واقعات کو سننا تحسین کے ساتھ ہے تو یہ دوسری وجہ اس کے کفر کی ہے جو اشد واشنع ہے۔ ہندیہ میں ہے: ''وبتحسين امر الكفار اتفاقا—الخ''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتاویٰ هنديه كتاب السير باب موجبات الكفر انواع، ج۲، ص ۲۸۷، دار الفكر، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

ایک شعر کی وضاحت

مسئلہ-۱۲

کیا حکم شرع ہے مندرجہ ذیل شعر کے بارے میں بیان فرمائیے۔

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

اگر یہ شعر خلاف شرع ہے تو پڑھنے اور سننے والوں کا کیا حکم ہے؟

سائل: کبیر احمد ساکن موضع جوکھن پور ڈاکخانہ رچھا روڈ ضلع بریلی شریف

الجواب

اس شعر کا ظاہر حلول واتحاد وعینیت خالق ومخلوق ہے اور یہ بلا شبہ کفر ہے جس نے بھی ظاہری معنی اعتقاد کئے شعر پڑھنے والا یا سننے والا وہ بے شک کافر ہے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والوں پر تجدید نکاح بھی ضرور اور اگر اس معنی کا اعتقاد نہ کیا تو تکفیر نہیں البتہ عوام کے سامنے ایسے اشعار پڑھنا سخت حرام ہے کہ بدخواہی عوام ہے اور یہ شعر ایک تاویل صحیح رکھتا ہے اور قائل اس کا ایک مرد حق آگاہ ہے جس

سے غلبہ وشوق واستغراق میں یہ شعر نکلا ہے لہٰذا اس کی تکفیر کی طرف راہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

قربان، فدا، نچھاور، عاشق معشوق، حاضر وناظر، لاابالی وغیرہا کا اطلاق جناب باری تعالیٰ میں حرام حرام اشد حرام ہے، عاشق الرحمٰن اور معشوق اللہ، عاشق الٰہی نام رکھنا

مسئلہ-۱۳ تا ۱۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) خداوند قدوس کی شان میں یہ الفاظ بولے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو بولنے والے پر اور سننے والے پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

"قربان، فدا، نچھاور، عاشق، معشوق، حاضر ناظر، لاابالی، صاحب، میاں، لفظ شکایت، اور ہوس تھی دید کی، معراج کا بہانہ تھا، اور یہ شوق ہے، اے خدا میں بھی اور میرے ماں باپ بھی تیری لونڈی اور غلام ہیں۔"

از روئے شرع صحیح جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) عاشق الرحمٰن اور معشوق اللہ، عاشق الٰہی نام رکھنا درست ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں نیز وجہ ناجائز وحرام بھی بتائیں، عین کرم ہوگا۔

مستفتی: محمد انور علی رضوی محلہ ذخیرہ بریلی شریف یوپی

الجواب

(۱) معاذ اللہ رب العٰلمین جلت عظمتہ وعزت عزتہ کی شان رفیع میں قربان فدا نچھاور اور جن الفاظ سے متبادر وعرف جاری ہیں بلکہ محض دلالت لفظ سے محبوب پر مرمٹ جانے، فنا ہو جانے کا اطلاق ہو جناب باری تعالیٰ میں حرام حرام اشد حرام بلکہ اپنے ان معانی ظاہرہ متبادرہ کی بنا پر کفر میں صریح اور اگر معاذ اللہ

سامعین نے یہی معنی مرادلیا جواس سے متبادر ہیں تو کفر متعین اور قائل وسامع دونوں پرتوبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح بیوی والوں پر بہر کیف لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اصول الدین عندالامام ابی حنیفہ میں ہے: ”من و صف ا للہ تعالیٰ بمعنیٰ من معانی البشر فقد کفر ـ اھ“

[اصول الدین عندالامام ابی حنیفة الباب الاول المبحث الثالث موقفه من الفرق الکلامیة ص ۳۰۲ مطبع دار الصمیعی للنشروالتوزیع مکة المکرمة السعودیة]

اورعاشق ومعشوق میں حرج نہیں جبکہ وہ معنی مرادنہ لیں جو جانب بشر میں مراد ہوتے ہیں اور حاضر ناظر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے ناجائز ہے جبکہ حضور سے حضور مکانی اور نظر سے آنکھ سے دیکھنا مراد نہ لیں ورنہ یہ بھی کفر ہے اور بعض فقہائے کرام نے اسی لئے اس کو کفر بتایا، اگرچہ مختار یہی ہے کہ کفرنہیں حضور بمعنی علم اور نظر بمعنی مطلق رویت شائع ہے۔ درمختار میں ہے: ”یا حاضر ویا ناظر لیس یکفر“

[الدر المختار، ج٦، ص٤٠٨، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

ردالمحتار میں ہے: ”فـان الـحـضـور بمعنی العلم شائع (مایکون من نجوی ثلاثة الا ھو رابعھم) (المجادلة) والنظر بمعنی الرؤیة (الم یعلم بان اللہ یریٰ) (العلق) فالمعنی یا عالم من یری۔ بزازیة“

[رد المحتار، ج٦، ص٤٠٨، باب المرتد، مطلب فی معنی درویش درویشاں، دار الکتب العلمیة، بیروت]

لاابالی کا اطلاق سوءادب وکفر ہے اور صاحب کا اطلاق نہ چاہئے یونہی میاں کا اطلاق بھی منع ہے اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنا حرام ہے اور ہوس وبہانہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے کفر ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اور اللہ تعالیٰ کے لونڈی وغلام کہنے میں حرج نہیں جبکہ بمعنی مملوک کہے اور بندہ اور کنیز کہنا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

اللہ تعالیٰ جھوٹ و غلطی سے پاک ہے

مسئلہ-۱۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
تبلیغی جماعت نکلی ہے اور صرف نماز کی تبلیغ کرتے ہیں اور لوگوں کو بلا کر نماز پڑھاتے ہیں اور کلمہ کی دعوت دیتے ہیں اور مسلمانوں کو بارے دیگر نیا کلمہ پڑھاتے ہیں اور آدمی کا نام کاپی میں لکھ کر اسے امیر جماعت بنا دیتے ہیں اور جوان طبقہ کے لوگ مسجد میں رہتے ہیں وہ مسجدوں کو ایسا بنا لیتے ہیں جیسا کہ اپنا گھر، اور اس میں خوب کھاتے پکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لوگ جھگڑا فساد نہیں کرتے جیسا دیکھتے ہیں ویسا کرتے ہیں ایسے افعال ان لوگوں کا کرنا کیسا ہے؟

مستفتی: عبدالحفیظ نوری پوسٹ لکھی پور وایہ رام گنج دیناج پور

الجواب

تبلیغی جماعت دیو بندیوں کا بہروپ ہے ان کے عقائد وہی ہیں جو دیو بندیوں کے ہیں اور دیو بندی اور جملہ وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ دیکھو رسالہ (رسالہ یکروزی، اسمعیل دہلوی)۔

[رسالہ یکروزی مترجم ص ۱۴۵، رسالہ یکروزی فارسی ص ۱۷، ۱۸، فاروقی کتب خانہ ملتان (ماخوذ از فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۵، ص ۱۸۱، ۱۸۲ مطبع برکات رضا پوربندر گجرات)]

اور یہ کہ "امکان کذب کا مسئلہ آج کسی نے نیا نہیں نکالا" دیکھو (براہین قاطعہ، رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی)۔

[براهین قاطعه علی ظلام انوار الساطعه ص ۱۰، مطبع کتب خانه امدادیه دیوبند]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے سے ہوتی آئی ہے کہ خدا کا کذب ممکن مانتے ہیں اور یہ سراسر بہتان ہے جس کے بطلان پر ہر دور کے علماء کی عبارات و تصریحات شاہد عدل ہیں۔ اور انھیں دیو بندیوں کا عقیدہ ہے کہ "ایسا علم، جیسا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ تو ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم

کو بھی حاصل ہے، حضور کی کیا تخصیص؟ دیکھو (حفظ الایمان، اشرفعلی تھانوی)۔

[حفظ الایمان ص ۱۵، مطبع دارالکتاب دیوبند]

اور انھیں کا عقیدہ ہے کہ ''شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے''۔ دیکھو (براہین قاطعہ)۔

[براهین قاطعه ۱۲۲ مطبع کتب خانه امدادیه دیوبند]

اور حضور کے آخر الزماں ہونے کی بات نہیں مانتے اور عوام کا خیال بتاتے ہیں۔

[تحذیر الناس ص ٤ مطبع فیصل دیوبند]

اور حضور کے زمانہ میں یا بعد زمانہ نبوی کسی نبی جدید کے مبعوث ہونے سے خاتمیت محمدی میں ان کے نزدیک خلل نہیں آئے گا۔ دیکھو (تحذیر الناس، قاسم نانوتوی)

[تحذیر الناس ص ٤٠، مطبع فیصل دیوبند]

اور یہ کفریہ عقائد ہیں جن کی بنا پر علمائے حرمین شریفین و مصر و ہند نے ایسا کافر فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ دیکھو (حسام الحرمین)

[حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مترجم، ص ٩٠، مطبع رضا اکیڈمی ممبئی (اشاعت ١٤٣٥ھ)]

اور یہی فتویٰ جماہیر علمائے ہند کا ہے۔ دیکھو (الصوارم الہندیہ) اور ان کا بہانہ کہ ہم کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے ہیں، نرا فریب ہے اور اس میں ان کے کافر و بے دین اپنے منھ آپ لا مذہب ہونے پر کافی شہادت ہے کہ لا مذہب وہی ہے جس کا کسی مذہب سے تعلق نہ ہو تو اب ان سے کہنا چاہئے تھا کہ بے ایمانو! پھر کیسے کلمہ پڑھواتے ہو اور کس نماز کی تبلیغ کرتے پھرتے ہو، دور ہو! تمہیں ان باتوں سے کیا کام اور مذہب کی باتوں کو علی الاطلاق بلا تفریق حق و باطل جھگڑا اور فساد بتانا کفر ہے۔ غرض اپنی دیوبندیت پر بے چاروں نے پردہ ڈالا تو لا مذہب اور بد مذہب کی پناہ لی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر اسے کیا کہئے کہ اس جماعت کا بانی الیاس صاف و اشگاف کہہ گیا کہ حضرت مولانا اشرفعلی تھانوی نے بڑا کام کیا میرا جی چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور تبلیغ میری۔ (دیکھو ملفوظات الیاس) اور دینی دعوت،

ابوالحسن علی ندوی میں ہے کہ الیاس نے اپنے ایک خاص آدمی سے کہا کہ میرا مدعا کوئی نہیں سمجھتا لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے واللہ یہ تحریک صلوٰۃ نہیں بلکہ ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔اور یہ بھی ان کا بہروپ ہے کہ جہاں جیسا دیکھتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں۔لہٰذا ان سے ہر لمحہ احتراز لازم ہے اور انھیں اپنی مساجد سے باز رکھنا ضروری۔درمختار میں ہے: ”ویمنع منه کل موذ –الخ“ملخصا

[الدر المختار مع رد المحتار ج۲،۳٦٦–٤٣٥، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکره فیها، دار الکتب العلمیة، بیروت]

تفصیل کے لئے ”تبلیغی جماعت“، علامہ ارشد القادری دیکھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

اللہ تعالیٰ کلیات وجزئیات کا عالم ہے، جان بوجھ کر تارک صلاۃ کیا کافر ہے؟ زکوۃ وغیرہ فروض اسلامیہ کا منکر کافر ہے، انبیاے کرام کی تعداد، بنی نضیر بفتح النون یہودی قبیلہ ہے، بے علم وعظ کہنا حرام ہے

مسئله–۱٦ تا ۲۲

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) زید نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے: ”اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو پوچھا اور ملائکہ سے مشورہ لیا“۔رب کے لئے ”پوچھنا اور مشورہ لینا“ کہنا کیسا ہے؟

(۲) ”جو مسلمان جان بوجھ کر ایک وقت کی نماز چھوڑ دے وہ مطلق کافر ہے۔“اور حدیث بیان کی: ”من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر“

[حدیث: الجامع الصغیر مع فیض القدیر، حدیث نمبر ۸۰۸۷، دار المعرفة، بیروت]

عرض یہ ہے کہ یہ حدیث شریف کی قسموں میں سے کون حدیث ہے اور اس کا حکم عام ہے یا اور کوئی شکل ہے؟ رقم فرمائیں اور یہ مسئلہ بیان کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے جبکہ زید نے مطلق کافر ہو جانے کا حکم دے دیا۔

(۳) زید نے کہا کہ مسلمانوں صرف تم پر نماز فرض ہے۔ روزہ، حج، زکوٰۃ کچھ فرض نہیں ہے صرف نماز پڑھو، کیا زید کا کہنا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو ایسے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ﴾ [سورۂ بقرہ آیۃ-۱۵۳]

زید نے ترجمہ کیا کہ: ''اے ایمان والو نماز کی کوشش کرو''۔ کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟

(۵) زید نے کہا کہ: دنیا میں صرف ۱۸ ر ہزار انبیاء تشریف لائے ہیں بس! کیا صحیح ہے؟ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟۔

(۶) زید نے بیان کیا کہ بنی نضیر ایک ملک کا نام ہے جبکہ کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ایک قبیلے کا نام تھا جو یہود سے تعلق رکھتا تھا زید نے ضد کی کہ نہیں، ایک ملک ہے۔ نضیر کا نون بالضم پڑھا جائے یا بالفتح؟۔

(۷) زید نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام بنی نضیر ملک نہیں گئے تو وہاں کے لوگ اسی ہزار کی تعداد میں تھے سب مسلمان ہو گئے اور پھر پلٹ کر اسی واقعہ میں بیان کیا ۲۲ ر ہزار مسلمان ہوئے بعد اختتام تقریر جب سوال کیا گیا تو زید نے اِدھر اُدھر کی باتیں بتائیں، کسی مسئلے پر صحیح گفتگو نہ کی بلکہ اپنی ضد کی۔ عرض یہ ہے جو شخص ایسی بے بنیاد باتیں و مسئلے بیان کرے ایسے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ ایسا کہنا اور کہنے والا شرعا کیسا ہے؟ از راہ کرم جلد جواب کی زحمت فرمائیں۔

مستفتی: رضا حکیم انور علوی کھر کا معصوم پور پوسٹ سوالہ نگر ضلع

الجواب

(۱) اللہ تعالیٰ کلیات و جزئیات کا عالم ہے اور علم اس کا سب کو محیط، غیر متناہی بالفعل ہے، بلکہ اس کے لئے ہر ہر ذرہ میں معلومات غیر متناہیہ بالفعل غیر متناہیہ ہیں، اسے نہ پوچھنے کی حاجت، نہ معاذ اللہ ملائکہ سے مشورہ کی ضرورت ہے، نوع بشر کی فضیلت ملائکہ پر جتانے کے لئے ان پر اپنا ارادہ ظاہر فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ حدیث مشہور ہے اور ہمارے علمائے احناف کے نزدیک یہ زجر وتوبیخ پر محمول ہے یعنی ڈرانے کے لئے ایسا فرمایا یا استحقار یا استخفاف وجود پر محمول ہے یعنی جو ہلکا مان کر یا منکر ہو کر کہے ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے، قائل نے اگر زجر کے طور پر ایسا کہا تو اس پر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زکوٰۃ وغیرہ فروض اسلامیہ کا منکر کافر ہے۔ زید پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہ ترجمہ صحیح نہیں، ترجمہ یہ ہے: "مدد چاہو صبر اور نماز سے"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ایک روایت میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار اور دوسری میں دولاکھ چوبیس ہزار وارد ہیں اور صحیح یہ ہے کہ جتنے انبیاے کرام کا تفصیلاً قرآن میں ذکر ہے، ان میں سے ہر ایک پر تفصیلاً ایمان لازم اور باقی پر مجملا بلاتعیین عدد پر ایمان رکھیں زید نے غلط کہا، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) بنی نضیر یہودی قبیلہ تھا، ملک کا نام نہیں، نون پر فتحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) زید نے جو بیان کیا میری نظر سے نہ گزرا اور اس کا بیان مضطرب ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بے علم کے وعظ کہتا ہے اور ایسے کو وعظ کہنا حرام اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

خدا بہت سی جگہوں میں حاضر وناظر نہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں کہنا کیسا؟

مسئلہ-۲۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ایک مولوی صاحب نے دوران تقریر یوں کہہ دیا کہ خدا بہت سی جگہوں میں حاضر وناظر نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں اس معاملہ کو لیکر لوگ آپس میں الجھ پڑے اور مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور کئی جگہوں سے لوگوں نے فتویٰ منگوالیا مولوی صاحب کو مرتد

مشرک قرار دیا اور نکاح دوبارہ کرنے کا حکم صادر کر دیا بہر کیف آپ صحیح مسئلہ سے کتابوں کا حوالہ دیکر جلد اس سوال کا جواب دیں خدا کس کس مقام پر حاضر و ناظر نہیں ہے یہاں معاملہ کو لیکر زبردست ہنگامہ ہو گیا ہے جواب بہت جلد دیکر لوگوں کی پریشانی دور کریں۔ فقط والسلام علیکم

مستفتی: مولوی عبد القدوس، مدرسہ مصباح العلوم جلالپور درگاہ مقام Kaila Jalal Pur پوسٹ سلیم پور ڈمریہ وایہ مہوا ضلع ویشالی بہار

الجواب

حاضر و ناظر ہونا جسم و خاصۂ جسم ہے اور اللہ تعالیٰ خواص جسم سے منزہ ہے اسی معنی کے اعتبار سے وہ کہیں کسی مکان میں حاضر نہیں ہے اور نہ جس معنی میں ناظر صفت بشر ہے، اس معنی میں ناظر ہے، اسی لئے علمائے کرام نے اللہ تعالیٰ پر حاضر و ناظر کے اطلاق سے منع فرمایا اور حاضر و ناظر کا خدا پر اطلاق سے ممانعت کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسماء الٰہی توقیفیہ ہیں۔ یعنی اپنی رائے سے خدا کا نام رکھنا جائز نہیں قال تعالیٰ: ﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَآئِهِ-الآية﴾

[اعراف آیۃ-۱۸۰]

بلکہ کتاب وسنت واجماع سے جو اسماء الٰہیہ ثابت ہیں انھیں پر اختصار واجب ہے۔ واعظ مذکور نے صاف صاف خدا پر حاضر و ناظر کا اطلاق کیا جو ناجائز ہے اور بعض جگہ حاضر و ناظر مان کر عقیدۂ اہلسنت کے خلاف کا مرتکب ہوا یہ خود بہت سخت ہے پھر یوں بہ طور تقابل کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت سی جگہوں میں حاضر و ناظر نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، یہ صریح تنقیص کا کلمہ ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶ رشعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

صح الجواب :

بیشک اللہ تعالیٰ ہر شی کو محیط، ہر شی پر شہید، ہر شی کو جاننے والا، ہر شخص کو دیکھنے اور سننے والا، ہر شی پر قدیر ہے۔ لیکن زمان ومکان وجہت سے قطعاً وجوباً ویقیناً پاک ومنزہ ہے بدیہیات ایمانیہ وضروریات دینیہ

میں سے ہے کہ زمان ومکان وجہت کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ بغیر کسی زمان ومکان وجہت کے ہمیشہ سے موجود تھا تو اب وقت، سمت اور جگہ پیدا فرمانے کے بعد بھی وہ جگہ اور وقت وسمت سے اسی طرح پاک ومنزہ ہی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ''یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ، فلو قال: (از خدا ہیچ مکان خالی نیست) یکفر''

[فتاویٰ عالمگیری، ج۲، ص۲۷۲، باب مطلب فی موجبات الکفر مطبع دار الفکر للطباعۃ والنشر بیروت]

یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ اور مکان ثابت کرنے سے کافر ہو جائے گا تو اگر کوئی کہے کہ خدا سے کوئی مکان خالی نہیں، خدا ہر مکان میں، ہر جگہ موجود ہے یعنی باعتبار ذات، تو کافر ہو جائے گا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر اس کے حقیقی معنی مراد لیکر کہنا جائز نہیں ہے کہ حاضر کے معنی حقیقی اپنے گھر میں قیام رکھنے والا، شہر میں آنے والا اور ناظر کے حقیقی معنی گھورنے والا۔ اور ہر مسلمان پر روشن ہے کہ یہ معانی اللہ تعالیٰ کے لئے عیب ہیں، نقص ہیں، قطعاً محال بالذات ہیں۔ لہٰذا ان معنی کے اعتبار سے حاضر وناظر رب تبارک وتعالیٰ کے لئے بولنا غلط وباطل اور سخت ہولناک بدکام کفر انجام ہے۔ ہاں! اگر حاضر کے معنی جاننے والا اور ناظر کے معنی دیکھنے والا مراد لے کر کہے تو کافر نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے ''ویا حاضر ویاناظر لیس یکفر''

[الدر المختار، ج۲، ص۴۰۸، باب المرتد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو ''اے حاضر اے ناظر'' کہے تو صحیح یہی ہے کہ کافر نہ ہوگا تو جب ''اے حاضر اے ناظر'' کہنے کا حکم یہ ہے تو ہر جگہ یا بعض جگہ سے مقید کر کے کہنے میں ضرور کلام کا فساد ہے اور اللہ تعالیٰ کے باب میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

۳۱/۷/ ۱۹۷۹ء

کلمۂ ملعونہ ''اگر محمد نہ ہوتے تو اللہ نہ ہوتا'' صریح کفر ہے، اللہ

تعالیٰ غلطی اور بھول سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے کنکریاں پھینک مارا کہنا کیسا؟

مسئلہ-۲۴ تا ۲۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ھذا کے بارے میں کہ:

(۱) ایک قصبہ کے اندر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں علاوہ علمائے کرام کے مفتی ثناء اللہ صاحب بنارسی و مفتی انیس عالم سیوانی اور مدرسہ عزیزیہ اشرفیہ مہاراج گنج کے مولوی عبدالعزیز صاحب جلسہ میں تشریف فرما تھے تو دوران تقریر میں مہاراج گنج کے مولوی عبدالعزیز صاحب نے اس گستاخانہ جملے کو استعمال کیا (کہ محمد نہ ہوتے تو اللہ نہ ہوتا) اور جب اللہ کو گدگدی محسوس ہوئی تو محمد کو پیدا کیا جب یہ ناروا الفاظ مولوی موصوف نے استعمال کیا تو مفتیان کرام جو وہاں موجود تھے انھوں نے مولوی موصوف کی تقریر کو بند کرا کر ازسرنو توبہ واستغفار کرا کر کلمہ پڑھایا لیکن جب مولوی موصوف مہاراج گنج آئے تو لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا تو انھوں نے انکار کر دیا کہ میں نے ایسے الفاظ پر توبہ نہیں کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ لیکن مفتیان کرام سے جب اس بات کی چھان بین کی گئی تو انھوں نے فرمایا کہ یہ واقعہ صحیح ہے لیکن مولوی موصوف توبہ اور کلمہ کو ماننے پر تیار نہیں ہیں اس پر شرعاً کیا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

(۲) ہمارے قصبہ مہاراج گنج کی شاہی مسجد میں ربیع الثانی کا سالانہ جلسہ ہوا کرتا ہے اس مسجد میں مولوی عبدالعزیز صاحب کی تقریر ہو رہی تھی تو مولوی موصوف نے دوران تقریر میں یہ کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی نرغے میں پڑ گئے تھے۔ اور کافروں نے گھیر لیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے کنکریاں پھینک کر مارا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا کہ منگاؤ فتویٰ کتنا منگاؤ گے میں پھر خدا کا ہاتھ ثابت کرتا ہوں حکم سے مطلع کیا جائے۔

(۳) مہاراج گنج ہی کے قریب متصل ایک گاؤں ہے وہاں بھی دوران تقریر میں مولوی عبدالعزیز صاحب نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

[سورۂ بقرہ-۱۵۲]

اس بارے میں اللہ تعالی کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا بلکہ ''اذکر کم فاذکرونی'' کہنا چاہئے تھا سو غلطی کیا۔ان سب باتوں کو لے کر مسلمانان مہاراج گنج میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔یہاں تک کہ دو پارٹی ہوگئی ہے یہ مولوی موصوف عالم ہونے کا بھی دعوی کرتے ہیں حالانکہ عالم کی سند نہیں ہے، صرف مولوی تک ہیں اور عالم کا دعوی کر کے لوگوں میں فتنہ، فساد پیدا کرتے ہیں لہٰذا ان تینوں مسئلوں میں مفتیان کرام کا شرعا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

کیا ان کی بیوی ان کی زوجیت میں رہ سکتی ہے بلا نکاح؟، ایسے مولوی کو میلاد جلسہ وغیرہ میں دعوت دی جاسکتی ہے کہ نہیں؟، ایسے مولوی صاحب سے اسلامی تعلقات قائم کیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟، برائے کرم کتب معتبرہ سے حوالہ دیتے ہوئے جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔فقط

مستفتی :عبدالصمد خان متولی نئی مسجد مہاراج گنج سیوان

الجواب

(۱) مولوی مذکور نے اگر فی الواقع وہ کلمۂ ملعونہ کہا جو سوال میں مذکور ہوا کہ ''اگر محمد نہ ہوتے تو اللہ نہ ہوتا'' تو اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح اگر بیوی رکھتا ہے لازم ہے۔اس کے اس مقال کا صریح مفاد یہ ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالی حادث ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے حدوث کا سبب ہیں اور یہ صریح کفر، آیات واحادیث واجماع امت کا انکار ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۝﴾

[سورۂ حدید آیت-۳]

وہی اول ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہیں وہی آخر ہے کہ سب کے فنا کے بعد وہی دائم وباقی وہی اپنی آثار قدرت سے ظاہر وہی اپنی کنہ ذات کے اعتبار سے مخلوق کی نظروں سے باطن اور وہی ہر شئی کا جاننے والا ہے۔

حدیث میں ہے: ''كان الله ولم يكن معه شئ غيره''

[كنز العمال كتاب العظمة من قسم الاقوال ج۱۰،ص ۱۶۷،حديث نمبر ۲۹۸۳۶، مطبع

دار الکتب العلمیة بیروت]

اللہ تعالی تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا اس کے علاوہ۔

یونہی اس کا دوسرا کلمہ ملعونہ کہ "جب اللہ تعالی کو-الخ" بیہودہ ہذیان وکفر صریح ہے، بدیہی ہے کہ اللہ تعالی کے صفات حوادث وتغیرات سے پاک ہیں اور گدگدی اور احساس میں تغیرات حادثہ ہیں جنکی اضافت اللہ تعالی کی طرف کفر وسوء ادب ہے وہی تغیرات حوادث اور حوادث کو پیدا فرمانے والا ہے بغیر اس کے کہ اس پر تغیر طاری ہو۔

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی نے کفریات میں شمار فرمایا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے ایسی صفت مانے جو اجماعا اس سے منفی ہے یا ایسی صفت کی نفی کرے جو اس کے لئے ثابت ہے۔ او نفی ماهو ثابت لله تعالى با لاجماع المعلوم من الدين با لضرورة كا نكار اصل نحو علمه اوقدرته او عونه يعلم الجزئى او اثبات ماهو منفى عنه كذالك كا للون كذا فى الزواجر، ملتقطا۔

[الزواجر عن اقتراف الكبائر ،باب الكبيرة الاولىٰ الشرك الاكبر للعلامة شهاب الدين]

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی نے احیاء علوم الدین میں فرمایا: "ومثال الخطأ فيه: هذا البيت بعينه لو سمعه فى نفسه وهو مخاطب به ربه عزوجل، فيضيف التلون الى الله تعالىٰ، فيكفر،"۔

[احياء علوم الدين، ج ٤، ص ٤٧٨، كتاب السماع والوجد، الباب الثانى فى آثار السماع وآدابه المقام الاول فى الفهم، مطبع دار المنهاج للنشر والتوزيع المملكة العربية السعودية جدة]

اسی میں ہے: "بل ينبغى ان يعلم انه سبحنه و تعالى يلون ولا يتلون، ويغير ولا يتغير، بخلاف عباده، -الخ"۔ واللہ تعالی اعلم

[احياء علوم الدين، ج ٤، ص ٤٧٨، كتاب السماع والوجد، الباب الثانى فى آثار السماع وآدابه المقام الاول فى الفهم، مطبع دار المنهاج للنشر والتوزيع المملكة العربية السعودية جدة]

(۲) قرآن عظیم اور حدیث میں ید (ہاتھ) کی اللہ تعالی کی طرف اضافت کی گئی ہے اور یہ متشابہات میں سے ہے یعنی جس کی قطعی مراد اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اور محکم وہ ہے جو ارشاد ہوا

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ [سورۂ شوریٰ آیت–۱۱]

کہ اللہ کے مثل کوئی شی نہیں

اور متشابہات میں مذہب سلف یہ کہ اس کے ظاہر سے اللہ کو منزہ جانتے ہیں اور جو اس کی مراد ہے اللہ کی طرف اس کا علم مفوض کرتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مذہب خلف یہ ہے کہ وہ تاویل صحیح شرعی کو جائز رکھتے ہیں بنابریں مفسرین کرام نے ید سے قدرت کو مراد لیا اور فقہ اکبر میں یداللہ کے لئے بین معنی ہے کہ اللہ کی صفت ہے نہ کہ حقیقت میں ہمارے ہاتھ جیسا ہاتھ مانا بالجملہ مسئلہ ایسا نہیں کہ عوام میں بیان کیا جائے حدیث میں ہے: ''أمرنا أن نكلم الناس على قدر عقولهم''

[كنز العمال، ج۱۰، ص۱۰۵، حديث نمبر۲۹۲۶۸، كتاب العلم باب آداب العالم والمتعلم مطبع دارالكتب العلمية بيروت]

لوگوں سے ان کی سمجھ کے لائق بات کرو۔ امام مذکور پر اللہ کے لئے مطلقا ہاتھ ثابت کرنے کی وجہ سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) معاذاللہ العظیم۔ اللہ تعالیٰ غلطی اور بھول سے پاک ہے قال تعالیٰ: ﴿لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى﴾ [سورۂ طٰہٰ آیت–۵۲]

اس پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح بشرطیکہ بیوی رکھتا ہو لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ

۲۸/ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نصیر الدین، خطیب جامع مسجد جھریا

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احتشام الدین زیدی سہسرام

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

مشتاق احمد نظامی مہتمم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

الاجوبة کلها صحیحة واللہ تعالیٰ اعلم

ریاض احمد سیوانی غفرلہ دارالافتا منظر اسلام بریلی شریف

دربارۂ وحدۃ الوجود

مسئلہ-۲۷ تا ۳۳

بخدمت اقدس حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری مدظلہ العالی ہدیہ سلام مسنون مضمون۔ ''مولانا عبدالرحمان لکھنوی اور تصوف'' قدرے تبدیلی کے ساتھ پاکستان بھیجا تھا جو ماہنامہ ضیاء حرم لاہور بابت ماہ اگست ۱۹۷۹ء میں بنام ''حضرت علامہ عبدالرحمان لکھنوی'' چھپا تھا ضیاء حرم کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے حضرت رسالہ پر نظر ڈالیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ یہ اہلسنت کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ میرا یہ تطفل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ التصوف شرك لانه صيانة القلب عن رؤية الغير ولا غير۔

خواجه ابو بكر شبلی

۲۔ لاترى لغير دمك وجودا مع نو دم الحدود وحفظ الاوامر والنواهی۔

سيدنا غو ث الثقلين

۳۔ نفی وجود نزد ما اقرب طرق است ....

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی

۴۔ بخدا غیر خدا در دو جہاں نیست کسے .... صد و لعلست د ہے دامن از انیست کسے

کسے کہ عاشق و معشوق خویشن ہمہ اوست...... حیف خلوت و ساقی انجمن ہمہ اوست

مگو کہ کثرت اشیاء نقیض وحدت است .... تو در حقیقت اشیاء نظر فگن ہمہ اوست

حضرت خواجہ اجمیری

۵۔ سبحان الذی خلق الاشياء وهو عينها۔

حضرت ابن عربی

حق تعالیٰ کثرت کی جہت سے خلق ہے اور وحدت کی جہت سے حق ہے اور ان سب کا عین ایک ہی ہے۔ابن عربی۔اللہ تعالیٰ سمع،بصر،ہاتھ پیر کا عین ہے اور جمیع حوامی کا عین ہے۔

۶۔ درانجمن فرق ونہاں خانہ جمع .... باللہ ہمہ اوست۔باللہ ہمہ اوست۔

جامی

اس قسم کے لاکھوں اقوال توحید حقیقی پر ملتے ہیں ایک منطقی نے بھی اس حقیقت کو سمجھا ہے اور صوفیہ وجودیہ کے مسلک کو مجموعی طور پر اس طرح لکھا ہے،اذذاتہ لیست مغائرۃ للممکنات با لذات بل بالاعتبار

۷۔ (ملاحسن) شبلی نعمانی جو پیری مریدی نہیں کرتا تھا لکھتا ہے کہ عالم قدیم ہے لیکن وہ ذات باری سے علیحدہ نہیں بلکہ ذات باری ہی کے مظاہر کا نام عالم ہے حضرات صوفیہ ہی کا مذہب ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہ آتا کیونکہ تمام مشکلات کی بنیاد اس پر ہے کہ عالم اور اس کا خالق دو جدا گانہ چیزیں ہیں اور ایک دوسرے کی علت ومعلول ہیں غرض فلسفی کی رو سے تو صوفیاے کرام کے مذہب کے بغیر چارہ نہیں البتہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شریعت اور نصوص قرآنی اس کے خلاف ہیں لیکن یہ شبہ بھی صحیح نہیں قرآن مجید میں بکثرت اس قسم کی آیتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ظاہر وباطن اول وآخر جو کچھ ہے خدا ہی ہے۔

۱۰۰۰ھ سن ایک ہزار ہجری تک جمیع سلاسل کے اولیاے کرام وحدۃ الوجود پر متفق ہیں البتہ الف ثانی میں اس کی تاویل کی گئی جو زہر کی طرح ہم میں سرایت کر گئی ہے جو لوگ بیعت وارادت اور اولیاء سے دوستی کے دعووں سے بیگانہ ہیں وہ حق میں وحدت الوجود کو ثابت کر رہے ہیں مگر عاشقان اولیاے کرام ان کے مسلک خدارسی کو الحاد زندقہ سے تعبیر کرتے ہیں اعلیٰ حضرت کو نوع بنوع مضامین کا مرقع بتانا چاہیے نہ کہ عقیدت مندوں کی حوصلہ شکنی کر کے بددلی کے اسباب پیدا کرنا یہ مقام افسوس نہیں کہ خالص علمی تاریخی اور اسی مضمون کو ویک پاکستان کو چھاپ دیں کہیں مرکز اہل سنت کی فضا اس کے لئے تنگ ہو جائے اس سلسلے میں بہت سی باتیں ہیں جو عرض کی جاسکتی ہیں لیکن تنگی وقت مانع ہے عرض گزار ہوں کہ اس مسلک توحید پر تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ ہم عقیدت مندوں کو صبح قیامت میسر آئے ورنہ یہ عجیب وغریب بات

ہوگی کہ اولیاے کرام کی ولایت کا تو اعتراف کریں لیکن زینہ ولایت پر بم باری کریں اگر توحید حقیقی باوحدت الوجود زندقہ ہے تو اس کے قائلین ولی کیسے ہوگئے اور اگر اس کے قائلین ولی ہوگئے تو وحدۃ الوجود زندقہ کیسے ہوگا ممکن ہے کہ میری باتوں میں کوئی گرانی محسوس ہو مگر حقائق بیانی کو میں کیا کروں ان باتوں کو بس یہ خیال فرمائیں کہ ایک طالب علم چند سوالات لیکر حاضر ہوا ہے۔ آخر میں یہ عرض کردوں

کو غیر و کجا غیر و کو نقش غیر، واللہ سو اللہ حافی الوجود

اخبار الاخیار شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی۔ فقط۔

مستفتی: طالب عنایت صفی احمد قادری

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى لا سيما سيدنا المصطفى و اله نجوم الاهتداء و صحبه مصابيح الدجى و علماء امته سرج الآخرة و الدنيا

(۱) عقیدۂ جماہیر اہل سنت یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ واحد ہے نہ عدد سے خالق ہے نہ علت سے فعال ہے نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے، حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ وقدرت وعلم وغیرہا تمام صفات کمال سے ازلاً وابداً موصوف اور تمام شیون شین عیب سے اولاً وآخراً بری، ذات پاک اس کی نہ ضد وشبہ ومثل وکیف وشکل وجسم وجہت ومکان وامروزمان سے منزہ جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت ذوات سے مبرا، اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست۔ ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ–الآية﴾

[سورۂ قصص آیت–۸۸]

وجود واحد، موجود واحد باقی سب اعتبارات ہیں، ذرات اکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من وتو کو موجود وکائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کررہا ہے اگر اس نسبت وپرتو سے قطع نظر، نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت اوج وحدت سے حضیض اثنیت میں اتر آئے

ھو ولا موجود الاھو آیۃ کریمہ سبحنہ وتعالیٰ عما یشرکون۔ [سورہ نحل آیت نمبر۱]
جس طرح شرک فی الالوہیۃ کو رد کرتی ہے یونہی اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے۔ ملخصاً
[فتاوی رضویہ مترجم ج۲۹ ص ۳۴۳، ۳۴۴، مطبع برکات رضا پوربندر گجرات]
(۲) ان کلمات طیبات میں چند جواہر زواہر وحدۃ الوجود کے بھی آگئے جو خلاصۂ تحقیق وعطر دقیق ہیں حضرات صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے کلمات کو جو سمجھنے کا اہل نہیں اسے اسی قدر پر قناعت لازم اور تفصیل کی ہوس حرام بدکام ضلالت انجام ہے اسی لئے علمائے کرام نے کتب صوفیہ کا مطالعہ حرام بتایا بلکہ خود صوفیہ کرام نے ممانعت فرمائی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی رعایۃ الانصاف والاعتدال میں فرماتے ہیں:
"ومختار شیخ جلال الدین سیوطی کہ از علماء متاخرین حدیث است درشان شیخ آنست کہ اعتقاد ولایتہ وتحریم النظر فی کتبہ"
[رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیۃمن ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار :از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص۸۶،مطبع مجتبائی دھلی]
اسی میں ہے
"وتحریم النظر در کتب ایشاں خود مذہب ایشاں است می گوید ونحن قوم یحرم النظر فی کتبنا الالمن الخ"
[رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیۃمن ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار :از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص۸۶،مطبع مجتبائی دھلی]
یہی شیخ محقق اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ میں فرماتے ہیں:
"فائدہ دیگر است متعلق بمطالعہ کتب ایں قوم وتحاشی از توسعہ نظر در مصنفات ایشاں بے تمیز وتفصیل واللہ یقول الحق ویھدی السبیل"
[اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ برھامش اخبارالاخیاراز شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص۲۱،۲۲ ، مطبع مجتبائی دھلی]

اسی میں ہے ''شیخ ذکرہ اللہ بالخیر در باب فصوص وفتوحات وامثال آں می فرمود کہ از واضحات آں محظوظ باید شد ودر مبہمات ومو ہمات آنہا خوض نکرد ومی فرمودند دریں جاز ہر ہا است شکر اندود کردہ'' الخ

[اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبار الاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوى ص۲۲ ، مطبع مجتبائى دهلى]

اسی میں سیدی احمد ابن زروق سے ناقل:

''حـذر الناصحون من تلبيس ابليس ابن الجوزى وفتوحات الحاتمى بل كل كتبه او جلها وكابن سبعين وابن الفارض ومن يحذو حذوهم ومن مواضع من الاحياء للغز الى جلها فى المهلكات منه والنضح والتسوية له والمصئون من غير اهله ومعراج السالكين والمنقذ وموضع من قوة القلوب لابى طالب المكى وكتاب السهروردى ونحوهم فلزم الحذر من موارد الغلط لاتجنب الجملة ومعادات العلم ولايتم الابثلاث قريحة صادقة وفطرة سليمة واخذها بان وجهه وتسليم ماعداه و الاهلك الناظر فيه باعتراض على اهله واخذ الشئ على غير وجهه فافهم''

[اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبار الاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوى ص۲۲ ، مطبع مجتبائى دهلى]

(۳) یہی گروہ صوفیہ اپنی کتابوں کے مطالعہ کے لئے اہلیت سے پہلے شرط کرتا ہے کہ آدمی کا عقیدہ مذہب اہلسنت پر مستحکم ہو یوں کہ اصلاً کسی عقیدہ اہلسنت میں تردد نہو ورنہ ان کی کتابوں کا مطالعہ سخت آفت ایمان ہے۔

اسی اصول الطریقہ میں سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ سے ہے:

'' می فرمودند اول باید کہ عقد قلب بمذہب اہلسنت وجماعت محکم شدہ باشد وتردد وتذبذب درآنجا نماندہ بعد ازاں اگر از کتب قوم محظوظ شوند ومستفید گردند بسلامت اقرب است والا آنکہ ہنوز اعتقاد شریعت درست نا کردہ وعقد اسلام محکم ناشدہ ہم از اول در مبہمات وموہمات ومشکلات ایں قوم خوض کنند محل آفت است''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[اصول الطریقة لکشف الحقیقة برهامش اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص۲۳، مطبع مجتبائی دهلی]

اس ارشاد ہدایت و بنیاد کا صریح مفاد یہی ہے یہ مذہب اہلسنت ہی مدار کار و اصل ارشاد ہے اور اسے چھوڑ کر صوفیہ کے ان کلمات کی طرف جدول نظر جو بہ ظاہر عقیدۂ اہلسنت کے خلاف ہوں دین ضلال اصل و فساد ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴) ارشاد مذکور کو حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ سے خوب ترشح کہ ارباب احوال کا جو قول ظاہر شرع کے خلاف ہو اگر چہ اس میں توقف و تسلیم مراد قائل و عدم انکار کا حکم ہے مگر اس کا ظاہر کہ خلاف شرع ہے لائق اتباع نہیں تصریح لیجئے۔

حضرت شیخ ممدوح محقق دہلوی قدس سرہ القوی اسی رسالہ رعایۃ الانصاف میں فرماتے ہیں:

"از واضح واضحات و اجلی بدیہیات ست کہ طریق قویم و منہج مستقیم اعتقادا و عملا طریقا سلف صالح است کہ موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ است ہر چہ ز موافق کتاب و سنت باشد باطل و از حلیہ قبول عاطل است و بعضے مشائخ از ارباب احوال نیز ہر کہ بجہت طفح و سکر و غلبہ حال نہ بریں منوال مقال آوردہ محل اقتداء و مستحق اتباع نیست فالحق احق ان یتبع وماذا بعد الحق الا الضلال — اھ"

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیة من ارباب الحال برهامش اخبار الاخیار: از شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص۸۳، مطبع مجتبائی دهلی]

اسی میں قواعد الطریقہ سیدی احمد زروق سے ہے:

"مبنی العلم علی البحث والتحقیق ومبنی الحال علی التسلیم والتصدیق فاذا تکلم العارف من حیث العلم نظر فی قوله باصله من الکتاب والسنة وآثار السلف لان العلم معتبر باصله واذا تکلم من حیث الحال سلم له ذوقه اذ لا یوصله الیه الا بمثله فهو معتبر بوجد انه فی العلم به مستند لامانة صاحبه ثم لا یقتدی به لعدم عموم حکمه الا فی حق مثله — اھ"

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیة من ارباب الحال، برهامش اخبار الاخیار: از شیخ

عبدالحق محدث دھلوی ص ۸۵،مطبع مجتبائی دھلی]

نیز اسی میں انھیں ممدوح مذکور سے وہ منقول جو مذکورہ بالا سے سخت تر ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"یعتبر الفرع باصله وقاعدته فان وافق قبل والا رد علی مدعیه ان تأهل واوّل علیه ان قبل او اسلم له ان جلت مرتبته علماو دیانة ثم هو غیر قادح فی الاصل لان فساد الفاسد الیه یعود ولا یقدح فی صلاح الصالح شیئا فغلاة المتصوفة کاهل الاهواء من الاصولیین وکالمطعون علیهم من المتفقهین یرد قولهم ویجتنب فعلهم ولایترك المذهب الحق الثابت بنسبتهم له وظهور هم فیه"— اھ

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیةمن ارباب الحال برهامش اخبار الاخیار:از شیخ عبد الحق محدث دهلوی ص ۸۵،مطبع مجتبائی دهلی]

(۵) وحدۃ الوجود میں جو سخن مجمل سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے نقل ہوئے وہی قول فیصل ہے اور تفصیل اس کی سخت مبہم وموہوم ومشکل ہے یہی وجہ ہے، کہ صوفیہ خود اسے ہر کس وناکس سے بیان نہیں کرتے اوراس کی اشاعت سے منع فرماتے ہیں اورعوام تو عوام علمائے ظاہر بلکہ ان صوفیہ کو بھی جنہوں نے راہ سلوک ہنوز طے نہ کی ہو اس کے فہم کا اہل نہیں سمجھتے۔

چنانچہ حاجی صوفی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

"ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکہ دریخانہ تصدیق قلبی وتیقن کف لسان واجب ست، چراکہ اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد واسلام حقیقی محض تعلق بخدا دارد وآنجا تصدیق باقرار ضروراست اینجا فقط تصدیق باید۔ سوائے آں دراستفسار این مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق۔ فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر کہ از اصطلاح عرفا عاری اند، قوت درک آن نمی دارد، چہ علماء بلکہ صوفیائے کہ ہنوز سلوک خود تمام نہ کردہ باشند واز مقام نفس گزشتہ بمرتبہ قلب نارسیدہ ازیں مسئلہ ضرری یابند۔ ازمکر نفس وتزلزل ولغزش پادرچاہ اباحت وقعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہ ہا افتادہ اند کما شهدنا هم نعوذ بالله من ذالك جناب ہم نیکو می دانند ایں مسئلہ خاصیت عجیب می دارد۔ بعض را ہادی وبعض را مضل"

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۱۹، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان]

(۶) عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیہ کہ مہمات ومشکلات میں اسی غلو اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا نتیجہ ہے اور اسے صوفیہ صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے وہ صاف صاف اتحاد خالق ومخلوق کو الحاد وزندقہ بتا رہے ہیں۔ یہی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''بداں کہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد غیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق است ازین عقیدہ کہ در عابد ومعبود وساجد ومسجود ہیچ گونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع است''

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۲، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان]

بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاح ہے جو عینیت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی اور اس کا مرجع ومآل وہی وحدۃ موجود مطلق ووحدۃ وجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات وظلال وعکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث وفنا وتغیر وزوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم وباقی حدوث وفنا سے منزہ تغیر وتبدل سے معرا، لہذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد وزندقہ ہے۔ اسی رسالہ وحدۃ الوجود میں ہے

''، در عبد ورب عینیت وغیریت ہر دو ثابت ومتحقق است آن بوجہے واین بوجہے اگر چہ در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال می نماید''۔

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان]

اسی میں ہے کہ

''کسانیکہ بجز دخوض در مسئلہ وحدۃ الوجود وزندقہ افتادہ انداز ندانستن مسئلہ عینیت وغیریت بودہ ست'' -اھ

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ،

کراچی پاکستان]

الروض المجود مصنفہ علامہ فضل حق خیرآبادی میں ہے:

"فاحكام التعينات بماهی تعينات لاتسرى الى الحقيقة المطلقة بما هی هی ولا احكامها بما هی هی تسرى الى التعينات ولا حكم تعين يسرى الى تعين اخر فلا يجوز ان يسند الى الحقيقة الحقة المطلقة ما يسند الى التعينات من الامكا ن والبطلان والمذلة والهوان والخسار والافتقار والخساسة والنجاسة والجوهرية والعرضية والكثافة و الجسمية واللذة والالم والحدوث والعدم والجزئية والتاليف والعبودية والتكليف والتقوى والثواب والطغوى والعقاب الى غير ذالك لان تلك الحقيقة الحقة واجبةفلاتبطل .كذا كمالايجوز ان يسند الى التعين بما هوتعين ما يستند الى الحقيقة المطلقة بما هی من الاطلاق والوجوب والقد م والكمال والجمال والعزة والجلال والقهر والسلطان الى غير ذالك .و كما لايصح ان يسند الى تعين ما يستند الى تعين آخر ولكل من مراتب الاطلاق والتعين اسم يخص بها و احكام مرتبة عليها وآثار مستندة اليها. فاطلاق اسم مرتبة الاطلاق على مرتبة من مراتب التعين واطلاق اسم مرتبة من مراتب التعين على مرتبة الاطلاق او مرتبة اخرى من مراتب التعين زندقة والحاد "ملتقطا بالجملة ـ

[الروض المجود الفصل الاول ص١٨-١٩،مطبع مفيد الاسلام حيدرآباددكن]

وجود واحد مطلق ہے اور عالم میں جو کچھ ہے وہ اسی کے تعینات واعتبارات ومظاہر ہیں اور وہ تمام اپنے ثبوت وبقامیں اسی موجود مطلق کے محتاج اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ان الله غنی عن العالمين وحدة الوجود حق وصرف ہے اور مرتبہ وجود میں فرق اور امتیاز ایمان ہے اور خلط مراتب زندقہ وکفر ومبین خسران ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فتاوی عزیزی میں فرماتے ہیں:۔

"وجود واحد در مراتب وجوب وامکان وقدیم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر ظاہر ست لیکن ہر مظہر حکم جدا دارد فرق در احکام مظاہر ضرور است مومن را حکم بنجات است وکافر را حکم بقتل دا

سروعلیٰ ھذاالقیاس در جمیع صفات متضادۃ چنانچہ گفتہ اند۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گرفرق مراتب نہ کنی زندیقے

وہرکہ فرق دراحکام نہ کندومحض وحدۃ وجوددراملاحظہ نماید خلاف شرع است والحادوزندقہ است ''ملخصاً

[فتاویٰ عزیزی ج۱ص۵۱۔۵۰،مکتوبات درباب توحید وجودی وشہودی مطبع مجتبائی دہلی]

لہٰذاحضرات صوفیہ سے جو کچھ موہم عینیت منقول ہووہ اولاً عدم ثبوت پراور ثانیاً بعد ثبوت غلبۂ حال وسکرپرمحمول اوراس میں تاویل ضروراوروہ مستحق اتباع نہیں جیسا کہ ماسبق سے ظاہراورسب کے لئے یہی ایک جواب بس کہ ان کا کلام عینیت حقیقہ میں نہیں بلکہ عینیت ان کی ایک اصطلاح ہے جواتحاداور عینیت حقیقہ ہے بےعلاقہ ہے خصوصاًابن عربی کی عبارت منقولہ کے لئے واللہ تعالی ھوا لھادی وھو تعالے اعلم

اورشبلی کاعالم کوقدیم بتانافلاسفہ کی قدیم گمراہی ہےاور باقی جملہ بھی اس کافی الجملۃ مخدوش ہے ابن عربی خود کہتے ہیں:

العبد عبد وان ترقی

والمولی مولی وان تنزل

[المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية ص۷ ،مطبع دارالبصائر القاهرة]

اورملاحسن کی عبارت سے بھی عینیت مبہمہ وجود ثابت نہیں ہوتی تو اس سے استناد کیسا اور آخر میں انھوں نے فرمایا وھذا الطّور دوراز طور العقل اسے یادکر کے خود پہ اور دوسروں پر رحم کیجئے اوراس مسئلہ کی اشاعت سے بازآیئے۔

(۷)مسئلہ وحدۃ الوجود جس طرح کہ کتب صوفیہ میں مرقوم ہے چودہ سوسال پرانانہیں بلکہ صوفیہ کے طبقۂ سلف کے بعد پانچ سوسال گذرنے پرظاہر ہوا۔اسی فتاویٰ عزیزی میں ہے:

''ولیکن بعدازمرورطبقۂ سلف ازصوفیہ وگزشتن پان صدسال ازہجرت نبویہ این حضرات دوفرقہ شدندجمع کثیراشارات رابرحقیقت حمل نمودندوقائل شدندبانکہ وجودواحد'' ۔الخ

[فتاویٰ عزیزی ج۱،ص۵۱۔۵۰،مکتوبات در باب توحید وجودی وشہودی مطبع مجتبائی دہلی]

ما مر من قبل یہی وجہ ہے کہ آیات واحادیث اس کی تصریح نہیں جیسا کہ اشارات رابر حقیقت حمل نمودند ہے عیاں اور اسی وجہ سے اصطلاحات صوفیہ پر شاہ صاحب ممدوح نے بدعت کا حکم لگایا۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

''لفظ وجود مطلق درعرف صوفیہ اہلسنت مثل قیصری وفرغانی ومولانا جامی بسیار وارد است ودر شرع وارد نہ شدہ پس اطلاق این الفاظ بہر چند بدعت است او بدعت سیئہ نخواہد بود''

[شاہ صاحب کا قول]

اور اگر بالفرض یہ مسئلہ وحدۃ الوجود قدیم ہوتو ضرور تھا کہ تمام انبیاء اس کی تبلیغ فرماتے کہ توحید ورد شرک سب کا منصب ہے حالانکہ ایسا واقع ہوا۔

الروض المجود میں فرمایا:

''لما كانت الانبياء عليهم السلام مبعوثين لتبليغ الاحكام الى كافة الانام وكانت هذه العقيدة اجل من ان تناله عامة الافهام كانت دعوتهم اليها توريطا لهم فى الضلالة و تبعيدا اياهم عن الهدى والدلالة فلو دعت الانبياء اليها فات فائدة الرسالة"— الخ واللہ تعالیٰ اعلم

[الروض المجود الفصل الثانی ص۳۳۔۳۲،مطبع مفید الاسلام حیدر آباد دکن]

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

۷شوال ۱۳۹۹ھ

لقد اصاب من اجاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

خدا، اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں علم ذات باری تعالیٰ ہیں،

قرآن کریم کا اطلاق کلام نفسی و لفظی دونوں پر ہوتا ہے اور کلام نفسی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے جو اصوات وحدوث سے پاک ہے۔ اور کلام لفظی کہ حروف واصوات سے عبارت ہے، حادث ہے اور یہی کلام لفظی منزل من اللہ ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے افضل ہے؟ امین پرتاوان نہیں

مسئلہ-۳۴ تا ۳۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "خدا" اللہ کا ترجمہ نہیں اعلیٰ حضرت نے اللہ کا ترجمہ خدا کیوں لکھا

مثلاً: ﴿وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۲۷)

اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا۔

﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ-الآية﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۲۸)

بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو گئے۔

﴿حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۵۵)

اب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔

﴿كُلُواْ وَاشْرَبُواْ مِن رِّزْقِ اللَّهِ﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۶۰)

کھاؤ اور پیو خدا کا دیا۔

﴿وَبَآؤُواْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۶۱)

اور خدا کے غضب میں لوٹے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۶۷)

خدا تمہیں حکم دیتا ہے۔

﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۶۷)

خدا کی پناہ۔

﴿هٰذَا مِنْ عِندِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۷۹)

یہ خدا کے پاس سے ہے

﴿فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ (سورۂ بقرہ آیت-۱۱۵)

ادھر وجہ اللہ خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔

قرآن معنیٰ الفاظ کا نام ہے اور لفظ حروف کا محتاج تو بعض حروف کو منزل من اللہ فرماتے اور قدیم جانتے ہیں. حالانکہ اللہ عزوجل کا کلام نفسی، صوت سے پاک ہے جس کو الفاظ کے لباس میں بندوں پر ظاہر فرمایا گیا تو قرآن کریم معنیٰ مفہوم کا نام ہوا اس کی حقیقت بتائیں اور اصلاح فرمائیں.

۳۔ حروف حادث ہیں یا قدیم۔ جو قدیم ہونگے تو واجب ہونگے۔

۴۔ جو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آواز کہے اس کا کیا حکم ہے اللہ عزوجل کا کلام نفسی، صوت سے پاک اور وہ صوت کا قائل ہے اس قائل کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۵۔ بعض لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے افضل بتاتے اور استدلال یہ فرماتے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرماتھے وہ آیات قرآنی مکی کہلائیں جب مدینہ طیبہ میں تھے تو آیات قرآنی مدنی کہلائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں واجب وقدیم اور کلام اللہ کی صفت ہے اور ممکن وحادث اور عبد اللہ۔ آپ سے التماس ہیکہ مکمل تشریح کے ساتھ وضاحت فرمائیں صاف اور خوشخط لکھوا دیں تاکہ عامۂ اہل سنت بہرہ مند ہوسکیں نیز عربی فارسی وغیرہ عبارت کا ترجمہ بھی۔

۶۔ زید کو کسی نے مسجد کے لئے چندہ کی رقم دی زید جمع کرانے والا تھا کہ اس کی جیب سے وہ رقم گرگئی تو زید کے لئے کیا حکم ہے وہ گم شدہ رقم اپنے پاس سے ادا کریگا؟ بینوا توجروا

مستفتی: عبدالوہاب صاحب مولا چوک لاڑکا ز سندھ پاکستان

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

خدا اور اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے علم ذات ہیں جن کا اطلاق غیر باری تعالیٰ پر جائز نہیں، غیاث اللغات میں ہے:

''اللہ درلغت بمعنیٰ معبود برحق ودر اصطلاح علم للذات الواجب الوجود المستجمع بجمیع الصفات''

[غیاث اللغات برحاشیہ منتخب اللغات وچراغ ہدایت، فصل الف مقصورہ مع لام، ص ۴۸، مطبع رزاقی پریس کانپور]

اللہ لغت میں معبود برحق کے معنیٰ میں ہے اور اصطلاح میں ذات واجب الوجود جامع جملہ صفات کا علم ہے۔

کفایہ میں ہے:

"اذلا یطلق علیٰ غیرہ لا حقیقۃً ولا مجازاً"

[شرح فتح القدیر مع الکفایۃ ج۱، ص۳، کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اسم جلالت کا اطلاق اللہ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا نہ حقیقۃً نہ مجازاً۔

نیز غیاث اللغات میں ہے:

''چوں لفظ خدا مطلق باشد برغیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نہ کنند''

[غیاث اللغات برحاشیہ منتخب اللغات وچراغ ہدایت، فصل خائے معجمہ مع دال مہملہ، ص ۱۸۵، مطبع رزاقی پریس کانپور]

جب لفظ خدا مضاف نہیں ہوتا تو اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں کرتے اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ:

''من خدایم'' کہنا کفر ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے "ولو قال من خدایم علیٰ وجہ المزاح یعنی خود آیم فقد کفر کذا فی التتار خانیہ"

[فتاویٰ ہندیہ، ج۲، ص ۲۷۴، کتاب السیر باب احکام المرتدین مطبع دار الفکر بیروت]

اگر دل لگی کے طور پر فارسی میں کہے ''من خود آیم'' تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ عجم میں لفظ خدا ذات باری تعالیٰ کے لئے خاص ہے جس طرح لفظ اللہ عربیت میں علم ذات اقدس ہے۔اسی لئے لفظ اللہ وخدا دونوں کا استعمال فارسی واردو میں ایک دوسرے کی جگہ پر شائع وذائع ہے چنانچہ خدا بولتے ہیں اور اللہ مراد لیتے ہیں اور اللہ بولتے ہیں اور خدا جانتے مانتے سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے رسول اللہ کا ترجمہ رسول خدا جا بجا کیا ہے تو لامحالہ لفظ خدا اسم جلالت (اللہ) کے مرادف ہوا اسی لئے علمائے اعلام نے بلانکیر لفظ خدا کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز فرمایا اور اسے ذات اللہ کا علم مانا۔

شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی میں ہے:

”قالوا اهل كل لغةٍ يسمونه باسمٍ مختص بلغتهم كقولهم خداى و تنكرى وشاع ذٰلك و ذاع من غير نكيرٍ كان اجماعاًقلنا كفى بالاجماع دليلاًعلى الاذن الشرعى وهذا ما يقال انه لا خلاف فيما يرد فى الاسماء الواردة فى الشرع“

[شرح المقاصد للتفتازانی باب بسم الله الرحمن الرحيم، الفصل السابع فى اسماء الله تعالىٰ، المبحث الثانى، ج۳،ص۲۵۷،دار الكتب العلمية، بيروت]

ہر زبان والے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں جو ان کی لغت میں ہے ان کے لئے مخصوص ہے جیسے عجمیوں کا قول اور تنکیروں اور یہ بلانکیر شائع وذائع ہے تو اجماع اذن شرعی پر دلیل کافی ہے اور یہ وہی بات ہے جو کہی جاتی ہیکہ علماء کا ان اسمائے واردہ کے مرادف ہونے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور جب لفظ خدا اسم جلالت کا مرادف ہے اور بالاتفاق ذات باری تعالیٰ کا علم ذات ہے تو اللہ کا ترجمہ خدا کرنا صحیح ودرست ہے اور اعتراض ساقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے جو اصوات معروفہ وحروف معہودہ سے منزہ ہے اس لئے کہ وہ اس کی صفت ذات ہے اور اس کی ہر صفت قدیم ہے اور اصوات معروفہ وحروف معلومہ حادث اور وہ قیام حوادث سے منزہ ہے۔

علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب المعتقد المنتقد میں ہے:

”و منه انه متكلم بكلام قديم لامتناع قيام الحوادث بذاته سبحنه قائم بذاته ليس

بحرف ولا صوت لانه صفة له وهو متعال عنه الخ"

[المعتقد المنتقد، باب الالٰهيات، ص٣٣،٣٤، المجمع الاسلامی، مبارکپور]

ازاں جملہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کلام قدیم کا متکلم ہے اس لئے کہ اس کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام محال ہے وہ کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور حرف اور آواز نہیں اس لئے کہ وہ اس کی صفت ہے اور وہ حرف وآواز سے منزہ ہے۔

اسی معنیٰ کر قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی صفت قائمہ بذاتہ تعالیٰ کا نام ہوا جسے کلام نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ نظم و معنیٰ کا مجموعہ ہے۔

المعتقد میں ہے:

"و هذا الكلام القديم القائم بذاته يقال له الكلام النفسی ولا يوصف بانه عربی او عبری انما العبری والعربی هو اللفظ الدال عليه"

[المعتقد المنتقد، باب الالٰهيات، ص٣٤، المجمع الاسلامی، مبارکپور]

اور یہ کلام قدیم جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہیں اور وہ نہ تو عربی سے موصوف ہے نہ عبرانی سے، عبرانی اور عربی تو لفظ ہے جو کلام نفسی پر دلالت کرے۔

اور چونکہ احکام شرعیہ کی دلیل لفظ ہے اسی لئے ائمہ اصول فقہ نے قرآن کی تعریف یوں کی کہ وہ مصاحف میں مکتوب ہے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اور انھوں نے قرآن کریم کو نظم و معنیٰ دونوں کا نام قرار دیا یعنی نظم کو اس حیثیت سے کہ معنی پر دال ہے قرآن کہا ہے۔

المعتقد میں ہے:

"ولما كان دليل الاحكام الشرعية هو اللفظ عرف ائمة الاصول بالمكتوب فی المصاحف المنقول بالتواتروجعلو ه اسماً للنظم والمعنى جميعاً أی النظم من حيث دلالته على المعنى"

[المعتقد المنتقد، باب الالٰهيات، ص٣٧، المجمع الاسلامی، مبارکپور]

یہاں سے ظاہر کہ قرآن کریم کا اطلاق کلام نفسی وکلام لفظی دونوں پر ہوتا ہے اور یہ کہ کلام نفسی اللہ

تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے جو حروف و اصوات معروفہ سے پاک ہے اور کلام لفظی کہ حروف و اصوات سے عبارت ہے حادث ہے اور یہی کلام لفظی منزل من اللہ ہے اور حروف و اصوات معروفہ ضرور حادث ہیں جس کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف بدعت ہے اور اس کا قائل بدعتی، گمراہ ہے۔ ہاں جو ایسے حروف و اصوات کا قول کرے جو اصوات و حروف حادثہ معروفہ کے مشابہ نہیں نہ اعراض غیر قارہ ہیں اور نہ مترتبۃ الاجزاء ہیں اور انھیں قدیم بتائے تو اس کے بطلان پر شرعاً کوئی دلیل نہیں۔

المعتقد میں ہے:

"مبتدعة الحنابلة قالوا كلامه تعالى حروف واصوات تقوم بذاته تعالى وهو قديم الخ"

[المعتقد المنتقد، باب الالٰهيات، ص۳۷، المجمع الاسلامی، مبارکپور]

یعنی حنابلہ کے مبتدعین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حروف و اصوات ہیں جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں حالانکہ وہ قدیم ہے۔

اس کے تحت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ نے المستند المعتمد میں فرمایا:

"اقول: ای اصوات وحروف كالمعهود المعروف وبطلان هذا غنى عن البيان كما قال و هذا قول باطل بالضرورة اھ۔ اما القائل منهم بقدم حروف واصوات لاتشابه الحروف المحدثة اوالاصوات الحادثة وليست من الاعراض السيالة الغير القارة في الوجود ولا مترتبة الاجزاء فلا دليل قطعيا من الشرع على بطلانه بل يشير اليه بعض كلام علمائنا۔ وعليك بالمواقف والملل وما سمينا من قبل - اھ"

[المستند المعتمد مع المعتقد المنتقد، باب الالٰهيات، ص۳۷، المجمع الاسلامی، مبارکپور]

یعنی میں کہتا ہوں (کہ علامہ فضل رسول قدس سرہ کی مراد) اصوات و حروف مثل حروف و اصوات معروفہ ہیں اور اس دعویٰ کا بطلان محتاج بیان نہیں چنانچہ انھوں نے کہا کہ یہ قول بداہۃ باطل ہے۔ رہا وہ جو ان حروف و اصوات کے قدیم ہونے کا قائل ہو جو حروف و اصوات حادثہ کے مشابہ نہ ہوں اور نہ ان اعراض سے ہوں جو ذی قرار نہیں اور نہ ان کے اجزاء مرتب ہوں تو اس کے بطلان پر شرعاً کوئی دلیل نہیں بلکہ ہمارے علماء کا بعض کلام اس کی طرف مشیر ہے۔ اور تم پر مواقف و ملل اور جن کتابوں کا ہم نے پہلے

نام لیا مطالعہ ضروری ہے۔
پھر کلام نفسی وکلام لفظی کی طرف تقسیم متأخرین کا مذہب ہے جسے انھوں نے ردمعتزلہ اور کم فہموں کی تفہیم کے لئے اختیار فرمایا جس طرح متشابہات کی تاویل اختیار کی۔ اور اصل مذہب جس پر ائمہ سلف ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو واحد ہے اس میں تعدد نہیں نہ خدا سے جدا ہوا نہ کبھی جدا ہو اور نہ کسی دل نہ زبان نہ کسی ورق اور کان میں حلول کئے ہوئے ہے۔ کہ وہ قدیم ہے اور ہم اور ہمارا حفظ اور تلاوت اور ہاتھ اور کتابت اور کان اور سماعت حادث ہیں اور قرآن قدیم قائم بذات باری تعالیٰ ہمارے دلوں پر مفہوم کی صورت میں اور زبانوں پر منطوق کی صورت میں اور ہمارے مصحف میں مکتوب کی شکل میں اور ہمارے کانوں میں مسموع کے رنگ میں تجلی فرمارہا ہے تو وہی مفہوم ومنطوق ومنقوش ومسموع ہے نہ کہ کوئی شئی دیگر جو اس پر دال ہو اور یہ بغیر اس کے کہ اللہ سے جدا ہو یا حوادث سے متصل ہو یا کسی شئی میں حلول کرے۔
بالجملہ درحقیقت قرآن وہی کلام الٰہی ہے جو واحد ہے جس کی تجلیاں مختلف ہیں اور تجلی کا تعدد اس شئی متجلی کے تعدد کا مقتضی نہیں۔

دمبدم گر لباس گشت بدل ☆ شخص صاحب لباس را چہ خلل

ھذا خلاصة ماافاده المجدد الاعظم سیدی احمد رضا جدی فی المستند المعتمد

واللہ تعالیٰ اعلم

[المستند المعتمد مع المعتقد المنتقد ص ۳۵، ۳۶، مطبع المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ]

۳،۴۔ ان دونوں سوالوں کا جواب نمبر ۲ سے ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ مطلقاً افضل بتانا غلط وباطل اور بہت سخت ہے کہ اس سے کلام الٰہی بمعنی صفت الٰہیہ قدیمہ قائمہ بالذات پر تفضیل لازم آتی ہے جو کفر ہے ہاں مصحف (کہ قرطاس ومداد سے عبارت ہے) پر تفضیل بیشک ثابت ہے کہ وہ حادث ومخلوق ہے اور مخلوق سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں۔
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جد الممتار حاشیہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

قولہ: والاحوط الوقف۔ "اقول لا حاجة الی الوقف والمسئلة واضحة الحکم عندی

بتوفیق اللہ تعالی۔

فا ن القـرآن ان ارید بہ المصحف اعنی القرطاس والمداد فلا شک انہ حادث و کل حاد ث مخلوق و کل مخلوق فالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل منہ۔

وان اریـد بـہ کـلا م الـلـہ تـعـالی الذی ھو صفتہ فلا شک ان صفاتہ تعالی افضل من جمیع الـمـخلوقات و کیف یساوی غیرہ ما لیس بغیرہ تعالی ذکرہ وبہ یکون التوفیق بین القولین اھ"

[جد الـمـمتـارعـلـی ردالمحتار علی الدرالمختار کتاب الطھارۃ ابحاث الغسل ج۱،ص۳۹۴،مطبع دارالفقیہ للنشر و التوزیع ابوظھبی]

یعنی اس مسئلہ میں توقف کی حاجت نہیں اور مسئلہ کا حکم اللہ تعالی کی توفیق سے میرے نزدیک واضح ہے۔اسلئے کہ قرآن سے اگر مصحف یعنی قرطاس ومداد مراد ہوں تو یہ یقیناً حادث ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں۔

اور اگر کلام اللہ مراد ہوں جو صفت الٰہی ہے تو بیشک خدا کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور غیر اللہ اس کے مساوی کیسے ہوگا جو غیر اللہ نہیں تعالی ذکرہ اور اس توجیہ سے دونوں قول میں تطبیق ہو جائیگی ۔واللہ تعالی اعلم

۶۔ لازم نہیں کہ زید امین ہے اور امین پر تاوان نہیں جبکہ اس نے حفظ امانت میں کوتاہی نہ کی ہو واللہ تعالی اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ ۷/شوال ۱۴۰۵ھ

صح الجواب۔واللہ تعالی اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی مرکزی دارالافتاء ۸۲/سوداگران بریلی

قدیم ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور روح مخلوق الٰہی ہے

روح کا مخلوق ہونا، عائشہ رضی اللہ عنہا کا تیجہ کرنا، مزارات اولیاء پر مستورات کا جانا۔ مدرسہ کی عمارت سے مسجد کو نفع پہنچانا یا کرایہ پر دینے کا حکم

مسئلہ۔۔ ۴۰ تا ۴۳

مخدومی حضرت مفتی اعظم ہند برائے اہل سنت وجماعت بریلی شریف! السلام علیکم

عرض ہے کہ مندرجہ ذیل مسائل میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں مستند کتب کے حوالے سے تحریر فرمائیں۔

۱۔ ہمارے یہاں دو شخصوں میں ایک مسئلہ زیر بحث ہے لیکن دونوں ہی علم تام نہیں رکھتے محض حافظ ہیں یا کچھ اردو کتاب دیکھ لی ہیں مسئلہ یہ ہے کہ روح کو ایک صاحب قدیم اور اللہ کا راز مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ روح غیر مخلوق ہے جبکہ دوسرے صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ آریوں سے مشابہ ہے اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ روح مخلوق ہے اور غیر قدیم ہے چونکہ غیر مخلوق ماننے سے شرک لازم آتا ہے ان میں کون حق پر ہے ذرا تفصیل سے مکمل مختصر تحریر فرمائیں۔

۲۔ ایک حافظ صاحب یہ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تیجہ شریف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کیا تھا کیا یہ صحیح ہے اگر صحیح نہیں تو غلط بات حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کا کیا گناہ ہے۔

۳۔ مزارات اولیاء پر مستورات کے جانے کی اجازت شریعت میں ہے یا نہیں؟

۴۔ مدرسہ کی عمارت سے مسجد کو نفع پہونچایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کرایہ پر دینا چاہئے یا نہیں؟ امید جلد جواب سے نوازینگے کرم ہوگا۔ فقط

مستفتی: غلام کبریا آزاد چشتی قادری قصبہ چھپرہ ضلع علی گڑھ

الجواب

(۱) بیشک روح مخلوق الہی ہے اور ہر مخلوق حادث ہے اور کوئی حادث قدیم نہیں اور قدیم ہونا خاص اللہ

تبارک وتعالی کی صفت ہے جو شخص اللہ تعالی کی ذات وصفات کے سوا کسی شئ کو قدیم مانے وہ مشرک ہے ۔جو یہ کہتا ہے کہ روح مخلوق وقدیم ہے محض بے دلیل بات کہتا ہے اوراس کا یہ جملہ کفریہ ہے جس سے اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالی اعلم

(۲) میری نظر سے نہ گزرا اس امر کا ثبوت انھیں سے طلب کیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم

(۳) فی زماننا اجازت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(۴) مدرسہ سے مسجد کو نفع پہنچانا جائز نہیں اور اسے کرایہ پر اٹھانا بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶/ جمادی الاخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالی اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

لوگوں کو اللہ ھو میاں کہنا کہلوانا کیسا ہے؟ سلسلہ کے سوخت ہونے کا مسئلہ اور قطب مدار کے سلسلہ کا مسئلہ

مسئلہ-۴۴ تا ۴۹

قبلہ وکعبہ جناب ازہری صاحب دام لطفکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف بعد دست بوسی کے عرض خدمت یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ ہم آپ کے ممنون ومشکور ہونگے۔

(۱) پیلی بھیت کے ''اللہ ھو میاں'' کون تھے اوران کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا کیا فتوی ہے؟

(۲) لوگوں کا ''اللہ ھومیاں'' کہنا کیسا ہے؟

(۳) اپنے کو ''اللہ ھومیاں'' کہلوانا کیسا ہے؟

(۴) کیا حضرت سیدنا شاہ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ مداریہ سوخت ہو گیا ہے اگر ہاں تو کس طرح؟

(۵) کیا مداریہ سلسلہ کے سوخت ہونے پر یقین رکھنا ایمانیات و بنیادی عقائد میں شامل ہے؟

(۶) کسی سلسلہ کے سوخت ہونے کا اسلام میں کیا مقام ہے؟

مستفتی: از محمد عرفان القادری مصطفوی طلاق محل کانپور متعلم ایم اے

الجواب

(۱) پیلی بھیت کے قدیری سلسلہ کے ایک پیر کو ان کے مرید ''اللہ ھو میاں'' کہتے ہیں ان کے حالات مجھے معلوم نہیں اور کسی کو اللہ میاں کہنا حرام ہے کہ اللہ شرعا و عرفا خدائے پاک کے لئے خاص ہے کہ اللہ، اللہ تعالیٰ کا علم ذات ہے اور وہ بھی ایسا جس میں اشتراک لفظی کا کہیں پتہ نہیں، معنی کہ معبود برحق ہے وہ تو ہے ہی، لاشریک لہ بھی ہے بلکہ قرآن خود ناطق کہ اللہ صرف اللہ معبود برحق کا نام ہے اور اس کا ہم نام بے نشان ہے قال تعالیٰ: ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾

[سورۂ مریم آیت-۶۵]

اور جب اس لفظ کا خاص بہ ذات باری ہونا نص صریح قرآن سے ثابت ہے، اس کے سوا کسی کے لئے یہ لفظ مستعمل نہ ہونا اس نص قرآنی سے ظاہر و بین تو اس لفظ کا ذات خدا کے لئے مخصوص ہونا ضروریات دین میں ایسا امر اجلیٰ ہوا جو عالم تو عالم کسی جاہل سے جاہل پر بھی مخفی نہیں بلکہ مسلمانوں پر کچھ موقوف نہیں ہر کافر بے دین بھی خوب سمجھتا ہے کہ یہ اسم جلیل الشان خاص اللہ تعالیٰ کا ہے کسی بندہ پر نہیں بولا جاتا اور جب ضروریات دین کی تصدیق ایمان اور کسی ضروری دینی کا انکار کفر بلکہ اس سے جہل بھی منافی ایمان کہ ایمان کا مدار علم پر ہے اسی لئے ہمارے علمائے اعلام فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں۔

تتمۂ الاشباہ میں ہے:

"اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم"

[الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفة مع الحموی، ج ۲، ص ۹۱، کتاب السیر باب الردة مطبع

زکریا بکڈپو سہارنپور]

تو کسی بندہ کو اللہ میاں کہنا اس خصوصیت کے انکار یا اس سے جہل کا پہلو رکھتا ہے اور یہ دونوں امر منافی ایمان۔ لا جرم فقہائے کرام نے غیر خدا کو رحمان کہنے والے کو کافر کہا کہ رحمان خاص خدا کا نام ہے شرح فقہ اکبر میں ہے:

"من قال لمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمن او قال اسما من اسماء الخالق کفر "

[شرح فقه اکبر، ص۳۱٦، باب فصل فی الکفر صریحا و کنایة مطبع دارالایمان سهارنپور]

کشاف للزمخشری میں ہے:

"واما قول بنی حنیفة فی مسیلمة :رحمان الیمامة، و قول شاعرهم فیه وانت غیث الوری لا زلت رحمانا، فباب من تعنتهم فی کفرهم"

[الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، سورة فاتحة الکتاب، ج۱، ص۷، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

حاشیہ سید شریف میں اس کی تائید و توجیہ یوں فرمائی:

"حیث بالغوا فیه حتی خرجوا عن طریقة اللغة ایضا '

[حاشیہ سید شریف]

ردالمحتار میں ہے:

"الرحمن لفظ عربی۔ وذهب الاعلم الی انه علم کالجلالة لاختصاصه به تعالی وعدم اطلاقه علی غیره تعالی معرفا ومنکرا واما قوله فی مسیلمة۔ وانت غیث الوری لا زلت رحمانا، فمن تعنته وغلوه فی الکفر واختاره فی المغنی" **ملخصا**

[رد المحتار، مقدمه ج۱، ص۷٦، ۷۷، دارالکتب العلمیة، بیروت]

پھر جب بندہ کو رحمٰن کہنا بوجہ خصوصیت بہ ذات خدا کفر ٹھہرا تو اللہ کہنا بدرجہ اولی کفر ہوگا کہ اللہ علم ذات اللہ ہے اور اس کی خصوصیت اظہر و اشہر ہے اسی لئے اسی شرح فقہ اکبر میں فرمایا:

"ثم قال لواحد من الجبابرة یا اله اویا الهی کفر، اقول وانما قید بکونه من الجبابرة

لانه یکفر مع انه من ارباب الاکراه فغیره بالاولیٰ"

[منح الروض الازهر شرح الفقه الاکبر، ص ۳۱۵،۳۱۶،فصل فی الکفر صریحاو کنایة،مطبع دارالایمان سهارنپور]

بلکہ اس قول کے کفری ہونے کی ایک وجہ اور ظاہر تر یہ ہے کہ کسی انسان کو اللہ کہنا اس کے لئے ادعاء الوہیت کی صورت ظاہرہ واضحہ رکھتا ہے اور یہ وہ بات ہے جس کے کفر ہونے پر خود قرآن حاکم وناطق ہے قال تعالیٰ: ﴿وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ–الآیة﴾

[سورۂ انبیاء:-۲۹]

اوران میں جو کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دینگے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔ [کنز الایمان]

الغرض لفظ اللہ خاصۂ ذات الٰہیہ اور اس کا اطلاق غیر الہ پر حرام بلکہ کفر اور قائل پر توبہ لازم اور احتیاطا تجدید ایمان بھی ضرور اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی ناگزیر اور یہ حکم اس کا ہے جو براہ نادانی کسی کو اللہ کہہ دے اور جو اس اطلاق کو جائز جان کر کہے وہ قطعا کافر بے دین منکر ضروریات شرع مبین۔ درمختار میں ہے:

" اذا كان فی المسئلة وجوه توجب الكفر و واحد يمنعه فعلى المفتي الميل لما يمنعه ثم لو نيته ذلك فمسلم و الا لم ينفعه حمل المفتي على خلافه "

[الدرالمختار، ج٦، ص٣٦٨، باب المرتد، دارالکتب العلمیه، بیروت]

اسی میں ہے:

"ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنا، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح "

[الدرالمختار، ج٦، ص٣٩٠،٣٩١، باب المرتد، دارالکتب العلمیه، بیروت]

اب چند عبارات کتب مفیدہ، خصوص لفظ الہ مزید ذکر کریں۔ کفایہ میں ہے:

"لان الله اسم للموجود الحی الجامع لصفات الالوهية فيكون ذكره ذكر صفات

کلهامعنی ولانه اخص الاسماء للموجوداذلایطلق علی غیره لا حقیقة و لا مجازا "

[شرح فتح القدیر مع الکفایة ج۱،ص ۳،مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

کشاف للزمخشری میں ہے:

"واما الله بحذف الهمزة فمختص بالمعبودبالحق لم یطلق علی غیره"

[الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،سورة فاتحة الکتاب،ج۱،ص۶،مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

حاشیہ میر سید شریف میں ہے:

"فاما الله فلم یستعمل الا فی المعبود بحق"

[حاشیہ میر سید شریف سورۂ فاتحہ ج۱]

مرقاۃ علامہ امام علی قاری میں ہے:

"لم یسم به احد من الخلق بخلاف سائرالاسماء"

[مرقاة شرح مشکاة، ج۱، ص۴۷، دارالکتب العلمیة، بیروت]

بیضاوی میں ہے:

"والله اصله اله، فحذفت الهمزة وعوض عنها الالف واللام ولذالك قیل یا الله بالقطع الا انه مختص بالمعبود بالحق والا له فی الاصل یقع علیٰ کل معبودثم غلب علی المعبودبحق"

[تفسیرالبیضاوی،سورة الفاتحه،ج۱،ص۳۱،دارالفکر بیروت]

یہی فتوی ہے سیدی سرکار مفتی اعظم ہند کا۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲،۳) کا جواب، جواب نمبر ا سے ظاہر۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴،۵) سیدی بدیع الدین مدار قدس سرہ نے خود اپنا سلسلہ درہم برہم و منقطع فرمایا ہے اس کی تفصیلی حکایت سبع سنابل میں موجود ہے مگر یہ امر ضروریات دین سے نہیں لہذا اس کے سبب مداریہ سے الجھنا نہ چاہئے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) سلسلہ کا اتصال صحت بیعت کے لئے شرط ہے، انقطاع سلسلہ سے بیعت نا درست ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸ر ربیع الاول ۱۴۰۱

الجواب صحیح ۔ واللہ تعالی اعلم

الفقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری غفرلہ

صح الجواب ۔ واللہ تعالی اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی دارالافتاء منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف،

۱۸ر ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح ۔ واللہ تعالی اعلم

تحسین رضا غفرلہ

صح الجواب ۔ واللہ تعالی اعلم

سید اعجاز علی عارف رضوی مدرس دارالعلوم منظر اسلام

الجواب صحیح ۔ واللہ تعالی اعلم

محمد صالح القادری المدرس لمدرسۃ منظر اسلام بریلی

صح الجواب ۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

الفقیر تقدس علی الرضوی بریلوی

”میں خدا اور سول کو نہیں جانتا“ کہنا کفر ہے

مسئلہ۔ ۵۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک لڑکی موضع بلیا کی رہنے والی ہے اور بلیا ہی میں بیاہی ہے کچھ دنوں کے بعد وہ ایک انگریز کے

ساتھ فرار ہوگئی چھ ماہ کے بعد اس کے عزیز اس کو پکڑ کر لے آئے پھر ایک سال کے بعد ایک برادر کے ساتھ فرار ہوگئی۔لڑکے کے وارث تلاش کرنے کے لئے نکلے نیپال کے علاقے میں لڑکا لڑکی کو پکڑ کر لے آئے۔گھر آنے پر شریعت کے خوف سے اس لڑکی کو شوہر کے حوالے کرنے گئے اور یہ کہا یا تو استعفیٰ دے دو یا اس لڑکی کو لے لو اس کا شوہر فوراً پولیس کو لے آیا اور ہمراہ پولیس کچھ سکھ واسطے خرید نے لڑکی کو آئے پولیس نے لڑکے کے باپ کو گرفتار کیا اور سکھ بواسطے خرید نے لڑکی کے ٹھہرے رہے چند معزز شخص وہاں موجود تھے۔یہ بات ان مسلمانوں کو بڑی ناگوار ہوئی کہ ان مسلمانوں نے تھانے دار کو کچھ روپیہ دے کر بھگا دیا اور وہ دیوث یہ کہتا ہے کہ میں اس عورت کو نہیں رکھوں گا اور استعفیٰ نہیں دوں گا۔پنجابی کے ہاتھ بے چوں گا۔

پھر چھ ماہ بعد اپنی عزت کی خاطر اور خدا کے عذاب سے بچنے کی خاطر تمام برادروں کو جمع کر کے بلیا پہنچ کر خورد و کلاں کے سامنے یہ کہا یا تو اس کو لے لو یا استعفیٰ دے دو خدا اور رسول کے واسطے تو اس شخص نے برملا کہا کہ میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا میں اسے نہیں رکھوں گا پنجابی کے ہاتھ فروخت کروں گا پنچ صاحبان اٹھ کر چلے گئے وہ لڑکی بھاگنے والے کے ساتھ ہے۔لڑکے کے وارث شریعت کے پابند ہیں تمام ورثا لڑکی کو بہت زیادہ تنگ و پریشان کرتے ہیں کہ تو ہمارے یہاں سے چلی جا لڑکی یہ کہتی ہے کہ اگر مجھ کو زیادہ پریشان کرو گے تو مجھے اپنے ایمان کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

نوٹ: لڑکی کے شوہر نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا۔اس لڑکی کا کوئی وارث نہیں ہے۔دونوں بدکاروں کا قول ہے کہ شریعت میں ہماری درستگی کے لئے جو بھی قانون ہو برائے کرم نافذ کریں ہم کو امر شرع منظور ہے۔کلکٹر صاحب سے لڑکی نے اپنی روداد سنا کر آزادی کا سارٹی فکیٹ حاصل کر لیا ہے لیکن شریعت کا حکم مسلمانوں کے لئے اٹل قانون ہے مفتی صاحب حکم صادر فرمائیں۔

آپ کا خادم: مفتی جلال الدین، موضع کھیڑہ، ضلع پیلی بھیت

الجواب

وہ شخص یہ کہہ کر معاذ اللہ ''میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا'' کافر مرتد خارج از اسلام ہو گیا اور عورت اس کے نکاح سے باہر ہوگئی عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے اور غیر مرد کے ساتھ ناجائز تعلق

سے وہ اور مرد دونوں توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر واقعی اس شخص نے ایسا کیا ہے تو یہی حکم ہے۔

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مولوی اسمٰعیل دہلوی اور دیوبندیوں کی کتابوں میں اللہ و رسول جل و علی و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں لکھی ہیں

مسئلہ-۵۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین کہ:

ایک شخص کہتا ہے کہ بریلوی علما دیوبندیوں کی کتابوں خصوصا تحذیر الناس، حفظ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ کتب کو چوراہے پر جلانے کے لئے کہتے ہیں جبکہ ان کی کتابوں میں سرورق سے لے کر ختم شد تک آیت قرآنیہ و حدیثیں لکھی ہوئی ہیں کیا ہمارے علما نے ان کتابوں کو ہی چوراہے پر جلانے کے لئے کہا ہے یا کچھ عقائد میں ہمارے اور دیوبندیوں کے فرق ہے۔ جب کہ کچھ عقائد میں ہی فرق ہے تو پوری کتابوں کو کیسے جلایا جا سکتا ہے اور پھر آیت قرآنیہ جبکہ قرآن کے ایک لفظ کی اس قدر توقیر ہے تو پھر پوری کتاب کی تو بات ہی الگ ہے۔ اگر ہمارے علما نے ان کتابوں کو جلانے کے لئے نہیں کہا تو اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا وہ ہمارے علما پر بہتان نہیں لگا رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ اور اس کی امامت کیسی ہے؟ مہربانی فرما کر آسان زبان میں تحریر کرنے کی زحمت کریں جس سے بخوبی سمجھایا جا سکے۔

مستفتی: محمد حسین ڈونگر سرائے سنبھل ضلع مراد آباد، یوپی

الجواب

وہابیہ کے گرو گھنٹال مولوی اسمٰعیل دہلوی اور دیوبندیوں کی کتابوں میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں ضرور لکھی ہیں جن کی وجہ سے عامر عثمانی دیوبندی ثم مودودی نے ماہنامہ تجلی میں ان کتابوں کی نسبت سے یہ کہا تھا کہ چوراہے پر رکھ کر آگ لگادی جائے۔ کسی سنی عالم نے یہ بات نہ کہی۔ وہ شخص سنی علما پر بہتان باندھتا ہے اور اس سے اس کی دیوبندیت نوازی ظاہر ہے۔ لہٰذا اس کی امامت سے سخت پرہیز ضروری اور اسے فوراً معزول کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

نقل کفر کفر نہیں ہوا کرتا

مسئلہ- ۵۲ تا ۵٦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ واصحابہ وابنہ وحزبہ اجمعین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل ووضاحت ضروریہ وتشریح مصنف میں:

وضاحت ضروریہ: بشری نام کی ایک کتاب لکھی گئی جس میں غیر مسلموں کے مسلّم اشخاص کی لکھی ہوئی ان کے مذہبوں کی مسلّم کتابوں کی عبارتوں سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اس کی بعض عبارتوں کے متعلق زید نے استفتا کر کے اس کا جواب حاصل کیا اور عمرو بکر نے اسے شائع کر کے اسکے مصنف ومصدق سے تجدید ایمان، تجدید نکاح اور کفریات سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور ان پر شان رسالت علیٰ صاحبھا التحیۃ والثناء کی توہین کا الزام لگایا ہے۔ لہٰذا حسب ذیل سوالات اور ان کے جوابات درج کئے جاتے ہیں اور ان کے متعلق مصنف کی جانب سے تشریح بھی درج کی جاتی ہے۔ کتاب کے مصنف ومصدق اور اشتہار کے ناشر اور استفتا کرنے والے مستفتی کے متعلق جو فیصلہ ہو مفصل علیحدہ علیحدہ واضح طور پر بیان فرمایا جائے، کرم ہوگا۔

مسائل: نقل استفتا و جواب تشریح منجانب ''مصنف بشری''۔

سوال ۱: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل سوالوں کے بارے میں:

نقاش ازل نے تری تصویر بنا کر "أُکْمِلُتُ" کہا اور قلم چھوڑ دیا ہے

نعت کے مندرجہ بالا شعر میں خداوند تعالیٰ کو نقاش ازل اور قلم سے تصویر بنانے والا اور "أُکْمِلُتُ" کہہ کر قلم چھوڑ دینے والا کہا گیا۔ ان لفظوں کا اطلاق حضرت باری عز اسمہ پر جائز ہے؟ یا اس شاعر پر ان لفظوں سے توبہ لازم ہے؟

جواب: نقاش ازل کہنے میں تو اس پر توبہ لازم نہیں مگر یہ شعر درست نہیں۔ اس سے توبہ لازم۔ اس نے کہاں سے کہا؟ قرآن وحدیث، علما کے اقوال، یا جی سے؟ "تصویر بنانا" یہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ اس کا مطلب اگر تخلیق ہو کہ تجھے خلق فرما کر اکملت کہا تو جب تک یہ ثابت نہ ہوا پنے جی سے یہ کہنا کہ نقاش ازل نے اس وقت اکملت فرمایا۔ یہ افترا ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تصویر بنانے کی تاویل تخلیق نہیں بنتی اس لئے کہ آگے کا جملہ "اور قلم چھوڑ دیا" قلم سے تصویر بنانے کا قرینہ ہے گویا اس نے کہا کہ قلم سے تصویر بنائی اور جب پوری ہوئی تو اکملت کہا اور قلم چھوڑ دیا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تشریح مصنف: اس شعر میں مستعمل الفاظ تصویر بنانا، نقاش ازل اور قلم چھوڑ دیا ہے۔ ان الفاظ کے معنیٰ حسب ذیل ہیں: تصویر بنانا، پیدا کرنا، جیسا کہ مستند اردو لغت نور اللغات میں تصویر بنانے کے معنیٰ میں درج ہے۔ (ج ۲، ص ۲۰۲) نقاش ازل، خدا جیسا کہ مستند اردو لغت نور اللغات میں نقاش ازل کے معنی میں درج ہے (ج ۴، ص ۸۳۴) "خدا تعالیٰ نے کہا" کہنے کا معنیٰ ظاہر کرنا یا اشارہ کرنا جیسا کہ نور اللغات میں کہنے کے معنیٰ میں درج ہے (ج ۴، ص ۲۰۰) قلم وہ قلم جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوح محفوظ پر قیامت تک ہونے والے تمام امور کو لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ تفسیر خازن میں والقلم کی تشریح میں ہے۔ "ثم قال اجربما هو كائن الىٰ يوم القيامة فجرى علىٰ اللوح المحفوظ بذالك وانما يجرى الناس علىٰ امر قد فرغ منه"

[الخازن ج٤، ص٣٢٣، دار الكتب العلميه، بيروت]

چھوڑ دیا ہے، رہا کرنا اور آزاد کرنا جیسا کہ نور اللغات میں چھوڑنے کے معنی میں مذکور ہے (ج ۲، ص ۴۴۱) اور اس شعر میں تصویر بنا کر اکملت کہنے اور چھوڑ دینے کو مستقل مراد نہیں لیا گیا ہے۔ بلکہ

صرف یہ مراد لیا گیا ہے کہ تصویر بنانا اکملت کہنے اور قلم چھوڑ دینے پر لازم ہے جیسا کہ قواعد اردو مصنف عبدالحق میں ہے: یہ ہمیشہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جملے کے اصل فعل سے جس کام کا اظہار ہوتا ہے اس سے پہلے ایک کام ہو چکا ہے مادۂ فعل کے ساتھ ''کر'' یا ''کے'' کے زیادہ کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے وہ نہا کر سو گیا (ص ۲۵۱) اور یہاں اکملت کہنے اور قلم چھوڑ دینے میں ترتیب مراد نہیں لی گئی ہے جیسا کہ مصباح بلاغت مصنف محمد شریف میں ہے جب ایک جملہ کا عطف دوسرے جملہ پر یا ایک مفرد کا عطف دوسرے مفرد پر ہوتا ہے تو عطف کے مقبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں میں کسی قسم کی مناسبت ہو (۸۵) اور اسی میں آگے ہے اگر ایک جملہ کو دوسرے جملہ کے ساتھ وصل کیا گیا ہے اور دونوں میں مسند الیہ شئی واحد ہے تو اس جگہ کسی اور مناسبت کی ضرورت نہ ہوگی اس طرح مندرجہ بالا شعر کے معنیٰ یہ ہیں کہ خالق اکبر جل وعلا نے اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اکمل الخلق بنا کر (معنیٰ حقیقت محمدیہ کو) پیدا فرمایا اور لوح محفوظ پر قلم سے ان امور کو لکھوا کر اسے فارغ کر دیا ہے جن میں سے یہ ہے کہ آپ اکمل الخلق ہیں اور جب اسے منظور ہوا وحی متلو یا وحی غیر متلو الہامات یا دوسرے طریقوں سے اس امر کو ظاہر فرمایا کہ آپ اکمل الخلق ہیں۔ بہر حال اس شعر میں معنیٰ لفظی یقیناً مراد نہیں ہیں بلکہ معنیٰ مجاز مراد ہیں۔ کیا اس بنا پر تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئے گا؟ کیا اس بناء پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور حضور سرور کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین ہوتی ہے؟ اگر یہ سب لازم آتا ہے تو صراحت فرمائیں ورنہ مطالبہ کرنے والے پر شرعا کیا حکم ہے اور اگر جہالت یا ناسمجھی سے ایسا کیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال-۲: آتش پرستوں کی کتاب ''سفرنگ وساتیرہ'' کے مصنفوں کو ایرانی پیغمبروں سے ملقب کرنا اوران لوگوں کو پیغمبر کہنا کفر ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن وحدیث سے جن کی نبوت ورسالت معلوم ہے ان کے سوا اور انبیاء جو دنیا میں آئے ان سب پر مسلمانوں کا ایمان ہے اور بے ثبوت شرعی کسی کو نبی ورسول نہیں کہہ سکتے وساتیرہ وغیرہ کے مصنفوں کو جس نے ایرانی پیغمبر کہا، توبہ وتجدید ایمان کرے۔

تشریح مصنف: میں نے آتش پرستوں کی کتاب سفرنگ وساتیرہ کے مصنفوں کو ایرانی

پیغمبر سے ملقب نہیں کیا ہے۔ یہ مجھ پر غلط الزام اور سراسر بہتان ہے یہ میں نے ان لوگوں کی اصطلاح کی بنا پر نقل کیا ہے ان کی '۔۔۔ان کے علاوہ غیروں کی کتابوں کی جو عبارتیں نقل کی ہیں۔ یا ان کے مسلّم مصنفوں کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے میرا مقصد ان کو تسلیم کرانا ہے۔ کیونکہ ان کے مسلّم مصنف اور مسلّم کتابوں سے نقل کرنے سے انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور مومن ہو جائیں۔ ورنہ ان پر اتمام حجت ہو جائے جیسا کہ میری کتاب بشریٰ کے ص ۳۵ کی اس عبارت ''نیز ان کتب سماویہ کے علاوہ پارسیوں کی مذہبی کتاب ''سفرنگ وساتیرہ کی آیتوں اور ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب وید ویران سے ان منتروں کو پوری ذمہ داریوں کے ساتھ اس کتاب میں مختصر میں تشریح کے ساتھ نقل کیا ہے جن سے میرے آقا سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل پاک کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔ یہ میرے آقا کا زندہ اور بے مثل معجزہ ہے کہ اپنے تو خیر اپنے ہیں غیر بھی ان کی مدحت سرائی میں مشغول ہیں انتہیٰ بلفظہ۔ نیز ص ۳۶ رکی اس عبارت دو اور غیروں سے اپنا ذکر کرا کے اپنی قاہر حکومت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ اور کل میدان قیامت میں ان کے لئے مسکت جواب ہوگا۔ جب کہ وہ کہیں گے کہ ہمیں تو سرکار کی نبوت ورسالت کی اطلاع نہیں ملی ورنہ ضرور ایمان لاتے تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو کیا تم نے اپنی کتابوں میں سرکار مدینہ کے اوصاف نہیں پڑھے تھے مگر عناد و تعصب کی بنا پر منکر رہے اب بہانے مت بناؤ تم پر دلیل قائم ہو چکی۔ اس دن ان کو ذلتوں کی جو پریشانیاں نصیب ہوں گی اس کا بھی پورا پورا اظہار ہوگا۔ انتہیٰ بلفظہ۔ اس سے واضح ہے کہ میری نقل سے مقصود، ان پر الزام ہے نہ کہ میری تسلیم۔ اس کے علاوہ بشریٰ کے ص ۱۳۶ پر موٹے خط سے ''سفرنگ و ساتیرہ'' کی سرخی لکھی ہے اس کے نیچے ''صحائف وساتیر'' سے متعلق تشریح کا لفظ ہے اس کے بعد وضاحت کے لئے لکھا ہوا ہے۔ صحائف وساتیر کا انداز بیان اور طرز نگارش کیا ہے؟ پہلے اس کی وضاحت کردی جائے تاکہ آئندہ باتوں کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے وساتیر میں سولہ صحیفے یا نامے ہیں جو علیٰحدہ علیٰحدہ ایرانی پیغمبروں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ہر صحیفہ میں ایک پیغمبر نے مستقبل کی بابت پیشین گوئیاں کی ہیں اور اپنے بعد آنے والے نبی کی خبر دی ہے۔ مذکورہ بالا انتخاب کا ماخذ ساسان پنجم کا صحیفہ ہے یہ صحیفہ وساتیر کی آخری کڑی اس کے بعد اہل ایران میں نہ کوئی صحیفہ وساتیر میں زیادہ ہوا اور نہ ہی

کسی نے دعویٰ نبوت کیا انتہیٰ بلفظہ۔ اسی طرح میری مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو ایرانی لوگ پیغمبر کہتے تھے

اور میں اپنے قول کی مندرجہ ذیل توجیہات پیش کرتا ہوں۔

(الف) میں نے ایرانیوں کے ہم مذہبوں پر احتجاج کے طریق پر انہیں کے زعم کے مطابق ایسا کہا ہے کہ جن کو یہ لوگ پیغمبر مانتے ہیں اور ان کی پیشینگوئیوں کو حق جانتے ہیں انہیں کی کتب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر ہے۔ لہٰذا ان کو سرکار کا غلام بن جانا چاہئے۔ اور سرکار کا دین ان ایرانیوں کے پیغمبر منوانے کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا ان کو بھی انہیں پیغمبر نہ ماننا چاہئے جیسا کہ آیت

﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَباً قَالَ هَـٰذَا رَبِّيْ﴾ [سورۂ انعام-۷۶]

کی تشریح میں حاشیہ جمل علی الجلالین میں یہ قول منقول ہے ان ابـراهيـم عليه السلام قال ذالك علىٰ وجه الاحتجاج علىٰ قومه يقول هٰذا ربى بزعمكم

[الفتوحات الالٰہیہ الشہیر بالجمل، ج ۲، سورۂ انعام آیت-۷۶، ص ۳۸۳]

(ب) یہاں پر "ایرانیوں کے کہے ہوئے" پوشیدہ ہے جیسا کہ اسی آیت کی تشریح میں اسی حاشیہ جمل میں یہ قول منقول ہے: ان فى هٰذه الآية اضمار يقولون، اى قال يقولون هٰذا ربى۔

[الفتوحات الالٰہیہ الشہیر بالجمل، ج ۲، سورۂ انعام آیت-۷۶، ص ۳۸۳]

(ج) مراد یہ ہے کہ اگر بالفرض (صرف صورۃً نہ کہ اعتقاداً) اسے تسلیم کیا جائے تو یہی لازم آئیگا کہ سرکار نبی برحق ہیں اور آپ کا دین، دین حق ہے اور دین مجوسی باطل ہے جیسا کہ اسی آیت کی تشریح میں حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی میں ہے: اى عـلـىٰ سبيـل التسـليـم صورة لاجل سبيل الاخيار عن معتقده۔

(الشیخ زادۂ تکملہ ج ۱، ص ۱۸۱)

لہٰذا ان اقوال کے نقل کرنے سے میرا تسلیم کرنا لازم نہیں آتا۔ اور نہ ان کی اصطلاح کے اعتبار سے لفظ نبی نقل کرنے سے میرا تسلیم کرنا لازم آتا ہے تو مجھ پر تجدید ایمان و تجدید نکاح و کفریات سے توبہ کرنا لازم آتا ہے؟ اور اگر لازم نہیں آتا ہے۔ اور مجھ پر زبردستی الزام لگایا جاتا ہے تو ایسے الزام لگانے کا کیا حکم؟ اور جہالت و ناسمجھی کی بنا پر الزام لگانے والے کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس سے انبیاء علیہم السلام اور

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے؟

سوال-۳: ایک شخص نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ''مہادیو'' کہا اور دوسرے نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ''مہادیو'' کہنا یہ حضور کی نعت ہے اور مہادیو کا ترجمہ ''ملائک سیرت'' ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ''مہادیو'' کہنا جائز ہے؟ اور کیا ''مہادیو'' کا ترجمہ ملائک سیرت صحیح ہے؟

جواب: جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مہادیو کہا اور جس نے یہ کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مہادیو کہنا حضور کی نعت ہے، دونوں توبہ کریں تجدید ایمان کریں۔ وہ جھوٹا ہے جس نے کہا کہ مہادیو کا ترجمہ ملائک سیرت ہے اور اگر کوئی ایسا لفظ بھی کہا ہوتا جس کا ترجمہ ملائک سیرت ہوتا تو یہ بھی حضور کی نعت نہ ہوتی کہ حضور ہی اصل ہیں ملائک حضور ہی کے نور سے ہیں ان کی سیرت حضور کا فضل ہے۔

تشریح مصنف: ہندوؤں کی سنسکرت کی کتاب ''بھوشی ایران'' میں جو ویاس کی طرف منسوب ہے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اور بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام کے نام پاک آئے ہیں ہندوؤں کو اعتراض ہے کہ یہ مسلمانوں کے نبیوں کے نام ہیں اس کتاب میں وہ نام کیسے آگئے ہیں اس کے بارے میں ان میں اگرچہ اختلاف ہے، میں نے اپنی کتاب میں سنسکرت کے چند ایسے اشلوکوں کے مضمون کو نبی کریم علیہ السلام کے ذکر پر محمول کیا ہے۔ جہاں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا نام پاک اعراب کے اختلاف کے ساتھ موجود ہے اور جس کو ہنود نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا نام ہونا بتاتے ہیں۔ اسی مقام پر سنسکرت کی عبارت میں ایک لفظ ''مہادیو'' آیا ہے اس سنسکرت لفظ کے معنیٰ کی کیسے تعیین ہوگی۔ آیا قرآن وحدیث یا دوسری کتب عربیہ سے ہوگی۔ یا سنسکرت کی کتب سے؟ اگر اس کے معنیٰ کی تعیین سنسکرت کی کتب سے کی جاتی ہے تو سنسکرت زبان میں دیو کے معنیٰ منور اور نورانی کے آتا ہے جیسا کہ سنسکرت کی مستند لغت ''واچپتم'' میں ''دیو'' کے معنیٰ میں ذکر کیا ہے (ج ۵، ص ۳۶۷۵) یعنی دیو لفظ منور کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور نرکت نام کی کتاب میں دیو لفظ کے بارے میں دینا دوا (باب ۷، فصل ۴) یعنی یا تو دیو لفظ دین سے جس کے معنیٰ دوش کرنا ہے۔ ماخوذ ہے۔ اور مہت کے معنیٰ کثیر اور عظیم

کے آتے ہیں۔ جیسا کہ واچسپتم میں ہے: مہت و پلپے ورد ھے۔ (ج ٦، ص ۴۷۴۰) مہت لفظ کثیر اور عظیم کے معنیٰ میں آتا ہے۔ اور مہادیو لفظ انہیں دونوں لفظوں سے ترکیب توصیفی کے ایک مخصوص طریقہ کرم ودھاری کماس سے بنا ہے جیسا کہ اسی لغت میں ہے مہا
دیوپ کرم (ج ٦، ص ۴۷۴۱) یعنی مہادیو لفظ مذکر ہے۔ اور کرم دھاری سی لیس نام کی ترکیب توصیفی کے مخصوص طریقے سے بنا ہے۔

اس عبارت سے مہادیو لفظ کے معنیٰ بہت منور کے ہوئے۔ نیز اتھرویدکے منتر میں آئے ہوئے لفظ مہادیو کے معنیٰ میں سنسکرت پنڈت جسے دیو شرما نے اپنی شرح میں لکھا ہے سب سے بڑا تجسوی (ج ١، ص ۴۴۰) یعنی سب سے بڑا نورانی۔ چونکہ ملائکہ نور نور کے ہوتے ہیں اور ظلمت گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے اس مہادیو لفظ کا ترجمہ ملائک سیرت کیا گیا۔ سائل نے لفظ ''مہادیو'' کے بارے میں سوال تو کیا لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ لفظ سنسکرت زبان کی عبارت میں موجود ہے۔ اس سے یہی مقصد سمجھ میں آتا ہے کہ لفظ ''دیو'' فارسی میں بھوت اور شیطان کے معنیٰ میں آتا ہے اور یہی اردو میں مستعمل ومتبادر ومعروف ومشہور ہے اس سے مفتی کے ذہن میں یہی معنیٰ متعین ہو جائیں گے اور ان کو فتویٰ حاصل کرنے میں آسانی ہوگی اور یہی ہوا حالانکہ سنسکرت زبان میں بھوت اور شیطان کے لئے ''دیٹ'' کا لفظ بولا جاتا ہے اور ''مہادیو'' کا لفظ جو آیا ہے وہ بشریٰ کے ص ١٦١، پر منقول سنسکرت کی عبارت کے متعلق ص ١٥٦ کی اردو عبارت میں آگیا ہے۔ اس سے پہلے ص ١٥٥، پر ''ویاس جی'' کی سرخی کے تحت لکھا ہوا ہے یہ اہل ہنود کے زبردست مسلمہ رشی ہیں انہوں نے اپنی ایک مشہور اور مستند کتاب یعنی بھوشی ویران میں آنے والے واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ بھوشیہ پران پرتی سرگ پرو ۳ کھنڈ ۳ ادھیائے ۱۳ اشلوک ۵ سے ۸ تک انتہیٰ بلفظہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دوسرے کی عبارت ہے میری نہیں ہے۔ اگر غلطی ہوگی تو ہندوؤں کے مہارشی کی تعبیر کی غلطی ہوگی نہ کہ میری۔ لہٰذا یہ عرض ہے کہ

(الف) سنسکرت میں دیو کے معنی وہ نہیں ہیں جو فارسی یا اردو میں ہیں ''دیو'' سنسکرت کا لفظ ہے جو ''دیین'' سے ماخوذ ہے۔ سنسکرت میں جس کے معنیٰ دوش کرنے کے ہیں اور ''دیو'' کے معنیٰ ''دییت'' معنیٰ منور کے ہیں اور ''مہا'' ''مہت'' کی ایک شکل ہے جس کے معنیٰ ''عظیم'' کے ہیں اس طرح مہادیو

کے معنیٰ سب سے بڑا تجسورہ یعنی سب سے بڑے نورانی کے ہوئے تو کیا صرف ملائک سیرت لکھ دینے سے مجھ پر تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئیگی؟

(ب) ایک زبان میں کسی لفظ کے معنیٰ اچھے ہوں اوراس زبان کے اعتبار سے اس لفظ کو استعمال کیا جائے تو کیا اس لفظ کے دوسرے زبان میں ہونے والے خراب معنی کو مراد لے کر توہین کا الزام لگایا جاسکتا ہے اوراس ناقل سے تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ کا مطالبہ ہوسکتا ہے؟

(ج) کسی ناقل نے اس لفظ کو نقل کیا اور اپنی دانست کے اعتبار سے اس کا ترجمہ کیا خواہ ترجمہ غلط ہی سہی اس نقل اور غلط ترجمہ کی بناء پر تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئیگی؟ اور کیا اس صورت میں انبیاء علیہم السلام اور سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے۔

سوال-۴: کیا ہندوؤں کو رشی یا مہارشی کہنا ایک مسلمان کے لئے جائز ہے ایک مقرر کی عادت ہوگئی ہے کہ وہ ہندوؤں کو اپنی تقریر میں بطور احترام رشی جی یا مہارشی جی کہا کرتا ہے۔ ایسے مقرر کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: غیر مسلم تو غیر مسلم فاسق کی مدح سرائی ناجائز ہے، حدیث میں ہے: اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله العرش اس حدیث کو دیکھ کر وہ مقرر توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ہوالہادی وھوتعالیٰ اعلم۔

تشریح مصنف: میں نے پہلے لکھ دیا ہے کہ یہ اہل ہنود کے زبردست مسلمہ رشی ہیں (ص ۱۵۵) اور صرف ہندوؤں کو تسلیم کرنے کے لئے ان کی اصطلاح کی بنا پر رشی یا مہارشی لکھا نہ کہ یہ میرا تسلیم ہے۔ اور یہ مجھ پر جھوٹا الزام ہے کہ میں بطور احترام رشی یا مہارشی کہتا ہوں جیسے سائل نے سوال میں ہندوؤں کو ''سادھو'' کہا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں ''مولوی اشرفعلی تھانوی'' اور ''مرزا غلام احمد قادیانی'' وغیرہ حالانکہ سادھو کے معنی صوفی فقیر یا نیک آدمی کے ہیں اور یہ کلمہ تحسین ہے (ہندی اردو لغت ص ۲۲۹)

سوال-۵: کیا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو اوتار کہہ سکتے ہیں؟

جواب: انبیا علیہم السلام کو اوتار کہنا سخت نہایت بدتر ہے یہ ہندوؤں اور روافض کے فرقہ ملولیہ کا عقیدہ باطل فاسد کاسد خیال عاطل ہے۔ ہندو اوتار اسے کہتے ہیں جس میں ان کے نزدیک خدا نے حلول

کیا اور روافض مولیٰ علی میں حلول مانتے ہیں۔اس شخص پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

تشریح مصنف: یہ مجھ پر جھوٹا الزام اور سراسر کذب و بہتان ہے کہ میں نے انبیا کرام کو اوتار کہا ہے۔میں نے ''بشریٰ'' میں کھیل پر گرن کی سرخی کے تحت اسکی عبارت نقل کی ہے جس میں اوتار کا لفظ آیا ہے اور ترجمہ میں بھی وہی اوتار کا لفظ نقل کر دیا ہے۔اس لفظ سے میں نے کوئی استثنا نہیں کیا ہے بلکہ اس عبارت کے اندر ''بیچو بیچ'' اور تعریف کیا گیا سے استثناء کیا ہے۔(بشریٰ ص ۱۴۵) میں یہ عبارت موجود ہے کہ ''لہٰذا بات صاف ہوگئی جس کو عربی میں محمد کہا گیا ہے اسی کو سنسکرت زبان میں 'ہر پرشوتم'' کہا گیا ہے اور اس منتر میں جس مخصوص نشانی کا تذکرہ ہے اس کی مصداق صرف اور صرف ذات رسالت مآب ہے اور اس وصف خصوصی میں کوئی بھی دوسرا شریک وسہیم نہیں۔وہ مخصوص نشان یہ ہے کہ وہ تعریف کیا گیا زمین کے بیچو بیچ میں پیدا ہوگا۔اس نشان کو بغور ملاحظہ کرتے ہوئے اس پر بھی ذرا غور کیجئے مکہ مکرمہ کا ایک بہت مشہور نام ام القریٰ ہے جس کے معنیٰ میں دنیا کی کل آبادی کی ماں اور اصل۔انتہیٰ بلفظہٖ

یہاں لفظ اوتار سے کوئی استثنا نہیں کیا ہے تو کیا ایسی حالت میں مجھے اوتار کہنے کا الزام دیا جا سکتا ہے اور اس بنا پر مجھ پر کفر عائد ہو سکتا ہے اور کیا اس میں بطور نقل لفظ اوتار لکھ دینے سے مجھ پر کفر عائد ہو جائے گا اور تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئیگی؟ صرف نقل کی وجہ سے اگر مجھ پر کفر لازم نہیں آتا تو زبردستی کھینچ تان کر مجھ پر کفر کا الزام لگانے کے لئے مجھے قائل قرار دے کر فتویٰ حاصل کرنے والے کا کیا حکم ہے اور مشتہر کا کیا حکم ہے؟ یا جہالت و ناسمجھی سے ایسا الزام لگایا تو کیا حکم ہے؟ نہیں تو ایسا حکم لگانے والے کا کیا حکم ہے؟ اور کیا ایسی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوگی؟ اور کیا اس کے مصدق کی صرف تصدیق کی بنا پر تکفیر ہو جائیگی؟ اور ایک مولوی صاحب نے اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے ان سے یہ بھی کہا کہ تمہارا حج برباد ہو گیا نکاح باطل ہو گیا۔بیعت ٹوٹ گئی جن لوگوں نے تم سے بیعت کی سب فسخ ہو گئی۔آپ سے تجدید ایمان وتجدید نکاح و کفریات سے توبہ کرا کر رہوں گا تم نے مجھ سے توبہ کرائی ہے لہٰذا میں تم سے توبہ کرا کے رہوں گا۔کیا

مصدق پر بھی تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئیگی یانہیں؟ اگر لازم نہیں آئیگا تو ایسا کہنے والے اور لکھنے والے پر شرعاً کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: محمد نعمت اللہ غفرلہٗ حامدی دریا مسجد الہ آباد، محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

الجواب

شعر مندرجہ کی تاویلات نہایت بعیدہ ہیں لہٰذا نامسموع ہیں۔ علما فرماتے ہیں:

"التاویل فی لفظ صراح لا یقبل"

[الشفا بتعریف حقوق المصطفی ج۲، ص۳۵۷، الباب الرابع فی بیان ماھو فی حقه صلی الله علیه وسلم، المکتبة العصریة بیروت]

اور فرماتے ہیں:

"المراد لا یدفع الایراد"

[منحة الخالق علی البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج۲، ص۵۶۱، کتاب الحج باب الاحرام، مطبع زکریا بکڈپو]

علامہ شامی ردالمحتار میں امام علامہ نسفی سے ناقل ہیں:

"مجرد ایهام المعنیٰ المحال کاف فی المنع عن التلفظ بهٰذا الکلام"

[ردالمحتار، ج۹، ص۵۶۷، فصل فی البیع، دار الکتب العلمیه، بیروت]

جزئیہ مذکورہ سے صاف ظاہر کہ مجرد ایہام ہی ممانعت کے لئے کافی ہے تو "تصویر بنا کر قلم چھوڑ دیا ہے" مجرد ایہام کی حد سے متجاوز ہے لہٰذا حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کا اس شعر سے توبہ کا حکم برمحل ہے جسے تاویل دفع نہیں کرسکتی۔ مزید برآں قلم کی وہ تاویل خلاف ظاہر ہونے کے علاوہ حدیث مشہور:

"کتب الله مقادیر الخلائق"

[الصحیح لمسلم کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی ج ۲، ص ۳۳۵، مطبع مجلس برکات مبارکپور / مشکوٰة المصابیح، ص۱۹، باب الایمان بالقدر، الفصل الاول، مطبع مجلس برکات، مبارکپور]

کے مخالف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ تو نفس شعر کے متعلق حکم شرعی تھا جس کا منشا اطلاق لفظ میں احتیاط ہے تو توبہ کا حکم ضرور احتیاطی ہے۔ مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ معاذ اللہ توبہ کا حکم قائل کے یقیناً کافر ہونے کا حکم ہے۔ کلام متبین و متعین و تکفیر فقہی و تکفیر کلامی کے فرق سے بے خبری ہے اور فقہاء کے ارشاد واجب الانقیاد۔

لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه علىٰ محمل حسن أو كان في كفره خلاف ولو رواية ضعيفة۔

[الدر المختار، ج٦، ص٣٦٧، كتاب الجهاد باب المرتد دار الكتب العلمية، بيروت]

سے ناواقفی ہے ورنہ تکفیر کی جرأت نہ ہوتی۔ پھر مصدق کی تکفیر جرأت بالائے جرأت ہے۔ یہ از خود کیسے طے کرلیا کہ مصدق نے یہ شعر دیکھا اور اس کو مقرر رکھا بلکہ رجم بالغیب ہے کہ شعر محتمل اور مراد خود قائل کی نامعلوم، چہ جائیکہ مصنف کی مراد معلوم ہو بلکہ مصنف سے یہی حسن ظن ہے کہ ہرگز ان کے ذہن میں معنیٰ کفری نہ آئے ہوں گے پھر مصدق کے بارے میں کیا گمان ہے جبکہ اس کی احتیاط شہرۂ آفاق ہے بالجملہ مصنف و مصدق کی تکفیر بڑی جرأت کی بات ہے جس سے توبہ کا حکم ہے۔ اور فتویٰ سے تکفیر سمجھنا اس کا حال کھل چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲ تا ۵) بشری کی عبارت ملاحظہ ہوئیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف محض ناقل ہے اور محض نقل یا ترجمہ میں غلطی سے اس کی تکفیر نہیں ہوسکتی۔ محض ناقل کو جس نے قائل بنایا اور اسپر فتوی کی بناپر ناقل و مصدق کی تکفیر کی وہ خود اس کے حکم میں گرفتار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴/ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی ۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ
الجواب صحیح ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
تحسین رضا خاں غفرلہٗ

سجدۂ حقیقی اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے

مسئلہ۔ ۵۷

مکرمی معظمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

خادم عالی جناب سیدنا ومولینا ومرشدنا الحاج شاہ سید مصباح الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہے۔ خادم کے پیرو مرشد کی شان میں مندرجہ ذیل ان کا نعتیہ شعر میں کہ ایک شخص نے گستاخی میں یہ کلمات ادا کئے "یہ کھلم کھلا شرک ہے" اگر بغیر توبہ کئے وصال ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ بخشش ہو کہ نہ ہو۔ اور خادم سے تجدید بیعت حاصل کرنے کے لئے تو کہا۔ اور مزید دوسرے موقع پر یہ بھی کہا کہ اس شعر کی بنا پر وہ انہیں سید زادہ نہیں مانتا حالانکہ یہ شخص رسالہ ملفوظ مصابیح القلوب پھپھوند شریف کا مہینوں پہلے ہی مطالبہ بھی کر چکا تھا۔ جس میں میرے پیر اور دادا پیر مرشد حضرت سیدنا عبدالصمد مودودی چشتی نظامی فخری سلیمانی حافظی ابدالی قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ کے کل حالات مع مادری پدری اور طریقت کے شجرے مندرجہ ہیں۔

شعر نمبر (۱) جان وایمان واصل ایمانم + سجدہ سوئے تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خادم نے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل شعر جو ماہنامہ "نوری کرن" بریلی شریف سے کرن نمبر ۱۲۱، نومبر ۱۹۶۹ء میں مع ترجمہ عالی جناب اقبال احمد نوری مدظلہ کے شائع ہوا اور اب "جلد نمبر ۴ استقامت" میں کانپور سے شائع ہوا ہے پیش کیا۔

شعر نمبر ۲۔ زہے جمال تو قبلہ جاں حریم کوئے تو کعبہ دل

فان سجدنا الیک نسجد وان سعینا الیک نسعی

ترجمہ: یا حبیب اللہ آپ کا جمال انور قبلہ جان ہے آپ کا کوئے حرم کعبہ دل ہے۔ ہم اگر آقا سجدہ کریں گے تو آپ کی طرف اور اگر سعی کریں گے تو آپ کی طرف۔

اس شخص نے شعر نمبر (۲) کے ترجمہ کو بھی غلط بتلایا اور کہا لفظ ''کریں گے'' کا استعمال دونوں جگہ اوپر والے ترجمہ میں غلط ہے بلکہ ''کرتے'' ترجمہ ہونا چاہئے۔ یہ صاحب پیش امام بھی ہیں۔ مرید بھی ہیں اور اپنے کو سنی حنفی بھی کہتے ہیں۔ کیا خادم مندرجہ بالا حالات میں اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور کیا شعروں میں شرعی نقص ہے؟ کیا مندرجہ بالا کلمات، اولیاء اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہیں یا نہیں؟۔ شعر نمبر (۲) کا ترجمہ جونوری کرن اور استقامت نے شائع کیا وہ صحیح ودرست ہے یا جو اعتراض اس شخص نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے؟ خادم کو تجدید بیعت کرنی چاہئے یا یہ شخص تجدید ایمان و بیعت و نکاح کرے؟ جبکہ شان اولیاء اللہ تعالیٰ قرآن عظیم اور احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۱) پارہ نمبر (۱۱) یعتذرون، رکوع نمبر (۱۱) سورۂ یونس ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾۔

(۲) مشکوۃ شریف، ص ۱۹۷، اور صحیح البخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس شخص کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

استدعا ہے کہ جواب سے مطلع فرماویں اور جملہ مسائل کو اپنے رسالہ اعلیٰ حضرت میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔ والسلام علیکم۔

مستفتی: محمد ضمیر مصباحی، اے۔ ایس۔ آئی (پولیس) ۴۲/۵، ۱۵/بٹالین، پی۔ اے۔ سی۔ تاج گنج، آگرہ، یوپی۔

الجواب

شعر مذکور میں سجدۂ حقیقی ہرگز مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ غیر خدا کے لئے سجدہ بہ نیت عبادت کفر وشرک ہے اور بہ نیت تعظیم ہماری شرع میں حرام ہے۔ اس کا مرتکب کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا مگر شرک نہ ہوگا۔ شخص مذکور نے اپنی جہالت سے یا تو سجدہ کو سجدۂ عبادت سمجھ لیا اور مولانا علیہ الرحمۃ پر

حکم شرک جڑ دیا یا سجدۂ تعظیمی ہی کو بہ تقلید وہابیہ شرک جانا اور سجدہ سے مجرد تعظیم مراد ہونا اس کے خیال میں نہ آیا حالانکہ عرف میں سجدہ سے کبھی مجرد تعظیم بھی مراد ہوتی ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں ایک گروہ اولیا کے متعلق فرماتے ہیں:

''مسجود خلائق گشتہ اند'' ملخصاً

[تفسیر عزیزی پارۂ عم سورۂ الم نشرح ص ۳۲۲، مطبع مسلم بکڈ پولال کنواں دہلی]

اب کیا شاہ صاحب کو بھی مشرک کہا جائے گا؟ نہیں اور یہی وجہ ہر شخص موافق ومخالف بیان کرے گا کہ یہاں مجازی معنیٰ مراد ہیں۔ اور جب یہاں شاہ صاحب کی عبارت میں مجازی معنیٰ مراد ہوئے تو اس شعر میں حقیقت مراد ہونے کا علم کیسے ہو گیا مگر ہے یہ کہ وہابیہ بڑی ہٹ دھرم قوم ہے۔ جو بات دوسروں کے لئے شرک وہی بات اپنوں کے لئے عین ایمان ہو جاتی ہے۔ پھر بالفرض اگر حقیقی معنیٰ ہی مراد تو محض اتنی بات پر حکم شرک کیسے دے دیا۔

ہنوز سجدۂ حقیقی میں دو قسموں کا احتمال ہے، تعظیمی اور تعبدی۔ پہلا حرام ہے، دوسرا شرک ہے۔ اسے پھلانگ کر یہ دوسرا ہی کیوں پکڑا۔ مگر یہ کہ وہابیہ کو شرک گری کی ہوس ہے۔ کہاں ان مقہورین کے یہ بڑے بول اور کہاں ہمارے علمائے اہل سنت کا یہ بلند پایہ احتیاط کہ فرماتے ہیں:

''لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه او فعله علیٰ محمل حسن او کان فی کفره خلاف''

[الدر المختار، ج٦، ص٣٦٧، باب المرتد، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

یعنی مسلمان کے قول وفعل کو محمل حسن پر رکھنا جب تک ممکن ہو یا اس کے کفر میں خلاف ہو اس کے کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔

پھر شرک کا وہ جرنیلی حکم اور اس پر یہ کہنا کہ ''اگر بغیر توبہ کے وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ بخشش ہو یا نہ ہو'' طرفۂ عجب ہے۔ گویا کھلا مشرک جس کا خاتمہ شرک پر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، چاہے بخشے چاہے عذاب دے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ—الآية﴾

[سورۂ نساء آیت-۴۸]

اللہ شرک کو معاف نہ فرمائے گا۔

یہ کہنا آیت کریمہ اور عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے جو کفر ہے اور اس قول سے اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے اور تجدید بیعت بھی اس کو چاہئے۔ ترجمہ دونوں طرح درست ہے اور شعر دونوں ترجموں پر صحیح و بے غبار ہے کہ ہم اگر سجدہ کریں گے یا ہم اگر سجدہ کرتے شرطیہ ہے جو مستلزم وقوع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰/ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوید ارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

''قیوم'' اسمائے خاصہ باری تعالیٰ سے ہے

مسئلہ-۵۸ تا ۵۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید رحیم، کریم، عطوف، قیوم، رؤف، وغیرہ صفات کا اطلاق اپنے استاذ و پیر کی شان میں کرتا ہے اور دلیل میں پیش کرتا ہے کہ قیومیت فردانیت وغیرہ ولایت میں سے ہیں۔ آیا از روئے شرع غیر خدا کے لئے صفات مذکورہ کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟ جو جواب عنایت فرمائیں، مدلل فرمائیں۔

(۲) اگر زید عالم نے اپنی تحقیقات کی روشنی میں سجدۂ تعظیمی کے جواز کا فتویٰ دیا اور دلیل میں حدیث پاک و دیگر علماء ومحدثین کے اقوال بھی نقل کئے اور عدم جواز پر جو دلیلیں ملیں ان کی تاویلات بھی کیں اور تاویلات میں بھی نیت بخیر رہی ہو تو کیا ایسے عالم سے حسن عقیدت رکھنا، ان کی تعریف و توصیف کرنا قبر پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر بالفرض زید نے بکر عالم کی شان میں کچھ لکھا تو اس کو تلف کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ واضح

رہے کہ جواز کا قول محبوب الٰہی نے کیا ہے۔ اگر چہ جمہور علما و فقہاء اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ اور حرمت کا فتویٰ بھی دیا جاتا ہے۔ مگر اس زید عالم مذکور سے جمہور کے خلاف جواز کا قول دیدہ ودانستہ صادر نہ ہوا ہو تو کیا ایسی صورت میں بھی عندالشرع فاسق فاجر ٹھہرے گا یا نہیں؟ جو بھی جواب دیں۔ دلیل کے ساتھ ارقام فرمائیں۔

مستفتی: نثار احمد دارالعلوم قادریہ، کافورگلی، ہوڑہ، بنگال

الجواب

قیوم اسمائے خاصہ باری تعالیٰ سے ہے۔ فقہائے کرام نے غیر اللہ پر اس کے اطلاق سے ممانعت فرمائی بلکہ اطلاق کرنے والے پر حکم کفر فرمایا۔ شرح فقہ اکبر و مجمع الانہر میں ہے:

"اوأطلق علیٰ المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق، نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرها یکفر"

[مجمع الانہر، ج۲، ص۳۲۹، کتاب السیر والجهاد، باب الفاظ الکفر انواع، مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت]

لہٰذا اسمائے خاصہ کے اطلاق سے احتیاط لازم ہے۔ اور بقیہ اسماء کا اطلاق جائز ہے۔ کہ وہ اسمائے خاصہ نہیں۔ درمختار میں ہے:

"جاز التسمیة بعلی و رشید من الاسماء المشترکة ویراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ"

[الدرالمختار، ج۹، ص۵۹۸ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، فرع یکره اعطاء سائل المسجد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

"عن السراجیة: التسمیة باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزة—الخ"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[رد المحتار، ج۹، ص۵۹۸ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع فرع یکره اعطاء سائل

المسجددار الکتب العلمیة، بیروت]

(۲) زید عالم نے اگر بے وجہ شرعی مخالفت جمہور کا فیصلہ نہ کیا بلکہ وہ اس میں متأول ہے تو اس کی تفسیق جائز نہیں۔ بلکہ حسن ظن لازم ہے اور اس کے علم وفضل کی تعریف بے مبالغہ اور قبر پر فاتحہ خوانی جائز ہے اور مرغوب ہے مگر اس مسئلہ میں اسے غلطی پر جانے اور جمہور علماء کا اتباع کرے۔ درمختار میں ہے:

''علینا اتباع ما رجحوہ ما صححوہ کما لو افتو فی حیاتھم''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدرالمختار ج۱، ص ۱۸۰، المقدمة، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۸؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

متشابہات کی بابت اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کا ظاہری معنی جو شان الوہیت کے شایاں نہیں، ان سے اللہ تعالیٰ کو منزہ جانے، حضور کو اللہ تعالیٰ کا دلدار کہنا منع ہے

مسئلہ-۶۰ تا ۶۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) زید صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے درمیان اس شعر کو پڑھتا ہے۔

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول ☆ یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے لفظ ''لاڈلا'' کا بولنا درست ہے یا نہیں؟ زید کہہ رہا ہے کہ یہ لفظ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ پروردگار عالم جل جلالہٗ نے قرآن مجید میں کہیں ''یداللہ'' اور کہیں ''وجہ اللہ'' استعمال کیا ہے۔ لہٰذا ایسا لفظ استعمال کرنا درست ہے اور اگر غلط ہے تو کہنے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ حضور والا اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل بیان فرمائیں۔ عین

المسجددار الکتب العلمیة، بیروت]

(۲) زید عالم نے اگر بے وجہ شرعی مخالفت جمہور کا فیصلہ نہ کیا بلکہ وہ اس میں متأول ہے تو اس کی تفسیق جائز نہیں۔ بلکہ حسن ظن لازم ہے اور اس کے علم وفضل کی تعریف بے مبالغہ اور قبر پر فاتحہ خوانی جائز ہے اور مرغوب ہے مگر اس مسئلہ میں اسے غلطی پر جانے اور جمہور علماء کا اتباع کرے۔ درمختار میں ہے:

''علینا اتباع ما رجحوہ ما صححوہ کما لو افتو فی حیاتھم''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار ج۱ص ۱۸۰، المقدمة، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۸؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

متشابہات کی بابت اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کا ظاہری معنی جو شان الوہیت کے شایان نہیں، ان سے اللہ تعالیٰ کو منزہ جانے، حضور کو اللہ تعالیٰ کا دلدار کہنا منع ہے

مسئلہ- ۶۰ تا ۶۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) زید صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے درمیان اس شعر کو پڑھتا ہے۔

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول ☆ یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے لفظ ''لاڈلا'' کا بولنا درست ہے یا نہیں؟ زید کہہ رہا ہے کہ یہ لفظ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ پروردگار عالم جل جلالہٗ نے قرآن مجید میں کہیں ''ید اللہ'' اور کہیں ''وجہ اللہ'' استعمال کیا ہے۔ لہٰذا ایسا لفظ استعمال کرنا درست ہے اور اگر غلط ہے تو کہنے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ حضور والا اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل بیان فرمائیں۔ عین

نوازش ہوگی۔

(۲) بکر نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں، مدینہ کے تاجدار ہیں، رب کے دلدار ہیں۔ تو یہ لفظ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

مستفتی: عین الرحمٰن متعلم الجامعۃ العربیہ عربک کالج، اترولہ، گونڈہ

الجواب

حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

"وانا حبیب الله"

[الجامع للترمذی جزء ۲، ص ۲۰۲، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی صلی الله علیه وسلم مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گرھ / مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ]

اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں (اللہ کا پیارا ہوں)۔

پیارے کو لاڈلا بھی کہتے ہیں۔ اور ید اللہ، وجہ اللہ، متشابہات میں سے ہیں اور متشابہات کے بابت عقیدۂ اہل سنت یہ ہے کہ ان کا ظاہری معنیٰ جو شان الوہیت کے شایان نہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو منزہ جانے اور اس کی حقیقی واقعی مراد اللہ کو معلوم ہے۔ لہٰذا ید اللہ، وجہ اللہ سے اللہ کا ہاتھ اور اس کا چہرہ عیاذاً باللہ مراد نہیں اور ان کلمات سے استدلال کا کوئی محل نہیں نہ اس کی ضرورت ہے۔

(۲) اللہ کا دلدار کہنا منع ہے کہ دلدار کا معنیٰ ہوا دل رکھنے والا اور اللہ دل وغیرہ اِعضاء سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲ر شوال المکرم ۱۴۱۰ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

خدا مثل ''اللہ'' ذات باری تعالیٰ کا خاص نام ہے جس کا اطلاق غیر خدا پر کفر ہے

مسئلہ-٦٢

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کہتا ہے کہ ''رام اور خدا میں کوئی فرق نہیں'' بکر نے کہا تم پر تجدید ایمان و نکاح و بیعت لازم ہے۔عمرو نے جب یہ بات سنی تو کہا کہ ''رام خدا کو بھی کہا جاتا ہے اور لچھمن کے بھائی کو بھی اور تم زید پر تہمت لگاتے ہو تو میں رام ہی کہوں گا دیکھتا ہوں میرا کون کیا کرے گا''۔خالد جو کہ مولوی ہے جب اس سے یہ بات پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ ''قصداً نہیں کہہ سکتا، سمجھانے کے بطور کہہ سکتے ہیں''۔لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید، بکر، عمرو و خالد کے اوپر احکام شرع کیا نافذ ہوتے ہیں؟ مدلل ومفصل جواب بیان فرمائیں۔

مستفتی: انوار احمد مقام ڈھیرم، پیلی بھیت

الجواب

خدا مثل ''اللہ'' ذات باری تعالیٰ کا خاص نام ہے جس کا اطلاق غیر ذات خدائے برتر وقدوس پر کفر ہے۔عالمگیریہ میں ہے:

''ولو قال من خدا یم علیٰ وجه المزاح یعني خودآیم فقد کفر کذا في التتارخانیه''

[فتاوىٰ هندیه ،جلد دوم کتاب السیر باب موجبات الکفر انواع ۳ ص،۲۷٤ ،مطبع دار الفکر بیروت]

لہٰذا ''رام اور خدا میں کوئی فرق نہیں ہے''، کفر در کفر کہ غیر خدا کو خدا کہنا جاننا ماننا ہے اور عمرو کا اس کفر صریح کی تائید میں یہ کہنا کہ ''رام خدا کو بھی کہا جاتا ہے''، سفید جھوٹ ہے کوئی مسلمان خدا کو رام نہیں کہتا اور غیر مسلم اپنے زعم باطل پر جسے رام کہتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں وہ ہرگز خدا نہیں ہے نہ ان کے زعم باطل اور قول باطل کا کوئی اعتبار اور جب کوئی مسلم خدا کو رام نہیں کہتا تو عمرو کا یہ قول کہ ''رام خدا کو بھی

کہا جاتا ہے''، صریح بہتان ہے جبکہ اس قول کی نسبت مسلمانوں کی طرف کرے اور اگر یہ مراد ہے کہ غیر مسلم خدا کو رام کہتے ہیں تو یہ بھی سفید جھوٹ ہونے کے علاوہ کفار کے قول سے استناد اور حجت لانا اور یہ نرے جھوٹ سے بھی زیادہ سخت ہے کہ کفار کے فعل وقول کا استحسان ہی کفر ہے کما فی غمز العیون والھندیہ وغیرہا۔

[فتاویٰ ھندیہ کتاب السیر باب موجبات الکفر انواع، ج۲، ص۲۸۷، دار الفکر، بیروت]

تو اس سے استناد بدرجۂ اولیٰ کفر ہے پھر جس طرح خدا کا اطلاق غیر خدا پر کفر ہے اور وجہ وہی کہ خدا اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے یونہی کسی ایسے لفظ کا اطلاق (جو غیر خدا کے لئے خاص ہو) خدا پر بداہۃً کفر ہے، مثلاً زید وعمرو کہ بندگان خدا کے لئے خاص ہیں اگر کوئی خدا کو زید وعمرو کہے، ضرور اس پر حکم کفر ہوگا تو بدرجۂ اولیٰ رام کو خدا کہے یا خدا کو رام کہے بہر حال کفر ہے اور عمرو اپنی ہٹ سے زید کی طرح کافر بے دین ہے ان دونوں پر تجدید ایمان وغیرہ فرض ہے اور خالد کا بھی وہی حکم ہے''لان الرضا بالکفر کفر''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق، باب العشر والخراج والجزیۃ، ج۵، ص۱۹۴، مطبع زکریا بکڈپو سہارنپور]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶/ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

اللہ تعالی آنکھ وغیرہ جوارح سے پاک ہے

مسئلہ-٦٣

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کا قول ہے کہ اگر اللہ کی نگاہ سیدھی ہو تو ضرور قطب عالم بن سکتا ہے تو عمرو نے کہا کہ زید پر کفر لازم ہے اب وہ توبہ کرے۔ کیا اس قول سے زید پر کفر صادق آرہا ہے اور عمرو نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اس کے اوپر کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: شاہد رضا محلّہ چارہ بائی کوہاڑاپیر، بریلی

الجواب

اللہ تعالیٰ آنکھ وغیرہ جوارح سے پاک ہے وہ بے آنکھ دیکھتا اور بے کان سنتا اور بغیر اعضائے جوارح وبے آلات فعل فرماتا ہے زید کے جملہ سے یہی ظاہر ہے کہ اللہ کے لئے اس نے آنکھ کا اطلاق کیا اور آنکھ بھی وہ جو انسان وغیرہ کے لئے ہوتی ہے اور سیدھی اس پر قرینہ ہے۔ زید پر اس سے توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کرلے۔ فتح القدیر میں ہے: ''وقیل یکفر بمجرد الاطلاق ایضا وھو حسن'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

[فتح القدیر، ج۱، ص ۳۶۰، باب الامامۃ، مطبع برکات رضاپور بندر گجرات]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۱۷/ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مقدور العبد مقدور اللہ کا کیا مطلب؟ بعد جماعت فجر صلوٰۃ و سلام میں شریک ہونا کیا ثواب نماز عشاء سے محروم کردے گا؟ ستر کے سلسلے میں نماز و بیرون نماز کیا حکم ہے؟ فی الواقع اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں، اندرون مسجد اذان کے مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ، نقدی کی نصاب والے پر بھی قربانی واجب، تہجد کے لئے اذان و جماعت کا حکم، کتنے مذبوح جانور کے اعضاء کا کھانا جائز

نہیں؟ نابالغ صاحب نصاب پر فطرہ کیوں واجب؟

مسئلہ-٦٤ تا ٧٢

بحضور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری صاحب قبلہ! ہدیۂ سلام ورحمت۔

مندرجہ ذیل سوالات حاضر ہیں جوابات مدلل مطلوب ہیں حوالۂ کتاب کے ساتھ اگر ممکن ہو تو صفحہ نمبر بھی تحریر کردیا جائے ان مسائل میں سے کسی خاص مسئلہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی کوئی تصنیف ہو تو اس کا نام بھی تحریر فرمائیں۔

(۱) تفسیر نعیمی جلد اول (مصنفہ مولانا مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ) زیر آیت ﴿إِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥﴾ قول متکلمین مقدور العبد مقدور اللہ درج ہے۔اس کا کیا مطلب ہے؟

(۲) بہار شریعت، ۴/۱۷ پر نماز اشراق کی حدیث پاک ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعد جماعت فجر ذکر خدا میں لگا رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے تب نماز اشراق ادا کرے۔ بعض مساجد اہل سنت میں بعد جماعت فجر فوراً صلوٰۃ وسلام ہوتا ہے اس میں شرکت کے بعد کیا ثواب نماز اشراق سے محروم ہو جائے گا؟ اور کیا اس صورت میں حدیث پاک پر عمل ہو سکے گا؟

(۳) ''ستر'' کے سلسلے میں وضاحت فرمائیں کہ کتنی فرض ہے، کتنی واجب اور کتنی سنت؟ مرد وعورت میں اس بارے میں کیا فرق ہے؟ نماز اور بیرون نماز کا کیا حکم ہے؟

(۴) بہار شریعت، جز ۵، ص ۵۴ پر حدیث پاک کہ جو بھوکا محتاج لوگوں سے پوشیدہ کر کے خدا سے سائل ہو، خدا پر حق ہے کہ وہ ایک سال کی روزی اس پر کشادہ کرے حالانکہ فقہی جزئیہ ہے کہ ''لا حق للمخلوق علیٰ الخالق''۔ تطبیق کی کیا صورت ہے؟

(۵) اندرون مسجد اذان مکروہ تحریمی ہونے کی کیا وجہ ہے؟

(۶) انوار الحدیث (مصنفہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی) میں قربانی کے مسئلہ میں صاحب نصاب کی تعریف میں سونا، چاندی، سامان تجارت، سامان غیر تجارت کی قید لگی ہے، تو کیا نقد کی شکل میں صاحب نصاب نہیں ہو گا؟ ساتھ ہی سامان غیر تجارت کا مفہوم بھی واضح کریں۔

(۷) تہجد کے لئے اذان کہنی اور اس کی جماعت قائم کرنی کیسی ہے؟

(۸) ذبیحہ گاؤ، بکری، مرغ کے کن کن اعضاء کا کھانا جائز نہیں؟

(۹) وجوب زکوٰۃ کے لئے بلوغ شرط ہے پھر نابالغ صاحب نصاب پر فطرہ کیوں واجب ہے؟ کیا فطرہ زکوٰۃ کی ایک شکل نہیں ہے؟

مستفتی: مبین الہدیٰ نورانی خطیب باری مسجد، آزادنگر، جمشید پور

الجواب

(۱) مطلب یہ ہے کہ بندے کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ قال تعالیٰ:

﴿خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۝﴾

[سورۂ صٰفّٰت-۹۶]

بندہ اپنے افعال کا خالق نہیں۔ البتہ اسے قدرت کاسبہ عطا ہوئی جس کے ذریعہ وہ اپنے جوارح سے افعال واقوال کا کسب کرتا ہے اور یہ قدرت کاسبہ جبکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے تو بالضرورۃ مخلوق ہے تو اس کے ذریعہ جو افعال بندے سے ظاہر ہوتے ہیں بلاشبہ وہ بھی مخلوق باری تعالیٰ ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں:

''ان مقدور العبد مقدور الله''

[فیض القدیر شرح جامع صغیر ج۲، ص۱۹۵ حرف الهمزه مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

اور خلق اور اتصاف باہم متساوی نہیں بلکہ متغایر ہیں تو وہابیہ کا اس کلیہ سے اللہ تعالیٰ کے کذب پر دلیل لانا جہل عظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نہیں کہ صلوٰۃ وسلام بھی ذکر الٰہی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے:

''جعلتك ذکراً من ذکری فمن ذکرك ذکرنی'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

[الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱، ص۲۴، القسم الاول، الفصل الاول فیما جاء من ذالك مجمع المدح والثناء مطبع المکتبة العصریة بیروت]

(۳) تفصیل مطلوب میری نظر سے نہ گزری۔ البتہ ردالمحتار وغیرہ میں ایک جزئیہ نظر سے گزرا جس کا

حاصل ہے کہ زانو کھولنے والے کو بہ نرمی منع کرے اور ضد کرے تو اسے ڈانٹے اور ران کھولنے کو بہ سختی روکے اور شرمگاہ کھولنے والے کو مارے۔

[تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج۷،ص۴۱،کتاب الکراھیۃ ،فصل فی النظروالمس مطبع زکریا بکڈپو]

جس سے زانو کا ستر واجب ہونا معلوم ہوتا ہے اور زانو سے شرمگاہ تک کا ستر فرض اور زانو سے نیچے انصاف ساقین تک ستر مسنون ومندوب اور یہ اس لئے کہ حدیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ازار کریم انصاف ساقین تک ہوتا تھا۔

[المسند الجامع حدیث نمبر ۹۶۰۲ ،فتح الباری شرح بخاری ،ج۱۰،ص۳۲۵ کتاب اللباس مطبع دار الفیحاء دمشق]

اور آزاد عورت کا کل بدن عورت ہے سوائے چہرہ اور ہتھلیوں کے اور پاؤں کے۔مگر فساد زمانہ کے سبب اسے غیر محارم سے چہرہ چھپانا لازم ہے۔درمختار میں ہے:

"واما فی زماننا فمنع من الشابة"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۳۲، کتاب الحظر والاباحة، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور باندی کا پیٹ پیٹھ اور ناف سے زانو تک عورت ہے۔عورت کو نماز میں ایک قول معتمد پر پاؤں چھپانا فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) فی الواقع اس پر کسی کا حق نہیں مگر محض کرم سے اپنے بندوں کے لئے جو وعدہ فرمالیگا وہ ضرور پورا ہوگا۔قال تعالیٰ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۝﴾

[سورۂ آل عمران-۹]

ردالمحتار میں ہے:

"قوله "لانه لاحق للخلق علیٰ الخالق"، قد یقال انه لاحق لهم وجوبا علیٰ الله تعالیٰ لكن الله سبحانهٗ وتعالیٰ جعل لهم حقا من فضله او یراد بالحق الحرمة والعظمة فیکون

من باب الوسیلة—الخ"

[رد المحتار، ج۹، ص۵۶۹، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور وہاں زیادہ تفصیل ہے اور حدیث آحاد میں وارد ہے ایک روایت میں ہے:

"اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک واسئلک بحق ممشای ھذا" الحدیث"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[سنن ابن ماجه کتاب الصلوة باب المشی الی الصلوة ص۵۶، مطبع تھانوی]

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین وتابعین عظام وجملہ سلف کرام بلکہ ہر زمانہ میں اذان بیرون مسجد حدود مسجد میں ہوئی اور کبھی منقول نہ ہوا کہ کسی مقتدائے دین نے کبھی کوئی اذان اندر کہی یا کہلوائی ہو اسی لئے تمام علماء بیک زبان اذان واقامت کا محل جداگانہ بتاتے ہیں۔ ہدایہ وغیرہ عامۂ کتب میں ہے:

"والمکان فی مسألتنا مختلف"

[ھدایه، ج۱، ص۸۹، کتاب الصلاة، باب الاذان، مجلس برکات، مبارکپور]

فتح القدیر کے تحت ہے:

"یفید کون المعهود اختلاف مکانهما وهو کذالك شرعاً والاقامة فی المسجد ولابد واما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد"

[فتح القدیر، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، ص۲۵۰، مطبع برکات رضاپور بندر گجرات]

تو اذان بیرون مسجد حدود مسجد میں ہونا سنت نبویہ وطریقۂ جملہ مسلمین ہے اور طریقۂ مسلمین کی اتباع ضرور۔ درمختار میں ہے:

"لان المسلمین توارثوه فوجب اتباعهم"

[الدرالمختار، ج۳، ص۶۵، کتاب الصلوٰة، باب العیدین، دار الکتب العلمیة، بیروت]

پھر ایسی سنت نبویہ جس کو ہمارے نبی علیہ السلام نے کبھی ترک نہ کیا ہو، واجب کا حکم رکھتی ہے کہ عدم ترک دلیل وجوب ہے۔ کما صرح بہ فی فتح القدیر۔

[شرح فتح القدیر ج۱، ص۲۴۳ باب الاذان مطبع برکات رضاپوربندر گجرات]

اورواجب کاترک مکروہ تحریمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) نقدی اگر نصاب کی قیمت بھر ہوتو اس کے مالک پر بھی قربانی واجب ہوگی اور سامان غیر تجارت جیسے زمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) بائیس اعضاء ہیں جن کی تفصیل نقل فتویٰ منسلکہ میں ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) نابالغ پر اس کے حال میں کچھ واجب نہیں البتہ بالغ صاحب نصاب پر اور اس کی اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے فطرہ دینا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

نزیل ملالن پور، درقطار، ۴ شعبان ۱۴۰۲ھ

قہار و جبار اسمائے الٰہیہ ہیں۔ اللہ کی صفات قدیم ہیں محل حوادث نہیں۔ قِدم صفات کا منکر کافر ہے

مسئلہ: ۷۳ تا ۷۴

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید کہتے ہیں اللہ عزوجل کا رحمٰن و رحیم نام تو ہے مگر قہر و غضب (قہار و جبار) اس کا صفات ذات سے نام نہیں اس لئے یہ کہنا روا ہے کہ اللہ جل مجدہ ازلی رحمٰن و رحیم ہے مگر یہ کہنا مطلقا جائز نہیں کہ اللہ جل مجدہ ازل سے ہی غضب و قہر سے متصف ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجود و ظہور میں فرق ہے وجود کو ظہور مستلزم نہیں پس ظہور رحمت کیلئے مرحوم کا ثابت ہونا لازم اسی طرح ظہور قہر کے لئے مقہور اور اللہ عزوجل کی کوئی صفت حادث نہیں بلکہ قدیم اور واجب ہیں تو یہ کہنا کیونکر نا جائز ہوگا۔

(۲) اس شعر کا مطلب کیا ہے اور اس میں شرعا کوئی خرابی ہے یا نہیں؟

زآنروی کہ چشم تست احول - منبع نور پیر تست اول

بینوا توجروا۔

المستفتی: عبدالوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ مولا چوک لاڑکانہ

الجواب

(ا) قہار و جبار اللہ تعالیٰ کے اسماء صفاتیہ ہیں اور دونوں قرآن مجید فرقان حمید میں وارد ہیں قال تعالیٰ:

"ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملك القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر۔ الآیہ"

[سورۂ حشر آیت۔۲۳]

وقال تعالیٰ:

"لمن الملك الیوم للہ الواحد القھار"

[سورۂ غافر آیت۔۱۶]

ان ناموں کو اسمائے الٰہیہ ماننا جاننا ضروریات دین سے ہے جن کا انکار کفر ہے اور جب یہ دونوں خدائے تعالیٰ وسبحانہ کے نام ہیں تو صفت جبروت وقہر اس کے لئے ازلاً ابداً ثابت اور انہیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت جاننا ماننا بھی امر ضروری ہے اور عقیدۂ اہل سنت ہے اور سوال میں یہ جو تحریر ہوا کہ: قہر وغضب (قہار و جبار) اس کا صفات ذات سے نام نہیں ان دونوں ناموں اور دونوں صفتوں کے انکار کا پہلو رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ: مگر یہ کہنا مطلقا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل ہی سے غضب وقہر سے متصف ہے۔

اولا: عقیدۂ اہل سنت پر طعن ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ازلی ہے نہ کہ حادث کہ وہ محل حوادث نہیں ہے کما صرحوا بہ جمیعا اور یہ کھلی گمراہی بیدینی ہے بلکہ حسب ارشاد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفر ہے۔ فقہ اکبر میں ہے:

"صفاتہ تعالیٰ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انھا مخلوقۃ او محدثۃ

او وقف فیھا او شك فیھا فھو کافر باللہ تعالیٰ''۔

[شرح فقه اکبر ص،۲۹۰،مکتبه تهانوی دیوبند]

ثانیا: یہ خدائے تعالیٰ پر اعتراض کو مستلزم ہے۔

ثالثا: اس کے بقول لازم کہ رحمٰن ورحیم ورؤف وغفور وغیرھا اسمائے صفاتیہ کا اطلاق بھی خدا پر نہ ہو کہ یہاں بھی بعینہ اس کی یہ تقریر جاری کہ یہ کہنا مطلقا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل ہی سے ان صفتوں سے متصف ہے تو جس وجہ سے وہ قہار وجبار ناموں کا انکار کرتا ہے وہی سب اسماء صفاتیہ کے انکار کی وجہ ٹھہرے گی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم زید پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور سائل نے جو جواباً فرمایا وہ حق وصحیح ہے۔

(۲) اور اس شعر کا مطلب فقیر کو ظاہر نہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۵ ربیع الآخر ۱۴۱۴ھ

حق سبحانہ تمام صفات کمالیہ سے ازلاً وابداً موصوف، ذات باری تعالیٰ ندوضد، شبیہ ومثل، کیف وشکل وصورت اور جہت ومکان وغیرہ سے منزہ ہے، ناسمجھ کو صوفیہ کی کتب کا مطالعہ ممنوع، وحدۃ الوجود کا مفصل بیان

مسئلہ: ۷۵

(۱)

محبت میں جب مبتلا ہو گئے وہ ☆ تو وحدت میں کثرت نما ہو گئے وہ
کہیں رند میکش کی صورت بنائی ☆ کہیں صوفی باصفا ہو گئے وہ

دل مضطرب بن گئے عاشقوں میں ☆ حسینوں میں ناز و ادا ہو گئے وہ
کہیں اپنی شاہی کے سکے جمائے ☆ کہیں لے کے کاسہ گدا ہو گئے وہ
گلستاں میں گل بن کے جلوہ دکھایا ☆ نیستاں میں نے کی صدا ہو گئے وہ
ادھر نور بن کے سر طور چمکے ☆ ادھر ہوش بن کر ہوا ہو گئے وہ
کہیں قیس بن کر بیابان چھانے ☆ کہیں لیلیٰ ودلربا ہو گئے وہ
نبی بن کے معراج رفعت کو پہونچے ☆ علی بن کے مشکل کشا ہو گئے وہ
شریعت میں سجدے کئے بندگی کے ☆ حقیقت میں عین خدا ہو گئے وہ
غرض اپنے جلوے کو اتنا بڑھایا ☆ کہ ہر چیز میں رونما ہو گئے وہ
اوراب ایک درویش کا روپ بھر کر رؤف حزیں کی صدا ہو گئے وہ

(۲)

عاشقوں میں درد کی صورت نظر آتا ہوں میں ☆نازنینوں میں سراپا ناز بن جاتا ہوں میں
میں کہیں رکھتا ہوں اپنے سر پہ تاج خسروی ☆اور کہیں محتاج بن کر ہاتھ پھیلاتا ہوں میں
میں پہن لیتا ہوں گاہے پارسائی کا لباس ☆اور کہیں رند مئے آشام بن جاتا ہوں میں
آپ ہی فتویٰ لگادیتا ہوں کفر و شرک کا ☆آپ ہی کہہ کر انا الحق دار پر آتا ہوں میں
جب گلوں کے عشق کی وادی میں رکھتا ہوں قدم ☆نالہائے عندلیب زار بن جاتا ہوں میں
غنچہ و گل ماہ و انجم ذرہ مہر آب و خاک ☆مختصر یہ ہے کہ ہر ہر شکل میں آتا ہوں میں
میری ہی تصویر کے خاکے ہیں قیس وکوہ کن اب محبت میں رؤف زار کہلاتا ہوں میں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید ایک نعت گو شاعر ہے اور خود اپنے بقول فلسفہ وحدت الوجود کا معتقد، اسی فلسفہ کے تأثر سے وہ مندرجہ بالا نظم کہتا ہے اور دلیل میں اُردو و فارسی کے شعراء کا ایسا ہی کلام پیش کرتا ہے جن پر عمرو کو سخت اعتراض ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ فلسفۂ وحدت الوجود کے کسی داعی نے اس قسم کے عقائد کا اظہار نہیں کیا جیسا کہ ان نظموں میں ہے یہاں تک کہ اس فلسفہ کے امام اکبر شیخ محی الدین ابن عربی یہی فرماتے ہیں:

"الرب رب والعبد عبد"۔ لیکن ایک سطح بیں ان اشعار کے طور طریق سے یہی سمجھ لے گا کہ خدا مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوتا ہے، رند، پارسا، محبوب ومحبّ، شاہ، گدا، کلیم ورب کلیم، قیس ولیلیٰ، نبی وعلی، سب خدا ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان اشعار سے تو ہندؤوں کے اوتار والا معاملہ نظر آتا ہے جس طرح ان کے یہاں بھی خدا رام کے روپ میں اجودھیا میں جلوہ گر ہوتا ہے تو کبھی برج میں گوپیوں کے درمیان محو رقص وسرور نظر آتا ہے بلکہ ان کے اشعار سے تو ہندؤوں کے عقیدے ارواح تناسخ یا آواگون کا یہی خیال آتا ہے۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت جسے ہم جسم، شکل وصورت، موت وحیات اور زمان ومکان سے پاک مانتے ہیں، حقیقت میں پاک نہیں ہے وہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں اور ایک قالب سے دوسرے قالب میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور معاذ اللہ کسی بہروپیا کی طرح مختلف روپ بدلتا رہتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ سب اسلام کے مسلمات اور معتقدات کے بالکل منافی ہے۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ اس مسئلہ میں فیصلہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔ کیا زید نے ان اشعار میں جو نظریات قلمبند کئے ہیں وہ واقعی غلط ہے تو پھر زید کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: شیخ محی الدین فاروقی (علیگ) وکیلان امروہہ، مرادآباد (یوپی) / یکم ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب:

الحمد لله و كفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ لا سیما سیدنا المصطفیٰ وآله نجوم الاهتداء وصحبه مصابیح الدجی وعلماء امته سراج الآخرة والدنیا۔

عقیدۂ جماہیر اہلسنت یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ واحد ہے، نہ عدد سے خالق ہے نہ علّت سے فعال ہے، نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے۔ حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ وقدرت وعلم وغیرہا، تمام صفات کمال سے ازلاً وابداً موصوف اور تمام شیون وشین وعیب سے اولاً وآخراً بری، ذات پاک اس کی ند وضد، شبیہ ومثل، کیف وکم، شکل وجسم وجہت ومکان وامد زمان سے منزہ اور جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت ذوات سے مبرا، اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا، تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست، کل شیٔ ھالك الا وجهه۔

[سورۂ قصص آیت۔۸۸]

وجود واحد۔ موجود واحد۔ باقی سب اعتبارات ہیں، ذراتِ اکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من وتو کو موجود و کائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے اگر اس نسبت و پرتو سے قطع نظر کی جائے تو عالم ایک خواب پریشان کا نام رہ جائے، موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول وعینیت اوج وحدت سے حضیض اثنینیت میں اتر آئے۔ ھو، ولا موجود الا ھو۔آیت کریمہ ''سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون''

[سورہ یونس۔آیت۔۱۸]

جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے اسی طرح اشتراک فی الوجود کی نفی کرتی ہے۔

[اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والآل والاصحاب، ماخوذ از فتاوی رضویہ مترجم جلد ۲۹ رص ۳۴۱، برکات رضا پور بندر گجرات]

ان کلمات طیبات میں چند جواہر زواہر وحدۃ الوجود کے بھی آگئے جو خلاصۂ تحقیق وتدقیق ہیں، حضرات صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے کلمات کو جو سمجھنے کا اہل نہیں اسے اس قدر پر قناعت لازم اور تفصیل کی ہوس حرام بدکام ضلالت انجام ہے۔ اسی لئے علمائے کرام نے نااہل کو کتب صوفیہ کا مطالعہ حرام بتایا بلکہ خود صوفیہ کرام نے ممانعت فرمائی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی رعایۃ الانصاف والاعتدال میں فرماتے ہیں:

''ومختار الشیخ جلال الدین سیوطی کہ از علمائے متأخرین حدیث است درشان شیخ آنست کے اعتقاد ولایۃ وتحریم النظر فی کتبہ''۔

[رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیۃ من ارباب الحال علی ھامش اخبار الاخیار: از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص۸۶، مطبع مجتبائی دھلی]

اسی میں ہے:

''وتحریم النظر در کتب ایشاں است کہ گوید ونحن قوم یحرم النظر فی کتبنا الا

لمن-الخ"

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیةمن ارباب الحال برهامش اخبار الاخیار:از شیخ عبد الحق محدث دهلوی ص۸٦،مطبع مجتبائی دهلی]

اسی میں ہے:

"شیخ ذکرہ اللہ بالخیرمی فرمود کہ دریں کتب و مانند ایں کتاب زہد ہا ہست شکر اندوداء واصحاب اینہا محفوظ باشند ودر مبہمات آن خوض نکرد"

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیةمن ارباب الحال برهامش اخبار الاخیار:از شیخ عبد الحق محدث دهلوی ص۸٦،مطبع مجتبائی دهلی]

یہی شیخ محقق اصول الطریقہ لکشف الحقیقۃ میں فرماتے ہیں:

"فائدہ دیگراست متعلق بمطالعہ کتب ایں قوم از توسعہ درنظر مصنفات ایشاں بے تمیز و تفصیل واللہ مقول الحق ویہدی السبیل"۔

[اصول الطریقة لکشف الحقیقة برهامش اخبارالاخیاراز شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص۲۱،۲۲ ، مطبع مجتبائی دهلی]

اسی میں سیدی احمد زروق سے ناقل:

"حذر الناشرون من بلیس ابلیس ابن الجوز و فتوحات الحاتمی بل کل کتبه اوجلها و کابن سبعین ابن الغارض ومن یحذو حذوهم ومن مواضع من الاحیاء للغزالی جلها فی المهلکان منه والنفخ والتوبة له والمصئون من غر اهله و معراج السالکین والمنقذ ومواضع من قوت القلوب لابی طالب المکی و کتاب السهروردی و نحوهم فلزم الحذر من موارد الخلط والا هلك الناظر فیه باعتراض علیٰ اهله او اخذ الشی علیٰ غیر وجه فافهم—ملتقطا"۔

[اصول الطریقة لکشف الحقیقة برهامش اخبارالاخیاراز شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص۲۲،مطبع مجتبائی دهلی]

یہی گروہ صوفیہ اپنی کتابوں کے مطالعہ کے لئے اہلیت سے پہلے شرط کرتا ہے کہ آدمی کا عقیدہ مذہب اہل سنت پر مستحکم ہو یوں کہ اصلاً کسی عقیدۂ اہلسنت پر تردد نہ ہو ورنہ ان کی کتابوں کا مطالعہ سخت آفت ایمان ہے، اسی اصول الطریقہ میں سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ سے ہے:

''می فرمودند اول باید کے عقلا قلب بمذہب اہلسنت و جماعت محکم شدہ باشد وتردد وتذبذب در انجان نماندہ بعد ازاں اگر از کتب قوم محفوظ شوند، مستفید گردند، بسلامت اقرب است والا آنکہ ہنوز اعتقاد شریعت درست نا کردہ وعقد اسلام محکم نا شدہ ہم از اول در مبہمات و موہمات و مشکلات ایں قوم خوض کنند محل آفت است۔۔۔۔اھ''

[اصول الطریقة لکشف الحقیقة برهامش اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۲۳، مطبع مجتبائی دهلی]

اس ارشاد ہدایت بنیاد کا صریح مفاد یہ ہے کہ مذہب اہلسنت ہی مدار کار و اصل ارشاد ہے اور اسے چھوڑ کر صوفیہ کے ان کلمات کی طرف عدول جو بہ نظر عقیدۂ اہلسنت کے خلاف ہوں، عین ضلال و اصل فساد ہے۔

ارشاد مذکور حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہٗ سے خوب مترشح کہ ارباب احوال کا جو قول ظاہر شرع کے خلاف ہوا گرچہ اس میں توقف وتسلیم مراد قائل وعدم انکار کا حکم ہے مگر اس کا ظاہر کہ خلاف شرع ہے، لائق اتباع نہیں، تصریح لیجئے۔ حضرت شیخ ممدوح محقق دہلوی قدس سرہٗ القوی اسی رسالہ رعایۃ الانصاف میں فرماتے ہیں:

''از واضح واضحات واجلی بدیہیات است کہ طریق قدیم ومنہج مستقیم اعتقادا وعملا طریقہ سلف صالح است کہ موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ است و ہر چہ نہ موافق کتب وسنت باشد باطل از حلیہ قبول عاطل است وبعضے مشائخ از ارباب احوال نیز ہر کہ بحیث طفح ومسکر وغلبۂ حال نہ بریں منوال مقام آورد مستحق اقتداء ومحل اتباع نیست فالحق احق ان یتبع و ماذا ابعد الحق الاالضلال -اھ''۔

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیة من ارباب الحال برهامش اخبار الاخیار: از شیخ

عبدالحق محدث دهلوی ص۸۳،مطبع مجتبائی دهلی]

اسی میں قواعد الطریقہ سیدی احمد زروق سے ہے:

''مبنی العلم علیٰ البحث والتحقیق و بنی الحال علیٰ التسلیم والتصدیق واذا تکلم العارف من حیث العلم نظر فی قوله باصله من الکتاب والسنة وآثار السلف لان العلم معتبر باصله واذا تکلم من حیث الحال سلم له ذوقه اذ لا یوصل الیه الا بمثله فهو معتبر بوجدانه فی العلم به مستند لامانة صاحبه ثم لا یقتدی به لعدم عموم حکمه الا فی حق مثله''۔

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیةمن ارباب الحال، برهامش اخبار الاخیار:از شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص۸۵،مطبع مجتبائی دهلی]

نیز اسی میں انہی ممدوح مذکور سے وہ منقول جو مذکور بالا سے سخت تر ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''یعتبر الفرح باصله و قاعدته فان وافق قبل والا رد علی مدعیه او اول علیه او سلم له ان حبت مرتبه علیٰ دیانته ثم هو غیر قادح فی الاصل لان فساد الفاسد الیه یعود و لا یقدح فی صلاح الصالح شیئا فغلاة المتصوفة کاهل الاهواء من الاصولیین و کالمطعون علیهم من المتفقهین یرد قولهم و یجتنب فعلهم ولا یترك المذهب الحق الثابت المستقیم بنسبتهم له و ظهورهم فیه''۔

[رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیةمن ارباب الحال برهامش اخبار الاخیار:از شیخ عبد الحق محدث دهلوی ص۸۵،مطبع مجتبائی دهلی]

وحدۃ الوجود میں جو سخن مجمل سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز سے نقل ہوئے وہی قول فیصل ہے اور تفصیل اس کی سخت مبہم وموہوم ومشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ صوفیہ خود اسے ہر کس وناکس سے بیان نہیں کرتے، اور اس کی اشاعت سے منع فرماتے ہیں اور عوام تو عوام، علماء ظاہر بلکہ ان صوفیہ کو بھی (جنہوں نے راہ سلوک ہنوز طے نہ کیا ہو) اس کے فہم کا اہل نہیں سمجھتے، چنانچہ حاجی صوفی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکہ دریں جا تصدیق قلبی وتیقن وکف لسان واجب است چراکہ اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق دارد واسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد، آنجا تصدیق باقرار ضرور است، ایجا تصدیق باید، سوائے آں دراستداایں مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر کہ از اصطلاح عرفاء جاری اند قوت درک آں نمی دارد چہ علماء بلکہ صوفیا ئیکہ ہنوز سلوک خود تمام خاکردہ باشند واز حکام نفس گزشتہ مرتبہ قلب فارسیدہ قصر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہ ہا افتادہ اند کما شہدنا ہم نعوذ باللہ''۔

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۱۹، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان]

عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیہ کے موہمات ومشکلات میں اسی غلو کا نتیجہ ہے اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا ثمرہ ہے اور اسے صوفیہ صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے، وہ صاف صاف ،اتحاد خالق ومخلوق کے عقیدہ کو الحاد وزندقہ بتارہے ہیں۔

یہی شاہ امداداللہ مہاجر مکی رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''بدانکہ درعبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد وغیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق است اندیں عقیدہ کہ در عابد ومعبود وساجد ومسجود ہیچ گونہ فرق نمی ماندوایں غیر واقع است''

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۲، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان]

بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاحیہ ہے جو غیریت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی ہے اور اس کا مرجع ومآل وہی وحدت وجود و وحدت موجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات و ظلال وعکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث وفنا وتغیر وزوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم و باقی ،حدوث وفنا سے منزہ تغیر وتبدیل سے مبرا، لہٰذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد وزندقہ ہے بلکہ ان ظلال میں سے ایک کے مرتبہ کا دوسرے کے مرتبہ پر اطلاق بھی الحاد وزندقہ ہے۔

اسی رسالہ وحدۃ الوجود میں ہے:

''در عبد و رب عینیت و غیریت ہر دو ثابت و متحقق است آں بوجہے وایں بوجہے اگر چہ در بادی النظر اجتماع ضدین محال می نماید''۔

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان]

اسی میں ہے:

''کسانیکہ بجر دخوض در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ افتادہ انداز ناداستن مسئلہ عینیت و غیریت بودہ است''

[رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان]

''الروض المجود'' مصنفہ علامہ فضل حق خیر آبادی میں ہے:

''فاحکام التعینات بما ھی تعینات لا تسری الی الحقیقة المطلقة بما ھی ھی ولا احکامھابما ھی ھی تسری الی التعینات ولا حکم تعین یسری الیٰ تعین آخر فلا یجوز ان یسند الی الحقیقة الحقة المطلقة ما یستند الی التعینات من الامکان والبطلان والمذلة والھوان والخسار والافتقار والخساسة والنجاسة والجوھریة والعرضیة والکسافة والجسمیة واللذة والألم والحدوث والعدم والجزئیة والتألیف والعبودیة والتکلیف والتقوی والثواب والطغوی والعقاب الی غیر ذلك لان تلك الحقیقة الحقةواجبة فلا تبطل وعزیزة فلا تذل وکاملة فلا تخسر وغنیة فلا تفتقر، کما لا یجوز ان یسند الی التعین بما ھو تعین ما یسند الی الحقیقة المطلقة بما ھی ھی من الاطلاق والوجوب والقدم والکمال والجمال والعزة والجلال والقھر والسلطان وکمالا یصح ان یسند الی تعین ما یستند الی تعین آخر ولکل من مراتب الاطلاق والتعین اسم یخص بھا واحکام مرتبة علیھا وآثار مستندة الیھا، فاطلاق اسم مرتبة الاطلاق علی مرتبة من مراتب التعین واطلاق اسم مرتبة من مراتب التعین علی مرتبة الاطلاق او مرتبة اخریٰ من مراتب التعین زندقة

والحاد–ملتقطا"۔

[الروض المجود الفصل الاول ص۱۸-۱۹، مطبع مفید الاسلام حیدر آباد دکن]

بالجملہ: وجود واحد مطلق ہے اور عالم میں جو کچھ ہے وہ اسی کے تعینات واعتبارات ومظاہر ہیں اور وہ تمام اپنے ثبوت وبقا میں اسی وجود مطلق کے محتاج اور وہ کسی کا محتاج نہیں، ان اللہ غنی عن العٰلمین وحدۃ الوجود حق وصادق ہے اور مراتب وجود میں فرق وامتیاز ایمان ہے اور خلط مراتب زندقہ و کفر مبین وخسران ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں:

وجود واحد در مراتب وجوب وامکان وقدیم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر ظاہر است لیکن ہر مظہر حکم جدا دارد، فرق در احکام مظاہر ضرور است مومن را حکم بہ نجات است وکافر را حکم بقتل واسر، وعلیٰ ہٰذا القیاس در جمیع صفات متضادہ چنانچہ گفتہ اند ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نہ کنی زندیقے

[فتاویٰ عزیزی ج۱ ص۵۰، ۵۱ مکتوبات درباب توحید وجودی وشہودی، مطبع مجتبائی دہلی]

شاعر بے شعور کے اشعار ملاحظہ ہوئے اشعار مذکورہ ضرور حلول واتحاد وعینیت میں صریح ہیں اور اس کا حکم خود کلمات صوفیہ (کہ نقل ہوئے) سے ظاہر ہے اور وہ یہ کہ یہ اقوال کفریہ ہیں اور قائل ملحد و زندیق اور اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ، شب ۲/ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

لفظ میاں کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے لیے جائز نہیں

مسئلہ: ۷۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

میاں لفظ کیسا ہے؟ اللہ میاں بولنا یا لکھنا از روئے شریعت کیا حکم رکھتا ہے؟ معتبر کتب سے حوالہ

کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔احسان وکرم ہوگا۔فقط۔والسلام۔
المستفتی: ماسٹر محمد شوکت فہمی چمکا پارہ، پوسٹ کیسری ویل، رام گانگ پوری (بہار)

الجواب

لفظ میاں چھوٹے کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اور بعض قوموں کو بھی میاں کہا جاتا ہے۔لہٰذا اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز نہیں۔وہوتعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ، ۲۷/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔لفظ میاں کے معنیٰ شوہر کے آتے ہیں، اس لئے میاں بیوی کہتے ہیں اور ایک معنیٰ دیوث کے ہیں، یہ دونوں معنیٰ باری تعالیٰ کے لئے محال ہے، اس لفظ کا اطلاق باری تعالیٰ کے لئے جائز نہیں۔والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

خدا کو ظالم کہنا جائز نہیں، قرآن کریم میں تضاد نہیں

مسئلہ: ۷۷ تا ۷۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک ٹیچر ہیں جو میرے ساتھ پڑھاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قرآن مجید ایشور کا کلام نہیں ہوسکتا اور ستارتھ پرکاش (دیانند جی کی کتب) سے مندرجہ ذیل دو اعتراض دکھائے جن کا میں تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ان کا صحیح جواب عنایت فرماویں تاکہ میں ان کو مطمئن کرسکوں۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ وحاشیہ بھی پڑھا، کوئی جواب اس سے بھی سمجھ میں نہیں آیا۔

(۱) قرآن مجید میں جگہ جگہ ہے کافروں کو سزائے جہنم ہے۔دوسری جگہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کردی ہے، تو اس میں کافروں کا کیا قصور ہے؟ ایشور ظالم ٹھہرتا ہے؟

(۲) جنگ بدر کے قصہ میں دوسرے پارے میں ہے کہ ہر ایک گروہ کو دوسرے کی تعداد دوگنی دکھائی دی اور دسویں پارے میں ہے کہ ہر ایک کو دوسرے کی تعداد کم دکھائی دی، کیا ایسا متعارض کلام خدا کا ہوسکتا

ہے، یہ بناوٹی کتاب ہے۔

المستفتی: احقر محمد عثمان کالاڈھونگی/ ۵رنومبر۱۹۶۱ء

الجواب

(۱) یہ آپ کے ٹیچر صاحب کا خبط ہے کہ خدائے قدوس کو ظالم گردان رہے ہیں، خدا ظلم سے اور ہر عیب، ہر نقص سے پاک ہے، وہ سب کا مالک ہے اور سب اس کی ملک، تو اس کا ظالم ہونا ہرگز متصور نہیں کہ ظالم تو وہ ہوتا ہے جو دوسرے کی ملک میں بے اجازت مالکانہ تصرف کرے اور یہیں سے یہ سوال کہ وہ عذاب کیوں فرماتا ہے، منقطع، کہ جب وہ کل کا مالک ہے تو وہ جس طرح چاہے اپنی ملک میں تصرف فرمائے، اس پر اعتراض نہیں اور بندوں پر ان کی گمراہی و بے دینی کے سبب اعتراض ہے، اور بندے مجبوری محض کا عذر نہیں کر سکتے کہ ہر انسان خود اپنے اور پتھر کے درمیان فرق ظاہر محسوس کرتا ہے تو قطعاً یہ سمجھتا ہے کہ خدائے برتر نے مجھے ایک گونہ اختیار عطا فرمایا ہے جو پتھر وغیرہ مخلوقات کو نہ دیا اور اسی اختیار کو تمام حکّامِ دنیا مجرم کی دنیوی سزا کا موجب جانتے ہیں حالانکہ تمام اہل ادیان یہ بھی مانتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے اور جو ہوگا سب ازل میں مقدر ہے اور اس کے خلاف نہیں ہو سکتا باجود اس کے کوئی شخص احکامِ دنیا میں کسی مجرم کو مجبور نہیں سمجھتا بلکہ سزا کا مستحق جانتا ہے تو وہی اختیار مدار کار ہے ولہٰذا ناسمجھ، بچے، پاگل جانور کو سزا نہیں دیتے۔ بلاتشبیہ اسی اختیار پر خدا نے جزا و سزا کو آخرت میں رکھتا ہے اور جو خدا پر معترض ہے اس نے قضا کو بھی نہ جانا، خدا کے کلام کو کیا پہچانے گا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) تعداد کا کم دکھائی دینا جنگ سے پہلے تھا تا کہ ایک دوسرے پر دونوں فریق جری ہوں اور تعداد کا زیادہ دکھائی دینا دوران جنگ تھا تو تعارض نہیں اور یہ بات خود آل عمران کی آیت کریمہ سے ظاہر ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾

[آل عمران:۱۳]

یعنی بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے، ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھا اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے، بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہٗ، ۱۱رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

عقائد
متعلقہ
نبوت ورسالت

دلیل عقلی قطعی سے جملہ انبیائے کرام کی عصمت ثابت ہے

مسئلہ-۷۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے اور میلاد بھی پڑھتا ہے نکاح بھی پڑھاتا ہے اور مقدمہ بھی لڑتا ہے اور برابر لڑ رہا ہے وعظ بھی بیان کرتا ہے بروز عید، عیدگاہ میں قبل نماز دوگانہ اپنی تقریر میں اس نے مجمع کے سامنے بیان کیا کہ اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے محبوب ہم نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ایسے شخص کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط۔

سید محمد ارشاد علی رضوی، پیش امام گردھر پور

الجواب

فی الواقع اگر شخص مذکور نے یہ جملہ از خود کہا، کسی حدیث یا آیت کے ترجمہ میں جو اللہ ورسول سے حکایت کے طور پر ہو، نہ کہا تو وہ بہت سخت حکم کا مستوجب ہے۔ اسے احتیاطاً چاہیے کہ توبہ وتجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ اور اسلم واحوط ترجمہ آیت کریمہ یغفرلك الله، الآیة کا یہ ہے ''کہ تمہارے سبب سے اللہ بخش دے'' کما فی الترجمة الرضوية۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ ۱۹؍شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مجسم ہیں انھیں

اپنے جیسا بشر ماننے والا بے ادب گستاخ بے دین ہے

مسئلہ-۸۰

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کا عقیدہ ہے کہ حضور نور مجسم ہیں۔ نیز بشر سے خارج ہیں گو کہ قرآن کی شہادت پائی جاتی ہے تو حضور کو نور مجسم ماننا اور بشر سے خالی عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ کتب احادیث وقرآن پاک نیز فقہ کے حوالے سے مدلل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں نوازش وکرم ہوگا۔

سید یونس صاحب سکریٹری مدرسہ قرآنیہ ضلع دمکا بہار

الجواب

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم ہیں قرآن نے انہیں نور فرمایا اور بیشک آپ بشر ہیں مگر ایسے کہ کوئی بشر ان جیسا نہیں جو ان کی بشریت کا منکر ہو وہ کافر ہے اور جو انہیں اپنے جیسا بشر مانے وہ بے ادب گستاخ بے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۱۵؍ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

یا محمد کہہ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا منع ہے

مسئلہ-۸۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
نام نامی اسم گرامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ندا یعنی یا محمد کہنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے بریلی سے شائع ہونے والا رسالہ ''نوری کرن'' میں پڑھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو ندا کے ساتھ پکارنا جائز نہیں؟ کہ پروردگار عالم نے قرآن شریف میں کہیں بھی حضور کو نام لے کر نہیں پکارا۔ اس

لیئے یارسول اللہ، یانبی اللہ کہہ کر پکارنا چاہیے (میرے پاس رسالہ موجود نہیں ہے ورنہ حوالہ بھی دیتا)۔
جبکہ امام بخاری ادب میں اور امام ابن نسائی "عمل الیوم واللیلة" میں راوی کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سوج گیا تو ان سے کہا گیا آپ کے نزدیک جو محبوب تر ہو اسے یاد فرمائیں بس انہوں نے حضور کو یاد فرمایا یا محمداہ کا نعرہ لگایا پاؤں اچھا ہو گیا۔ (اصلاح بہشتی زیور ص: ۲۲۰ تا ۲۲۴) برائے کرم صحیح مسئلہ سے واقف کرانے کے مہربانی کریں۔

الجواب

صحیح یہی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام نامی سے پکارنا منع ہے قرآن عظیم فرماتا ہے: ﴿لا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضاًo﴾ [سورۂ نور-آیت-۶۳]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا ایسا نہ بنا دو جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔
صحابۂ کرام سے مروی ہوا کہ ہم یا محمد کہتے تھے یہ آیت اتری تو ہم یا رسول اللہ کہنے لگے اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ روایت میں جہاں یا محمد وارد ہے وہاں یا رسول اللہ کہا جائے یہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
زیر آیت کریمہ مذکورہ صاوی میں ہے: أی نداء ہ بمعنی لا تنادوہ باسمه فتقولوا یا محمد ولا بکنیته فتقولوا یا أبالقاسم بل نادوہ و خاطبوہ بالتعظیم والتکریم والتوقیر بأن تقولوا یا رسول الله یا امام المرسلین یا رسول رب العالمین-یا خاتم النبیین وغیر ذلك واستفید من الآیة أنه لا یجوز نداء النبی بغیر مایفید التعظیم لا فی حیاته ولا بعد وفاته فبهٰذا یعلم أن من استخف بجنابه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فهو کافر ملعون فی الدنیا والاٰخرة۔

[حاشیة الصاوی، ج۳، ص ٥٤، تحت سورۂ نور، مطبع دار الکتب العلمیه، بیروت]

کتبہ فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یہی حق و صحیح ہے

مسئلہ-۸۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ھٰذا میں کہ:

زید کہتا ہے کہ ولی کو نبی پر فضیلت قرآن عظیم سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت حاصل ہے جبکہ زید حضرت خضر کو ولی حضرت موسیٰ کو نبی مانتا ہے بکر کہتا ہے کہ ولی کو نبی پر ہرگز فضیلت حاصل نہیں "فتاویٰ رضویہ" جلد ششم میں ہے غیر نبی را بر نبی تفضیل کفر است الخ اسی طرح بہار شریعت میں ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ولی کو نبی پر فضیلت دینے والا زید عند الشرع کیسا ہے؟ اور اس کے لیے کیا حکم ہے تجدید ایمان وتجدید نکاح اور توبہ اس پر واجب ہوئی یا نہیں؟ واضح ہو کہ زید کو بکر نے اعلیٰحضرت قدس سرہ کی عبارت جلد ششم فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۱ پر بھی دکھایا لیکن زید اس کے ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ علماء کی تصریح کے بعد ہی جو حکم عائد ہوگا اسپر عمل کروں گا۔

مستفتی: محمد حبیب الرحمٰن حبیبی ۵۵ر فیل خانہ اشمالین ہاوڑہ بنگال

الجواب

حق وصحیح اور محققین کے نزدیک معتمد ومرجح یہی ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام نبی ہیں زید پر اسی مذہب کی پیروی اور اسی پر اعتماد لازم اور قول مرجوح کو اختیار کرنا ناجائز۔ درمختار میں ہے: "الفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع"

[الدر المختار، ج۱، ص۱۷۶، ۱۷۷، المقدمہ، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور اس مرجوح قول سے نبی پر ولی کی فضیلت کی بنا رکھنا بناء فساد علی الفاسد ہے اور عقیدۂ ضروریہ دینیہ جو تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کا انکار ہے جو لوگ خضر علیہ السلام کو ولی کہتے ہیں وہ بھی اس کے قائل نہیں کہ غیر نبی نبی سے افضل ہے بلکہ افضل کلی انبیا کے لیے مانتے ہیں اور فضیلت جزئیہ اس کی منافی اور مزاحم نہیں زید پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان وغیرہ بھی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۸ر صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

صح الجواب۔ قال الامام فخر الملة والدين رحمه الله تعالىٰ فى تفسيره "يجوز ان يكون غير النبى فوق النبى فى علوم لا تتوقف نبوته عليها"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[التفسیر الکبیر ج۔۲۱، ۲۲، ص۱۲۷، تحت سورۃ الکہف، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

صرف انبیاء شہید کیے گئے رسل نہیں

مسئلہ-۸۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
یہاں پر ایک جماعت کہتی ہے کہ انبیا اور رسل دونوں شہید ہوئے ہیں اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ صرف انبیا شہید ہوئے ہیں حق پر کون ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا فقط۔

مستفتی: محمد رفیق عالم رضوی، خطیب مسجد کوٹھی محلہ ہبلی

الجواب

دوسری جماعت کا قول صحیح ہے قال تعالیٰ: ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ﴾

[سورۂ مجادلہ-آیت-۲۱]

یعنی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادیا کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔
ظاہر ہے آیت کریمہ حجت اور شمشیر دونوں سے غلبہ کو شامل ہے اور رسولوں کا مقتول ہونا اس ظاہر کے منافی ہے اور جب تک ظاہر کو مراد لینا متعذر نہ ہو ظاہر کو مراد لیں گے اور بلا دلیل قوی ظاہر سے عدول جائز نہیں اور یہاں بات یہی ہے کہ ظاہر سے عدول کی کوئی دلیل صادق نہیں۔
رہی یہ بات کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہوا: ﴿اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ﴾ [سورۂ بقرہ-آیت-۸۷]
یعنی، تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں۔ تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔ [کنزالایمان]
تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اس آیت کریمہ میں رسول سے مراد اس کا وہ معنی ہے جو انبیاء کو بھی شامل ہے اسی لئے سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں ترجمہ میں (انبیاء) کا

اضافہ فرمایا اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ مؤخر الذکر کا مخاطب یہودی ہیں اور یہودی حضرت موسیٰ کے زمانے سے ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جو انبیاء آئے وہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ وعلیہم السلام کے سوا سب کے سب صاحب شریعت جدیدہ نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عامل تھے چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد

ہے: ﴿وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ﴾ [سورۂ بقرہ-آیت-۸۷]

یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد رسولوں کو اس کا تابع کیا "صاوی" میں ہے: "بأن مراد التبع فی العمل بالتوراة فكل الانبياء الذين بين موسىٰ و عيسىٰ يعملون بالتوراة بوَحِيِّ من الله لا تقليدا لموسىٰ۔

[حاشية الصاوی جلد اول ص ۵۹، تحت سورة البقرة آية ۸۷، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت]

"خازن" میں اس کے تحت ہے "يعني رسولا بعد رسول و كانت الرسل بعد موسىٰ الى زمن عيسىٰ عليهم السلام متواترة يظهر بعضهم فی أثر بعض والشريعة واحدة -الخ"

[تفسير الخازن، ج۱، ص۵۹، تحت سورة البقرة آية ۸۷، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت]

خلاصہ دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک انبیائے کرام پے در پے آئے ایک کے بعد دوسرے تشریف لاتے رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے تک سب کی شریعت ایک تھی تو وہ حضرات صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوئے اور جس کی طرف وحی آئے اور وہ صاحب شرع جدیدہ نہ ہو بلکہ اگلے نبی کی شریعت کا تابع ہو وہ نبی ہے رسول نہیں اسی لیے صاوی میں "فكل الأنبياء- الخ" فرما کر رسل سے انبیاء مراد ہونا ظاہر فرما دیا اور اسی لیے علامہ امام خازن نے دوسری جگہ سورۂ آل عمران کی آیت ﴿قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِي-الآية﴾

[آل عمران-آیت-۱۸۳]

کے تحت "فلم قتلتموهم" میں ضمیر کا مرجع انبیاء بتا کر صاف صریح فرما دی کہ حقیقۃً قتل انبیاء علیہم السلام واقع ہوا۔ "عنی فلم قتلتم الانبياء الذين أوتوا بنا طلبتم منهم مثل زكريا و يحيىٰ و سائر من قتلوا من الانبياء"۔

[تفسیر الخازن، ج۱، ص۳۲۸، تحت سورة آل عمران آية۱۸۳، مطبع دار الکتب العلمية، بيروت]

نیز اسی خازن میں ہے: ''یروی أن الیهود قتلت سبعین نبیا فی اول النهار قامت الی سوق بقلها فی آخره وقتلوا زکریاویحییٰ و شعیا وغیرهم من الأنبیاء''۔

[تفسیر الخازن، ج۱، ص۵۰، تحت سورة البقرة آية۶۱، مطبع دار الکتب العلمية، بيروت]

یہاں سے صاف ظاہر کہ حقیقۃً قتل کا معاملہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوا اور وہی قتل سے شہید ہوئے رہا اگر قتل سے مباشرت اسباب وجد وجہد وعزم قتل مراد ہوتو آیت عام ہے مگر بالفعل قتل، انبیاء علیہم السلام پر واقع ہوا اور اس امر کا سب سے بڑا شاہد قرآن کریم کا ارشاد ہے: ﴿وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ-الآية﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم [سورۂ آل عمران-آیت-۲۱]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴؍جمادی الآخرہ ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

اللہ کے رسول پر صلوٰۃ وسلام عین ذکر الٰہی ہے

مسئله-۸۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دور حاضر میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ بعد نماز جمعہ مسجد میں یا وعظ کے بعد یا میلاد شریف کے موقع پر یا قرآن خوانی کے بعد صلاۃ وسلام حالت قیام میں پیش کرتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ودرست ہے؟ یہ حکم درود وسلام حضور ہی کے زمانہ میں نازل ہوا تھا تو کیا صحابۂ کرام نے آپ کے زمانۂ حاضر میں کیا؟ حالت قیام میں سلام پیش کیا؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد اس عمل کو اپنایا، جو عمل آج کل ہو رہا ہے؟ کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو اپنایا؟ اگر ہے تو مدلل ثبوت وحوالہ جات کے ساتھ تحریر فرما کر ہماری رہنمائی فرمایئے گا عین نوازش ہوگی۔ اور ثبوت کے پیش

کرنے کے بعد ان حضرات کا سلام پڑھنے کا طریقۂ کار کیسا تھا اور ہم مسلمانوں کو کس طرح سلام بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنا ہے درج فرمائیں۔

مستفتی: سید عباس، کرناٹک

الجواب

بلا شبہ جائز و مستحسن ہے کہ اللہ کے رسول پر صلاۃ وسلام عین ذکر الٰہی ہے حدیث میں ہے:

"جعلتك ذكراً من ذكري فمن ذكرك ذكرني"

[كتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ، الفصل الاول فيما جاء من ذالك مجئ المدح، ج۱، ص۲٤ ، المكتبة العصرية بيروت]

یعنی میں نے تیری یاد کو اپنی یاد کیا تو جس نے تجھے یاد کیا اس نے مجھے یاد کیا۔

اور ذکر کے لئے یوں ہمیں اختیار دیا کہ ﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِكُمْ﴾ [سورۂ نساء-آیت-۱۰۳]

اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر تو بحالت قیام صلاۃ وسلام عین حکم الٰہی کی تعمیل ہے اور صلاۃ وسلام کے لیے شرع میں کوئی وقت مخصوص نہیں تو بعد نماز یا بعد وعظ یا کسی وقت میں ممانعت کا دعویٰ نئی شریعت گڑھنا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷ر رمضان المبارک

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

صلوٰۃ وسلام سے ممانعت اللہ ورسول کی مخالفت ہے

مسئلہ-۸۵تا۸۶

گرامی قدر حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں:

(۱) آج کل آئے دن معترضین ان باتوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ کیا دور صحابہ یا غوث وخواجہ و دیگر مشہور ومعروف اولیائے کرام نے کبھی کسی وقت بحالت قیام بعد نماز جمعہ یا دیگر وعظ وغیرہ اوقات پر صلوٰۃ وسلام پڑھا؟ یا پڑھنے کا حکم فرمایا؟ جبکہ صحابۂ کرام کا عشق عام مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ تھا گویا اس طرح صلاۃ وسلام پڑھنے والوں کو روکا جاتا ہے لہٰذا دور صحابہ یا دور غوث وخواجہ وائمہ مجتہدین میں اس کا ثبوت ہو تو مع حوالہ کے ہماری اصلاح فرمائیں۔

(۲) قبل اذان آج بعض مقامات پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وصلاۃ وسلام پڑھا جاتا ہے بعد درود اذان پڑھی جاتی ہے گویا پنج وقتہ یہی ہوتا ہے معترضین اس کو اذان میں اضافہ اور بدعت قرار دیتے ہیں اور اس کے لیے بھی وہی اعتراض کہ زمانۂ صحابہ وائمہ مجتہدین میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی تو پھر یہ زیادتی کیوں؟ اور کچھ مقامات پر فرض نماز سے امام کے سلام پھیرتے ہی سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا تین مرتبہ نذرانہ پیش کیا جاتا ہے بعدہ امام دعا کرتا ہے۔ بعد نماز جنازہ فاتحہ کا اور بعد نماز پنج وقتہ کے دعائے ثانی یا فاتحہ کا، زمانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت چاہیئے گویا اس طرح درج بالا باتوں کا حوالہ قرآن وحدیث و دور صحابہ وائمہ مجتہدین سے تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرما کر راہ راست پر گامزن فرما کر ممنون فرمائیں۔

مستفتی: محمد ابراھیم کیراف محمد آدم جی جاماٹا روڈ چھتر پر بودھاس اندھیری ممبئی

الجواب

(۱،۲) اللہ عزوجل نے صلاۃ وسلام کا حکم مطلق دیا ہے قال تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [سورۂ احزاب آیت-۵۶]

یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔ [کنز الایمان]

آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلاۃ وسلام کے لیے کوئی وقت مخصوص نہ فرمایا تو جس وقت میں صلاۃ وسلام پڑھا جائے حکم خداوندی کے عین مطابق ہوگا۔ اور اس سے ممانعت اللہ

عزوجل اور رسول اللہ علیہ السلام سے مخالفت ہے قال تعالیٰ: ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى-الآية﴾ [سورۂ نسا آیت-۱۱۵]

اور کسی شئی کی حرمت کا یہ معیار ٹھہرانا کہ دور صحابہ وغیرہم میں نہ ہوا، غلط و باطل ہے کہ شرعاً حرام وہ ہے جسے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممنوع فرمایا ہو اور جسے اللہ تعالیٰ و رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے ممنوع نہ فرمایا اسے حرام بتانا خود حرام ہے پھر اس معیار مزعوم سے یہ لازم آتا ہے کہ صحابہ وغیرہم کے زمانہ میں جتنی بھی بدعات و منکرات ہوئی ہوں وہ سب جائز ٹھہریں اور اس امر کا علم کیونکر ہوا کہ صحابہ وغیرہ کے دور میں صلاۃ وسلام قبل اذان و بعد نماز نہیں ہوتا تھا اور جب صراحۃً اس کی نفی معلوم نہیں تو محض رجماً بالغیب یہ کہہ دینا کہ صحابہ وغیرہم کے زمانہ میں یہ کام نہ تھا محض اٹکل سے حکم لگانا ہے۔ بالجملہ یہ معیار مزعوم نا قابل عمل ہے اور صلاۃ وسلام مطلقا جائز و مستحسن ہے اور اس سے ممانعت وہابیہ کا کام ہے اور دعا وفاتحہ بعد نماز جنازہ بھی جائز وخوب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت تمام اگلی شریعتوں کی ناسخ اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے

مسئلہ-۸۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

اس شعر پر جناب سے عرض ہے کہ ہمارے نبی کے آنے سے پہلے نہ جانے کتنے تارے یا نبی دنیا میں آئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے۔ مذکورہ بالا شعر کو تو ہم لوگوں نے اپنے قلم سے لکھ کر چھپوایا ہے۔ لہٰذا آپ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دریا یا تالاب پر لے جایا گیا

تھا؟ کہ حضور کو پانی میں ڈوبے نہ ڈوبا سے تعبیر کیا۔ ہماری بستی میں کچھ کم علم ہیں جو یہ شعر پڑھا کرتے ہیں میں نے ان سے بار بار کہا کہ اسے نہ پڑھا کریں اس لئے کہ اس شعر میں جو "ڈوبنے" کا لفظ ہے اس سے سرکار ابد قرار علیہ السلام کی شان میں توہین ہوتی ہے۔ ہاں اگر اسے یوں پڑھیں۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے　　پر نہ چھپے نہ چھپا ہمارا نبی

حضور سے دریافت ہے کہ آپ اس کا حل فرمائیں کیا اس شعر کا پڑھنا درست ہے؟ یا نہیں؟ آپ کی بے حد مہربانی ہوگی۔

مستفتی: محمد شفیع آزاد سلطان پارک، لاہور، پاکستان

الجواب

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر بالکل درست وخوب اور بے غبار ہے اس میں سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کی تعریف وتوصیف ہے اور مطلب یہ ہے کہ اور انبیائے کرام کی شریعت، ان کی قوم اور ان کے زمانے کے لئے تھی اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت تمام اگلی شریعتوں کی ناسخ اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور آپ کی رسالت اگلے پچھلے ہر زمانے کے لئے عام ہے اور قیامت تک آپ رسول ہیں۔ اس میں توہین کا شائبہ بھی نہیں اور ڈوبنے کا محاورہ صرف دریا میں ڈوبنے کے لئے نہیں بولتے چاند سورج کے غروب کو بھی ڈوبنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں توہین سمجھنا اور فساد برپا کرنا سخت بے عقلی ہے۔ واللہ الھادی وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۴ ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

نعت شریف میں یا محمد لکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

مسئلہ-۸۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

کیا نعت شریف میں یا محمد لکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ مثال کے طور پر یہ مطلع دیکھئے

مرے لب پہ یا محمد یہی بات دائمی ہے مری عاشقی میں کیونکر دیدار کی کمی ہے

مستفتی: شمیم شجری، ہر مالہ روڈ اشوک نگر، رتلام

الجواب

صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مجرد نام سے پکارنا ناجائز ہے۔ قال تعالیٰ ﴿لا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضاً۔ الآية﴾ [سورۂ نور آیت۔۶۳]

اس رسول (علیہ الصلاۃ والسلام) کا پکارنا اس طور پر نہ ٹھہراؤ جیسے آپس میں تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اور سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا دیدار بڑی سعادت ہے جو محض سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا کرم ہے اتباع شریعت اور سرکار سے محبت اور ان کی سنت پر عمل اور اپنے آپ کو اور اپنے عمل کو ہیچ جاننا یہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام سے قرب کے اسباب ہیں۔ شعر میں خود ستائی ہے جو مذموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

انبیا جملہ کبائر و صغائر کے ارتکاب و ارادہ سے معصوم ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجۂ مطہرہ ہیں۔

مسئلہ۔۸۹ تا ۹۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس روایت کے بارے میں:

(۱) زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا ناجائز کام کے لئے تو یوسف علیہ السلام بولے میں ڈرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن زنا کاروں میں مجھے نہ شامل کرے حالانکہ میں پیغمبر زادہ ہوں یہ فعل بد مجھ سے نہ ہو سکے گا خدا نہ کرے جو ایسے فعل میں گرفتار ہو جاؤں اور خدا کو تو منہ دکھانا ہے قیامت میں زلیخا بولی

اے یوسف ذرا مجھ پر نظر کرم کر آ تجھے گودی میں لوں اور چھاتی سے لگاؤں ماہرو کا کل زلف کو میرے ساتھ ملا حضرت نے کہا مصور کی طرف دیکھ یہ بال خاک میں ملیں گے پھر بولی کیوں مجھ کو ستاتا ہے آرام جان دے۔ آپ نے کہا مجھ کو دو بات کا غم ہے ایک تو خدا کا دوسرا عزیز کا اس نے مجھے آرام سے رکھا ہے۔ زلیخا بولی تو میرے شوہر سے مت ڈر میں اس کو زہر قاتل کھلا کر مار ڈالوں گی سارے گھر کی سلطنت اس کی تم کو دوں گی اور تو کہتا ہے کہ خدا تیرا کریم ہے وہ تو ہمیشہ گنہگاروں پر رحیم ہے اور کچھ گنج وخزینہ میرا ہے سارا تیرے خدا کے نام پر صدقہ کر دوں گی تب تیرا خدا خوش ہو کے گناہ بخشے گا حضرت نے فرمایا اے زلیخا خدا میرا رشوت نہیں لیتا جو تو کہتی ہے تمام کام خرافات ہے زلیخا کہتی تھی اور روتی تھی بیتابی کے ساتھ یوسف انکار کرتے تھے بس کہتے کہتے یوسف آخر کو ڈھل گئے کچھ نیم راضی ہوئے اور کچھ اندیشہ کرنے لگے یہاں کچھ اعتراض ہے یوسف پیغمبر تھے کیونکر اس فعل قبیح پر قصد کیا۔ جواب اس کا بعض علما نے دیا کہ یوسف اس وقت پیغمبر نہیں تھے اور شباب میں قصد فعل قبیح کا کرنا مقتضائے شریعت سے بعید نہیں اور دوسرے میں ہے کہ فعل نہیں کیا ہو اس میں اندیشہ کرنا مواخذہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ شاید یوسف اس لئے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر شوہر اس کا نہ ہوتا تو میں اس سے نکاح کر لیتا مفسروں نے تفسیر میں لکھا ہے کہ یوسف نے جب زلیخا کو مضطرب حال دیکھا کہ جان دینے پر مستعد ہوئی تب آپنے ارادہ کیا کہ زلیخا سے رہائی پاؤں اور بعض نے کہا ہے کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفتم خانے کے دروازے بند کر دیئے اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب ناچار اس کے سوا رہائی نہ دیکھی تب اس کی طرف مخاطب ہوئے اور رضا دی اور ازار بند میں اپنے سات سات گرہ دے رکھی تھی اس کے کھولنے میں تاخیر ہوئی اور اللہ کی طرف نظر کرتے تھے اتنے میں زلیخا نے خوش و محظوظ ہو کر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور متقاضی مباشرت کی ہوئی پس یوسف کے ازار بند کی ایک گرہ کھولنے میں دوسری گرہ لگ جاتی اور دھیان یوسف کا خدا پر تھا ایک آواز غیب سے آئی اے یوسف مت جا اس کے ساتھ ورنہ مٹایا جائے گا نام تیرا دفتروں سے انبیاء کے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے: ”یا یوسف لو وافقت الخطیئة یمحوا اللہ اسمك من دیوان الانبیاء“ اے یوسف اگر موافقت کی تو نے گناہ کی مٹائیگا اللہ نام تیرا انبیاؤں سے۔ تب یوسف یہ سنتے ہی دروازے کی طرف دوڑے۔ ترجمہ قصص الانبیاء علامہ دہر جناب

مولانا مولوی غلام نبی ابن عنایت اللہ۔عرض کرنے کا خاص مقصد ہے کہ اس قسم کے الفاظ انبیاء کرام کی شان کے لئے استعمال کرنا اور ایسی روایت والی کتاب کا پڑھنا اور سامعین کو سنانا شرعا جائز ہے یا ناجائز اور اگر ناجائز ہے تو سنانے والوں کے لئے اور جو سناتے ہیں ان لوگوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔

(۲) عجائب القصص میں لکھا ہوا ہے کہ بلقیس کی شادی حضرت سلیمان علیہ السلام سے نہ ہوئی دوسرے کے ساتھ ہوئی یہ عبارت صحیح ہے یا غلط ایسی کتاب پڑھنا درست ہے یا نہیں؟۔فقط

مستفتی: محمد طاہر، بریلی شریف

الجواب

(۱) اس روایت میں بہت باتیں شان انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہیں عقیدۂ ضروریہ دینیہ ہے کہ انبیاء جملہ کبائر وصغائر کے ارتکاب اور ارادہ سے معصوم ہیں اور صدقہ کو اس روایت میں رشوت سے تعبیر کیا ہے یہ بھی نادرست ہے اور اس روایت کو بیان کرنا ناجائز وگناہ ہے اور اس میں جو باتیں انبیاء کی شان کے خلاف ہیں ان کا اعتقاد کفر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صحیح یہی ہے کہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ ہیں عجائب القصص کتاب سے میں واقف نہیں ہوں معتمد علمائے اہل سنت کی کتب دیکھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

انبیاء اولیا کو سجدۂ تحیت کیسا؟ اپنے پیر یا استاذ کی پشت یا پیشانی پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟ حدیث میں حضرت ابو

خزیمہ کے لئے خاص ہے یا سب کے لئے عام؟
مجوزین سجدۂ تحیت کا حکم

مسئلہ-۹۱تا۹۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:
سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم قلمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ سجدۂ تحیت حرام ہے لیکن عند التحقیق اس حد تک نہیں کہ قائل خلاف پر اندیشۂ کفر ہو۔ ''کیف و قد قال به سلطان الاولیاء نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنه واستدل به بانه كان واجبا بالامر ثم نسخ الوجوب فیبقیٰ الندب''
نیز فوائد الفواد کی عبارت سے بھی ظاہر ہورہا ہے کہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین محبوب اولیا قدس سرہ تحیت کے جواز کے قائل تھے۔ نیز اسی محقق موصوف نے اپنی کتاب مشہور مدارج النبوۃ جلد اول کے فصل در سجدۂ شکر میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''یک قسم دیگر است کہ آں را سجدۂ تحیت گویند و در بعضے روایات فقہیہ رخصتے دراں واقع شدہ مختار کراہت وحرمت است''۔
(اس عبارت سے نیز ذیل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ سجدۂ تحیت ما بین الفقہاء مختلف فیہ ہے)
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعضے از فقہا ہر چند سجدۂ تحیت سلاطین تجویز نمودہ اند اما لائق حال سلاطین عظام آں است کہ دریں امر بحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ تواضع نمایند۔ واین نہایت تذلیل را بغیر او تعالیٰ تجویز نکنند۔ حضرت سبحانہ وتعالیٰ عالمے را مسخر ایشاں گردانیدہ است ومحتاج ایشاں ساختہ، شکر ایں نعمت عظمی بجا آوردہ تواضع چنیں را کہ مبنی از کمال عجز وانکسار است بجناب قدس او تعالیٰ مسلم دارند و دریں امر با او شرکت نجویند۔
ہر چند جمع (از فقہا) تجویز ایں معنی نمایند اما حق تواضع ایشاں باید کہ تجویز معنی نکنند مکتوبات ج۲

ص ۳۳۵۔ مکتوب ص ۹۲۔ نیز مشکوۃ ص ۳۹۶ پر حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

پس ان تمام عبارتوں کے پیش نظر مفصل طور پر لکھا جائے۔

(۱) کہ زید سجدۂ تحیت کو حرام سمجھتا ہے لیکن اس کے باوجود مجوزین سجدۂ تحیۃ سے میل ملاپ رکھتا ہے ان سے بائیکاٹ اور قطع سلام وکلام نہیں کرتا آیا شرعا زید کا یہ فعل قبیح ہے یا نہیں۔ اگر قبیح ہے تو حضرت نظام الدین اولیاء وبعضے فقہاء (جن کی عبارتوں سے جواز ثابت ہورہا ہے) کو محترم وقابل عظمت جاننا اوران کے مزارات پر جانا اوران کے ماننے والوں کو قابل عزت جاننا اوران سے سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟

(۲) نیز حدیث پاک کے پیش نظر کوئی شخص اپنے پیر یا استاد کی پشت یا پیشانی پر سجدہ کرے تو اس کا یہ فعل جائز ہوگا یا ناجائز؟ نیز یہ حدیث حضرت ابوخزیمہ کے لئے مخصوص ہے یا غیر مخصوص جو بھی حکم دیں، نہایت واضح اور تحقیقی جواب دلائل کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

(۳) جب سجدۂ تحیت مابین الفقہاء مختلف فیہ ہے تو کیا ایسی صورت میں مجوزین سجدہ تحیت کو تارکین صلوٰۃ و صوم کی طرح لعن وطعن کرنا اور قابل نفرت وملامت سمجھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) زید مروجہ قوالی کو حرام سمجھتا ہے اس کے باوجود قوالی سننے والوں سے میل ومحبت رکھتا ہے سلام وکلام کرتا ہے شادی وبیاہ کرتا ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور بھی افعال محمودہ انجام دیتا ہے۔ آیا زید کا یہ فعل شرعا جائز ہے یا ناجائز اور اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

مستفتیان: بدرالدین، مسیح اللہ، قمرالدین بجرڈیہہ محلّہ ربنہ، بنارس

الجواب

(۱) سائل نے جس قدر عبارتیں سوال میں نقل کیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ انبیاء واولیاء کو سجدۂ تحیت ناجائز وحرام ہے اور یہ کہ یہی صحیح ومختار ہے اور اس کا خلاف خطا ہے اور مفتی پر لازم ہے کہ وہ اسی قول پر فتویٰ دے جو صحیح ومعتمد ہو اور اسی پر عمل کرے۔ درمختار میں ہے: ''اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وماصححوہ کما لو افتونا فی حیاتھم''

[الدر المختار، ج۱، ص ۸۱۔۱۸۰، المقدمۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت]

جسے ائمہ مذہب نے صحیح وراجح بتایا اسی طرح وہ اپنی حیات میں ہمیں فتوی دیتے تو ہم پر ان کی پیروی لازم ہوتی۔ اس سے صاف ظاہر کہ مذہب معتمد کی تسلیم اوراس پر کاربند ہونے کے سوا ہمیں کوئی چارۂ کار نہیں۔ اوراس کے معارضہ کا اپنی رائے یا کسی دلیل سے ہمیں حق نہیں پہنچتا۔ فاضل مصری سیدی احمد طحطاوی اس کے تحت حاشیہ میں فرماتے ہیں: ’’وھٰذا اشارة الی التسلیم وعدم المعارضة باستظهار او بدلیل آخر‘‘

[حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ج۱، ص۵۲، المقدمة مطبع دارالمعرفة للطباعة والنشر بیروت]

اسی میں ہے: ’’الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق للاجماع‘‘

[الدرالمختار، ج۱، ص۱۷۶، ۱۷۷، المقدمه، دارالکتب العلمیه، بیروت]

یعنی مذہب مرجوح پر فتویٰ دینا جہل اوراجماع کی مخالفت ہے اس پر طحطاوی میں ہے: ’’قوله (جهل) ای من القاضی والمفتی بما نصوا علیه من ان ذالك لا یعمل به قوله (وخرق للاجماع) فهو باطل و حرام‘‘

[حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ج۱، ص۵۰، المقدمة مطبع دارالمعرفة للطباعة والنشر بیروت]

ان عبارتوں سے صاف ظاہر کہ قول مرجوح پر فتویٰ دینا باطل وناجائز وحرام اور خود سائل کی منقولہ عبارتوں سے سجدۂ تحیت کا جواز مرجوح وناصواب ہونا ظاہر، تو مذہب صحیح ومعتمد سے صرف نظر کرکے سجدۂ تحیت کے جواز کا فتویٰ دینا حرام اوراس کا مرتکب فاسق۔ اور فاسق سے میل جول بے مصلحت شرعیہ خود فسق وحرام۔ قال تعالیٰ ﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾

[سورۂ انعام آیت-۶۸]

تفسیرات احمدیہ میں ہے: ’’الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلهم ممتنع‘‘۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[تفسیرات احمدیه، ص۲۵۵، مطبع رحیمیه]

اورحضرت محبوب الٰہی اوران بعض فقہاء پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اوران کا احترام لازم ہے اورحسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطاً ایسا ہوگیا نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو

چھوڑا اور باطل کو اپنایا لہٰذا ان کے مزارات پر عقیدت سے جانے اور ان کے احترام میں مضایقہ نہیں اور ان کے وہ معتقدین جو اس مسئلہ میں بعد وضوح حق ان کے ہمخیال نہیں ان سے میل جول میں بھی حرج نہیں ہاں جو دانستہ ناحق پر مصر ہوں ضرور مستحق ترک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کی اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حکم اقدس سے صرف ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی۔ "عن ابن خزيمة ابن ثابت عن عمه ابى خزيمة انه رأى فيمايرى النائم انه سجدعلى جبهة النبى صلى الله عليه وسلم فاخبره فاضطجع له وقال صدق رؤياك فسجد على جبهته ،رواه فى شرح السنة "

[مشكوٰة المصابيح كتاب الرؤياالفصل الثانى ص ٣٩٦ مطبع مجلس بركات]

اور یہ خود اسی حدیث سے ظاہر ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حکم عام نہ تھا جیسا کہ ظاہر ہے بلکہ وہ ایک واقعہ معینہ ہے تو اسکا اس سے تمسک جائز نہیں علماء بالاتفاق فرماتے ہیں: "واقعة عين لا عموم لها"

[عمدة القارى شرح صحيح البخارى ج٦،ص٣٦٠ كتاب الجمعةمطبع دارالكتب العلمية بيروت/فتح البارى كتاب الجمعة ج٢،ح١١، ص٥٢٤ مطبع دارالفيحاء دمشق]

لہٰذا اب کسی کو کسی حیلہ سے اجازت نہیں کہ اپنے پیر کی پیشانی یا پشت پر سجدہ کرے، کہ شرعاسد ذرائع ودفع مفاسد، جلب مصالح پر مقدم ہے، اشباہ ونظائر میں ہے: "درء المفاسداولىٰ من جلب المصالح " واللہ تعالیٰ اعلم

[الاشباه والنظائر مع الحموى، ج١، ص٢٦٤، القاعدة الخامسه، مكتبه زكريابكڈپو سهارنپور]

(۳) مجوزین سجدۂ تحیت کا حکم گزرا اور لعنت کسی عالم پر جائز نہیں۔ البتہ ان کے فعل کی تقبیح میں حرج نہیں بلکہ علماء پر لازم ہے اور عوام کو ان کے اس مسئلہ سے احتراز لازم ہے اور علماء کی تفضیح وتشنیع سے احتیاط ضرور کہ علماء ہادی ورہنما ہیں اور عوام راہ رو تو انہیں علماء کی، احکام شرع میں اطاعت لازم اور ان کے قول وفعل ظاہراً خلاف شرع ہوں تو احتراز کا حکم ہے مگر ان پر زبان طعن دراز کرنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں ہے: "اتقوا زلة العالم وانتظروا فيئته"

[فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، باب حرف الھمزہ ج۱، ص۱۸۲، مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت / کنزالعمال، کتاب العلم الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث نمبر۲۸۶۷۸، ص ۵۹، مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت]

عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار کرو۔

اس کے تحت علامہ عبدالرؤف مناوی فیض القدیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

"احذروا متابعتہ علیھا و الاقتداء بہ فیھا ولکن مع ذلک احملوہ علی احسن المحامل وابتغوا لہ عذراً ما وجدتم لذلک سبیلا"

[فیض القدیر شرح جامع صغیر، ج۱، ص۱۸۲، مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت]

یعنی عالم کی لغزش میں ان کی پیروی کرنے سے بچو لیکن اس کے باوجود اس کے ساتھ اچھا گمان کرو اور جہاں تک اس کے لیئے گنجائش پاؤ اس کے لئے عذر جوئی کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) زید کو ان سے میل جول حلال نہیں اور ان کی اقتدا سے احتراز ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷ر شوال ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بہاء المصطفیٰ قادری دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

"میاں آسمان سے کتاب اترنے والی ہے" کہنا کفر ہے، ہندوستان دارالاسلام ہے۔ عقائد باطلہ والوں سے کیسا برتاؤ رکھنا چاہیئے؟

مسئلہ-۹۵ تا ۹۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ایک مرتبہ بکر اور زید کی مسئلہ حی علیٰ الفلاح کے بارے میں کافی بحث ہوئی بکر کا کہنا ہے حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے اور زید کا کہنا ہے کہ حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہونا ضروری نہیں بعدہ بکر نے زید کو حی علیٰ الفلاح پر کھڑے ہونے کے ثبوت میں علمائے احناف کی کتب پیش کیں اور حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہونا ثابت کردیا پھر زید نے کہا کہ میں اس بارے میں عدم جواز کا ثبوت پیش کرسکتا ہوں اس کے بعد زید خاموشی اختیار کرکے بیٹھ گیا جب زید کو خاموشی کی حالت میں دس یا بارہ یوم گذر گئے تو بکر نے زید سے اس کے عدم جواز کا ثبوت طلب کیا اور چند مرتبہ کہا تو زید نے غصہ میں آ کر اس کے جواب میں تقریباً پندرہ بیس آدمیوں کے سامنے یہ الفاظ استعمال کئے میاں آسمان سے ایک کتاب نازل ہونے والی ہے جب وہ نازل ہوجائے گی تو آپ کو ثبوت دکھادوں گا۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ کہنا کہ آسمان سے ایک کتاب نازل ہونے والی ہے میں اس میں دکھادوں گا، ازروئے شرع کیا ہے؟ ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ زید اپنے آپ کو باشرع اور دین کا ذمہ دار آدمی سمجھتا ہے اور پیر طریقت کا سلسلہ بھی رکھتا ہے برائے مہربانی قرآن کریم اور حدیث طیبہ کی روشنی میں جواب صواب سے نوازیں۔

(۲) دور حاضرہ کے وہابیوں و دیوبندیوں نیز عقائد باطلہ والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مذکورہ بالا لوگوں سے کیسا برتاؤ رکھنا چاہئے گستاخ رسول شان اقدس میں بے ہودہ کلمات بکے تو اس سے کس طرح نپٹنے کا حکم ہے؟

کیا اس کو زدوکوب کرسکتے ہیں؟ نیز بکر یہ جذبات رکھتا ہے کہ اگر کوئی گستاخ رسول میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اگر کسی نے گستاخی یا دشنام درازی کی تو میں اس کو جان سے ماردوں گا یا خود سے مرجاؤں گا۔ بکر کو یہ جذبات رکھنا روا ہے یا نہیں؟ نیز بروقت بکر ایسا کرسکتا ہے یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۳) دور حاضرہ میں ہندوستان کو دارالاسلام مانا جائے یا دارالحرب؟ اگر دارالاسلام مانیں تو ٹیکس اور انکم ٹیکس جو حکومت وصول کرتی ہے شرع شریف کا اس میں کیا حکم ہے؟ برائے کرم ان تمام سوالات کے جوابات نہایت مدلل و محقق قرآن وحدیث و اقوال ائمہ و اقوال فقہائے کرام کی روشنی میں عنایت

فرمائیں۔نوازش ہوگی۔فقط۔والسلام

مستفتی: نواب علی خاں رضوی القادری رضوی منزل وارڈ نمبر ۱۷، چورو، راجستھان

الجواب

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں ان کے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا ان پر جو کتاب (قرآن) اتری وہ آخری کتاب ہے جس کے بعد کوئی نئی کتاب نہ اترے گی قال اللہ تعالیٰ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ—الآية﴾

[سورۂ احزاب آیت—۴۰]

قائل مذکور کا یہ قول ختم نبوت کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔

تتمۂ واشباہ میں ہے:

"اذا لم يعرف ان محمدا (صلىٰ الله عليه وسلم) آخر الانبياء فليس بمسلم"

[الاشباه والنظائر على مذهب ابى حنيفة، كتاب الشركة، مطبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان]

اس پر توبہ تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) گستاخان خدا اور رسول منکران ضروریات دین کافر، مرتد و بے دین ہیں ان سے مقاطعت و ترک معاملت کا حکم ہے اور ان کی سزا یہ ہے کہ سلطان اسلام انہیں قتل کرے مگر اب سلطان اسلام کہاں۔لہٰذا یہ سزا موقوف ہے۔غیر سلطان کو اقامت حدود کا حق نہیں پہنچتا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ہندوستان بفضلہٖ تعالیٰ دارالاسلام ہے، کہ یہاں احکام اسلام جاری و شعار اسلام قائم ہیں۔اور جب تک احکام اسلام جاری رہیں گے دارالحرب نہ ہوگا۔درمختار میں ہے: "ودار الحرب تصير دار الاسلام باجراء احكام اهل الاسلام فيها"

[الدر المختار شرح تنوير الابصار ج ٦، ص٢٨٨، ٢٨٩ كتاب الجهاد باب المستامن، مطبع دار الكتب العلمية بيروت]

اور انکم ٹیکس وغیرہ کی وصولی بلکہ احکام شرک کا اجراء اس کے دارالاسلام ہونے سے مانع نہیں۔رد المحتار میں ہے: "ظاهره انه لو اجريت احكام المسلمين واحكام اهل الشرك لا تكون

دار حرب -اھ"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار ج ٦، ص٢٨٨، کتاب الجهاد باب المستامن، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۷/ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی جان اور اعمال کی اصل ہے

مسئلہ-۹۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

زید عالم دین ہیں اور ایک مسجد میں امامت فرماتے ہیں۔ عالم صاحب نے ایک روز اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا کہ نہ نماز پڑھنے سے مسلمان ہو نہ نذرونیاز کرنے سے، جب تک محبت رسول اللہ نہ ہو کوئی چیز کام نہ آئیگی۔ گاؤں کے لوگ کہنے لگے کہ نذرونیاز فاتحہ وہابی کے یہاں نہیں ہوتی۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ہم کو وہابی جانتے ہو تو تم لوگوں کی نماز ہمارے پیچھے نہیں ہوگی۔ حالانکہ امام صاحب سنی ہیں۔ اگر کوئی بھی شخص مندرجہ بالا مذکورہ بیان سے امام کو وہابی جانے تو اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ خلاصہ تحریر کریں۔

مستفتی: عبدالواحد رگونہ شادی پور ڈاکخانہ بھجورہ، بریلی شریف

الجواب

فی الواقع محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی جان اور اعمال کی اصل ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک مجھے اپنے باپ بیٹے اور سب جہاں کے لوگوں سے زیادہ عزیز نہ رکھے، (حدیث)

[الصحیح للبخاری، کتاب الایمان ،باب حب الرسول صلی اللہ تعالی علیه وسلم من الایمان ج۱ ،ص۷ ،مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ ،مسند امام احمد ابن حنبل ،باب مسند انس ابن مالك ،مطبع مؤسسة قرطبة القاهرة ،سنن الدارمی ،باب لایؤمن احدکم الخ ،مطبع دار الکتاب العربی، بیروت]

اور امام کو وہابی سمجھنا اس وجہ سے ہو تو غلط و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفر

۲۲/ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفر لہ القوی

لقب امی، حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے، حضور عالم علوم اولین و آخرین ہیں

مسئلہ-۹۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ایک شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے پڑھے لکھے تھے۔ یعنی آپ کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا تو کیا یہ بات صحیح ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن پاک اور احادیث کریمہ سے ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے شخص کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ برائے مہربانی اس سوال کا جواب جلد عطا فرما کر کرم فرمائیں۔

حضور سرکار پیر و مرشد کا مزاج شریف خدا کے فضل و عطا سے اچھا ہوگا۔ اور ان کی بارگاہ میں باادب حاجی اسماعیل عبدیہ صاحب کی جانب سے اور مولوی محمد عبد القادر کی طرف سے سلام عرض ہے۔

فقط والسلام مع الکرام

۳۰/ اگست ۱۹۷۹ء، پنجشنبہ

الجواب

بے شک ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم امی لقب ہیں اور امی اسے کہتے ہیں جو اسی حالت

پر باقی ہو جس پر وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا یعنی کسی سے پڑھنا لکھنا نہ سیکھا ہو۔

اور یہ وصف عامۃ الناس میں عیب کا ہے بخلاف ہمارے نبی امی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان میں یہ وصف کمال ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی استاذ و مہذب اخلاق کا مرہون منت نہ کیا۔ اور بنایا ایسا دانا کہ سارے عالم کے دانا ان کے آگے ہیچ ہیں بلکہ ان کی دانائی ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دین ہے اور تہذیب سے ناآشناؤں میں ایسا مؤدب و آراستہ اٹھایا کہ خلق مجسم بنادیا قال تعالیٰ۔ ﴿وَإِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ [سورۂ قلم آیت-۴]

اور ایک عالم کی بھلائی انہیں کے اخلاق حمیدہ کی پیروی میں ہے قال تعالیٰ ﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ [سورۂ احزاب آیت-۲۱]

اور جس طرح علوم و اخلاق و عادات میں یہ کمال خاصۂ آنجناب ہے اسی طرح یہ لقب امی ان کا خاصہ ہے اور اس کا معظم و محترم ہونا ضروریات دین سے ہے اور اسے محل تعظیم آنجناب میں بولنا لازم ہے اور اسے محل اہانت میں بولنا قلب و عکس مراد قرآن ہے اور یہ کفر ہے۔ قائل مذکور نے اگر یہ جملہ محل اہانت میں بولا تو ضرور اس پر حکم کفر ہے اور توبہ و تجدید ایمان فرض اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی۔ اور اس کا یہ کہنا "کہ آپ کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا" خلاف واقع ہے جبکہ علم کی نفی مراد ہو جیسا کہ ظاہر پہلو اس کلمہ کا ہے حضور علیہ السلام نے کسی انسان سے پڑھنا لکھنا نہ سیکھا مگر اتنے سے علم قراءت و کتابت کی نفی نہیں ہوتی۔ جس خدا نے انہیں باوصف امی ہونے کے عالم علوم اولین و آخرین بنایا اسی نے انہیں علم کتابت دیا۔ لاجرم حضور علیہ السلام نے کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بسم اللہ کی کتابت کا طریقہ القا فرمایا۔ حدیث میں ہے: "عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يا معاوية: الق الدواة وحرف القلم وانصب الباء وفرق السين ولا تغور الميم وحسن الله ومد الرحمٰن و جود الرحيم"

[کنز العمال، حدیث ۲۹۵۵۲، کتاب العلم باب آداب الکتابة، ج۱۰، ص ۱۳۹، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

نیز اس میں اہانت کا پہلو ہے لہٰذا احتیاطاً توبہ و تجدید نکاح کا حکم ہے۔ درمختار میں ہے: "ما یکون

کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ أولاد زنا ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج٦، ص ٣٩٠، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
شب ۱۸ر شوال المکرّم ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ
صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم تحسین رضا غفرلہٗ

حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔ مسئلہ حاضر و ناظر ضروریات اہلسنت سے ہے۔

مسئلہ—۱۰۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کلّو کا کہنا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ موجود نہیں ہیں، وہ صرف مدینہ منورہ کے اندر روضۂ انور میں حیات سے ہیں امت کے حالات ان تک فرشتوں کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں ،سرکار ہر جگہ موجود نہیں رہتے ،کلّو کے ایسا کہنے سے کہ ''سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرنے پر بھی ہر جگہ موجود نہیں ہوتے'' محمد ادریس کہتا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ ہے اس جگہ پر رسول بھی حاضر رہتے ہیں جو ہر جگہ ان کو حاضر و ناظر نہیں سمجھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

محمد ادریس قسم قرآن کی کھا کر کہتا ہے ،کلّو کے سوال کا جواب دینے کے بعد کلّو کو مسلمان نہیں سمجھتا ہوں

راقم محمد ادریس قریشی ،گھاپور کاتب محمد حلیم قریشی بقلم خود

الجواب

بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاظر وناظر ہیں بایں معنیٰ حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کا عظیم نور ہے جس سے اللہ عزوجل نے تمام خلق کو ایجاد فرمایا اور جو کچھ موجود ہے اس میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ذلک النور القدسی موجود اور اسی سے اس کی بقا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝﴾ [سورۂ مائدہ آیت-۱۵]

بے شک تمہارے پاس اللہ کا نور آیا اور روشن کتاب۔

حدیث پاک میں ہے:

"یاجابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔

[المواھب اللدنیہ ج۱، ص۷۱، المقصدالاول مطبع المکتب الاسلامی بیروت/ السیرۃ الحلبیۃ ج۱، ص۲٤۰، باب لا معادل ولا مماثل له، مطبع دار المعرفة بیروت]

اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اشیاء سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی النابلسی قدس سرہ حدیقہ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔ "وقد خلق کل شئ من نورہ"

[الحدیقة الندیة المبحث الثانی، ج۲، ص۳۷۵، مطبع مکتبه نوریه رضویه فیصل آباد]

اور نبی کے نور سے ہر شئی بنائی۔" [ترجمہ]

اسی لئے تمام زمانے اور سب جہاں کے علماء بالاتفاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاظر وناظر مانتے ہیں اور اس باب میں کسی کا اختلاف نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اقرب السبل" میں فرماتے ہیں: "وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آں حضرت را مفیض ومربی است"

[اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل برهامش اخبار الاخیار، از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دھلی]

اور اسی لئے تشہد میں حکم ہے کہ عرض کرو: "السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته"

[صحیح البخاری، ج۱، ص۱۵، کتاب الاذان باب التشهد فی الآخرة، مطبع مجلس برکات مبارکپور/ الصحیح لمسلم، ج۱، ص ۱۷۴، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلوٰة، مجلس برکات، مبارکپور]

جس سے ثابت کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤمن کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور ہر عبادت گزار کا یہ نصب العین ہے، یہی محقق مذکور "اشعۃ اللمعات" میں فرماتے ہیں: "ونیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصب العین مومنان وقرۃ العین عابداں ست در جمیع احوال واوقات خصوصاً درحالت عبادت، پس مصلی باید کہ ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائض گردد" ملخصاً۔

[اشعة اللمعات ج۱، کتاب الصلاة باب التشهد فصل اول، ص۴۰۱، مطبع مکتبه نوریه سکهر]

فتح الباری میں ہے: "ویحتمل ان یقال علی طریق اهل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملكوت بالتحیات أذن لهم بالدخول فی حریم الحی الذی لایموت فقرت اعینهم بالمناجات فنبهوا علیٰ ان ذٰلك بواسطة نبی الرحمة و بركة متابعته التفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر الخ."

[فتح الباری شرح بخاری، ج۱، ص۴۰۶ کتاب الاذان باب التشهد فی الآخرة، دارالفیحاء، دمشق]

اسی لئے علماء حکم فرماتے ہیں کہ الفاظ تشہد سے انشاء کا قصد کرے گویا کہ وہ اللہ کو تحیت کرتا اور نبی علیہ السلام کو سلام عرض کرتا ہے۔ درمختار میں فرمایا: "ویقصد بالفاظ التشهد الانشاء كانه یحیی الله تعالیٰ ویسلم علی نبیه الخ."

[الدر المختار، ج۲، ص۲۱۹، باب صفة الصلوٰة، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور جب یہ حضور اکرم اس نور اعظم کے اعتبار سے ہے جس کا اطلاق قرآن عظیم نے اس ذات والا صفات یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرمایا اور اس نور کو مطلق بلا قید ظاہری و باطنی وحسی و معنوی اوّل وآخر رکھا اور پھر ظاہر کہ تمام مقیدات کے افراد ہوتے ہیں اور ان تمام افراد میں مطلق کی حقیقت موجود ہوتی ہے تو بحمدہ تعالیٰ ظاہر کہ حقیقت محمد یہ تمام مقیدات میں موجود کہ یہ سب اس کے افراد ہیں اسی لئے تمام عرفاء فرماتے ہیں کہ حقیقت محمد یہ ذرات اکوان وافراد کون ومکاں میں جاری وساری ہے

۔یہی شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں عبارت گزشتہ کے متصل فرماتے ہیں: ''وبعضے ازعرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است درذرائر موجودات وافراد ممکنات''

[اشعة اللمعات ج۱، کتاب الصلاة باب التشهد فصل اول، ص۴۰۱، مطبع مکتبه نوریه سکهر]

ابریز شریف میں سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ سے ہے: ''واكبر الارواح قدرا و اعظمها حجما روحه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فانها تملأ السموات والارضين الخ.''

[الابريز ص۳۹، المطبعة الميمنة بمصر]

نیز اسی میں ہے: ''لان لذاته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نورا منفعلا عنها قد امتلأ به العالم كله فما من موضع منه الاوفيه النور الشريف.''

[الابريز ص ۸۶، لمطبعة الميمنة بمصر]

بالجملہ مسئلہ حاضر وناظر ضروریات اہل سنت سے ہے اور اس زمانے میں اہل سنت کی ایک پہچان وہابیہ کا رد ہے کہ وہابیہ بدمذہب ہے، کلّو کا انکار اگر بر بنائے وہابیت ہے تو وہابیہ مسلمان نہیں تو اس کا بھی وہی حکم اور اگر براہ ناواقفی انکار کرتا ہے تو مسلمان سے خارج نہیں، ہاں توبہ ضرور ہے کہ بے جانے امور دینی میں مداخلت حرام اور محمد ادریس نے جو یہ کہا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے عقیدۂ اہل سنت کے بہ ظاہر مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ پر زمان ومکان جاری نہیں ہوتے لہٰذا وہ بھی توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

غیر خدا کے لئے علم ذاتی ماننا کیسا؟

مسئلہ-۱۰۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے بکر سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں تو بکر نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ ذاتی علم غیب تھا اور باقی عطائی تو پھر زید نے بکر سے کہا

کہ آپ غلط کہتے ہیں تو بکر نے جواب دیا کہ ہم آپ کو کچھ ذاتی علم غیب کا ثبوت دیں گے بکر کے اس بات پر زید نے بکر۔۔کہا کہ مولانا آپ توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرلیں لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں بکر کی بات صحیح ہے یا زید کی؟ اور شریعت مطہرہ کے نزدیک ان دونوں میں کون مجرم ہے اور زید وبکر پر شریعت کا کیا حکم ہے خلاصہ جواب سے عنایت فرمائیں، فقط۔

الجواب

علم ذاتی خاصۂ جناب باری تعالیٰ ہے جو اس کا ایک ذرہ غیر خدا کے لئے مانے بلاشبہ مشرک بے دین ہے زید صحیح کہتا ہے، بکر پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح اگر بیوی رکھتا ہو لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

درود وسلام ببارگاہ خیر الانام بھیجنا جائز ومستحسن وبرکات دارین للانام ہے

مسئلہ-۱۰۲ تا ۱۰۴

ہم سنی مسجد مبارک کمیٹی اہل سنت والجماعت آپ علمائے دین ومفتیان شرع مبین سے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتوی چاہتے ہیں جو آپ فتوی دیں گے ہم سب اس پر عمل کریں گے:

سوال: ہماری سنی مسجد مبارک اہل سنت والجماعت میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر جھگڑا ہوا، اس وقت کورٹ میں چار مقدمے چل رہے ہیں ایک مہینے میں چھ تاریخیں پڑتی ہیں، ہماری کمیٹی کسی بھی وہابی دیوبندی سے نہیں گھبراتی ہم وہابی دیوبندی سے لڑ رہے ہیں، ہم پر اللہ تعالیٰ اور شان محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا کرم ہے اور ہم سب پر انبیا، اولیا، اقطاب، اغواث، ابدال و پیرومرشد کی مدد ہے، کل ایمان والوں اور مومنین مومنات کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں آپ ہمارے لئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے ہم لوگوں کو کامیابی عطا فرمائے. آمین۔

وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام بند کردو ہم جواب دیتے ہیں بند نہیں کریں گے اس وجہ سے

جھگڑے چل رہے ہیں آپ کے سامنے کچھ سوال پیش ہیں:

(۱) وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام گناہ ہے، اہل سنت کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام جائز ہے۔

(۲) وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام گانا ہے، اہل سنت کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام درود اور سلام ہے۔

(۳) وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام عرب میں جائز ہے، اہل سنت کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام ہر پاک جگہ جائز ہے، یہ اور نئی بات پیدا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جھگڑا ختم کرنے میں مذہب کا کوئی کام بند ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اسلام مذہب کہتا ہے کہ مذہب کی کسی وجہ سے جھگڑا ہے تو مذہب کی اس وجہ کو ختم کردو، مسلمانوں میں امن رہنا چاہئے کیا ان لوگوں کی باتیں سچ ہیں؟ ہمارے دماغ میں یہ باتیں نہیں بیٹھتیں چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو، تو اللہ تعالیٰ سب لوگوں سے تو نہیں کہتا ایمان والوں سے تو ضرور کہتا ہے، اب آپ جواب لکھیں ہم کس مسئلہ پر عمل کریں۔

سنی سلیم احمد بقلم خود، ہمارا پتہ یہ ہے:

سلیم احمد مکان نمبر سی ۱۳-۳۹ر گلی مندر والی چوہان بانگر بریلی شریف

الجواب

صلوٰۃ وسلام حضور سرور انام جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجنا بلاشبہ جائز و مستحسن و برکات دارین ہے اللہ جل وعلا نے مطلق حکم صلاۃ وسلام کا فرمایا کسی وقت یا مکان کی تقیید نہ فرمائی اپنی طرف سے قید لگانا قرآن میں تحریف معنوی ہے اس کا مرتکب گمراہ بددین ہے اور اسے گانا بتانے والا سخت اہانت امر مستحب و مستحسن کا مرتکب اور اشد حکم کا مستوجب، توبہ وتجدید ایمان اس پر لازم ہے اور یہ دیوبندی ہی کے شایان شان ہے کہ بک دیا کہ: ’’اسلام مذہب کہتا ہے کہ مذہب کی کسی وجہ سے جھگڑا ہے، تو الخ‘‘

سبحان اللہ! مذہب کی بات صلوٰۃ وسلام کو مان کر اسے جھگڑے کی وجہ بتاتا ہے کیا خوب طور دانی مذہب کی ہے اور در حقیقت یہ تو اپنے منہ اپنے کو جھگڑالو کہتا ہے اور مذہب کا مخالف بنتا ہے ان نادانوں سے پوچھو کہ تم دیکھو، کوئی دھرم نہیں کہہ سکتا کہ جب مذہب سے جھگڑا ہو تو مذہب کو ختم کردو العیاذ باللہ

رب العلمین .

بالجملہ وہابیہ ملاعنہ کا اعتراض محض باطل اور عداوت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ناشی ہے اور ان کے اس مقولہ سے مذہب تیمی صاف ظاہر ہے ان سے احتراز لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

عصمت انبیاء کا منکر کافر ہے،

درود ابراہیمی کے موجد کو نالائق بتانے والا خارج از اسلام ہے

مسئلہ-۱۰۵ تا ۱۰۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) زید نے چند آدمیوں کے سامنے کہا کہ یہ "درود ابراہیم" جو نماز میں پڑھی جاتی ہے اس کا لکھنے والا یا ایجاد کرنے والا نالائق ہے۔

(۲) زید نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی علیہ السلام معصوم نہیں ہیں لہٰذا ایسا عقیدہ لکھنے والا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟ زید مسجد کا امام ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اس کو اپنا امام بنائیں یا نہیں؟ فقط۔

مستفتی: نظر حسن، موضع مدالا فتح پور کر پو گند سنبھل مراد آباد

الجواب

(۱،۲) زید بے قید اپنے دونوں مقالوں سے خارج از اسلام ہوگیا، توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کر کے پھر سے اسلام میں داخل ہو ورنہ ہر مسلمان واقف حال پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے، اس کا پہلا مقالہ حضور سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور جملہ صحابہ کرام وتابعین عظام وعلمائے اسلام کو صریح دشنام ہے اور دوسرا بھی انبیائے کرام کی جناب میں گندی گالی کہ جب انھیں معصوم نہیں جانا تو ان کا گناہوں سے ملوث ہونا ممکن جانا اور یہ خبر الٰہی کو جھوٹا جاننا ہے ﴿لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۝﴾

[سورہ بقرہ آیت-۱۲۴]

میری نبوت کا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔(ترجمہ) اور خبر الٰہی کا جھوٹا ہونا محال تو انبیائے کرام سے صغائر وکبائر کا صدور محال ہے اور یہی عصمت انبیاء سے مراد ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کا منکر بلاشبہ کافر ومرتد بے دین ہے اس کی نماز نماز نہیں لہٰذا اس کی اقتدا باطل ہے۔

کفایہ میں ہے:

"والکافر لا صلاۃ له فالا قتداء بمن لاصلاۃ له باطل"

[شرح فتح القدیر مع الکفایه، ج۱، کتاب الصلاۃ باب الامة، ص۳۲٤، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

اور جانتے ہوئے اس کو امام بنانا اسکی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔ درمختار میں ہے: "تبجیل الکافر کفر" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدرالمختار جلد ۹ ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دارالکتب العلمیة، بیروت]

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کفر ہے

مسئلہ-۱۰۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھٰذا کے بارے میں کہ:

ایک شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے نام بھی مسلمانوں والا ہے اور ہے نسلی مسلمان لیکن اس کا عقیدہ اسلام سے دور معلوم ہوتا ہے اس لئے اس پر روشنی ڈال دی جائے، ان صاحب کے پاس احادیث میں سے صرف "مشکوٰۃ شریف" کا اردو ترجمہ ہے مترجم ہیں آغا محمد رفیق صاحب بلند شہری، اس ترجمہ اردو کامل میں صفحہ ۴۸۹ر پر سلسلہ احادیث ۳۰۹۴۶ر میں مضمون حدیث کی سرخی ہے کہ "نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لو"

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میں انصاری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ صورت کو ایک نظر دیکھ لو اس لئے کہ انصاری عورت میں کچھ (خرابی) ہوتی ہے "عن ابی ھریرۃ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال انی تزوجت امرأۃ من الانصار قال فانظر الیھا فان فی اعین الانصار شیئا۔ رواہ مسلم۔

[مشکوٰۃ شریف، ص۲۶۸، کتاب النکاح، باب النظر الیٰ المکتوبۃ، مجلس برکات، مبارکپور]

(۲) صفحہ ۲۸۴ رنمبر حدیث ۱۵۲۷ رمضمون حدیث کی سرخی ہے ’’لا الہ الا اللہ پر خاتمہ کی فضیلت‘‘ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ’’عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان آخر كلامه لا اله الالله دخل الجنة۔ رواه ابوداؤد‘‘

[مشکوٰۃ شریف، ص۱۴۱، باب ما یقال عند من حضرہ الموت، مجلس برکات، مبارکپور]

(۳) صفحہ ۴۶۷ رنمبر حدیث ۲۷۸۵ رمضمون حدیث کی سرخی ہے ’’مہاجرین وانصار کی شرکت‘‘ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ آئے تو انصار نے حضور سے عرض کی کہ ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم فرمادیجئے آپ نے فرمایا میں درخت تقسیم نہیں کرتا تم اتنا کرو کہ مہاجرین کی مدد کے طور پر محنت ومشقت گوارہ کرلو یعنی درختوں کی دیکھ بھال اور پانی وغیرہ دیتے رہو اور ہم پیداوار میں تمہارے شریک رہیں گے انصار نے اس کو قبول کرلیا (بخاری)

پہلی حدیث کے متعلق مذکور شخص کہتے ہیں کہ حضور انصار کو نظروں میں حقیر جانتے تھے نعوذ باللہ من ذلک. دوسری حدیث کا مطلب غلط نکالا۔

تیسری حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ میرے نزدیک حضور نے ناانصافی انصار کے ساتھ فرمائی۔

آپ فتویٰ دیجئے کہ ایسے شخص کو کیا سمجھیں اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا کیسا ہے؟ ان کے پاس بیٹھک رکھنے والے کیسے ہیں اور احادیث سمجھا دیجئے۔

مستفتی: محمد عرفان، کلٹری حیدرآباد

الجواب

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ شخص مذکور صریح توہین وتنقیص حضور شفیع یوم النشور کا مرتکب اور مسئلہ ضروریہ دینیہ کا منکر ہے اور کافر ہے احادیث کریمہ بے شک حق اور مؤمن کا ان پر ایمان ہے مگر جو مطلب اس بے دین نے اپنی کج فہمی سے چھانٹا وہ ہرگز ان سے ثابت نہیں پہلی حدیث کا حاصل یہ ہے کہ

جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے دیکھنا چاہئے کہ اس کے محاسن و معائب پر نظر پڑ جائے کہ بعد نکاح ندامت نہ ہو اور حسن اتفاق کا موجب ہو اسے تحقیر سے کیا علاقہ؟ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم.** پھر ترجمہ جو نقل کر کے لایا کہ ''انصاری عورت میں کچھ خرابی ہوتی ہے'' الفاظ حدیث سے مطابق نہیں خدا جانے یہ غلطی مترجم کی ہے یا اس ناقل کی ہے، حدیث میں یوں ہے: ''فان فی أعین الانصار شیئا.''

[کنز العمال حدیث نمبر ٤٥٦٦٨، کتاب النکاح باب مباح النکاح، ج١٦، ص٢١٣، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت ، مسلم شریف ج ١، ص ٤٥٦، کتاب النکاح ، باب ندب من اراد نکاح امرأة الی ان ینظر الی وجهها، مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

یعنی اس لئے کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر اعتراض کی کوئی وجہ نہیں کہ ضرورت کے وقت ایسے وصف کا بیان جواز دواجی زندگی میں مخل نہ ہو جائز ہے پھر یہ بھی تو دیکھو کہ حضور عیب پوش خلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی ''شیئا'' کا لطیف پردہ ڈالا ہے، دوسری حدیث سے جو مطلب چھانٹا کہ محمد رسول اللہ کہنا ضروری نہیں یہ بھی ملحدانہ ہوس ہے، یہاں فقط لا الہ الا اللہ دیکھ کر یہ بک دیا اور یہ نظر نہ آیا کہ اسی مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں جگہ جگہ شہادت لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی شہادت کو ذکر کیا ہے۔ اور اسی مشکوٰۃ میں وہ حدیث بھی ہے: ''امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا لا الٰہ الا اللہ عصموا منی دمائهم واموالهم الا بحقها''

[بخاری شریف، ج٢، ص١٠٩٦، باب کراهیة الاختلاف مجلس برکات، مبارکپور / الصحیح لمسلم، ج ١، ص ٣٧، باب الامر بقتال الناس، کتاب الایمان، مطبع مجلس برکات]

(ترجمہ) یعنی مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں تو جب یہ کہہ لیں تو مجھ سے اپنے مال اور اپنی جانوں کو انہوں نے بچا لیا مگر حق کے ساتھ۔

تیسری حدیث سے جو اس بے دین نے حضور پر ناانصافی کا الزام لگایا محض کج فہمی ہے۔ مشکوٰۃ میں

ہے: عن ابی ہریرۃ قال :قالت الانصار للنبی ﷺ اقسم بینناوبین اخواننا النخیل قال لا تکفوننا المؤنة ونشرککم فی الثمرۃ قالوا سمعنا واطعنا۔رواہ البخاری۔

[مشکوۃ المصابیح باب الشرکۃ الفصل الاول ص۲۵۴،مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور انصار کرام آئے اور اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے یہ مخلصانہ پیش کش رکھی کہ حضور آپ ہمارے کھجور کے درختوں کو ہمارے آپس میں بانٹ دیجئے نامنظور فرمادیا کہ تم اپنے پیڑ اپنی ملک پر باقی رکھو، کیا تم محنت ومشقت گوارہ نہیں کرتے ہو؟ اور ہمیں پھلوں میں شریک نہیں کرتے ہو، یعنی تم تو پہلے ہی مہاجرین کو اپنے پھلوں میں شریک کئے ہوئے ہو اور آبیاری وغیرہ کی گوارہ کررہے ہو، یہی کافی ہے، یہ اس تقدیر پر ہے کہ "لا" سے پہلے ہمزۂ استفہام مقدر مانیں اور "لا" کو "تکفوننا" پر داخل مانیں اور اگر "لا" کو ماسبق سے متعلق کہیں تو "تکفوننا" خبر بہ معنی امر ہوجائے گا اور مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے پیڑ میں تقسیم نہیں کرتا تم حسب دستور وہی کرو جو تم کرتے تھے، یعنی درختوں کی دیکھ بھال اور پھلوں میں شریک کرنا اور انصار کرام خود اپنی خوشی سے محنت گوارا کرتے کہ مہاجرین کرام کھیتی سے واقف نہ تھے پھر پھلوں میں انھیں شریک کرتے، **مجمل ذلک محصل ماخذ فی اشعۃ اللمعات والطیبی.**

[اشعۃ اللمعات حصہ ۳ ص۵۳،باب الشرکۃ والوکالۃ مطبع نوریہ رضویہ سکھر پاکستان]

بالجملہ اس کے اعتراض واہیات ہیں اس پر ان سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

علم غیب کا منکر کافر ہے

مسئلہ-۱۰۸ تا ۱۱۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے اگر علم غیب ہوتا تو جبرئیل علیہ السلام

پیغام لے کر کیوں آتے؟

(۲) لفظ مردود عام اردو زبان میں گالی کو کہا جاتا ہے اور یہ گندا لفظ ہے اور قرآن پاک وصاف ہے لہٰذا مردود کا لفظ قرآن میں نہیں آنا چاہئے اور یہ لفظ قرآن میں موجود ہے۔

(۳) میلاد خوانوں کے لئے ممبر سجایا جاتا ہے اور سامعین کے لئے دری بچھائی جاتی ہے نیز فرماتے ہیں کہ جہاں ذکر خیر پاک ہوتا ہے وہاں حضور تشریف لاتے ہیں اگر حضور تشریف لاتے ہیں تو کہاں بیٹھتے ہیں۔

الجواب

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم غیب کی مطلقاً نفی کرنا کفر ہے کہ قرآن پاک کی تکذیب ہے قرآن عظیم فرماتا ہے: ﴿وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ [سورۂ نسا آیت-۱۱۳]

اللہ نے تمہیں اے محبوب وہ سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

اور فرماتا ہے: ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۝﴾ [سورۂ نجم آیت-۱۰]

تو اللہ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

اور فرماتا ہے: ﴿ذَلِکَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ-الآية﴾ [سورۂ آل عمران آیت-۴۴]

یہ غیب کی خبروں سے ہے۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝﴾ [سورۂ تکویر آیت-۲۴]

اور یہ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

غیب کی خبروں پر متہم نہیں، زید کا یہ کہنا کہ ''اگر علم غیب ہوتا تو جبرئیل علیہ السلام پیغام لے کر کیوں آتے؟'' طرفہ جہالت ہے، یہ کون کہتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بلا واسطہ غیب جانتے ہیں یہ شان تو اللہ تعالیٰ کی ہے کہ اس کا علم ذاتی ہے جو غیر سے مستفاد نہیں جو علم الٰہی ذاتی کا ایک ذرہ غیر اللہ کے لئے ثابت کرے وہ مشرک ہے اور یونہی علم عطائی کا ایک ذرہ اللہ کے لئے ثابت کرے وہ کافر ہے زید پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ زید کی جاہلانہ بکواس ہے مردود اردو میں سب وشتم کے طور پر بولا جاتا ہے اس سے کیا ضرور کہ عربی

میں بھی اسی طرح استعمال ہو یہ قرآن پہ اعتراض کرنے چلا، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) میلا دخوانوں کے لئے ممبر اور سامعین کے لئے دری، تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بچھائی جاتی ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ ''جہاں ذکر خیر پاک ہوتا ہے۔ الخ'' یہ بھی جاہلانہ اعتراض ہے فرشتے مسلمانوں کے گھر آتے ہیں بتائے کہاں بیٹھتے ہیں، یہ کس کا عقیدہ ہے کہ ہر مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، یہ عقیدہ کسی کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ زندہ ہیں

مسئلہ-۱۱۱

کیا فرماتے ہیں علماے دین مسئلہ مسئولہ سے متعلق کہ:

زید قاضی نے مسجد پاٹن میں بروز جمعہ بعد نماز حاضرین مصلیان سے صلاۃ وسلام پڑھنے کے لئے عرض کی جس پر بکر نے یہ ناشائستہ الفاظ استعمال کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات میں نہیں جب حیات تھے اور حامل وحی تھے تو صلاۃ وسلام پڑھا جاتا تھا اب کون نئے نبی ہیں جن پر سلام پڑھیں اب سلام نہیں پڑھنے دینگے بکر کے اس سوال کا زید جواب دینا ہی چاہ رہے تھے کہ گاؤں کے پٹیل عمر نے یہ کہہ کر روک دیا کہ سلام مت پڑھو یہاں نیا چلن نہیں ہوگا نیز سلام نہیں پڑھا جا سکتا اور اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس بارے میں شریعت نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا فیصلہ ہے نیز ایسے الفاظ ادا کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے مع دلیل قرآن وسنن وضاحت فرما کر ممنون فرمایا جائے عین کرم ہوگا بینوا من الکتاب وتوجروا عند رب الارباب۔

مستفتی: عیسی ابراھیم، پربھاس پاٹن کاٹھیاواڑ جونا گڑھ سوراشٹر

الجواب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ زندہ ہیں اور ان کی حیات بالاجماع حقیقی جسمانی روحانی ہے یہی حکم دوسرے انبیاء کا ہے اور ان کی حیات پر قرآن وحدیث ناطق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ

اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ [سورۂ انفال آیت-۳۳]

یعنی اللہ انھیں دنیا میں عذاب نہ دیگا جب تک اے محبوب تم ان میں ہو۔ حدیث میں ہے: ''ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق''

[سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ و دفنہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم ص۱۱۹، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ الفصل الثالث ص۱۲۱، مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

اللہ نے حرام فرمایا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کے نبی اپنے مرقد میں زندہ ہیں انھیں رزق ملتا ہے۔

محقق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اقرب السبل میں فرماتے ہیں:

''وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آں حضرت را مفیض ومربی است''

[اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل برھامش اخبار الاخیار، از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دھلی]

بلکہ خود وہابیہ دیابنہ کے مستند ومعتمد مولوی اعجاز علی دیوبندی حاشیہ ''نور الایضاح'' میں رقم طراز ہیں:

''فمثلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدوفاتہ کمثل شمع فی حجرۃ اغلق بابھا فھو مستور عمن ھو خارج الحجرۃ ولکن نورہ کما کان بل ازید ولھذا حرم نکاح ازواجہ بعدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یجر احکام المیراث فیما ترکہ''

[حاشیہ نور الایضاح، از مولوی اعجاز علی، فصل فی زیارۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ص۱۸۹، مطبع مکتبہ بلال دیوبند]

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال قبر میں اس چراغ کی سی ہے جو کمرہ میں بند ہو مگر حضور کا نور ویسا ہی ظاہر ہے بلکہ اور زیادہ اسی وجہ سے حضور کی بیویاں بعد وصال بھی اوروں

کے لئے حرام ہیں اور حضور کا ترکہ نہ بٹا۔

جس شخص نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب حیات سے نہیں ہیں اس نے اہل سنت کے مسئلۂ اجماعیہ کا انکار کیا لہذا اس پر توبہ لازم ہے اور یہی حکم اس کا ہے جو اس کے اس مقولے سے راضی ہو اور یہ صراحۃ جہالت ہے کہ اب سلام نہیں پڑھنے دینگے قرآن عظیم میں مطلق صلاۃ وسلام کا حکم دیا کسی زمانہ اور کیفیت کے ساتھ مقید نہ فرمایا تو ہم مقید کرنے والے کون؟۔ سلام سے ایسے ہی دشمنی ہے تو نماز چھوڑ دیں کہ اس میں السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته اور اللهم صل علی سیدنا محمد۔ الخ بلکہ اس کے طور پر کلمہ ہی بدلنا لازم کہ اب اس کے طور پر محمد رسول اللہ کہنا صحیح نہیں کہ اب معاذ اللہ اس کے طور پر حیات نہیں اور حامل وحی نہیں مگر کلمہ اب بھی جاری ہے تو ثابت کہ حضور کی رسالت باقی اور جین حیات باقی ہے تو ذات کی حیات آپ ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ

۶ ر رمضان ۱۳۹۸ھ

صح الجواب والمولی تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی　　دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کرنے والا کافر ہے

مسئلہ-۱۱۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص اپنے مسلمان ہونے کا دعوی بڑے زور وشور سے کرتا ہے اور جو شخص اس کو مسلمان نہ کہے اس سے لڑنے جھگڑنے پر آمادہ رہتا ہے لیکن حضور فداہ ابی وامی محمد عربی مکی مدنی ؐ کی شان میں یہ گستاخی کرتا ہے کہ آپ کو شیطان لعین ومردود سے بعض امور میں تشبیہ دیتا ہے ایسے شخص کے اسلام کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟ دلائل کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

آیا اسے مسلمان کہا جا سکتا ہے یا نہیں جواب پر آپ کا دستخط اور دار الافتاء کی مہر ضرور ہو، تاکہ غیر مقلدین، وہابیہ دیوبندیہ کے سامنے پیش ہو تو اسے جعلی کہہ کر انکار نہ کرسکیں۔

فقط والسلام طالب الحق بنارسی

الجواب

ایسا شخص بلاشبہ کافر، مرتد، بے دین ہے کہ معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جملہ انبیاے کرام کی تنقیص تصریحا ہو خواہ اشارۃ، جماہیر امت مسلمہ کے نزدیک کفر ہے، شفا شریف میں ہے:

"اعلم وفقنا الله واياك ان جميع من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم او عابه او الحق به نقصا فى نفسه او نسبه او دينه او خصلة من خصاله او عرض به او شبهه بشىء على طريق السب له او الازراء عليه او التصغيير لشانه او الغض منه والعيب له فهو ساب له والحكم فيه حكم الساب يقتل كما نبينه ولا نستثنى فصلا من فصول هٰذا الباب علىٰ هٰذا المقصد ولا نمترى فيه تصريحا كان او تلويحا"

[الشفا: ج۲، ص۳۵۵، الباب الاول فى بيان ما هو فى حقه صلىٰ الله عليه وسلم سب او نقص الخ، مطبع المكتبة العصرية بيروت لبنان]

شیطان سے تشبیہ دینا تو بڑی سخت بات ہے علماے کرام نے ایسے شخص کو بھی کافر فرمایا ہے جس کے پاس سے ایک بدصورت گزرے تو وہ لوگوں سے کہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ جاننا چاہو تو اسے دیکھ لے اسی شفا میں ہے "وافتىٰ محمد بن ابى زيد بقتل رجل سمع قوما يتذاكرون صفة النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذ مربهم رجل قبيح الوجه واللحية فقال لهم۔ الىٰ آخره"

[الشفا بتعريف حقوق المصطفى ج۲، ص۳۵٦ الباب الاول فى بيان ما هو فى حقه صلىٰ الله عليه وسلم سب او نقص المكتبة العصرية بيروت لبنان]

اس شخص پر توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ: پورا درود کہنا ضروری ہے۔ "ؑ" یا "ؐ" وغیرہ بنانا حرام اور محروموں کا کام ہے

فقیر محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ

۱۰ /ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

نعت میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

مسئلہ-۱۱۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کی لکھی گئی نعت شریف کے بارے میں، نعت پاک کس انداز میں لکھنا چاہئے۔ اس نعت کے مصرعوں میں جو خامیاں ہیں ان کی وجہ، نعت پاک کا مسئلہ یہاں قابل غور ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ آپ جلد از جلد نعت پاک کے مسئلے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں جواب روانہ کردیں گے تا کہ ہم یہاں قابل غور مسئلے کو اتفاق سے سلجھا سکیں۔

نعت:

سامنے اب در اقدس کے صدا دی جائے — اب جدائی کی ہر دیوار گرا دی جائے

جی میں آتا ہے کہ ہستی ہی مٹا دی جائے — ان کے گستاخ کو کچھ ایسی سزا دی جائے

ظلمتِ کفر زمانے سے مٹا دی جائے — شمع ہر گام پہ وحدت کی جلا دی جائے

منتظر میرا قبر میں ہوگا محبوب — مجھ کو مر جانے دو بس اب نہ دوا دی جائے

اے پتنگو! تمہیں اس شمع ہدایت کی قسم — آپسی دشمنی مٹی میں دبا دی جائے

وہ نبی سینے سے دشمن کو لگایا جس نے — ایسے پیارے نبی کو کیوں نہ دعا دی جائے

عشق سرکار دو عالم کا تقاضا یہ ہے — جان ان کے لئے ہے ان پہ لٹا دی جائے

ہوگا ارشاد کب عرشی کے حق میں آقا — اس کی بگڑی ہوئی تقدیر بنا دی جائے

ہم اس مسئلے کو اتفاق رائے سے سلجھانے کے لئے آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ فقط۔

الجواب

نعت میں دو باتوں کا خیال بہت ضروری ہے ایک تو یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام نبوت سے اونچا کر کے انہیں خدائی کی حد تک نہ بڑھایا جائے اور دوسری یہ کہ ان کی شان رفیع کے خلاف کوئی کلمہ نہ لکھے۔ نعت مذکور میں بظاہر خامی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۴؍ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح دعا کی جگہ ندا انسب ہے واللہ تعالیٰ اعلم محمد احمد جہانگیر غفرلہ شیخ الحدیث منظر اسلام، بریلی شریف

اللہ و رسول جل و علی و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو گالی دینا کیسا؟ پیر کو اللہ و رسول کہنا کیسا ہے؟ اسلام کی تبلیغ کے لئے ویڈیو کا استعمال کیسا ہے؟ نماز میں توجہ کس کی طرف ہونی چاہئے؟

مسئلہ-۱۱۴ تا ۱۲۲

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ اگر کوئی اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دے، کوئی پرواہ نہیں، لیکن اگر کوئی شخص میرے پیر کو گالی دے تو زندگی بھر اس شخص کو نہیں معاف کروں گا اور نہ بولوں گا۔ ایسے مرید کے بارے میں مفتیان کرام کیا فرماتے ہیں؟

(۲) زید کہتا ہے کہ میرا پیر میرا اللہ، میرا رسول ہے، میرا غوث ہے اور ماں باپ ہے۔ اور زید کہتا ہے کہ میرا پیر کا مرتبہ کعبہ شریف سے بلند ہے۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع زید کے متعلق؟

(۳) زید کہتا ہے کہ تعزیہ بنانا جائز ہے۔ اس لئے کہ تعزیہ کی وجہ سے لنگر ہے یعنی تعزیہ ہے تو لنگر ہے۔ یعنی لنگر کے لئے تعزیہ ضروری ہے۔

(۴) زید عالم ہے اور یہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا مشن پھیلانے کے لئے ویڈیو جائز ہے۔ یعنی زید کا کہنا ہے کہ ہندی فلم دیکھتے ہیں تو یہ فلم وغیرہ دیکھنے سے بہتر ہے کہ علمائے کرام کی تقریریں جو ویڈیو

میں ہیں وہ دیکھیں تاکہ کچھ سیکھ سکیں۔

(۵) زید پیر ہے اور کہتا ہے کہ اگر مرید پیر کو راضی نہ رکھے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس مرید سے ناراض رہتے ہیں۔ کیا یہ قول اس کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے۔ جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے خلاف بولتا ہے؟

(۶) زید عالم ہے اس نے سب کے سامنے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ قرآن پاک میں میوزک بھی ہے۔ کیا قرآن پاک میں واقعی میوزک ہے؟ یا نہیں؟ برائے کرم جلد از جلد جواب دیجئے۔

(۷) زید کہتا ہے کہ میرے پیر کا رتبہ میرے ماں باپ سے زیادہ ہے اور بکر کہتا ہے نہیں، ماں باپ کا مرتبہ اونچا ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ پہلے ماں باپ پھر پیر۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیجئے۔

(۸) زید کہتا ہے کہ وہ ہر نماز میں صرف اپنے پیر کا تصور کرتا ہے اور کسی کا نہیں۔ کیا زید کا کہنا درست ہے؟

(۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عالم ہے اور ایک جلسہ میں عوام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ موسم کی بے وفائی ہے اور یہ بھی کہا کہ زمین بھی بے وفا ہے۔ یہ باتیں اس روز کہا جس دن خوب بارش ہو رہی تھی۔ کیا زید کا کہنا درست ہے؟ یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

مستفتی: سید محمد حسین نوری، افریقی۔

الجواب

(۱) زید بے قید کا خط کشیدہ جملہ سخت ہولناک ہے اس پر اس بات سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور اگر بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح بھی فرض ہے۔ جب تک توبہ صحیحہ شرعیہ کے بعد داخل اسلام نہ ہو ہر مسلم واقف حال پر اس سے اجتناب فرض ہے۔

(۲) خط کشیدہ جملہ کفر صریح ہے۔ زید پر اس سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے۔ اور شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید غلط کہتا ہے۔ مروجہ تعزیہ داری شرعاً ناجائز بلکہ مجموعۂ تعزیہ داری از محرمات ہے۔ تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ''رسالہ تعزیہ داری'' ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جاندار کی تصویر شرعاً حرام ہے۔ حدیث میں ہے: "اشد الناس عذابا عند الله المصورون"

[مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۵، باب التصاویر، مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

سب سے زیادہ عذاب کے مستحق حکم الٰہی میں وہ ہیں جو فوٹو ذی روح کا کھینچتے، کھنچواتے ہیں۔ اور تبلیغ کے لئے حرام کو ذریعہ بنانا حرام ہے۔ تبلیغ دین کچھ اس پر منحصر نہیں کہ ویڈیو پر علماء ومشائخ وغیرہم کی تصویریں اتاری جائیں بلکہ یہ سرے سے تبلیغ دین ہی نہیں، یہ دین کو تماشا بنانا ہے۔ جو نری تصویر کشی سے زیادہ سخت ہے۔ ہم نے خود اعلیٰ حضرت کے کلمات سے ثابت کیا ہے کہ اس مقصد کے لئے بھی ویڈیو کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ ہمارا رسالہ "ٹی۔ وی۔ ویڈیو کا آپریشن" دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے عرف عام میں عقائد اہل سنت وجماعت مراد ہوتے ہیں تعارف وتمیز کے لئے ان کو مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں ان عقائد حقہ کا مخالف سنی مسلمان ہی نہیں، پیر ہونا بڑی بات ہے۔ وہ اس قول کا مصداق نہیں اور اس کے متعلق ایسا کہنا منافی ایمان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) زید پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کا ثبوت دے۔ وہ اگر قابلِ قبول ثبوت پیش کردے تو خیر ورنہ سخت ملزم ہے۔ پھر اگر اس دعویٰ کا کوئی صحیح محمل ہو جب بھی عوام کے سامنے اس طرح کے کلمات بولنا ہرگز روا نہیں کہ وہ اس سے باجوں کی اباحت اوران کا جواز سمجھیں گے اور گمراہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) زید صحیح کہتا ہے۔ سچا پیر مرتبہ میں ماں باپ سے افضل ہے کہ وہ مربی روح ہے اور روح بدن سے افضل ہے سچا پیر اللہ تک وصول کا ذریعہ اور اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا خلیفہ ونائب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس منصب کے لحاظ سے وہ ماں باپ سے ضرور افضل ہوا۔ تفصیل کے لئے "ذیل المدعا حاشیہ احسن الوعا" مصنفہ سرکار اعلیٰ حضرت دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) نماز میں حق تعالی کی طرف توجہ رکھے پیر کا تصور کرنے کا حکم نہیں ہے۔ زید کو اس سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) زید کو ایسا کہنا نہ چاہئے تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

انبیائے کرام کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ضروریہ دینیہ ہے کہ وہ قبل نبوت و بعد نبوت کبائر و صغائر سے معصوم ہیں، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنا اور انہیں وسیلہ بنانا

مسئلہ-۱۲۳ تا ۱۲۴

جناب مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم

مزاج گرامی!

خدمت گرامی میں دو سوال حاضر ہیں، امید کہ جلد جواب عنایت فرمائیں گے۔

(۱) انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے گناہ صغیرہ کا صدور ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر صدور ہو سکتا ہے تو اس تقدیر پر وہ عذاب نار کے مستحق ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ دراں حالیکہ عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبائر کو معاف فرما سکتا ہے اور صغائر پر عذاب دے سکتا ہے۔

(۲) اگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈائرکٹ اولیائے کرام اور صحابۂ عظام کے وسیلے کے بغیر مانگا جائے تو رسول اللہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: محمد شفیق

مدرس مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ، قصبہ روناہی، ضلع فیض آباد۔

الجواب

استغفر اللہ العظیم

انبیائے کرام کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ضروریہ دینیہ ہے کہ وہ قبل نبوت و بعد نبوت کبائر و صغائر سے معصوم ہیں۔ اس پر دلیل عقلی قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان عظیم الشان ﴿لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ۝﴾ [سورۂ بقرہ-۱۲۴]

بس ہے۔ سائل کا یہ سوال کہ معاذ اللہ ''وہ عذاب کے مستحق-الخ'' عجب ہے۔ انہیں قطعاً یقیناً

اجماعاً عذاب نار سے بَری جاننا واجب ہے اور اس میں شک منافی ایمان موجب خسران ہے۔ سائل کا یہ سوال اس امر میں شک کرنے پر دال ہے لہذا اس پر توبہ وتجدید ایمان ضرور اور تجدید نکاح بھی لازم ہے جبکہ شادی شدہ ہو اور یہ تفصیل کہ اللہ تعالیٰ کبائر کو معاف فرما سکتا ہے اور صغائر پر عذاب دے سکتا ہے، مہمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کفر کے سوا سب گناہ چاہے تو معاف فرمائے اور چاہے تو سب پر عذاب دے۔ قال تعالیٰ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾

[سورۂ نساء-۴۸]

(۲) اپنے رب کے حکم سے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے والے ہیں وہ خود فرماتے ہیں ''انما انا قاسم واللہ یعطی"

[صحیح البخاری ج ۱، کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین ص۱۶، مطبع مجلس برکات مبارکپور / مشکوٰۃ المصابیح، ص۳۲، کتاب العلم، الفصل الاول، مجلس برکات مبارکپور]

اور صحابہ و اولیاء کرام ان کی جناب میں وسیلہ ہیں اور وہ خدا کی جناب میں سب کا وسیلہ ہیں ان کے واسطے کے بغیر کسی کو کچھ ملا نہ ملے نہ ملے گا اور ان کا دیا ہوا ہمیں ان کے محبوبوں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ یہی جاننا لازم ہے اور اس کا خلاف گمراہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۵ رمحرم الحرام ۱۳۹۹ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بے غایت ونہایت ہیں

مسئلہ-۱۲۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہٰذا کے بارے میں کہ:

زید کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور کو علم غیب تھا اور اللہ سے باخبر تھے تو بتلائیے کہ حضور پر وحی کیوں آئی کیونکہ وہ اللہ کے راز و نیاز سے باخبر تھے یہ کیا مصلحت تھی جو یہ وحی اور علم غیب تھا۔

الجواب

بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب اللہ نے عطا فرمایا: قال تعالیٰ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ [سورۂ نساء آیت-۱۱۳]

اللہ نے تمہیں سب کچھ سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔ ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں: "كانت معارفه عليه الصلاة والسلام فى نهاية لا ترام و غاية لا تسام"

[شرح الشفاء لقاضي عياض ج١ ص ٢٤١، فصل واما اصل فروعها وعنصرينابيعها ونقطة دائرتها الخ مطبع دار الكتب العلمية بيروت]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بے غایت و بے نہایت ہیں ان کی طرف رسائی نہیں۔ شیخ محقق نے مدارج النبوۃ میں فرمایا: "واز انجملہ آنست کہ ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان نفخۂ اولیٰ بروے منکشف ساختند-الخ صلی اللہ علیہ وسلم"

[مدارج النبوۃ ج۱، ص۸۳، باب پنجم در ذکر فضائل وے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، وصل اما خصائص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطبع منشی نول کشور کانپور]

یہیں سے علمائے اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ما کان و ما یکون حتیٰ کہ علوم خمسہ جن میں قیامت کا بھی علم ہے جانتے ہیں حضور تو حضور آپ کے غلامانِ غلام اولیاء کرام بھی جب تک ان علوم کو نہ جانیں تصرف ان کا دنیا میں صحیح نہیں كما صرح به الباجورى فى سراج البردة الزكية ۔ بردہ میں ہے:

فان من جودك الدنيا و ضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

[قصیدہ بردہ شریف]

حضور کو غیب بطریق وحی دیا گیا۔ وحی علوم عامہ کی لوگوں کو علم شریعت سے بہرہ مند کرنے کے لئے آئی باقی علوم خاصہ کی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کمال علوم سے آراستہ کرنے کے لیئے حضور کی وحی میں کیا حکمت ہے اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

نبی کا نور بلکہ جملہ انوار، خدا ہی کے انوار و مظاہر ہیں، خدا کے لئے لفظ بھول کا استعمال نہیں کرنا چاہئے

مسئلہ-۱۲۶ تا ۱۲۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں:

(۱) ''طور سینا پہ چمکا جو نور نبی آج امت کے سینہ میں موجود ہے''
پڑھنا صحیح ہے یا غلط؟ جبکہ آیت کریمہ یہ ہے: ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾
[سورۂ اعراف آیت-۱۴۳]

(۲) ''یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے''، ''کل مولود یولد علیٰ الفطرة وابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه'' کے خلاف ہے یا نہیں؟

(۳) خداوند قدوس سے ان کلمات سے دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ''ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا'' جبکہ عرف عام میں بھول نسیان کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

مستفتی: ضمیر احمد رضوی جو کھنپوری متعلم عربی یونیورسٹی، مبارک پور، اعظم گڑھ

الجواب

بعون الملك الوهاب:

(۱) یہ شعر عوام کے سامنے نہ پڑھا جائے کہ ان کے اذہان میں یہ راسخ ہے کہ طور پر جو تجلی چمکی وہ خدائے عزوجل کی تھی اور اسی پر ظاہر قرآن ناطق ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾
[سورۂ اعراف آیت-۱۴۳]

گو کہ اس لحاظ سے نور نبی نور خدا کے منافی نہیں کہ حقیقۃً نبی کا نور بلکہ جملہ انوار خدا ہی کے انوار و مظاہر ہیں مگر اضافت مقید خصوص ہے اس لئے ظاہراً عوام کے اذہان میں یہ شبہہ پیدا ہوگا کہ معاذ

اللہ وہ نور خدا کا نور نہ تھا اور یہاں سے کہہ سکتے ہیں کہ جس کا قدم طریقت میں راسخ نہیں اسے یہی حکم ہے کہ ایسے الفاظ سے احتراز شدید کرے جن میں ایہام معنیٰ فاسد کا ہو لہٰذا اس اطلاق سے توبہ کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نہیں۔حدیث کا یہی مطلب ہے کہ ہر بچہ فطرت سادہ پر پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے نہ نوری نہ ناری نہ جنتی نہ جہنمی ہوتا ہے پھر اعمال وعقائد سے مستحق جنت یا مستحق جہنم ہوتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نہ چاہئے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

بے شک حضور علیہ السلام کی محبت جزء ایمان ہے مگر وہ ایمان کا ایسا جزء ہے جس کے بغیر ایمان ہو ہی نہیں سکتا

مسئلہ-۱۲۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں حضور کی محبت جز مانتا ہوں، کل نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (ما کان وما یکون) کا علم نہیں ہے اور پیغمبروں کے خلاف کرنے سے ایمان میں کچھ کمی نہیں آتی۔قرآن وحدیث کی رو سے مدلل جواب دیں۔

مستفتی: محمد ضیاء الرحمٰن رضوی

الجواب

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت جز وایمان ہے مگر وہ ایمان کا ایسا جز ہے جسکے بغیر ایمان ہو ہی نہیں سکتا اس پر واضح دلیل کلمہ طیبہ "لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وصحبہ وسلم" ہے اور سرکار عالم و عالمیاں حضور محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین"

[مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۲، کتاب الایمان، مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

یعنی تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کی اولاد اور باپ اور تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ [ترجمہ]

اگر وہ شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت اسی طور پر مانتا ہے جب تو خیر ورنہ ہرگز مومن نہیں کہ ہرگز سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت والا ہی نہیں اور اس کے جملہ سے محبت حضور کی تنقیص ظاہر ہے جس سے اس پر توبہ فرض ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ جل وعلا نے ما کان وما یکون کا علم دیا، قال تعالیٰ: ﴿وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ [سورۂ نساء آیت-۱۱۳]

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے اور اس پر آیات کثیرہ دال ہیں اور احادیث کثیرہ شاہد جس کی تفصیل، انباء المصطفیٰ، خالص الاعتقاد، الدولۃ المکیۃ رسائل اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں ہے اس کا منکر قرآن کی آیات کثیرہ اور احادیث کثیرہ کا منکر ہے اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اس کا یہ جملہ بھی بہت سخت ہے جو اخیر میں درج ہوا جس سے انبیا علیہم السلام کی تنقیص شان اور ان کی خلاف ورزی کی اباحت قائل کے نزدیک آشکار ہے اور یہ ضروریات دین کا کھلا انکار ہے اور قرآن کی کھلی تکذیب ہے۔ قرآن فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ [سورۂ نساء آیت-۶۴]

ہم نے جو رسول بھیجا اسی لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت ہو۔ تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام و انبیاے عظام کو اپنا مطاع ومقتدا و امام ماننا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خلاف پیمبر کسے راہ گزید که هرگز به منزل نه خواهد رسید

[بوستاں، ص ۱۴، مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے

مسئلہ-۱۳۰

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسائل ذیل میں کہ:

زید سنی عالم اور اکزامنیشن بورڈ سے فاضل شمسی اور بھی مختلف بورڈ کے امتحان میں شامل ہو کر اردو انگریزی وغیرہ زبانوں کا امتحان دے کر بورڈ سے سند یافتہ ہے اور چھوٹے چھوٹے دو چار رسالے و کتابچے کا مؤلف بھی ہے مزید سنیوں کی ایک عیدگاہ میں نماز عیدین کا امام بھی ہے اور بہار اکزامنیشن بورڈ سے ملحقہ ایک مدرسے کا بانی اور ایک انگریزی انٹر کالج کا مدرس بھی ہے۔اور وقتاً فوقتاً سنی مسلمانوں کی دعوت پر مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہو کر تقریر بھی کرتا ہے۔بایں ہمہ وہ عامۃ المسلمین کے مجمع میں عوام کو خوش کرنے یا اپنی معلومات کی وسعت ثابت کرنے کے لئے یا خدا جانے کیوں اپنی تقریروں میں خودساختہ گمراہ کن غیر ذمہ دارانہ باتیں کہتا اور بغیر کسی سند و ثبوت کے ایسی ایسی روایتیں بیان کرتا ہے جو اس سے پہلے اکابرین فقہا و علمائے اہل سنت سے نہ سنی گئیں۔مثلاً میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چند مجلسوں میں عامۃ المسلمین اور اپنے ہم نوا چند مولویوں کی موجودگی میں اپنی تقریری میں اس نے برملا علی الاعلان یہ کہا کہ:

(الف) مجھ کو ایک ایسی دعا معلوم ہے کہ اگر کسی میت کے دفن ہو جانے کے بعد اس کے سرہانے کھڑے ہو کر پڑھ دوں تو منکر نکیر اس سے کوئی سوال نہ کریں گے اور ہم یہ دعا پڑھا کرتے ہیں وہ دعا کیا ہے دریافت کرنے پر بھی زید نے نہ بتائی اور جب کسی نے سوال کیا کہ یہ دعا کس حدیث یا کس کتاب میں ہے تو زید نے جواب دیا کہ اعلیٰ حضرت نے فتویٰ رضویہ جلد چہارم اور حضرت صدر الشریعہ نے بہار شریعت حصہ چہارم میں یہ دعا لکھی ہے۔بعض علماء نے زید کے حوالے کے مطابق بہار شریعت دیکھی تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص اس شخص کے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے یا فلان بن فلانہ، وہ سنے گا اور جواب نہ دے

گا، پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوگی پھر کہے اذکر ما خرجت من الدنیا شھادۃ ان لا الٰہ الااللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وانك رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ تعلی علیہ وسلم نبیا وبالقرآن اماما نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے اس پر کسی نے حضور سے عرض کی اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا حواء کی طرف نسبت کرے اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ضیا نے احکام میں اور دوسرے محدثین نے روایت کیا، بعض اجلۂ ائمہ تابعین فرماتے ہیں جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے یا فلاں بن فلاں قل لا الٰہ الااللہ تین بار، پھر کہا جائے قل ربی اللہ و دینی الاسلام و نبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس پر اور اتنا اضافہ کیا واعلم ان ھٰذین الذین اتیاك او یاتیانك انما ھما عبدان للّٰہ لا یضران ولا ینفعان الا باذن اللہ فلا تخف ولا تحزن واشھد ان ربك اللہ ودینك الاسلام ونبیك محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثبتنا اللہ وایاك بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ انہ ھو الغفور الرحیم۔

بہار شریعت میں جو لکھا ہے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے سر آنکھوں پر لیکن اس روایت کے دیکھنے سے یہ بات واضح نہ ہوئی کہ نکیرین اس میت سے بغیر سوال کئے ہوئے چلے جائیں گے یا سوال کرنے کے بعد جائیں گے اگر بغیر سوال کئے واپس چلے جائیں گے، عام ازیں کہ وہ بہت نیکوکار ہو یا بدکار اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو تو پھر اعمال صالحہ کی اہمیت وضرورت باقی نہ رہی جو مسلمان بھی مرجائے اور اس کی قبر پر تلقین کے یہ کلمات حسب روایت پڑھ دیے جائیں نکیرین واپس چلے جائیں گے اور عذاب قبر سے اہل قبر محفوظ و مامون ہو جائے گا۔

(ب) زید نے اسی مجلس میں اپنی تقریر میں سامعین میں سے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر آپ نے اپنے لڑکے کو پڑھنے کے لئے مدرسہ میں بھیجا اور وہ پڑھنے کے لئے مدرسہ نہ جائے

اور کھیل کود میں مصروف ہو جائے اور آپ بچے سے یہ کہیں کہ جاؤ اگر مدرسہ میں نہ جاؤ گے اور نہ پڑھو گے تو ہم تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گے اور آپ کا لڑکا آپ کے حکم کے خلاف مدرسہ نہ گیا بلکہ کھیل کود میں وقت ضائع کر کے، پھر جب آپ کے پاس آیا تو اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر اس بچے کی نہ ٹانگ توڑی اور نہ زدوکوب کیا اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی مجرم وگنہ گار امت کو ہرگز جہنم میں نہ جانے دیں گے۔ چاہے امت مسلمہ کا عمل جیسا بھی ہو۔

(ج) زید نے جہاں وہ باتیں کہیں جو (ب) میں درج ہے اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ نماز روزہ وغیرہ محض نظام کو برقرار رکھنے کے لئے ہے اور یہ بھی کہا کہ مرض بخار میں جو مر جائے وہ شہید ہے زید کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ تو پھر کس حدیث میں اس قول کی سند ہے۔ غرضیکہ زید اس طرح کی باتیں اپنی تقریر میں کہا کرتا ہے۔ اب دریافت طلب امور یہ ہیں۔

اس دور پرفتن میں جبکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور اعمال صالح سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ عامۃ المسلمین کے سامنے اس طرح کی تقریر کرنی جائز ہے یا نہیں؟ جس سے قبر اور آخرت کے عذاب کا خوف مسلمانوں کے دلوں سے جاتا رہے اور وہ اس امید و یقین پر کہ جب مرنے کے بعد تلقین سے نکیرین کے سوالات اور عذاب قبر سے نجات مل ہی جائے گی اور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کسی مجرم وگنہ گار مسلمان کو جہنم میں جانے نہ دیگی تو پھر عبادت وریاضت اور اعمال صالحہ کرنے اور عیش وآرام کو چھوڑ کر مشقت اٹھانے اور نفس کشی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

زید کا یہ قول کہ نماز روزہ وغیرہ محض نظام کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے ہے؟ از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو اس سے نماز روزہ وغیرہ فرائض منصوصہ کی فرضیت واہمیت کی تخفیف ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس قول کے قائل اور اس قائل کے اس قول کی تعریف وتحسین کرنے والوں پر شریعت مقدس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی اقتدا میں سنی مسلمانوں کی نماز جائز و درست ہے یا نہیں؟

مستفتی: محمد ایوب کیران، محمد عثمان، بازار، سیوان

الجواب

فی الواقع سوال میں خط کشیدہ جملہ کا حاصل یہی ہے کہ وہ دعا جس میت کی قبر پر پڑھی جائے گی اس سے سوال نہ ہوگا، مگر یہ بشارت اسی کے لئے ہے جو ایمان پر مرا ہو، اسی کے لئے کرم الٰہی سے یہ امید ہے کہ اس تلقین ودعا کی برکت سے سوال قبر سے محفوظ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عمل کی ضرورت پھر بھی ہے کہ یہ سب امور قطعی نہیں ہیں اور کیا پتہ کہ کوئی تلقین کرنے والا ملے یا نہ ملے یا خاتمہ کا کیا پتہ۔ اس لئے عمل بہر حال ضروری ہے۔ خالی بشارتوں پر بھروسہ کر لینا نادانی ہے۔ فقط۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شفاعت سے مجرم وگناہ گار مشیت خداوندی کے مطابق کچھ بے سابقہ عذاب اور کچھ عذاب کے بعد داخل جنت ہوں گے یا مومنین کا مآل کار دخول جنت ہے اور یہ خیال غلط ہے کہ سرکار کسی کو جہنم میں نہ جانے دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

زید کی اس جملہ سے کیا مراد ہے وہ بیان کرے۔ اگر مراد معاذ اللہ اباحت محرمات وتخفیف احکام ہے تو بہت سخت ہے اور جو سنی صحیح العقیدہ بخار میں مرے وہ بھی شہید ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ”قال صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ ماتت بجمع فھی شھیدۃ او بالسل فی الغربۃ او بالصرع او بالحمی—الخ“۔ ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۳، ص ۱۶۵، کتاب الصلاۃ باب الشھید، مطلب فی تعداد الشھداء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

مجرد ترغیب جس کا نتیجہ یہ متوقع ومظنون ہو کہ لوگ عمل چھوڑ بیٹھیں گے نہ چاہئے بلکہ ترغیب کے ساتھ ترہیب اور اعمال کی تلقین بھی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۹؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے علم غیب عطائی خود

قرآن عظیم سے ثابت ہے

مسئلہ-۱۳۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
بنام محمدی بڑی تقویم کریمی بک ایجنسی، ۱۹/آئی۔ایم۔مرچنٹ روڈ، ممبئ-۲ سے ہر سال ایک جنتری شائع ہوتی ہے اور اسکے سرورق یہ قطعہ ہوتا ہے۔

علم غیبے کس نمی داند بجز پروردگار — گر کسے گوید کہ من دانم از و باور مدار
مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل — جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

کیا یہ قطعہ صحیح ہے؟ اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنا درست ہے؟ تفصیلا دلائل سے آگاہ کریں۔
مستفتی: محمد اسرائیل رضوی، متعلم دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، اعظم گڑھ

الجواب

قطعہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم غیب ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور علم عطائی کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے اثبات کیا گیا ہے اور یہ بے شک صحیح ہے بلاشبہہ علم ذاتی خاصۂ باری تعالیٰ ہے اور علم ذاتی مخلوق میں کسی کے لئے ماننا شرک ہے اور علم عطائی اصلا انبیاء اور بالخصوص سرور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے بنص قرآن عظیم ثابت ہے: ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَداً ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ-الآية﴾

[سورۂ جن آیت-۲۶،۲۷]

جو مطلقاً نبی کے علم غیب عطائی کا منکر ہو وہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۷/جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

تصغیر کے کیا معنیٰ ہیں؟ کملیا، چدریا وغیرہ تصغیر کے الفاظ ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ان کا استعمال سرکار علیہ السلام کے لیئے کیسا؟

مسئلہ-۱۳۲ تا ۱۳۶

مندرجہ ذیل مسائل میں علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں:

(۱) تصغیر کے کیا معنیٰ ہیں؟ اور تصغیر کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟

(۲) کملیا، چدریا، گگریا، دوریا، نگریا اوران کے ماسوا اسی طرح کے دیگر الفاظ برائے تصغیر ہیں کہ نہیں؟

(۳) ان الفاظ کا استعمال اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چادر شریف کو چدریا اور مبارک کمبل شریف کو کملیا و در اقدس کو دوریا، نورانی وعرفانی نگر مقدس کو نگریا یا اس طرح سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کسی بھی شی کو حتیٰ کہ بارگاہ کے پاک ذروں کو اس طرز وادا کے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۴) اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد سادات کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے حسنین کریمین، سرکار غوث اعظم، ہندالولی خواجہ غریب نواز ودیگر اولیائے کاملین وسالکین ومخدومین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے چدریا، کملیا، گگریا، دوریا، نگریا وغیرہ کے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۵) مجدد مأۃ ماضیہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا اس مسئلہ میں کیا موقف ہے؟ بالتفصیل مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔تا کہ احقاق حق وابطال باطل ہوجائے۔

مستفتی: محمد علی متعلم دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، ضلع بستی، یوپی

الجواب

تصغیر اسم میں اس کے دوسرے حرف کے بعد یاء ساکنہ بڑھا کر تحقیر یا ملاحت پیدا کرنے کے لئے تبدیل کرنے کا کام کرتی ہے اور کبھی تقسیم کے لئے بھی تصغیر آتی ہے المعجم الوسیط میں ہے:

"(التصغير) فى الصرف زيادة ياء ساكنة بعد ثاني الاسم مع تغيير هيئة لغرض كالتحقير

والتمليح فيقال فى قمر قمير وفى كتاب كتيب"

[المعجم الوسیط، باب الصاد، باب الدعویٰ، بیروت]

اور تصغیر کبھی تعظیم کے لئے بھی آتی ہے اور اس کے اوزان کی تفصیل کتب صرف یا کتب لغات میں دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اردو میں تصغیر کی اور بھی صورتیں ہیں قواعد کی کتابوں میں دیکھ لیں۔

(۲) ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نہیں۔ کہ توہین کا ایہام ہے بلکہ صیغہ اہانت میں ظاہر ہے لہٰذا اس کا اطلاق ناجائز وحرام ہے اور متکلم پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) ممانعت وتحریم۔ چنانچہ المستند المعتمد میں فرماتے ہیں: "وقد منا ان التصغير فيما يتعلق به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ممنوع مطلقا، وان كان علىٰ جهة المحبة، بل قديجئ للتعظيم۔ ومثاله فى لساننا "ناكڑا" فى تصغير "ناك" أى الأنف لا يقال الا فى الانف الجسيم ومع ذٰلك فالايهام كاف فى المنع والتحريم وقد نهى العلماء ان يقولوا مصيحف أو مسيجد فليجتنب ما اقتحمه بعض الشعراء الذين هم فى كل واديهيمون من قولهم فى النعت الكريم "مكهڑا" او "انكهڑياں" او امثال ذالك—اه"۔ والله تعالىٰ اعلم۔

[المستند المعتمدعلی المعتقدالمنتقد، ص۱٤٦، مطبع المجمع الاسلامی، مبارکپور]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۵ ر رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی، مرکزی

دارالافتاء، ۸۲ رسوداگران، بریلی

انبیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہ وعلیہم التحیۃ والثناء مرشدان راہ خدا

اور وسیلۂ توفیق و ذریعۂ جنت ہیں

مسئلہ-۱۳۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:

ایک شخص جن کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے خطبہ جمعہ میں منبر شریف پر کھڑے ہو کر یہ کہے کہ انسان کو ہدایت دینا اور لینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے اس کے سوا کسی نبی یا ولی یا رسول کو نہیں ہے۔ اور حضور اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں نہیں ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں یوں فرماتے ہیں، کہتے ہیں، اللہ دیکھتے ہیں۔ ایسے الفاظ استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا ایسے شخص کو اپنا امام بنانا یا قاضی شہر یا خطیب بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے جیسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث و فقہ کی روشنی میں مطمئن جواب دیں۔

مستفتی: ضمیر احمد رضوی القادری، جامع مسجد محلہ میسور

الجواب

قرآن کریم میں دونوں طرح کی آیات ہیں ایک طرف حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد ہوا:

﴿إِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَشَاءُ– الآیة﴾ [سورۂ قصص آیت-۵۶]

یعنی اے محبوب بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔

یہاں سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام سے ہدایت کی نفی بایں معنیٰ فرمائی گئی کہ قلوب میں ہدایت کو پیدا فرمانا سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا کام نہیں ہے بلکہ خالق اہتداء اللہ تعالیٰ ہے اور دوسری طرف سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا: ﴿وَإِنَّکَ لَتَهْدِیْ إِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾

[سورۂ شوریٰ آیت-۵۲]

یعنی بے شک اے محبوب تم سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتے ہو۔

اور فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً یَهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا﴾ [سورۂ انبیاء آیت-۷۳]

اور ہم نے اس میں سے پیشوا کیا کہ ہمارے حکم سے ہدایت دیتے ہیں۔

اورسرکارابدقرارعلیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا: ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍO﴾ [سورۂ رعد آیت-۷]

اور ہر قوم کے ہادی ہو۔

اور مومن قوم فرعون کا قول نقل فرمایا: ﴿يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِO﴾

[سورۂ مؤمن آیت-۳۸]

یعنی اے میری قوم میری پیروی کرو میں تمہیں راستی کے راستہ کی طرف ہدایت دوں گا۔

ان آیات میں انبیاء واولیاء کی طرف ہدایت کی نسبت باعتبار دلالت ورہنمائی وبلحاظ مسببیت توفیق الٰہی ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ ہدایت کا اطلاق کبھی توفیق ربانی پر ہوتا ہے اور اس معنیٰ میں ہدایت بے شک خدا کے ساتھ خاص ہے اور کبھی دلالت ورہنمائی اور دعوت الی الحق پر ہوتا ہے اور یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیائے کرام کا وظیفہ ہے جو بارگاہ الوہیت سے انہیں تفویض ہوا ہے۔ مجمع البحار میں ہے: ''ن، الهدى، هدى محمد.... وفسر الفتح بالطريق، والضم بالدلالة والارشاد وهو الذى يضاف الىٰ الرسل والقرآن وباللطف والتوفيق وهو الذى تفرد به الله تعالىٰ'' ملتقطاً

[مجمع بحار الانوار، ج۵، ص۳۳۸، باب الهاء مع الدال، مطبع دار الایمان سهارنپور]

اور ہدایت بایں معنیٰ اس ہدایت کے لئے موقوف علیہ اور سبب ہے جو توفیق الٰہی سے عبارت ہے جسے ہم نے پہلے ذکر کیا لہٰذا یہ پہلی اس دوسری کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ مفردات راغب میں ہے:

''الهداية التى جعل للناس بدعائه اياهم علىٰ السنة الانبياء وانزال القرآن ونحو ذلك وهو المقصود بقوله تعالىٰ وجعلنٰهم ائمة يهدون بامرنا، [الانبياء/ ۷۳] الثالث التوفيق الذى يختص به من اهتدى وهو المعنىٰ بقوله تعالىٰ: والذين اهتدوا زادهم هدى (محمد/ ۱۷) وقوله ومن يومن بالله يهد قلبه (التغابن/ ۱۱) وقوله ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات يهديهم ربهم بايمانهم (يونس/ ۹) وقوله، والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا (العنكبوت/ ۶۹) ويزيد الله الذين اهتدو هدى (مريم/ ۷۶) فهدى الله الذين آمنوا (البقرة/ ۲۱۳) والله يهدى من يشاء الىٰ صراط مستقيم (البقرة/ ۲۱۳) الرابع الهداية فى

الآخـرة الیٰ الـجنة التی بقوله سیهدیهم ویصلح بالهم (محمد/٥) ونزعنا مافی صدورهم مـن غـل (الاعـراف/٤٣) الـیٰ قـولـه الـحـمدلله الذی هدانا لهٰذا، وهٰذه الهدایات الاربع متـرتبة فـان لـم تحصل له الاولیٰ لا تحصل لهٗ الثانية بل لا یصح تكلیفه ومن لم تحصل له الثـانية لا تـحـصـل لـه الثالثة والرابعة ومن حصل له الرابع فقد حصل له الثلاث التی قبلها ومـن حـصل له الثالث فقد حصل له اللذان قبله ثم ینعکس فقد تحصل الاولیٰ ولا یحصل لـه الثـانـی ولا یحصل الثالث والانسان لا یقدر ان یهدی احدا الا بالدعاء وتعریف الطرق دون سـائـر انـواع الهـدایـات والـیٰ الاوّل اشـار بـقـوله: وانك لتهدی الیٰ صراط مستقیم (الشـوریٰ/٥٢) یهـدون بـأمـرنا (السجدة/٢٤) ولكل قوم هاد (الرعد/٧) أی داع: والیٰ سائر الهدایات اشار بقوله تعالیٰ انك لا تهدی من احببت (القصص/٥٦)"

[الـمـفـردات فـی غـریـب الـقـرآن لـلـراغب الاصفهانی، باب کتاب الهاء، ج١، مطبع دار العلم الدار الشامیة ، دمشق،بیروت]

اور جب ہدایت بمعنی توفیق الٰہی پر انبیاء واولیاء کی ہدایت ودلالت مرتب اور اس پر موقوف ہے تو یہ اعتقاد لازم ہے کہ انبیاء خصوصا سید الانبیاء علیہ وعلیہم التحیۃ والثناء اور اولیائے ہادیان دین مبین مرشدان راہ خدا وسیلۂ توفیق وذریعۂ جنت، جنکی عنایت اپنے پیروکاروں کو کسی حال میں بے سہارا نہیں چھوڑتی بلکہ نزع وسوال قبر وحشر ونشر اور ہر مرحلہ دنیا وآخرت انہیں کی ہدایت ان کے کام آتی ہے۔ میزان امام شعرانی میں ہے: "وقـد ذكـرنـا فـی كـتـاب الاجوبة عن ائمة الفقهاء و الصوفیة ان ائمة الـفـقهاء والصوفیة كلهم یشفعون فی مقلدیهم ویلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سـوال منكر ونكیرله وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط و لا یغفلون عنهم فی موقف من المواقف۔ واذا كان مشایخ الصوفیة یلاحظون اتباعهم ومریدیهم فی جمیع الاهـوال والشـدائـد فـی الـدنـیـاوالآخـرة فـكیف بائمة المذاهب الذین هم اوتاد الا رض واركان الدین وامناء الشارع علی امته رضی الله عنهم اجمعین ـاھ"ملخصاً

[میزان امام شعرانی فصل فی بیان استحالة خروج شیء من اقوال المجتهدین ج١، ح١، ص٦٥ مطبع دار

الکتب العلمیة بیروت]

اور اسی سے پورے قرآن پر ایمان حاصل اور جو یہ نہ مانے وہ ﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ﴾ [سورۂ بقرۃ آیت-۸۵]

کا مصداق ہو کر مکذب قرآن ہے اور بے دین و گمراہ ہے اور اللہ کے لئے جمع کا صیغہ بولنا وہابیہ کی خاص عادت ہے اس شخص پر توبہ اور وہابیہ و دیابنہ کے عقائد سے تبری اور ان کی تکفیر فرض ہے ورنہ وہ امام و خطیب ہونا در کنار مسلمانوں سے دور رہنے کے لائق بلکہ اس سے اجتناب اشد ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۴؍ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

صلوٰۃ وسلام حضور خیر الانام علیہ السلام پر کسی وقت منع نہیں

مسئلہ-۱۳۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ہمارے یہاں رتلام شہر کی جامع مسجد میں نماز جمعہ و صلوٰۃ وسلام کے لئے امام صاحب جو دیوبندی ہیں ان سے معلوم کیا تو امام صاحب نے فرمایا میری جانب سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ متولی صاحب سے معلوم کرلیں پہلے تو بڑی سختی سے انکار کیا بعد میں کہنے سننے کے بعد کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں، نہ آج تک جامع مسجد میں صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا۔ لہٰذا اب میں نہیں پڑھوں گا اگر پڑھنا ہے تو پرانے متولی صاحب سے معلوم کرو۔ صورت مسئولہ میں بعد نماز جمعہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ اور جو لوگ منع کرتے ہوں، ان کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔ بینوا توجروا۔

مستفتی: عبدالوہاب و عبدالکلیم

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب:

صلوٰۃ وسلام حضور خیر الانام علیہ السلام پر کسی وقت منع نہیں۔ خداوند قدوس نے صلوٰۃ وسلام کا مطلق حکم فرمایا ہے اور جمعہ کے بعد تو حدیث شریف میں خصوصیت سے مطلوب ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے: " اكثروا من الصلاة على في يوم الجمعة" مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ بھیجو۔

[كنز العمال ج ١، ص ٢٤٧، كتاب الاذكار الباب السادس فى الصلاة علىّ وعلى آله عليه الصلاة والسلام حديث نمبر ٢١٣٧، مطبع دار الكتب العلمية بيروت / الجامع الصغير مع فيض القدير حرف الهمزه، ج٢، ص ١١١، مطبع دار الكتب العلمية بيروت]

منع کرنے والوں کی ممانعت بربلائے گمراہی ہے۔ ان کی بات پر کان نہ دھریں، نہ ان سے میل جول رکھیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب والمولیٰ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

فی الواقع حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر محال ہے، حضور کے لئے نمکین کا لفظ بولنا کیسا؟

مسئلہ-۱۳۹ تا ۱۴۰

بحضور فیض گنجور آقائے نعمت مفتی صاحب قبلہ دام اقبالہٗ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

خیریت سے رہ کر حضور کی خیریت کا بارگاہ ایزدی میں ہمہ وقت طالب ہوں۔ ضروری عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلے کی بابت ایسا مدلل ومکمل وتشفی بخش جواب طلب ہے جس سے خود بھی اطمینان ہو اور اہل سنت کی طرف سے مخالفین کو دنداں شکن جواب بھی دیا جا سکے۔

(۱) حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اپنی کتاب "حدائق بخشش" میں جو "سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی" طرحی مصرع ہے اس میں حضور شہنشاہ دو عالم سرکار محبوب پروردگار کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے

ایک جگہ لفظ نمکین ارشاد فرمایا۔ تو ہمیں یقین کامل ہے کہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ بہت محتاط نظر تھے پھر بھی ایسا لفظ ارشاد فرمایا، بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسا لفظ جس کے معنیٰ ٹھیک مگر بڑے بھونڈے کا سا مطلب سمجھا جاتا ہے، اسے کیوں ارشاد فرمایا؟ علاوہ ازیں قرآن مقدس نے پیارے محبوب علیہ الصلاۃ والثناء کو عندالمخاطب، راعنا جبکہ بھونڈے معنی چرواہے کے تھے اور یہودیوں کی بدنیتی تھی تو راعنا کی جگہ انظرنا کہنے کوارشاد فرمایا۔ لہٰذا اگر کوئی ایسی مثال ہو جس پر اعلیٰ حضرت کا کلام صحیح ثابت ہوجائے اور وہی مکمل لاجواب کن جواب ہوجائے تو براہ کرم تحریر فرمایا جائے یا کوئی سبیل بتائی جائے۔

(۲) حضور مجدد مأۃ حاضرہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ملفوظ جلد ثالث، ص ۷۷ ر میں اللہ کی شان قدرت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''وہ ذات تو اللہ نے بے مثل و بے نظیر بنائی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر محال بالذات تحت قدرت ہی نہیں آسکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں نہ مرسلین میں''۔

[الملفوظ، ج ۳، ص ۷۷]

عبارت مذکورہ بالا سے توہین الوہیت ظاہر ہو رہی ہے جبکہ موصوف انتہا درجے کے محتاط تھے پھر بھی عبارت سمجھ سے بالاتر ہے۔ ساتھ ہی حضور رئیس الاصفیا حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ بہار شریف کی مندرجہ ذیل عبارت سے ٹکراؤ ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں بزرگ ہم عقیدہ و ہم مسلک ہیں۔ وہ عبارت

یہ ہے:

''اگر خواہد در ہر لحظہ صد ہزار ہمچوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بآفریند و ہر نفس از انفاس ایشاں قاب وقوسین می دہد، در جلال او ذرہ زیادت نمی گردد و اگر خواہد در یک لحظہ صد ہزار ہمچوں فرعون بیافریند تا دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ ہمی کنند در کمال او و جمال او ذرہ کم نمی گردد''۔

[مکتوبات یحییٰ منیری، مکتوب ۳۵]

فی الواقع اس کا کیا جواب ہوگا؟ جبکہ ٹھیک یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے ہم معنی عبارت، مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت ہے جو تقویۃ الایمان میں تحریر ہے کہ

''اگر اللہ صاحب چاہیں تو ایک لفظ کن سے جبریل و محمد جیسے لاکھوں کروڑوں جبریل و محمد پیدا کریں''

ہم تمامی اہل سنت اسماعیل دہلوی و جملہ وہابیوں اور دیوبندیوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں ایسی صورت میں ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ وحضرت یحیٰ منیری علیہ الرحمہ واسماعیل دہلوی کے مابین کون ساخط امتیاز کھینچیں کہ جس سے اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان الگ ہواور یحیٰ منیری اورامام اہل سنت الگ ہوں۔

اگر یہ کہا جائے کہ امام اہل سنت نے عالم استغراق ومحویت زیارت محبوب میں یہ جملہ درج فرمایا تو کوئی صورت صحیح نہیں کیونکہ یہ چند سطور ہی صرف عالم محویت کے ہوں۔ تسلیم کیا جانا بعید از عقل ہے۔ اور عبارت منیری کے لئے بھی یہی جواب ہے اگر یہ ہو کہ پیارے مصطفیٰ دائرہ نبوت کی ابتدا وانتہا ہیں تو ایسی صورت میں دوسرے نبی کا بشکل محمد عربی روحی فداہ امی وابی عالم وجود میں آنا ناممکن ہے۔ مگر یہ تو رہا جواب ورفعنا لک ذکرک کے تحت مگر منطقیانہ طور پر قدرت کے لئے کوئی ناممکن ومحال تو نہیں۔ کیونکہ ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر میں داخل ہے۔ یہاں پر ایک اور شک ظاہر ہوتا ہے کہ جب پروردگار عالم نے عالم غضب و جلال میں محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ اگر آپ رئیس المنافقین عبداللہ بن سلول کی بخشش کی خاطر ایک نہیں ستر بار بھی دعائے بخشش چاہیں گے تو بخشش نہ ہوگی۔ (بقول مخالف) ''آپ اس سے زیادہ تکرار کریں گے تو منصب نبوت سے معزول کردئے جائیں گے''۔ اگر یہ خط کشیدہ جملہ نہ بھی سہی جب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا غیظ وغضب اپنی جگہ مسلم ہے۔ اللہ کی قدرت کاملہ لامتناہی ہے تو ایسی صورت میں مخالف کا اعتراض صحیح اور کلام امام اہل سنت بعبارت یحیٰ منیری غلط ثابت ہوتا ہے۔ دونوں کلام میں خط امتیاز کھینچنے کی کسوٹی عنایت فرمائیں تاکہ مخالفین کو دنداں شکن جواب دیا جاسکے۔ بینوا توجروا۔

مستفتی: محمد زیارت حسین قادری مدرس مدرسہ اسلامیہ پتھلواں، پوسٹ چھیلونی، دیوریا، یوپی

الجواب

(۱) نمکین کا ایسا معنی جو بھونڈا ہو کس لغت میں ہے؟ حاشا نہ کسی لغت میں یہ معنی ملے نہ اس معنیٰ میں لفظ نمکین مستعمل نہ یہ معنی اس کے محتمل عرف شائع ہے کہ اسکو خوبی شمار کرتے ہیں اور عام طور سے کہتے ہیں کہ فلاں کے چہرہ میں نمک ہے اور حدیث میں خود حضور علیہ السلام سے وارد کہ اپنا وصف بیان فرمایا:

''انا املح''

[مدارج النبوۃ ج ۱،ص ۴،باب اول در بیان حسن خلقت و جمال صورت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبع نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور]

میں ملاحت والا ہوں۔

اور ملاحت و نمکینی حسن ایک ہی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فی الواقع حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی نظیر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خاتم النبیین نبی آخرالزماں فرمایا اور امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور علیہ السلام کا یہ وصف کسی تاویل و تخصیص کا ہرگز صالح نہیں، دیکھو شفاء قاضی عیاض۔ اور یہ بدیہی ہے کہ دو آخر نہیں ہوسکتے تو ثابت کہ آخرالانبیاء کا کوئی مماثل نہ ہوسکے۔ ولہٰذا حضور علیہ السلام کے بعد نیا نبی نہیں ہوسکتا کہ یہ ختم نبوت کے منافی ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کو آخرالانبیاء جاننا ماننا مدار ایمان ہے اور اس کا خلاف منافی ایمان ہے۔ اشباہ میں ہے: ''اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم''

[الاشباہ والنظائر علیٰ مذھب ابی حنیفۃ النعمان، ج۲،ص ۹۱، کتاب السیر باب الردۃ مطبع زکریا بکڈپو سھارنپور۔]

اور اس عقیدہ میں توہین الوہیت نہیں بلکہ عہد کذب سے خدا کی تنزیہ و تقدیس ہے اور امکان نظیر کا قول تکذیب کلام الٰہی ہے اور حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کا وہ قول اس عقیدہ کے مزاحم نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اس آیت کریمہ سے مخالف کا وہ مفروض مستفاد نہیں ہوتا یہ اس کی دریدہ دہنی ہے جو عصمت نبی علیہ السلام کے بالکل خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کے جلال کو غیظ سے تعبیر کرنا حرام ہے۔ سائل پر اس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۲۳ ؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا یا والد؟

مسئلہ- ۱۴۱ تا ۱۴۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید اسلام پورہ، بھیونڈی میں ایک نمائش لگاتا ہے۔ اس نمائش کا ایک مضمون (مکالمہ) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق درج تھا کہ آزر آپ کے والد جو کہ بت تراش تھے۔ کچھ سنیوں نے اس پر اعتراض کیا اور زید سے کہا کہ انہوں نے اپنے علمائے کرام سے سنا کہ تمام انبیاء کرام کے والدین ساجدین میں سے تھے مگر زید نے ان کی بات نہیں مانی اور ثبوت کے طور پر چار حوالے دئے جو کہ زیروکس (xerox) کی شکل میں نیچے درج ہیں۔

۱۔قیل کان اسم ابیه (ای ابراهیم) تارح فعرب فجعل آزر۔

[راغب اصفهانی، المفردات فی غریب القرآن، ص۱۳]

۲۔قال ابن الجریر الطبرانی فی تفسیره وقد یکون له (ای الأزر) اسمان کما لکثیر من الناس او یکون احدهما لقباً وهذ الذی قاله جید قوی [تفسیر ابن کثیر، ج۲، ص۱۵۱]

۳۔ابن حبیب البغدادی (متوفی ۲۴۵ ہجری) کی کتاب المحبر (طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد (۱۹۴۲ء) میں ہے تارح ''و هو آزر''، ص۴، یہ قول کہ آزر حضرت ابراہیم کے چچا تھے، ضعیف ترین قول ہے، عبرانی زبان میں بڑے پجاری کے لئے آزار کا لفظ مستعمل تھا۔ یہ معرب ہوکر آزر بن گیا۔ اصل نام تارح تھا اور آزر علم وصفی۔ قرآن کریم نے اس علم وصفی سے یاد کیا۔

۴۔وهو (ای ابراهیم) ابن آزر اسمه تارح۔ علامہ جلال الدین سیوطی

[الاتقان فی علوم القرآن، ج۲، ص۱۳۸]

(۱) کیا زید گمراہ ہے؟ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) کیا زید نے جو حوالے دئے ہیں وہ درست ہیں؟ اور اگر غلط ہیں تو صحیح کیا ہیں؟

(۳) آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے یا چچا؟

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام کیا تھا؟ اور وہ کیا کرتے تھے؟

(۵) تمام انبیائے کرام کے والدین کے مذہب سے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟

منصور احمد حبیبی، اسلام پورہ، بھیونڈی

الجواب

محققین علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پرُ نور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے تمام آبائے کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے، ان میں کوئی کافر نہ تھا اور اس پر آیت کریمہ: ﴿الَّذِیْ یَرٰاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ٥ وَتَقَلُّبَکَ فِیْ السَّاجِدِیْنَ٥﴾ [سورۂ شعراء آیت-۲۱۸، ۲۱۹]

یعنی جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم قیام فرماتے ہو اور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورہ کو دیکھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسکی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''قال: من نبی الیٰ نبی حتیٰ جعلك نبیا و کان نور النبوۃ فی ایامہ ظاھرا''

[الحاوی الکبیر الماروردی، باب اباحۃ النکاح نصاً فی الکتاب والسنۃ، مطبع دار الفکر، بیروت]

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کو اور ایک پدر کی پشت سے دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہوتا دیکھتا ہے یہاں تک کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر پیدا کیا تو نبوت کا نور آپ کے آبائے کرام میں ظاہر تھا۔ یہ تفسیر امام ابوالحسن ماوردی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے نقل فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تصنیف مسالك الحنفا میں ان سے نقل فرما کر اسے مقرر رکھا اور اس خصوص میں امام جلال الدین سیوطی نے چند رسالے تحریر فرمائے جس کا خلاصہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام تصنیف لطیف سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ میں ہے فلیراجع۔

اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے، ان کے والد کا نام تارح تھا اور آزر آپ کے چچا کا نام ہے جو کافر تھا۔ یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جو شجرہ نسب بیان کرتے ہیں) کا ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سلف کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔ چنانچہ اسی مسالک الحنفا

میں امام سیوطی فرماتے ہیں: ''وھذا القول اعنی ان آزر لیس ابا ابراھیم ورد عن جماعة من السلف اخرج ابن ابی حاتم بسند ضعیف عن ابن عباس فی قوله ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ﴾ قال ان ابا ابرھیم لم یکن اسمه آزر وانما کان اسمه تارح''

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی، ص۶۱۹، مطبع دار الکتاب العربی، بیروت]

یعنی یہ قول کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا، ایک جماعت سلف سے وارد ہوا ابن حاتم نے بسند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ﴾

[انعام آیت۔۷۴]

کی تفسیر میں روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا، ان کے باپ کا نام تارح تھا۔

اسی میں مجاہد سے ہے: ''لیس آزر ابا ابراھیم''

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی، ص۶۲۰، مطبع دار الکتاب العربی، بیروت]

آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام نہ تھا۔ اسی میں ابن جریج سے بسند صحیح بروایت ابن المنذر ہے کہ ابن جریج نے فرمایا: ''لیس آزر بابیه انما هو ابراھیم بن تیرح او تارح بن شاروخ بن ناحور بن فالخ''

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی، ص۶۲۰، مطبع دار الکتاب العربی، بیروت]

اسی میں سدی سے بسند صحیح بطریق ابن ابی حاتم مروی ہوا: ''انه قیل له اسم ابی ابراھیم آزر؟ فقال بل اسمه تارح''

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی، ص۶۲۰، مطبع دار الکتاب العربی، بیروت]

یعنی سدی سے کہا گیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہے، انہوں نے فرمایا بلکہ ان کے والد کا

نام تارح ہے اور اسی مسلک کی توجیہ باعتبار لغت یوں ہے کہ لفظ اب کا اطلاق چچا پر شائع وذائع ہے اور اس کی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاء إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُواْ نَعْبُدُ إِلَـهَكَ وَإِلَـهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ﴾ [سورۂ بقرہ آیت-۱۳۳]

کیا تم اس وقت حاضر تھے جب (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کی وفات کا وقت تھا، جبکہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد تم کسے پوجوگے تو بولے ہم آپ کے خدا اور آپ کے آبائے کرام ابراہیم واسماعیل واسحاق (علیہم السلام) کے خدا کو پوجیں گے۔

آیت کریمہ میں اسماعیل علیہ السلام کو اب (باپ) فرمایا حالانکہ وہ چچا ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے ایک اثر سے ثابت فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہی تھا جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائے مغفرت فرمائی تھی پھر جب آپ کو اس کا حال روشن ہوا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے چنانچہ اسی مسالک الحنفا میں ہے: ”ویرشحه ایضا ما اخرجه ابن المنذر فی تفسیره بسند صحیح عن سلیمان بن صرد قال لما ارادوا ان یلقوا ابراهیم فی النار جعلوا یجمعون الحطب حتیٰ ان کانت العجوز لتجمع الحطب فلما ان ارادوا ان یلقوه فی النار قال حسبی الله ونعم الوکیل فلما القوه قال الله ﴿يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَسَلَاماً عَلَى إِبْرَاهِيمَ﴾ فقال عم ابراهیم من اجلی دفع عنه فارسل الله علیه شرارة من النار فوقعت علیٰ قدمه فاحرقته۔ فقد صرح فی هٰذا الاثر بعم ابراهیم وفیه فائدة اخریٰ وهو انه هلك فی ایام القاء ابراهیم فی النار وقد اخبرالله سبحانه فی القرآن بان ابراهیم ترك الاستغفار له لما تبین له انه عدو الله ووردت الآثار بان ذلك تبیین له لما مات مشركا وانه لم یستغفر له بعد ذالك“

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۶۲۰، مطبع دارالکتاب العربی، بیروت]

اسی میں ہے: ”فاستغفر لوالدیه وذالك بعد هلاك عمه بمدة طویلة فیستنبط من هٰذا ان الذی ذكر فی القرآن بالكفر والتبری من الاستغفار له هو عمه لا ابوه الحقیقی فللله

الحمد علیٰ ما الھمہ''

[الحاوی للفتاوی للسیوطی، مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ٦٢٠، مطبع دار الکتاب العربی، بیروت]

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ اس قول کی تائید اس اثر سے ہوتی ہے جو ابن المنذر نے بسند صحیح سلیمان بن صرد سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا جب کافروں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیاں جمع کرنے لگے یہاں تک کہ بوڑھی عورت بھی لکڑی اکٹھا کرتی تو جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا آپ نے حسبی اللہ ونعم الوکیل فرمایا یعنی مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے پھر جب آپ کو آگ میں ڈالدیا تو اللہ نے حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی ہوجا تو آپ کا چچا بولا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے بچالیا تو اللہ نے آگ کا ایک شرارہ بھیجا جو اس کے پیر پر پڑا تو اسے جلا ڈالا تو اس اثر میں ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صراحت آئی اور اس میں ایک دوسرا فائدہ ہے وہ یہ کہ آپ کا چچا اس زمانہ میں ہلاک ہوا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور قرآن عظیم نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے دعائے مغفرت ترک فرمادی تھی جب انہیں اس کا دشمن خدا ہونا محقق ہوا اور روایتوں میں آیا ہے کہ اس کا حال ان کو اس وقت کھلا جب وہ مشرک مرا اور انہوں نے اس کے لئے اس کے بعد دعائے مغفرت نہ کی اور اپنے چچا کی وفات کے طویل عرصہ کے بعد انہوں نے اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کی تو یہاں سے ظاہر ہوا کہ قرآن میں جس کے کفر اور اس کے لئے دعائے مغفرت سے تبری کا ذکر آیا، وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور ان کے پدر حقیقی نہ تھے۔

رہی مفردات کی عبارت تو وہ قیل سے شروع ہے اور قیل سے قول ضعیف کو تعبیر کرتے ہیں اور کبھی مجرد قول کی حکایت مقصود ہوتی ہے مگر غالبا ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے تو باعتبار غالب امام راغب کے نزدیک بھی یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے اور علیٰ الاقل احتمال تو ہے اور محتمل کو مستدل بنانا صحیح نہیں۔

اور ابن کثیر کی عبارت جو یہاں تحریر ہوئی اسی تفسیر ابن کثیر میں اس سے پہلے یوں تحریر فرمایا: ''قال

الضحاك عن ابن عباس ان ابا ابراهم لم يكن اسمه آزر وانما كان اسمه تارح رواه ابن ابی حاتم وقال ايضا حدثنا احمد بن عمرو بن ابی عاصم النبيل حدثنا ابو عاصم النبيل حدثنا ابی حدثنا ابو عاصم شبيب عن ابن عباس فی قوله ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ﴾ يعنی بآزر الصنم وابو ابراهيم اسمه تارح وامه اسمها مثانی وامراته اسمها سارة وام اسماعيل اسمها هاجرة وهی سرية ابراهيم وهكذا قال غير واحد من علماء النسب ان اسمه تارح"

[تفسير ابن كثير، تحت سورة انعام، دار طيبه للنشر والتوزيع]

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ آزر کی تفسیر میں ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا اور ضحاک ہی نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے آزر کی تفسیر میں روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: آزر صنم کا نام ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اور ماں کا نام مثانی اور بیوی کا نام سارہ تھا اور آپ کی کنیز ام اسماعیل کا نام ہاجرہ ہے اور اسی طرح بہت سے علمائے نسب کا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح ہے تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر علماء کے مقابل تنہا ابن جریر علیہ الرحمہ یا ابن کثیر کا قول کیونکر لائق تسلیم ہے اور اتقان کی عبارت کا جواب خود تصریحات امام سیوطی علیہ الرحمہ سے ہو گیا پھر خود اسی اتقان میں ہے:

"ولوالدی اسم ابيه تارح وقيل آزر وقيل يازر واسم امه مثانی وقيل نوفا وقيل ليوثا"

[الاتقان فی علوم القرآن، فی ذکر آية المبهمات، ج۲]

یعنی ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اسی لئے اسے مقدم کیا اور آزر کو قیل (کہ مشعر ضعف ہے) سے تعبیر کیا۔

یہاں سے ظاہر کہ اتقان کی وہ عبارت جو اس تصریح کے خلاف ہے ناسخ کی طرف سے زلت قلم یا سہو و نسیان کا نتیجہ ہے۔

زید کے جوابوں کا جواب ہمارے اس فتویٰ سے ظاہر ہو گیا اور زید اگر دانستہ معاند نہیں نہ مرض قلب کا شکار تو اسے گمراہ کہنا صحیح نہیں البتہ اتباع جمہور محققین کا ضرور تارک ہے اور خاطی ہے اور اس کے قول سے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی طرف کفر کی نسبت لازم آتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام میں ہیں تو یہ بات حضور علیہ السلام کے لئے مظنۂ اذیت ہے اور ان کی اذیت عذاب الیم کی موجب ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ-الآية﴾ [سورۂ احزاب آیت-۵۷]

اسی لئے علما نے ابوین کریمین میں سے کسی ایک کی نسبت یہ کہنے کی ممانعت فرمائی کہ وہ جہنم میں ہیں اسی مسالک الحنفا میں ہے: "قال السهيلي في الروض الانف بعد ايراده حديث مسلم: وليس لنا نحن ان نقول ذالك في ابويه صلى الله عليه وسلم لقوله لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات وقال تعالىٰ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ-الآية﴾ وسئل القاضي ابو بكر بن العربي احد ائمة المالكية عن رجل قال ان ابا النبي صلى الله عليه وسلم في النار؟ فاجاب بان من قال ذالك فهو ملعون لقوله تعالىٰ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ وقال ولا اذى اعظم من ان يقال عن ابيه انه في النار-الخ"

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء في والدي المصطفى، ص٦٣٧، مطبع دارالكتاب العربي، بيروت]

لہٰذا اس بات سے احتراز ضرور جو حضور علیہ السلام کے لئے اذیت کا سبب ہو۔ یہاں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آبائے کرام کا حال معلوم ہوا اور وہ یہ کہ وہ سب کے سب مؤحد تھے، حاشا للہ! ان میں کوئی کافر نہ تھا اور دیگر انبیائے کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اور ان کے مقام رفیع کے شایان یہی ہے کہ ان کا نسب نجاست کفر سے پاک ہو، چنانچہ علامہ ابوالحسن ماوردی سے امام سیوطی ناقل ہیں: "لما كان انبياء الله صفوة عباده وخيرة خلقه لما كلفهم من القيام بحقه والا رشادلتخلفه استخلصهم من اكرم العناصر واجتباهم بمحكم الاواصر فلم يمكن لنسبهم من قدح و لمنصبهم من جرح-الخ"

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء في والدي المصطفى، ص٦٢٦، مطبع دارالكتاب العربي، بيروت]

اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیگر انبیائے کرام کا نسب بھی نجاست کفر سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۱۳؍ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

انبیاے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، قبر پر آذان دینا جائز ہے، برہمن نکاح پڑھائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ-۱۴۶ تا ۱۴۸

محترم المقام جناب مفتی اعظم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) جملہ پیغمبر علیہم السلام اور خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں حتیٰ کہ اپنی اپنی بیویوں سے مباشرت بھی کرتے ہیں اور ان کو صرف ایک عارضی موت ہوتی ہے۔ کیا اس عقیدہ کو رکھنے والا، اپنی تصنیف میں طبع کرانے والا خارج از اسلام ہے؟

(۲) قبر پر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نا جائز ہے تو فقہ کی کسی معتبر کتاب سے حوالہ پیش کریں اور اگر جائز ہے تو حکم کس درجہ پر ہے یعنی فرض، واجب یا سنت؟ کیا اس سنت سے منع کرنے والا خارج از اسلام ہے؟

(۳) کیا وہابی کے بجائے برہمن اگر نکاح پڑھا دے تو ہو جائیگا ایسا عقیدہ رکھنے والا خارج از اسلام ہے یا نہیں؟

مستفتی: محمد مصاحب خاں مہیش پورہ جامع مسجد، کٹنگ

الجواب

بیشک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات حقیقی، روحانی وجسمانی کے

ساتھ زندہ ہیں اس لئے انکار زرق منقطع نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے: "ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی فی قبرہ یرزق"

[مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۲۱، باب الجمعہ، فصل اول، مجلس برکات، مبارکپور]

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

اور یہ کہ انبیائے کرام پر ان کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں، اس قول کی تصریح علامہ زرقانی نے فرمائی اور ائمہ دین نے اسے مقرر رکھا ہے تو اس پر تکفیر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے ان تمام کی تکفیر ہوگی اور فی الحقیقت یہ وہابیہ کے دین وایمان کی بربادی ہے کہ اپنی گستاخی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنی گستاخانہ عبارتوں پر پردہ ڈالنے کو ایسی بات پر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کیا چاہتے ہیں جس میں نہ اصلاً کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کا انکار نہ کسی طرح قرآن وحدیث کے خلاف بلکہ خود حدیث کے مفاد سے ثابت ہے کہ وہاں "یرزق" فرماتے ہیں اور "یرزق" تمام مواہب الٰہیہ کو شامل ہے اور اسے محض کھانے پینے سے خاص کرنا وہابیہ کی تنگ سمجھدانی ہے۔ اسی لئے علامہ شرنبلانی نے نورالایضاح میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا: "ممتع بجمیع الملاذ والعبادات"

[نورالایضاح باب زیارۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ص ۲۰۷ مطبع مجلس برکات مبارکپور]

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام لذتیں اور تمام عبادتوں سے قبر انور میں بہرہ حاصل ہے،. جی اب ہوش ہوا؟ تکفیر ملت پوری کیجئے اور شرنبلانی کو بھی خارج از اسلام کہئے، بلکہ حدیث وصاحب حدیث صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی حکم کیجئے اور پھر دیکھئے کہ کون مسلمان رہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قبر پر اذان دینا جائز ہے اور مستحسن ہے اور اس سے منع کرنے والا گنہگار ہے اور اسے بدعت و ضلالت جاننے والا خود گنہگار ہے۔ تفصیل کے لئے ایذان الاجر دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) وہابی، دیوبندی، رافضی ومشرک سے نکاح پڑھوانا گناہ ہے، اگرچہ ہو جائیگا ایسا کہنے والا خارج از اسلام نہیں مگر حکم میں تفرقہ کرنا ہے تو خاطی ہے توبہ کرے، وہابی و برہمن و ہندو، سب کا حکم ایک ہے کہ ان سے نکاح پڑھوانا ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

علم غیب، درود پاک، قیام، شفاعت اور حیات انبیاء کے منکر کا حکم

مسئلہ-۱۴۹ تا ۱۵۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ہٰذا میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔

(۲) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے انسان ہیں، اس کے آگے کچھ نہیں۔

(۳) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور خدا نہیں ہیں اور حضور کے نور سے ایسی کوئی چیز نہیں جو پیدا ہوئی ہے۔

(۴) زید کہتا ہے کہ مرشد پکڑنا یعنی بیعت کرنا جائز نہیں ہے، مرشد بول کر کوئی بات ہی نہیں ہے۔

(۵) زید کہتا ہے کہ میلاد پاک کے بعد یعنی میلاد پاک ختم ہونے پر کھڑا ہو کر قیام کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کریں گے، شفاعت کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۷) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے، حاضر وناظر نہیں ہیں۔

(۸) زید یہ کہتا ہے کہ رسول پاک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، یعنی جو میلاد شریف میں ہم لوگ پڑھتے ہیں وہ جائز نہیں ہے۔

آپ حضور سے گزارش یہ ہے کہ اس پر جو لکھا گیا ہے، مہربانی فرما کر ہر ایک کا جواب بحوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔

آپ کے غلامان تیمور علی وامتیاز علی ساکن پیار پور، پوسٹ پیار پور، ضلع دمکا (بہار)

الجواب

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے، متعدد آیتوں میں علم غیب کا اثبات حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا از انجملہ ایک آیت یہ ہے: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ [سورۂ تکویر آیت-۲۴]

یعنی یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

زید نے مطلقاً علم غیب کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کی جو صراحۃً تکذیب قرآن ہے اور یہ کفر ہے۔ لہٰذا زید پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح بھی بیوی والا ہو تو لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ کلمہ کفریہ ہے اور ایسا کہنا سنت کفار ہے یعنی طریقۂ کفار ہے۔ قرآن فرماتا ہے: ﴿قَالُوٓا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ [سورۂ ابراہیم آیت-۱۰]

یعنی کافروں نے اپنے نبیوں سے کہا کہ تم ہم جیسے انسان ہو۔

زید پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک نور خدا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے نور سے کائنات کو پیدا فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”یاجابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔

[المواھب اللدنیہ ج۱، ص۷۱، المقصد الاول مطبع المکتب الاسلامی بیروت/ السیرۃ الحلبیۃ ج۱، ص ۲۴۰، باب لا معادل ولا مماثل لہ، مطبع دار المعرفۃ بیروت]

اے جابر اللہ تعالی نے تیرے نبی کے نور کو اشیاء سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

علامہ محقق عارف باللہ سید عبد الغنی النابلسی قدس سرہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں

”وقد خلق کل شئ من نورہ“

[الحدیقۃ الندیۃ المبحث الثانی، ج۲، ص۳۷۵، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد]

اور نبی کے نور سے ہر شئی بنائی۔“ [ترجمہ]

متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے اور تفصیل کے لئے صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ دیکھئے۔

اور زید گمراہ ہے، اس سے احتراز لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) بیعت ہونا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اور خود قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ [سورۂ مائدہ آیت-۳۵]

اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ زید کے ہم خیال لوگوں کے مستند و معتمد مولوی خرم علی بلہوری نے شاہ عبدالرحیم صاحب جو امام الوہابیہ کے دادا ہی کا قول بواسطہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (امام الطائفہ کے چچا) سے نقل کیا کہ آیت میں بیعت سے مرشد مراد ہے۔ شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، مصنفہ خرم علی بلہوری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) قیام تعظیمی بلاشبہ جائز ہے، زید جو ناجائز کہتا ہے۔ محض افتراء کرتا ہے۔ دلیل اس کے ذمہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے منصب شفاعت حاصل ہے، وہ ضرور شفاعت فرمائیں گے، حدیث میں ہے: ”شفاعتی لاهل الكبائر من امتی“

[الجامع للترمذی ج ۲، ص٦٦، کتاب الزهد باب الشفاعة مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ/ سنن ابوداؤد ج۲، ص٦٥٢، کتاب السنة باب الشفاعة، مطبع اصح المطابع/ مشکوٰة المصابیح، ص٤٩٤، باب الحرض والشفاعة، الفصل الثانی، مجلس برکات، مبارکپور]

میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لئے ہے۔

(۷) زید کا یہ کلمہ کے معاذ اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے، کھلا کفر ہے۔ اس پر توبہ و تجدید ایمان، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح واجب ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اہل سنت کے نزدیک دلائل باہرہ سے ثابت ہے، قال تعالی: ” انا ارسلناك شاهدا“

[سورۂ احزاب آیت ۴۵]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اقرب السبل میں تحریر فرماتے ہیں: ”وباچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقیست و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربی است“

[اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل برهامش اخبار الاخیار، از شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دهلی]

(۸) درود شریف وسلام جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بحالت قیام پڑھا جاتا ہے، جائز و مستحسن ہے اور خدا کے حکم کی بجا آوری ہے۔ اسے ناجائز بتانا گمراہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح والمجیب مصیب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

غیر نبی کو پیغمبر کا درجہ دینا کیسا ہے؟ کافر کے لیے دعائے مغفرت، ایصال ثواب، ایک رسالہ کے متعلق سوال۔

مسئلہ-۱۵۷ تا ۱۶۰

محترم حضرت قبلہ عالی جناب سیدی علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب
سجادہ نشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد سلام وآداب وقدم بوسی کے حضور کی خدمتِ پاک میں چند مسائل پیش ہیں بحوالۂ کتب شرعی جواب سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) غیر نبی کو خواہ مومن ہو، یا کافر، پیغمبر کا درجہ دینا کیسا ہے؟

(۲) کسی کافر کے لئے اسلامی طریقے سے ایصال ثواب کرنا یا ان الفاظ میں ایسا کہنا کہ "خدائے تعالیٰ فلاں کی روح کو وہ جگہ دے جو ہمارے پیغمبر صاحب کے لئے ہے (یا پیغمبر صاحب کی ہے)"۔ ایسا کہنا کیسا ہے؟ اور ایسا کہنے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) کسی مسلمان کی روح کو ثواب پہونچانے کے لئے کلمہ طیبہ پڑھنا، پڑھانا اور درود شریف کا ورد کرنا کرانا کیسا ہے؟ ثواب پہونچانا کیسا ہے؟ بعض مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ درود شریف کا ثواب صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے۔

(۴) ایک دینی رسالہ ہے جس میں کلمہ طیبہ کی فضیلت اور درود شریف کی فضیلت درج ہے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے فضائل بھی درج ہیں اس رسالہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے بارے میں بہت زور دیا گیا ہے لیکن اس رسالہ میں تشویش ناک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح مخاطب کیا گیا کہ اے خدا آپ دینے والے ہیں، دیتے ہیں، مارتے ہیں، جلاتے ہیں، فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ خدائے تعالیٰ کو اس طرح پکارنا کیسا ہے؟ اور اس رسالہ کو میلاد شریف کی مجالس میں پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس رسالہ کا مصنف سنی ہے یا دیوبندی؟

فقط والسلام

خادم: محمد یونس قادری رضوی خطیب جامع مسجد دموہ، ایم۔ پی

الجواب

(۱) کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) کفر ہے بقول بعض صحابہ، ردالمحتار میں ہے: ''الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذيب الله تعالىٰ فيما أخبر به''۔ اور خط کشیدہ جملہ بلاشبہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[رد المحتار، ج۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة مطلب فی الدعاء المحرم ص۲۳۶، دار الكتب العلميه، بيروت]

(۳) جائز ہے اور درود شریف حضور علیہ السلام والتحیۃ کے لئے خاص ہے مگر اس کا ثواب ہم درود خوانوں کو ملتا ہے اور آدمی کو یہ حق شرعاً پہونچتا ہے کہ وہ اپنی عبادت وقربت کا ثواب دعا کے ذریعہ دوسرے کے لئے کردے۔ درمختار میں ہے: ''الاصل ان كل من اتىٰ بعبادة ما له جعل ثوابها لغيره''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[الدر المختار، ج٤، باب الحج عن الغير ص ١٠، ١١، دار الكتب العلمية، بيروت]

(۴) بے شک اللہ تعالیٰ دینے والا، مارنے والا، جلانے والا ہے ان اوصاف میں تشویش کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کی ضمائر استعمال کرنا وہابیہ کا داب ہے اور اس وجہ سے مصنف کا عقیدہ تحقیق طلب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

کیا حضور علیہ السلام کو معراج جسمانی ہوئی؟

مسئلہ-۱۶۱

بخدمت گرامی جناب مولانا اعلیٰ حضرت صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
خدمت عالیہ میں مؤدبانہ التماس ہے کہ احقر کو چند مسائل کے سلسلے میں خط لکھنے کی ضرورت پیش آئی امید ہے کہ آپ ضرور رہنمائی فرمائیں گے میں رامپور سے تعلق رکھتا ہوں یہاں جدہ میں ملازمت کے سلسلے میں مقیم ہوں یہاں ہمارے قرب و جوار میں زیادہ تر لوگ وہابی ہیں اکثر سنی مسلمان اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ میں حسب مقدور ان کی ہر بات کا فوراً جواب دیتا ہوں۔

ایک بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم، بخاری اور ترمذی کی احادیث کو چھوڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول دہرایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ ایک وہابیہ نے کہا کہ ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝﴾ کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جبریل اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان دو قوس کا فاصلہ رہا جبکہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ نے اپنے ترجمہ میں اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم لکھا ہے میں نے کہا کہ صحیح یہی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا تمہاری بات مان لیں گے مگر یہ بتاؤ کہ اللہ پاک تو غیر محدود ہے دو ہاتھ کا فاصلہ کیسے ہوگیا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو محدود مان لیا؟ قرآن شریف دیکھا اور اس میں پڑھا کیا لکھا ہے؟ کہ اس جلوے اور اس محبوب کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ تھا بلکہ اس سے بھی کم امام اہل سنت مجدد دین وملت حکیم الامت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتنا واضح ترجمہ کیا ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے لیکن وہ شخص نہیں مانتا محدود اور غیر محدود ہی کرتا رہتا ہے امید ہے کہ آپ اس محدود

اور غیر محدود والی بات کا مختصر الفاظ میں ایسا ٹھوس اور جامع جواب لکھ دیں گے کہ معترض کی زبان بند ہو جائیگی۔ آگے وہ کوئی سوال ہی نہ کر سکے۔

S. Zafar Ali.
PO Box 196, Jeddah, (R.S.A)
جده، المملكة العربية والسعودية

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب:

یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو شب معراج سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ ازانجملہ حضرت انس بن مالک، حسن وعکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں شفا وتفسیر خازن میں ہے: واللفظ للخازن " ذهب جماعة الىٰ انه رأه بعينه حقيقة قالوا رأى محمد ربه عزوجل "ملخصاً

[تفسير الخازن، ج٤، سورة النجم، ص٢٠٥، دار الكتب العلمية، بيروت]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسباب میں روایات متعدد آئیں چنانچہ روایت عکرمہ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے اور موسیٰ کو اپنے کلام سے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو اپنی رؤیت سے نوازا اور انہیں سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو کیا تمہیں تعجب ہے اس پر کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور رؤیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

امام نووی نے تبعا لصاحب التحریر اس حدیث کو اقوی الحجج کہا نیز عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہاں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مراجعت اور مراسلت اسباب میں فرمائی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں خبر دی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کو دیکھا اور حضرت حسن بقسم بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ

والسلام نے اپنے رب کو دیکھا نیز حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رؤیت وکلام کو حضرت موسیٰ وحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم میں تقسیم فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام سے دومرتبہ کلام فرمایا اور حضور علیہ السلام کو دوبارا پنا دیدار کرایا نیز امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے جب یہ امر دریافت ہوا تو فرمایا حضور نے رب کو دیکھا دیکھا دیکھا یہاں تک کہ آپ کی سانس ٹوٹ گئی۔

رہا حضرت عائشہ کا انکار تو وہ بر بنائے اجتہاد واستنباط ہے نہ بر بنائے روایت اور یہ روایات حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سماع وتلقی پر محمول ہیں کہ رؤیت خداوندی کی حکایت ایسی بات نہیں کہ قیاس سے کہہ دی جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے یہ قول اپنی رائے وگمان سے کہہ دیا ہوگا بلکہ لامحالہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا ہوگا تو ان کا یہ قول حدیث مرفوع ومسند بہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم میں ہے اور حضرت عائشہ کے قول پر مقدم ہے لہٰذا اکثر علماء اہل سنت کے نزدیک راجح ومعتمد یہی ٹھہرا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنے رب کو بچشم سر لیلۃ الاسراء میں دیکھا۔ اسی خازن میں ہے: ”روی عکرمة عن ابن عباس قال ان الله عزوجل اصطفیٰ ابراهيم بالخلة واصطفیٰ موسیٰ بالكلام واصطفیٰ محمد بالرؤية وقال كعب ان الله قسم رؤيته و كلامه بين محمد و موسیٰ فكلم موسیٰ مرتين ورأه محمد مرتين“

[تفسير الخازن، ج٤، سورة النجم، ص٢٠٥، دار الكتب العلمية، بيروت]

اسی میں ہے: ”الحجج فی المسئلة وان كانت كثيرة ولكن لا تتمسك الا بالاقوى منها وهو حديث ابن عباس أتعجبون أن تكون الخلة لابراهيم والكلام لموسى والرؤية لمحمد صلى الله تعالیٰ عليه وعليهم اجمعين وعن عكرمة قال سئل ابن عباس هل رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه قال نعم وقد روى باسناد لا باس به عن شعبة عن قتادة عن انس قال رأى محمد ربه عزوجل و كان الحسن يحلف لقد رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه عزوجل والأصل فی المسئلة حديث ابن عباس حبر هٰذه الامة وعالمها

والمرجوع الیه فی المعضلات وقد راجعه ابن عمر فی هذه المسئلة هل رأی محمد صلی اللـه عـلیه وسلم ربه عز وجل فاخبره انه رأه ولا یقدح فی هٰذا حدیث عائشة لان عائشة لـم تـخبـر أنهـا سـمعت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول لم أر ربی وانما ذکرت ما ذکـرت متـأولة لـقـولـه الله تعالیٰ: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا﴾ ولقوله تعالیٰ: ﴿لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ واذا قد صحت الروایات عـن ابـن عبـاس انـه تـکـلـم فی هٰذه المسئلة باثبات الرؤیة وجب المصیر الیٰ اثباتها لانها لیسـت مما یدرك بالعقل ویؤخذ بالظن وانما یتلقی بالسمع ولا یستجیز احد ان یظن بابن عباس انه تکلم فی هٰذه المسئلة بالظن والاجتهاد" ملخصاً

[تـفسیـر الخازن، ج٤، سورة النجم،فصل من کلام الشیخ محی الدین النووی، ص۲۰۷، دارالکتب العلمیة، بیروت]

نیز شفا میں ہے: "حـکـی الـنـقـاش عـن احـمد بن حنبل انه قال انا اقول بحدیث ابن عباس بعینه رآه رآه حتیٰ انقطع نفسه یعنی نفس احمد"

[الشـفـا بتـعـریف حـقوق المصطفیٰ،القسم الاول الباب الثالث فصل واما رؤیتهٗ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لربه عزوجل، ص۱۲٦،مطبع المکتبة العصریة بیروت]

اورآیت کاوہ ترجمہ جوسیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیا ہےوہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ہےاور جو فاصلہ آیت میں وارد ہواوہ اپنے ظاہر پرنہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام کے نہایت قرب منزلت اور اللہ عزوجل کے بے غایت فضل وکرم پرمحمول ہے۔شفا شریف میں ہے:

"قال الرازی وقال ابن عباس هو محمد دنا فتدلیٰ من ربه—الخ"

[الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ،القسم الاول الباب الثالث فصل واماماوردفی حدیث الاسراء وظاهر الآیة من الدنوء والقرب، ص۱۳۰،مطبع المکتبة العصریة بیروت]

اسی میں ہے: "ان مـا وقـع مـن اضـافة الـدنو والقرب هنا من الله اوالی الله فلیس بدنو مـکـان ولا قـرب مـدیً وانـما دنوالنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من ربه و قربه منه ابانة

عظیم منزلة و تشریف رتبة واشراق انوار معرفته ومشاهدة اسرار غیبه وقدرته ومن الله تعالیٰ له مبرة وتانیس۔ وبسط واکرام ''ملخصاً۔

[الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ،القسم الاول الباب الثالث فصل واماماوردفی حدیث الاسراء وظاهر الآیة من الدنوء والقرب، ص۱۳۰-۱۳۱،مطبع المکتبة العصریة بیروت]

بالجملہ اہل سنت کا معتقد ومعتمد یہی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کو شب معراج میں بچشم سر دیکھا اور نہایت قرب سے سرفراز ہوئے اور اس مسئلہ میں اب کسی سنی کا اختلاف نہیں تو اس کا مخالف فی زماننا وہابی، گمراہ، بے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰ر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں

مسئلہ-۱۶۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

میرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے مقابلہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر وناظر کیسے ہو سکتے ہیں بس علماء حضرات اس ناچیز آدمی پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں اور میں یہ کہہ رہا ہوں اللہ کے سوا اللہ کے رسول حاضر وناظر نہیں فریقین کا یہ کہنا ہے کہ اللہ کی عطا سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں۔

الجواب

فی الواقع حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حاضر وناظر بنایا ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام خلق کا رسول اور تمام خلق پر شاہد مطلق بنایا ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِیْراً﴾

[سورۂ احزاب-۴۵]

اور شاہد کا مشہود علیہم پر حاضر و ناظر ہونا ضروری ہے کہ شہادت کے لئے بصر اور معاینہ مشہود بہ ضروری ہے۔ درمختار میں ہے: ''وشرائط التحمل ثلاثة، العقل الكامل وقت التحمل والبصر ومعاينة المشهود به''

[الدرالمختار، ج۸، ص۱۷۳، کتاب الشهاداة، دارالكتب العلمية، بيروت]

ردالمحتار میں ہے: ''قوله (ومعنى مشاهدة) وهى الاطلاع على الشئ عيانا''

[ردالمحتار، ج۸، ص۱۷٤، کتاب الشهاداة، دارالكتب العلمية، بيروت]

اسی لئے ان دیکھی گواہی مقبول نہیں۔ اسی درمختار میں ہے: ''ولا يشهد احد بما لم يعاينه بالاجماع''

[الدرالمختار، ج۸، ص۱۸۵، کتاب الشهادات، دارالكتب العلمية، بيروت]

تو آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اپنی امت کے تمام احوال وافعال پر نگہباں ہیں اور سب کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اسی لئے التحیات میں ہمیں حکم ہے کہ عرض کریں: ''السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته'' بالجملہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا حاضر و ناظر ہونا اہلسنت وجماعت کا اجماعی مسئلہ ہے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اقرب السبل میں فرماتے ہیں: ''وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلمائے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست وبراعمال امت حاضر وناظر ومرطالبان حقیقت راومتوجہان آں حضرت رامفیض ومربی است''

[اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل برهامش اخبار الاخيار، از شیخ عبدالحق محدث دهلوى ص ۱۵۵، مطبع مجتبائى دهلى]

اور اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر نہیں وہ بے حضور شہید اور بے حدقہ بصیر ہے اسی لئے اس کے اسماء میں حاضر و ناظر نہیں لہٰذا اسے حاضر و ناظر کہنا جائز نہیں کہ حلول وتجسم کا موہم ہے بلکہ بعض علماء نے حاضر و

ناظر کہنے پر تکفیر بھی فرمائی ہے اگر چہ مختار یہ ہے کہ یہ کفر نہیں۔ درمختار میں ہے: ''ویا حاضر و یا ناظر لیس بکفر'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

[الدر المختار، ج٦، ص٤٠٨، کتاب الجهاد، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

حضور علیہ الصلوۃ والسلام یا کسی نبی سے علم غیب کی مطلقاً نفی کفر ہے، اسمائے کاتبان وحی، نماز جنازہ کے وضو سے فرض ادا کرسکتا ہے، رضاعی بہن سے نکاح نہیں، صلوٰۃ العید کی قضا نہیں، کسی وجہ سے ایک جمعہ ناغہ ہوگیا، دوسرا جمعہ پڑھا جائے گا کہ نہیں، فجر کی سنت چھوٹ گئی کب پڑھے؟ چرم قربانی، فطرہ وزکوٰۃ امام کو دینا کیسا؟ زوجہ کو ادھر میں لٹکانا حرام۔

مسئلہ-۱۶۳ تا ۱۷۵

علمائے دین وشرع متین ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں کہ:

(۱) ایک صاحب کا سوال یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا کیونکہ علم غیب ہوتا تو جبریل اللہ تعالیٰ کے پاس سے وحی کیوں لائے ان کو کوئی علم غیب نہیں تھا جب میں نے قرآن پاک سے ثابت کر کے بتایا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جناب مولوی وجیہ الدین صاحب رامپوری یہ فرماتے ہیں کہ علم غیب نہیں تھا۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟

(۲) دوسرا مسئلہ حضور نے قرآن حضرت علی سے لکھوایا میں نے کہا کہ حضرت معاویہ سے لکھوایا اس کو بھی نہیں مانا۔ اس کا حکم کیا ہے؟

(۳) ان ہی کا کبھی یہ کہنا ہے کہ حضور یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ کل کیا ہوگا اور کس کی موت کب آئیگی میں نے قرآنی تقریر سے ثابت کیا لیکن اس سے انکار کر دیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) جس وضو سے نماز جنازہ ادا کی اس وضو سے نماز فرض ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) ایک عورت کے دو بچے جڑواں پیدا ہوئے، دوسری بہن نے ایک لڑکی لے لی اس نے اپنا دودھ پلا کر پالا اس بہن کا لڑکا ہے تو اس خالہ زاد بھائی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۶) غسل نجاست کے بارے میں نیت کرنے کے بعد تقربا للہ تعالیٰ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۷) نماز واجب کی قضا ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور پڑھی جاتی ہے تو سوالی یہ کہتا ہے کہ نماز عید بھی واجب ہے اس کی قضا کیوں نہیں پڑھتے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۸) جناب مولوی وجیہ الدین صاحب رامپوری کا یہ کہنا ہے کہ حضور نے جنگ اُحد میں رائے لی حضرت ابوبکر صدیق سے حضرت عثمان غنی حضرت علی سے ان سے رائے لی تو انہوں نے کہا ان سے کچھ لے کے چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمر سے رائے لی تو انہوں نے کہا کہ ان کے عزیزوں کو انہیں کے ہاتھ سے قتل کرا دیا جاوے، اللہ کو حضرت عمر کی بات پسند آئی حضور پاک کانپ گئے مولوی وجیہ الدین صاحب کا کہنا ہے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۹) نماز جمعہ برابر ہو رہی ہے اگر کسی وجہ سے ایک جمعہ نہ ہوا تو کیا اس مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوگی؟

(۱۰) نماز فجر کی سنت کسی وجہ سے ادا نہیں کی جماعت میں شریک ہو گیا پھر وہ سنت کس وقت ادا کرے کیا

آفتاب طلوع ہونے کے بعد ادا کرے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۱) ہمارے علاقہ میں ایسا قاعدہ ہے کہ قربانی کی کھال فطرہ کا غلہ یا قیمت امام صاحب کو دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۲) ایک نکاح ہوا اور ہونے کے بعد رُخصتی نہیں ہوئی بالکل لڑکا اپنی بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا ہے تو اس کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۳) شوہر اور بیوی میں حد درجہ نفاق ہے شوہر جو ہے وہ جواری شرابی ہے روٹی کپڑے دینے سے بھی مجبور ہے۔ عورت پریشان ہے نہ طلاق ہی دیتا ہے نہ کھانے کا انتظام کرتا ہے اس صورت میں عورت کیسے گزارا کرے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مستفتی: علیم الدین نظامی مقام شہباز پور ڈاکخانہ بر سیر سکندر پور، بریلی ۱۰/ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب

(۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی نبی سے علم غیب کی مطلقاً نفی کفر ہے کہ اطلاع علیٰ الغیب شان نبوت ہے علماء فرماتے ہیں: ''النبوۃ التی ھی الاطلاع علیٰ الغیب''

[المواھب اللدنیۃ الفصل الاول فی ذکر اسمائہ الشریفۃ، ج۱، ص۴۶۹، مطبع المکتبۃ التوقیفیۃ، القاھرۃ مصر]

بلکہ لغت میں نبی کا معنیٰ ہی یہی ہے کہ جو غیب اور آئندہ باتوں کی خبر اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ دے چنانچہ منجد (عربی لغت ہے جس کا مصنف ایس معلوف عیسائی ہے) میں ہے: ''النبی المخبر عن الغیب او المستقبل بالھام من اللہ''

[المنجد فی اللغۃ للویس مالوف، ص۷۸۴، مطبع الکاثولکیۃ، بیروت ۲/ برکات رضا پور بندر گجرات]

اور عبد الحفیظ بلیاوی دیوبندی نے مصباح اللغات میں منجد کے اس معنیٰ کا ترجمہ کیا ہے اور اسے مقرر رکھا ہے تو جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی نبی کے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو وہ کافر بے دین ہے کہ اصل نبوت کا منکر ہے اور منکر نبوت کافر ہے۔ اور جبریل امین کا وحی لانا دلیل نفی علم غیب کی نہیں بلکہ علم غیب کی دلیل ہے۔ یہ وہابیہ کی طرفہ حماقت ہے کہ وحی کو علم غیب کی نفی پر دلیل قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن کریم اسی

وحی کو غیب فرماتا ہے۔قال تعالیٰ: ﴿ذٰلِکَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَیْبِ نُوحِیهِ اِلَیکَ-الآیة﴾
[سورۂ آل عمران-۴۴]

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔وقال تعالیٰ: ﴿وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِینٍ٥﴾ [سورۂ تکویر-۲۴]

یعنی یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔اور اسی وحی سے ہمارے لئے بھی علم غیب ثابت فرمایا۔قال تعالیٰ: ﴿یُؤْمِنُونَ بِالْغَیبِ - الآیة﴾ [سورۂ بقرہ-۳]

غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔اور ایمان کے لئے علم لازم تو بالبداہۃ نبی کریم علیہ السلام کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کے لئے بھی اپنے غیب کے دروازے کھولے اور ہمارے نبی کریم علیہ السلام کو انبیائے سابقین کی طرح بلکہ ان سے ازید وافضل غیب دیا اور امت کے لئے انہیں ذریعۂ علم غیب بنایا۔قال تعالیٰ: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِن رُّسُلِهِ مَن یَشَاءُ-الآیة﴾ [سورۂ آل عمران-۱۷۹]

وقال تعالیٰ: ﴿عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهِ أَحَداً ٥ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِن رَّسُولٍ-الآیة﴾ [سورۂ جن-۲۶،۲۷]

نسیم الریاض علامہ امام شہاب خفاجی میں ہے: ”لم یکلفنا اللہ الایمان بالغیب الاوقد فتح لنا باب غیبه“

[نسیم الریاض ج۳،ص۱۵۱،فصل ومن ذالك مااطلع علیه من الغیوب مطبع دار الفکر بیروت]

بالجملہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب کی نفی اصل نبوت کا انکار اور بکثرت آیات قرآنیہ کی تکذیب ہے جو کفر ہے۔یونہی وحی کو غیب نہ کہنا قرآن کو جھٹلانا ہے۔البتہ علم غیب ذاتی خاصہ باری تعالیٰ کا ہے جو مخلوق کے لئے علم ذاتی ثابت کرے بلاشبہ مشرک ہے اور بفضلہ تعالیٰ کوئی سنی ایسا نہیں اور علم غیب عطائی اصالۃً انبیاء وسید الانبیاء اور ان کے طفیل میں اولیاء بلکہ عام مومنین کے لئے بھی ثابت ہے جو اس عطائی کو خاص بجناب باری تعالیٰ بتائے وہ مشرک ہے اگرچہ موحد بنتا ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی لکھا ہے اور معاویہ وزید بن ثابت رضی اللہ عنہما اکثر لکھتے تھے اور

جملہ کاتبانِ وحی یہ ہیں:

عثمان بن عفان، علی مرتضی، ابی ابن کعب، زید بن ثابت، معاویہ، خالد بن سعید بن العاص، ابان بن سعید، علاء بن حضرمی، حنظلہ بن الربیع، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح(حضرت عثمان کے رضاعی بھائی) رضی اللہ عنہم

نورالابصار میں ہے: ''فھؤلاء کتاب الوحی رضی اللہ عنہم اجمعین''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[نور الابصار الباب الاول ذکر النبی وخلفائہ فصل فی ذکر اعمامہ عماتہ وازواجہ وخدمہ ومایتصل بذالك ص ۱۱۸، مطبع دار المعرفۃ بیروت]

(۳) ان کا دعویٰ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے صریح خلاف ہے۔ قرآن کریم صاف فرماتا ہے:

﴿وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ- الآیۃ﴾ [سورۂ نساء-۱۱۳]

اللہ نے تمہیں وہ سب بتا دیا جو تم نہ جانتے تھے۔ اس میں تمام ما کان و ما یکون گزشتہ و آئندہ کا علم داخل ہے۔

اور بخاری کی حدیث میں وارد ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، سب بیان فرما دیا۔

[بخاری شریف ج ۲، ص ۹۷۷ کتاب القدر باب اللہ اعلم بما کانوا عاملین مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

مسلم شریف میں ہے ابتدائے خلق سے لوگوں کے جنت و دوزخ میں جانے کا سب حال بیان فرمادیا

[مسلم شریف ج ۲، ص ۳۹۰، کتاب الفتن، مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

اور تفصیل کے لئے انباء المصطفیٰ رسالہ سیدنا اعلیٰ حضرت دیکھئے۔

مولوی وجیہ الدین پر لازم ہے کہ وہ آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صریح سے اس کا استثناء ثابت کریں اور قیامت تک ثابت نہ کر سکیں گے ان شاء الکریم اور استثنا کیونکر ثابت کریں گے کہ استثنا ہی نہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام تو بہت ارفع و اعلیٰ ہیں حضور علیہ السلام کے صدقہ میں حضور کے غلام بتا دیتے ہیں کہ فلاں کیا کریگا۔ امام جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں ایک طویل حدیث لکھی جس میں حضرت

صعب بن جثامہ صحابی نے وصال کے بعد حضرت عوف سے کہا: ''واعلم ان ابنتی تموت الیٰ ستة ایام فاستوصوا بها معروفا''

[شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور فصل فیه فوائد ج۱، ص۲۶۳، مطبع دار المعرفة بیروت]

یعنی جان لو کہ میری بیٹی چھ دن میں مرجائیگی تو اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
اور مناقب علی کرم اللہ وجہہ میں حدیث وارد ہوئی کہ حضور نے فرمایا کہ کل جھنڈا اسے دوں گا جس کے ہاتھوں پر خدا خیبر کو فتح فرمائیگا۔ دیکھو نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[نور الابصار الباب الاول فصل فی ذکر مناقب سیدنا علی ابن ابی طالب ۱۹۳، مطبع دار المعرفة بیروت]

(۴) اس وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۵) نہیں کہ وہ اس کی رضاعی بہن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۶) دل میں پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۷) اس کی قضا پڑھنے کا شرعاً حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۸) واقعہ درست ہے مگر اس سے وجیہ الدین ودیگر وہابیہ کا نفی علم غیب کی سند لانا جہل ہے کہ کوئی سنی اس کا مدعی نہیں کہ تمام قرآن کے نزول سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ما کان وما یکون عطا کیا گیا بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تدریجاً علوم غیبیہ دئے گئے اور جب نزول قرآن مکمل ہوگیا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ما کان وما یکون کا علم حاصل ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۹) اس وجہ سے وہاں جمعہ سے ممانعت نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۱۰) طلوع آفتاب کے ۲۰ منٹ بعد زوال سے پہلے پڑھ لینا امام محمد کے نزدیک مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۱۱) قربانی کی کھال یا قیمت دینا مطلقاً جائز ہے۔ اور فطرہ وزکوٰۃ دینا بھی جائز جبکہ امام، مالک نصاب نہ ہو ورنہ انہیں فطرہ وزکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ نہ انہیں دئے سے زکوٰۃ وفطرہ ادا ہو۔ ان چیزوں کا دینا اس وقت جائز ہے جب کہ یہ چیزیں تنخواہ میں نہ دی جائیں ورنہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۱۲) طلاق دے دے، ادھر میں لٹکانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳) جب تک شوہر سے طلاق نہ ہو جائے اور عدت نہ گزر جائے دوسرا نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۱/ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

رسول کو پیغمبر کہنا کیسا ہے؟ جبکہ پیغمبر کے چند معانی ہیں۔

مسئلہ-۱۷۶

جمیع علمائے دین وفضلائے شرع متین (شرح اللہ صدورھم بنورہ وایدھم بنصرہ) کی خدمت گرامی میں بغرض تصحیح خیال ورفع اشکال ایک ضروری التماس ہے اور وہ یہ کہ لفظ رسول جس کا اطلاق حضرات مرسلین حق جل وعلا وبالخصوص سید الرسل والانبیاء حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی ذوات مقدسہ پر ہمیشہ سے شریعت مطہرہ میں ہوتا آیا ہے اور جس کے معنیٰ بزبان فارسی وارد وسلف سے اکثر وبیشتر پیغمبر یا پیغامبر لئے جاتے رہے اور بالعموم لئے جارہے ہیں تو اس معنیٰ میں یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ العیاذ باللہ کہیں اس سے تنقیص شان رسالت تو نہیں ہوتی ہے اور اگر ایسا ہو تو اس کلمہ سے احتراز لازم ہونا چاہیے۔ بظاہر معلوم بھی ایسا ہوتا ہے کہ پیغامبر مرسل اور مرسل الیہ کے مابین صرف ایک ذریعۂ پیغام رسانی ہوتا ہے اور بس۔ اس کو دراصل مرسل پیغام اور صاحب پیغام سے بجز اس کے کوئی واسطہ وتعلق نہیں ہوتا ہے کہ وہ پیغام صحیح طور پر پہنچا دے حالانکہ بکثرت نصوص الٰہیہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ ذات رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام پیغام الٰہی کی جان ہیں بغیر آپ کی اطاعت و رضا کے پیغام الٰہی سے کسی کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور کیا عجب ہے اسی معنی ومفہوم کے اعتبار سے جواوپر مذکور ہوئے بعض بے دین ومعاندین خذلہم اللہ فی الدارین نے حضور پرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان رسالت کی جسارت کی ہو کہ بادی النظر میں اصل مطلب تو مرسل ومرسل الیہ کے مابین ہوتا ہے اور قاصد وپیغامبر صرف ایک درمیانی چیز ہوتا ہے نیز حضور علیہ السلام کو پیغمبر سمجھنے میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس پیغام الٰہی (قرآن کریم) کا نزول مخلوق کی طرف ہوا ہو جبھی تو آپ پیغمبر ہو سکتے ہیں حالانکہ فی الحقیقت یہ قطعاً غلط ہے اور ہر صاحب فہم اس کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ قرآن کریم کی صریح شہادت اس کے خلاف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٥ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ٥ عَلَى قَلْبِكَ﴾ [سورۂ شعراء-۱۹۲،۱۹۳،۱۹۴] نزل علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو جب آپ پر پیغام الٰہی کا نزول ہوا اور آپ کی طرف مائل ہوا تو پھر آپ پیغامبر کیسے ہو سکتے ہیں، آپ تو مرسل الیہ وصاحب پیغام ہوئے، ہاں آپ پر اس پیغام مقدس کی تبلیغ ضروری ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کو پیغمبر کہنا بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتا ہاں جناب جبرئیل علیہ السلام کے لئے لفظ رسول کا ترجمہ پیغمبر صحیح ہوتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حضور علیہ السلام پیغمبر خلق ہیں بارگاہ خالق میں اور ہمارے معروضات حضرت احدیت جل شانہ میں پیش کرنے والے ہیں، تو

اولاً یہ کوئی بڑی شان ومنزلت نہیں جس کا انتساب حضور انور کی ذات مقدسہ سے کیا جائے۔ پھر یہ مشکل ہے کہ قرآن کریم میں اس خیال کو بھی غلط بتایا ہے۔ اس کا اعلان عام ہے کہ "محمد رسول اللہ" تو حضور علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول مکرم ہیں نہ کہ رسول خلق وہاں امت اس اعتبار سے آپ کو اپنا رسول کہہ سکتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ جنس مخلوق میں سے ہیں۔

دوم یہ کہ مخلوق کی ہدایت کے لئے اور مخلوق کی طرف آپ کی بعثت ہوئی لہٰذا آپ رسول خلق کہلائے ورنہ فی الحقیقت صحیح معنیٰ میں آپ صرف رسول اللہ ہیں تو لازم آنا چاہیے کہ لفظ رسول کے معنیٰ غیر زبان عربی میں بجائے پیغمبر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغرض ہدایت بھیجے ہوئے کے ہونا چاہیے اور لفظ رسول سے مراد وہ خاص بشر ہونا چاہیے جس پر وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ نیز یہ کہ قرآن کریم میں اس مصدر کے جتنے صیغے جہاں بھی آئے ہیں سب جگہ بھیجنے کے معنیٰ مراد ہیں۔ مثلاً: ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى﴾، ﴿إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾، ﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾، ﴿يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ﴾ یہ اور اس کے علاوہ بیشتر مثالیں ہیں، سب جگہ بھیجنے

ہی کے معنیٰ تمام مترجمین واہل تفسیر نے مراد لیے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم لفظ رسول کے معنیٰ کچھ اور لیں اور وہ بھی پیغمبر اور جبکہ اس معنیٰ سے تنقیص شان رسالت مترشح ہو یا احتمال ہو تو پھر تو ہم کو اور بھی احتیاط لازم ہے اور بفرض محال اگر کسی حیثیت سے یہ معنیٰ صحیح بھی ہوں تو جبکہ دشمنان دین نے اس معنیٰ کی بنا پر تنقیص شان رسالت معاذ اللہ کرنا شروع کردی ہو۔ تو ایسی صورت میں اس معنیٰ سے ہم پر احتراز واجتناب واجب ہوجاتا ہے جس کی تائید قرآن کریم کی آیت کریمہ ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا﴾ سے بصراحت ثابت ہے اب ایک ذرا سا شبہہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج تک تمام علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے جو یہ معنیٰ اختیار کئے تو کیا وہ سب غلط راستے پر تھے تو حاشا وکلا ہم اپنے علمائے حق پر کبھی ارتکاب غلطی کی نسبت نہیں کرسکتے اور اگر ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی بھی ہو تو ہم اس غلطی کو اجتہادی غلطی کہہ سکتے ہیں جو کہ قابل درگزر ہے بلکہ باعث اجر بھی ہے۔

امید کہ حضرات علمائے کرام سلمہم اللہ تعالیٰ وایدہم اس حقیر وسراپا تقصیر کے اس ضروری شبہہ کا جواب باصواب قرآن کریم وحدیث نبی رؤف ورحیم کی روشنی میں دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل: فقیر عاصی حبیب احمد محسنی نقشبندی مجددی غفرلہ، مقیم حیدرآباد سندھ، پاکستان

الجواب

لفظ پیغمبر پر سائل کے اعتراض کا منشاء معنیٰ لغوی پر ارتکاز نظر اور اصطلاح شرح سے صرف نظر ہے۔

شریعت میں رسول وپیغمبر وہ انسان ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تکمیل نفوس بشریہ کے لئے بھیجا ہو اور اس پر وحی نازل فرمائی ہو اور وہ مؤید بالمعجزات ہو اسی معنیٰ کے لئے عربی میں رسول اور فارسی میں پیغمبر سلفا خلفا بلا نکیر مستعمل ہے اور ذات رسول کے ساتھ ایسا مختص ہے کہ غیر رسول کے لئے اس کا استعمال بتاویل بھی فقہاء نے روا نہ رکھا اور من پیغمبرم کہنے والے کو کافر کہا کما فی الہندیہ: ”لو قال أنا رسول الله او قال بالفارسية (من بيغمبرم يريد به من بيغام مى برم) يكفر“

[فتاویٰ ہندیہ، ج۲، ص۲۷۶، کتاب السیر الباب التاسع فی الاحکام المرتدین، دار الفکر، بیروت]

تو اس لفظ سے معاذ اللہ تنقیص شان رسالت کا شبہہ کسی ذہن میں کیونکر پیدا ہوگا اور قطع نظر اس سے کہ معنیٰ لغوی کو ملحوظ رکھ کے سائل نے جو اعتراض لفظ پیغمبر پر کیا وہی لفظ رسول پر ہوگا اور وہ بھی ممنوع

ٹھہرے گا۔ انصافاً معنیٰ لغوی سے بھی تنقیص نہیں ہوتی بلکہ تعظیم شان مفہوم ہوتی ہے تمام ازمنہ وامکنہ میں عادت مستمرہ ہے کہ صاحب عظمت کا فرستادہ معظم ومحترم ہوتا ہے اور اس کی تعظیم بھیجنے والے کی تعظیم اور اس کی توہین بھیجنے والے کی توہین سمجھی جاتی ہے تو بدرجۂ اولیٰ لفظ رسول وپیغامبر ذات مرسل کی عظمت بے غایت پر دلالت کریں گے کہ مرسل بالکسر خداوند قدوس عظیم بے نہایت ہے اور جو پیغام ورسالت اس نے رسول کے ساتھ بھیجا وہ بھی نہایت عظیم ہے اسے بھی عظمت پیامبر میں دخل ہے۔

یہاں سے ظاہر کہ اس جگہ لفظ رسول وپیغمبر افادۂ تعظیم میں یکساں ہیں اور ایسا نہیں کہ ایک سے تعظیم سمجھی جائے اور دوسرے سے نقص پر دلالت ہو، بے دین جو رسول کو محض ایلچی سمجھتے ہیں انہوں نے خدا ہی کی عظمت نہ جانی اور پیام الٰہی ورسالت کی بلندی نہ پہچانی تو یہ ان کی عقلوں کی کجی ہے نہ کہ لفظ پیغمبر کا قصور ورنہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو یہ گندا خیال کیوں گزراوہ تو عربی تھا اور لفظ پیغمبر سے واقف نہ تھا اس نے رسول ہی کے وہ فاسد معنیٰ گڑھے تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ لفظ رسول سے وہ معنیٰ مفہوم ہوئے۔

حاشا کلا ہرگز نہیں اور کیا اس کے خیال فاسد کی وجہ سے رسول کا استعمال حرام وناجائز ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں تو لفظ پیغمبر کا اطلاق بھی ذات نبی پر ممنوع نہ ہوگا کہ وہ رسول ہی کا ترجمہ ہے اور دونوں سے مراد ایک ہے۔ اور پیغمبر سے جس طرح نبی کا وسیلہ وذریعہ ہونا مفہوم ہوتا ہے اسی طرح رسول سے مفہوم ہوتا ہے۔ پھر واسطہ ہونا تنقیص کا منشاء نہیں بلکہ اس کا منشاء نفی فضائل ہے اور محض ایلچی سمجھنا ہے جو بدمذہبوں کے عقول غیر مستقیمہ کی پیداوار ہے اور قرآن بواسطۂ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کی طرف بھی نازل ہوا یہی قرآن فرماتا ہے: ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُوراً مُّبِيناًo، قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌo﴾

[نحل-۴۴، نساء-۱۷۴، مائدہ-۱۵]

اور سائل نے جو یہ کہا کہ جبرئیل علیہ السلام کے لئے لفظ رسول کا ترجمہ پیغمبر صحیح ہوتا ہے تو اس پر سوال ہے کہ جی کیوں؟ کیا سائل کی تقریر یہاں جاری نہیں؟ اور سائل نے یہ جملہ بہت سخت لکھا کہ ”اگر کہا جائے کہ حضور علیہ السلام پیغمبر خلق ہیں بارگاہ خالق میں اور ہمارے معروضات حضرت احدیت جل شانہٗ میں پیش کرنے والے ہیں تو اول تو یہ بڑی شان ومنزلت نہیں“ جب کہ یہ مقام شفاعت ہے اور مقام محمود

ہے اور فضیلت عظیمہ، حضور علیہ السلام ہے جس کا ذکر قرآن عظیم واحادیث شریفہ میں آیا اس کے متعلق یہ کہنا ''کہ یہ بڑی شان ومنزلت نہیں جس کا انتساب حضور کی ذات مقدسہ سے کیا جائے'' بڑی جرأت ہے جس سے توبہ ورجوع کی ضرورت ہے اور محمد رسول اللہ سے رسول خلق ہونے کے خیال کو غلط بتانا مفہوم لقب سے حجت پکڑنا ہے اور مفہوم لقب حجت نہیں کما تقرر فی الاصول پھر ''ارسلت الی الخلق کافة''

[فیض القدیر، مقدمہ، ج۱، ص ۲۰، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور ''لو ترکتم سنة نبیکم لضللتم''

[الصحیح لمسلم ج۱،ص۲۳۲،باب فضل صلوٰة الجماعة وبیان التشدید فی التخلف عنها مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ/ ابن ماجة، باب المشی الی الصلوٰة، ص۵۶، مکتبہ تھانوی، دیوبند]

تو رسول الخلق کہنے کے مجوز ہیں تو اسے غلط بتانا کیا معنیٰ؟ بالجملہ لفظ پیغمبر لفظ رسول کا ترجمہ ہے اور سلف سے آج تک بولا جاتا رہا ہے اس کے اطلاق سے ممانعت نہ ہوگی۔ ہاں جہاں معاذ اللہ اگر بے دین اسے فاسد معنیٰ کے لئے استعمال کرتے ہوں وہاں دوسرا لفظ بولا جائے یا اسی لفظ کو مزید عظمت کے اسلوب میں بے دینوں کے زعم فاسد کے صراحةً ودلالةً رد کے ساتھ بولا جائے اور اسے راعنا پر قیاس کرنا صحیح نہیں کہ ''رَاعِنَا'' کو قرآن نے مقرر نہ رکھا اور پیغمبر کے اطلاق پر اجماع ہے اور اجماع بہ نص قرآنی سبیل مومنین ہے اور اجماع محل اجتہاد نہیں کہ اس میں خطا کا احتمال ہو ورنہ ساری امت کا تخطیہ لازم ہوگا جو خلاف نص ہے۔ یہاں سے سائل کے آخر کلام کا حال کھلا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۲۲/ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

صح الجواب۔ تحسین رضا غفرلہ

تمام مخلوقات حادث ہیں، ازلیت خاصۂ الوہیت ہے۔ حضور

اللہ کی پہلی مخلوق اور پہلی تجلی ہیں، حقیقت محمدیہ خلق سے غیب ہے، نور کا معنی، علوم نبوت کا ظہور تدریجاً حکمت الٰہیہ پر مبنی ہے

مسئلہ: ۱۷۷ تا ۱۸۷

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) جب صرف خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات لا یحد ولا یتصور ہی موجود تھی اور کچھ نہ تھا تو یہ موجودہ کائنات ہیژدہ ہزار بشکل مخلوق جس دائرۂ محدود کے اندر موجود ہیں یہ حدود دائرہ اس وقت موجود تھا یا نہیں؟ یعنی از تحت الثریٰ تا عرش معلیٰ یہ فضائے بسیط اس وقت موجود تھی یا نہیں؟

(۲) اگر موجود تھی تو اس وحدہٗ لاشریک لہ کی ذات اس میں اور اس کے ماوراء میں موجود تھی یا صرف ماوراء میں؟

(۳) پس اگر اس میں موجود تھی تو بعد تخلیق کائنات اس ذات والا صفات اس میں بھی موجود ہے یا اب صرف اس کے ماوریٰ میں موجود ہے؟

(۴) اور اگر اس میں شروع ہی سے موجود نہ تھی تو اس فضائے بسیط کا وجود کب سے ہے؟ ازل ہی سے یا اس کے بعد؟

(۵) اور اگر موجود تھی تو اس ساری کائنات کی تخلیق کہاں پر ہوئی؟ اور کیونکر ہوئی؟

(۶) اللہ جل جلالہٗ نے اپنے نور سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ساری خلقت سے قبل خلق فرمایا، اس سلسلہ میں جہاں تک فقیر کی معلومات ہے وہ ارشادات علمائے کرام کی روشنی میں بس اتنی ہی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے اپنے نور ذات کی پہلی تجلی ہی کا نام نور احمدی و حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔

(۷) اب سوال یہ ہے کہ اس کے نور ذات کی تجلی کہاں پر ہوئی؟ مذکورہ بالا فضائے بسیط میں یا اس کے ماوراء میں یا دونوں میں؟

(۸) نیز یہ کہ نور ذات لا یحد ولا یتصور کی تجلی بھی لا یحد ولا یتصور ہی ہو سکتی ہے پھر اس تجلی کو محدود و مقید مانا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۹) نیز یہ کہ نور ذات خدا کی لطافت تک وہم وخیال کی رسائی نہیں ہو سکتی، اسی طرح اس کی تجلی کو بھی وہم وخیال سے مقید ومحدود کیسے کیا جا سکتا ہے حالانکہ اس تجلی مذکورہ کو ایک کوکب کی شکل میں مشاہدہ کئے جانے سے پتہ چلتا ہے اس تجلی کی لطافت کو ثقالت و کثافت میں تبدیل ومحدود ومقید مشاہد کر کے اس کو نور محمدی اور حقیقت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے دیا گیا، اصل واقعہ ایسا ہی ہے۔

(۱۰) پھر یہ کورا کنز مخفی نے اپنے آپ کو ظاہر فرمانے کے لئے یہ تجلی فرمایا تھا تو یہ تو اس کا ظہور رہوا، نہ کہ تخلیق، پھر اس تجلی کو مخلوق قرار دینے سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ کہ جس نور کو حقیقت احمدی قرار دیا گیا ہے وہ مخلوق ہے یا تشخص محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہے؟

(۱۱) اور یہ بھی مسلمات سے ہے کہ حقیقت احمدی تو شروع ہی سے ذرے ذرے کی عالم اور ہر ذرے کی اصل ہے اور اس کا تعلق ہر ایک ذرے سے ہمہ وقت رہا ہے تو شخصیت و تشخص محمدی ہے تو بدرجۂ اولیٰ واتم ہونا چاہئے، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے علم میں درجہ بدرجہ موقع بموقع ترقی ہوتی رہی ہے حتی کہ جس وقت آپ نے ظاہری پردہ فرمایا اس وقت آپ کا علم مکمل مانا گیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حقیقت احمدی سے شخصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا کنکشن درجہ بدرجہ ہوتا رہا ہے، یعنی جوں جوں شخصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لطافت ونورانیت بڑھتی گئی، ویسے ویسے اس کا کنکشن حقیقت احمدی ہوتا گیا حتی کہ آخری وقت میں مکمل ہو پایا جس کا مطلب بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ شخصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کثافت و ثقالت کو حقیقت احمدی کے لئے حجاب بنایا گیا تھا جو کہ موقع بموقع مرتفع ہوتے ہوئے آخری وقت تک میں بالکلیہ مرتفع ہو پایا تھا، ظاہر ہے کہ فقیر سراپا تقصیر اپنے مافی الضمیر کی مکمل ترجمانی سے قاصر رہ گیا ہے اس لئے حضور والا سے عرض ہے کہ جواب مرتب فرماتے وقت اس سلسلے میں جتنے مزید شبہات وسوالات پیدا ہو سکتے ہیں، ان سب کو بھی دفع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں کہ سائل متحیر کو کامل تسلی وتشفی میسر آسکے۔ والسلام۔ و صلی الله تعالیٰ و بارك وسلم علیٰ سیدنا و مولانا محمد نوره الاعلیٰ نائبه الاکبر حبیبه الاعظم وعلیٰ آله واصحابه واولیائه وعلمائه وامته المسلمة اجمعین

دائما ابدا۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بیقرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

نوٹ: جواب خواہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو پرواہ نہ کیجئے، اس زحمت دہی کا اجر اللہ تعالیٰ حضور والا کو عطا فرمائے گا۔

الجواب

(۱) سوال مذکورہ بالا کا جواب بہت تفصیل سے دے چکا ہوں پھر اس کا اعادہ کیوں؟

(۲) اس میں تحریر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے منزہ ہے تو یہ سوال خود ساقط ہے۔

(۳) اس کا جواب ۲/ سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) تمام مخلوقات حادثات ہیں اور ازل اسے کہتے ہیں جس کے پہلے کچھ نہ ہو تو ازلیت خاصہ الوہیت ہے، اس کے ساتھ کوئی حادثات کیونکر جمع ہو سکتے ہیں؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) تخلیق کہاں پر ہوئی؟ یا بلفظ دیگر یہ پوچھنا ہے کہ خالق کہاں تھا؟ اور وہ جہت وحیز سے منزہ۔ تو کوئی کیا بتائے کہ کہاں ہوئی اور کیونکر ہوئی؟ بس یہ ایمان ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے عالم کو پیدا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) بیشک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق اور اس کی پہلی تجلی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) اس تجلی اول کے ظہور ہی نے اس فضا ومحل ظہور کو ظاہر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) حقیقت محمدیہ خلق سے غیب ہے، حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة ربی''

[حوالہ]

تو خلق کی حقیقت تک رسائی نہیں اور علم الٰہی میں ضرور محدود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) حقیقت محمدیہ نور ہے اور نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو، اور دوسروں کو ظاہر کرے تو عالم میں جو کچھ ظاہر

ہواوہ اسی نور اتم کا مظہر ہے، وہ کوکب بھی مظاہر محمدی سے ایک مظہر تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) وہ نور بھی مخلوق ہے اور جسم عنصری شریف حضور علیہ السلام بھی مخلوق ہے اور خلق تمام مظہر باری ہے، اللہ کے مظہر اتم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کہ اس کی ذات وصفات کے مظہر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱) علوم نبوت کا ظہور تدریجاً حکمت الٰہیہ پر مبنی ہے، اسے درجہ بدرجہ علم کی ترقی سمجھنا بحسب ظاہر ہے، عجب نہیں کہ علوم غیبیہ سینۂ اقدس میں جمع کئے ہوں اور جیسی جیسی حکمت الٰہیہ متقاضی ہوئی جس جس کے لئے اظہار کا حکم ہوا، حضور نے اس پر ظاہر فرما دیا اور علوم کے خزانہ میں وہ اسرار بھی ہیں جو حضور اور رب حضور کے درمیان راز سربستہ ہیں جن کی طرف اصلاً کسی کو راہ نہیں، حدیث معراج، جس میں وارد ہوا کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا۔ الخ۔ اس کی مؤید ہوسکتی ہے، بلکہ ''کنت نبیا'' سے استفاد زیادہ اظہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۷؍شوال المکرّم ۱۳۹۹ھ

الاجوبة كلها صحيحة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلّہ سوداگران، بریلی شریف

''خلق الله اٰدم علیٰ صورته'' کا مطلب کیا ہے؟ من عرف نفسه فقد عرف ربه کی وضاحت

مسئلہ: ۱۸۸ تا ۱۹۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) ''خلق الله آدم علیٰ صورته'' حدیث کا کیا مطلب ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو

اپنی صورت پر پیدا کیا؟ اس حدیث کی تاویل ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) "من عرف نفسه فقد عرف ربه" حدیث ہے یا نہیں؟ اگر حدیث ہے تو یہ حدیث کس کتاب میں ہے اور اس کا مطلب تحریر فرمائیں۔

(۳) اول صدی سے بارہویں صدی تک جو مجدد ہوئے، ان مجددوں کے نام کی فہرست تحریر فرائیں۔

بینوا توجروا۔

المستفتی: شیخ محمد مستقیم اشرفی رضوی نیمگرامی، ضلع مرشدہ آباد (مغربی بنگال)

الجواب

(۱) حدیث شریف میں بلا شبہ تاویل ہے کہ اس کے ظاہر کا اعتقاد جناب باری میں منع ہے۔ اللہ تعالیٰ صورت سے منزہ ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اضافت تعظیم کے لئے ہے، جیسے بیت اللہ و ناقة اللہ میں امام غزالی نے یہ افادہ فرمایا کہ ضمیر، آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے یعنی اللہ نے آدم کو آدم کی صورت پر پیدا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) غالباً یہ صوفیائے کرام کا قول ہے، احیاء علوم الدین وغیرہ کتب میں اسے ذکر کیا ہے اور اس کا معنیٰ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، مطلب واضح ہے کہ جس نے اپنے نفس کے احوال وعجائب کو پہچان لیا اس نے اپنے پیدا کرنے والے خدائے ذوالجلال کو جان لیا کہ وہ واجب الوجود حدوث وسمات عیب و نقص سے منزہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) تمام مجددین کا استقراء مشکل ہے، ائمۂ اربعہ اور ان کے متبعین میں بہت سے مجدد ہوئے اور اس صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سوانح اعلیٰ حضرت یا مجدد اعظم میں مجددین کی فہرست ملاحظہ ہو۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

حضور کی نبوت سب پر مقدم ہے، ظہور نبوت عالم اجسام میں متاخر ہے

مسئلہ: ۱۹۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک عالم نے دوران تقریر بتایا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت چالیس برس کے بعد ملی، مگر ایسا نہیں ہے کیونکہ حضور کی حدیث ہے اور حدیث بھی بیان کی کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نبی تھا جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں تھے۔ تو یہ سوال ہی نہیں آتا کہ آپ کو نبوت چالیس برس کے بعد ملے کیونکہ آپ تو نبی تھے اور عالم صاحب خاص بریلوی ہی کے خیال کے تھے اور پکے سنی تھے، اب مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ شمع ہدایت حصہ اول میں فرماتے ہیں، سوال جواب لکھتے ہوئے سوال کے بعد جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو نبوت چالیس برس کے بعد ملی، اب برائے کرم اس کی اصلاح فرمائیں، میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں کس بات کو مانوں، ہر وقت دماغ الجھن میں رہتا ہے۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ فقط۔ والسلام۔

المستفتی: علیم واچ میکر مقام وپوسٹ ڈیہہ، ضلع رائے بریلی

الجواب

واعظ مذکور نے صحیح کہا: بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بموجب حدیث شریف آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے مل چکی تھی، ظہور نبوت عالم اجسام میں متاخر ہے، شمع ہدایت میں جو عبارت ہے اس کا یہی محل ہے، یہیں سے یہ بھی ظاہر کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق میں اول اور ظہور میں آخر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب والمجیب نجیح ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہمارے قصبہ سکیت میں جناب عبدالرحمٰن برکاتی مدرسہ حنفیہ جنکپور، نیپال مدرسہ کی جانب سے جمعیت سفیر آتی ہے نہ تو عالم اور نہ ہی دینی مسائل میں اتنی معلومات، مگر آپ وعظ وتقریر بیان فرماتے ہیں، آپ وعظ میں شدید تاکید فرماتے ہیں کہ بجائے کالی کملی والے کے، کمبل شریف والے پڑھیں، کملی والے پڑھنا شرعاً حرام ہے یہاں کے سنی خوش عقیدہ حضرات بیزار ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں اور علمائے کرام کی زبانی سنا ہے ہمارے لئے یہ ایک نئی بات ہے۔ لہٰذا حضور والا سے گزارش ہے کہ از روئے شرع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کیا مذکورہ شعر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی رو سے مفصل اور مدلل جواب عطا فرمائیں جس سے بخوبی واضح ہو جائے نیز غیر مستند عالم کو وعظ کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟ مذکورہ عبدالرحمٰن صاحب نیپالی سلسلۂ برکاتیہ سے یہاں لوگوں کو داخل بیعت بھی کرتے ہیں، ان کی خلافت میں رضوی حضرات مشکوک ہیں، فرماتے ہیں کہ مارہرہ شریف میں ہماری الگ گدی لگتی ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟ مجلس وعظ میں اگر متعدد دفعہ محمد رسول اللہ کا نام نامی اسم گرامی آئے اور بجائے انگوٹھا چومنے کے صلی اللہ علیہ وسلم یا درود شریف صرف پڑھا جائے تو کیسا ہے؟ یا چومنا ضروری ہے؟ خلاصہ تحریر فرمائیں۔ زید کا کہنا ہے کہ ضروری ہے۔

المستفتی: مولانا مبارک حسین رضوی القادری

رضا جنرل اسٹور، رام گنج منڈی، روڈ، مقام و پوسٹ سایت، ضلع کوٹہ (راجستھان)

الجواب

کملی تصغیر کا لفظ ہے اور سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام سے منسوب کسی چیز کی تصغیر اگرچہ از راہِ محبت ہو، بوجہ ایہام وسوء ادب جائز نہیں ہے، پھر نعت میں وہ وصف بیان ہونا چاہئے جو ثابت ہو اور تعظیم و احترام پر شعر مبنی ہو، کالی کملی کا لفظ محل کلام ہے اور اس شعر میں احترام بھی نہیں لہٰذا اس سے احتراز کریں اور ان صاحب کی خلافت وغیرہ کے بابت مجھے کچھ علم نہیں اور بے وجہ شک کیا معنیٰ؟ اور سرکار کے نام اقدس میں ایک بار صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر مجلس میں بار بار نام آئے تو بار بار درود شریف مؤکد و مستحب ہے اور انگوٹھا چومنا بھی مستحب ہے، لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۱۱ر رجب المرجب ۱۴۱۱

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خیر الامم کہنا کیسا؟

مسئلہ:۱۹۴

حضرت بابرکت استاذ گرامی مخدوم محترم! سلام ورحمت، مزاج وہاج

طالب خیر بخیر ہے، بعدہٗ معروض آنکہ کیا شعروادب کے اندر سرکار دوعالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خیر الامم کا لقب استعمال کیا جاسکتا ہے؟ ہمارے یہاں ایک صاحب نے اپنے ایک شعر میں استعمال کیا ہے۔

فلاح دوعالم انہیں کے لئے ہے
جو مرضی خیر الامم چاہتے ہیں

مذکورہ بالا شعر پر اکثر حضرات کو اعتراض ہے اور ان کا اصرار ہے کہ سرکار کے لئے یہ لقب استعمال نہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا اولیں فرصت میں بتفصیل محققانہ جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ فقط۔ والسلام۔

محتاج دعا: خادم عبد المصطفیٰ حشمتی محلّہ صوفیانہ، دار العلوم مخدومیہ ردولی (ضلع بارہ بنکی) یوپی

الجواب

خیر الامم امت محمدیہ علیٰ نبیہا التحیۃ والسلام کا لقب ہے اور یہ فضیلت ہمیں حضور پُرنور خیر البشر سید الانام کے وسیلہ سے ملی کہ ہم خیر الامم ہوئے یعنی سب امتوں سے بہتر تو حضور بدرجۂ اولیٰ اس لقب کے مصداق ہیں کہ تمام اولین وآخرین سے افضل ہیں اور خیر الامم کا اطلاق جس طرح امت پر ہوتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام پر سائغ اور ان کے حق میں خیر الانام کے مرادف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۱۹/ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

حضور کو گنہگار کہنا یا گاؤں کے چودھری جیسا کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟

مسئلہ:۱۹۵ تا ۱۹۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید نے یہ کہا کہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ گنہ گار تھے اور گاؤں کے چودھری یا ہم جیسے بشر تھے وغیرہ وغیرہ''۔ ہم لوگوں نے سنا تو بہت برہم ہوئے تو پھر زید نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا، جس پر پانچ لوگوں نے شہادت دی اور قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھائی کہ زید نے ایسا کہا ہے یہ شہادت عام جماعت کے روبرو ہوئی ہے۔ زید پر کیا فتویٰ لاگو ہوتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) زید کے بارے میں ایک فتویٰ حضور اختر رضا صاحب قبلہ کے یہاں سے آیا جس کو زید نے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ بتانے پر زید نے کہا کہ حضور اختر رضا پر کفر کا فتویٰ ہے، وہ کافر ہیں۔ ایسی گستاخی کرنے والے زید پر کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد منظور احمد رضوی

مقام و پوسٹ برسنگھ پور، ضلع ستنا (ایم پی)

الجواب

(۱) خط کشیدہ جملے بلاشبہہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں سخت گستاخی ہیں، قائل پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہوئی اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اگر واقعہ یہ ہے کہ وہ جملوں سے منکر ہے اور دوبارہ کوئی قول یا فعل منافی ایمان واسلام اس نے نہ کیا تو اس کا بھی انکار۔ درمختار میں ہے:

''(شهدوا على مسلم بالردة وهو منكر لا يعترض له) لا لتكذيب الشهود العدول بل (لأن انكاره توبة و رجوع) يعني فيمتنع القتل فقط و تثبت بقية احكام المرتد كحبط عمل و بطلان وقف و بينونة زوجة -الخ'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

[الدر المختار، ج٦، كتاب الجهاد، ص٣٩٠، باب المرتد، دار الكتب العلمية، بيروت]

(۲) وہ شخص یا دانستہ مفتری ہے یا جاہل نادان۔ فقیر پر بحمدہ تعالیٰ کفر کا فتویٰ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ من الکفر۔ اور اگر وہ دیدہ ودانستہ بے دلیل شرعی فقیر کو کافر کہتا ہے تو اس کا حکم خود اسی سے پوچھئے کہ بے دلیل شرعی مسلم کو کافر کہنے والا خود کون ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ، ۱۶ر صفر المظفر ۱۴۰۴ھ/نزیل گنگٹی

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

حضور انبیاء میں سب سے افضل ہیں جس پر دلائل قاطعہ شاہد ہیں، کوئی بھی نبی حضور سے افضل نہیں جو اس کا قائل ہے خبط عقل کا شکار ہے

مسئلہ:۱۹۷

بانی اسلام ایک نظر میں

(تاریخ ولادت) ۱۲/ربیع الاول شریف، سال عام الفیل، مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کو صبح صادق کے وقت بمقام مکہ معظّمہ۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے چھ ہزار ایک سو پچپن سال بعد اور افضل الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار (تاریخ عطائے نبوت) پانچ سو سال بعد ۷/ربیع الاول شریف مطابق ۲۲/فروری ۶۱۵ء بروز پنجشنبہ بعمر چالیس سال (کچھ ایام کم وبیش)۔

(تاریخ ہجرت) ۷/ربیع الاول شریف بروز دوشنبہ مطابق ۲۵/ستمبر ۶۲۲ء داخلۂ مدینہ پاک۔

(قبا) ۱۲/ربیع الاول شریف مطابق ۲۹/ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعہ

(تاریخ فتح مکہ) ۱۰/رمضان المبارک ۸ھ مطابق ۶۳۰ء حجۃ الوداع ۹/ذی الحجہ ۱۰ھ مطابق ماہ مارچ ۶۳۲ء

(تاریخ وفات) ۱۲/ربیع الاول شریف ۱۱ھ مطابق ۸/جون ۶۳۲ء بروز دوشنبہ مبارکہ۔

(قیام دنیا) ۲۲۳۳۰/ایام چھ گھنٹے یعنی تریسٹھ سال پانچ یوم بحساب ہجری اکسٹھ سال چوراسی دن بحساب عیسوی۔

(بشری زندگی) چالیس سال بے عیب، بے داغ، ستھری اور نہایت پاکیزہ۔

(نبوی زندگی) تیس سال، روشن تابناک اور فضل و معجزات سے لبریز۔

(قیام مکہ) بعد نبوت تیرہ سال صرف، اسلام کی خاطر قریش کی مخالفتوں کے نرغے میں۔
(قیام مدینہ) بعد ہجرت پورے دس سال، فتوحات اور کامیابی سے بھرپور۔
(ایام تبلیغ) ۸۱۵۵/ایام یعنی تقریباً تین سال کچھ ایام کم وبیش۔
(تعداد اصحاب) بوقت وصال آپ کے اصحاب کی تعداد لگ بھگ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی کسی نبی کو یہ کثرت نصیب نہ ہوئی۔

المستفتی: رمز عظیم الدین کیراف بزم پرویز شاہدی کشمیری کوٹھی، پٹنہ ۸۰۰۰۸

الجواب

(۱) کلینڈر ملاحظہ ہوا۔ اس میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو افضل الانبیاء لکھا ہے اور وہ بے شک افضل الانبیاء السابقین ہیں اور سب سے افضل ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہیں مگر کلینڈر کا ظاہر اس کے خلاف ہے، اس سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے افضل ہونا اور ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا مفضول ہونا ظاہر ہوتا ہے جبکہ قرآن کریم صاف صاف حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سب رسولوں پر فضیلت بتاتا ہے:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ﴾

[سورۂ بقرہ-۲۵۳]

یعنی یہ رسول ہیں جنہیں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام فرمایا اور ایک کو سب پر درجوں بلند کیا۔

تفسیر امام فخر الدین رازی میں ہے:

"اجمعت الامة علی ان بعض الانبیاء افضل من بعض وعلیٰ ان محمدا صلی الله علیه وسلم افضل من الکل"

[التفسیر الکبیر للرازی، ج ٦، ص ١٦٥، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

"المراد بھٰذہ الآیۃ محمد علیہ السلام لانہ ھو المفضل علی الکل"

[التفسیر الکبیر للرازی، ج ٦، ص ١٧١، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور احادیث بھی اس مضمون سے مالا مال ہیں غرض یہ قرآن و سنت اور اجماع امت کی مخالفت کا موہم ہے جس سے احتراز ضروری تھا، کلینڈر میں یوں لکھتے: "افضل الانبیاء الاولین"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) برتقدیر صدق سوال وہ شخص کسی منصب کے لائق نہیں کہ فاسق معلن ہے اور اسے کوئی منصب دینی دینا اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کرتا ہے، حدیث میں ہے:

"من استعمل رجلا من عصابۃ وفیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ والمومنین"

[کنز العمال، فصل الثانی فی الترھیب عن الامارۃ، ج٦، ص١١، حدیث نمبر ١٤٦٨٧، دار الکتب العلمیۃ بیروت / جامع الاحادیث للسیوطی، حرف المیم، حدیث نمبر ٤٥٦٩٤]

جو کسی عمل پر کسی جماعت سے ایسے شخص کو مقرر کرے جس سے دوسرا اللہ کو زیادہ پسند ہو تو اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ، شب ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا جائز ہے یا نہیں اور کیا حکم ہے؟

مسئلہ: ۱۹۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ذکر میلاد شریف کرنا و شیرینی پر فاتحہ کرنا و قیام کرنا چاہئے یا نہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے یا ان پر عالم الغیب کی طرف سے وحی کے ذریعہ خبر بھیجی جاتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا جائز ہے یا نہیں اور کیا حکم ہے؟

اگر ہے تو فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا مستحب یا مندوب؟ یا بدعت؟ اور امام اعظم اور امام شافعی کے نزدیک نماز کا اختتام کس ادا پر ہے؟۔ نیز امام اعظم کے اختتام نماز کے مطابق نماز کے اندر کسی

بھی ارکان میں درود شریف پڑھا جاتا ہے یا نہیں؟ اور میلاد شریف کا ایجاد کب ہوا؟ اور مزار پر جانا، چادر چڑھانا اور ان بزرگوں سے دعا کی درخواست کرنا کیسا ہے؟ کیا صحابہ کرام و تابعین کے زمانے میں یہ رائج تھا؟ نیز قرون ثلاثہ اور ائمہ مجتہدین کے وقت سے ہے اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟۔

خلافت راشدہ کے دور خلافت کی کیا مدت ہے؟ امام اعظم و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم ان ائمہ کرام نے کتنی کتنی عمر پائیں؟ اور وہ اپنی اپنی اس طویل عمر میں کسی بھی امام کو ایک بار بھی جشن میلاد شریف کا خیال دلوں کو چھوا یا نہیں؟ ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کا کیا مسئلہ ہے؟ اور امام اعظم اور امام شافعی کا کیا اختلاف ہے؟ اور دونوں صاحبین نے اپنے اپنے قول کو کس طرح سے باطل کیے ہیں؟ اور امام شافعی عدم جواز کے قائل نہیں ہیں اور امام اعظم ان کے قول کی تردید کس طرح کرتے ہوئے جواز کے قائل ہوئے؟۔

قرآن مجید فرقان حمید نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام میں سے مختصر کا تذکرہ کیا ہے؟ اور ان سبھوں کی عظمت و بزرگی بیان کی ہے؟ مگر کسی بھی نبی کے واسطے آنحضور ﷺ نے انکی ولادت کی تاریخوں میں کوئی جشن میلاد شریف منائے ہیں یا اسکی ہدایت فرمائے ہیں؟ خود آنحضور ﷺ کی تریسٹھ سالہ زندگی میں تریسٹھ ربیع الاول گذرے ان میں ایک بار بھی میلاد شریف کے جشن کا پتہ چلتا ہے یا نہیں؟ قرآن شریف و احادیث نبوی کی روشنی میں سمجھا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں اللہ تبارک وتعالی آپکو جزائے خیر دیگا۔ فقط والسلام

المستفتی :۔ ماسٹر محمد وسیم اصلاحی کیران ماسٹر محمد رضیاء اللہ
اردو اسکول نانپور پوسٹ وایا جنکپور روڈ ضلع سیتامڑھی (بہار)

الجواب

بے شک چاہیئے کہ مستحب ہے اور ذکر میلاد شریف، قیام و فاتحہ میں سے کوئی امر ناجائز و حرام و بدعت سیئہ نہیں کہ حرام وہ ہے جسے خدا اور رسول جل جلالہ و ﷺ منع فرمائیں اور جس سے خدا و رسول منع نہ فرمائیں وہ ہرگز ہرگز حرام نہ ہوگا بلکہ جائز قرار پائے گا اور اسے یہ بزور زبان حرام کہتا ہے۔ چنانچہ قرآن عظیم فرماتا ہے:

''ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام''الآیہ

[سورۂ نحل آیت ۱۱۶]

یعنی اپنی زبانوں سے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔

تو جو بغیر منع شرعی ان امور سے منع کرے وہ خود ہی حرام کا مرتکب اور قرآن عظیم کا مکذب ومخالف ہے اور ہم اہلسنت وجماعت کے لئے یہ دلیل بس ہے کہ قرآن وحدیث میں کہیں ممانعت نہ آئی چنانچہ علماء فرماتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے پھر یہ امر اپنی جگہ ہے کہ صدہا برس سے تمام دیار وامصار کے جملہ مسلمان جن میں صدہا علماء اسلام بھی شامل حضور اکرم ﷺ کا ذکر میلاد شریف اور اس میں قیام کرتے چلے آئے اور مسلمانوں کا ایسا عمل شرع شریف کی نگاہ میں بڑی وقعت رکھتا ہے۔حدیث شریف میں ہے:

''ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن''

[المقاصد الحسنة للسخاوی، ص ٤٢٢، حدیث نمبر ٩٥٧، برکات رضا پوربندر گجرات]

مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

بلکہ قرآن اسے سبیل مومنین بتاتا ہے اور اس سے پھرنے والے کو دشمن خدا اور رسول علیہ السلام فرماتا اور اسے جہنم کی سزا سناتا ہے قال اللہ تعالیٰ:

''ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جھنم''۔

[سورۂ نساء، آیت، ۱۱۵]

جو ان امور کو بے دلیل منع جانتا ہو تو ایک بین آیت کے مصداق منکر ہے۔اور سائل یہ کیوں پوچھتا ہے کہ فلاں کی ایجاد کب ہوئی؟

۱۔کیا اس کے نزدیک حلال وحرام کی بنا کسی مخصوص زمانے پر ہے۔

۲۔کیا ائمہ مجتہدین بلکہ صحابہ وتابعین کے زمانے کی پیداوار ہیں اور کیا انکے معتقدات کو مسائل سنت کہہ سکتا ہے۔

۳۔اگر سنت کہتا ہے تو آپ کھلا گمراہ ہے اور اگر بدعت کہتا ہے تو خود اس کے اقرار سے ظاہر کہ بدعت وہ نہیں جو قرون ثلاثہ کے بعد ہو بلکہ بدعت وہ ہے جو شرع کے مخالف ہو تو سائل پر پھر یہ ذمہ داری آن پڑی کہ وہ ثابت کرے کہ یہ امور خلاف شرع ہیں نیز وہ یہ بھی ثابت کرے کہ قرون ثلثہ کے بعد جو ہے بدعت سیئہ ہے اور اگر ثابت نہ کر سکے اور ہم کہے دیتے ہیں کہ وہ انشاء اللہ ہرگز قیامت تک ثابت نہ کر سکے گا تو اس کا اور تمام دیابنہ کا یہ دعویٰ کہ قرون ثلاثہ کے بعد جو کچھ ہو وہ بدعت سیئہ ہے، خود بدعت ہے اور وہ اس قول سے خود بدعتی ہے۔

۴۔اور سائل کا یہ سوال کہ ائمہ کرام کے دلوں کو میلاد کا خیال چھوا کہ نہیں نہ اسے کچھ مفید ہے نہ ہمیں کچھ مضر، نہ اس پر کسی کام کی حرمت کا مدار ورنہ بہت سے کاموں کے بابت اگر یہ ثابت نہ ہو کہ ائمہ اربعہ کے دلوں میں اس کا خیال نہ گذرا ہو تو وہ سب کام حرام ٹھہریں گے پھر سائل ہمیں سے کیوں پوچھتا ہے خود اس پر دلیل کیوں نہیں قائم کرتا کہ ائمہ کے بڑوں نے جشن میلاد نہ کیا ذرا بتائے تو سہی کہ اس نے کہاں سے یہ جانا کہ ائمہ اربعہ نے یہ کام نہ کیا اور یہ بھی بتائے کہ کوئی کام صادر نہ ہونا اور کسی کام سے خود کو روکنا دونوں ایک بات ہے اور دونوں کا مفاد ایک ہے یا دونوں ایک دوسرے سے معمولات اہلسنت کے لئے یہ سوالات ہیں اور مودودیوں کے جلسۂ سیرت اور دیگر محافل پر یہ سوالات کیوں نہیں اور ائمہ کی مدت عمر کتنے سال ہوئی مگر اس سے اور ائمہ کی عمروں سے سائل کو کیا دارومدار اور ہم حنفی ہیں ہم پر اپنے مذہب حنفی ہی کا بیان لازم ہے درمختار میں ہے:

"واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه وما صححوه"

[الدر المختار، ج۱، ص ۱۸۰، مقدمة الکتاب، دار الکتب العلمیه بیروت]

فقیر کی نظر میں اس امر کے استحباب میں کسی مستند و معتمد کا خلاف معلوم نہیں۔نادراً بعض نے خلاف کیا بھی تو جماہیر علماء نے اسے مقرر نہ رکھا چنانچہ علامہ امام جلال الدین سیوطی نے اس باب میں مستقل رسالہ لکھا جس کا نام حسن المقصد فی عمل المولد رکھا اور اسی میں مخالف منفرد کے کلام کا ضرور ضرور ذکر کیا اور علامہ ابن حجر ہیثمی مکی اور ملا علی قاری وغیرہما نے بھی اس باب میں تصنیف فرمائی پھر کتب حدیث وسیر میں اس کا تذکرہ خود اس کے استحباب کی دلیل ہے اور ہر زمانے کے علماء کے نزدیک اس کا مہتم

بالشان ہونا اسی سے ظاہر ہے اور جب وہ اتنا مہتم بالشان ہے تو بعید از قیاس نہیں کہ علماء نے اس کا تذکرہ محافل ومجامع میں نہ کیا ہو بلکہ یہی ظاہر ہے کہ ضرور ہر زمانے میں علماء نے حضور علیہ السلام کے ذکر میلاد مبارک کی محافل آراستہ کیں اور سائل کا یہ سوال کہ کسی بھی نبی کے واسطے آنحضور ﷺ ہماری تقریر بالا سے ساقط ہے کہ نہ کرنا اور ہے اور منع کرنا علاوہ ازیں کسی امر کا منقول نہ ہونا اور ہے اور سرے سے نہ ہونا اور ہے پھر قرآن عظیم نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بابت فرمایا:

''وسلام علیه یوم ولد''الآیة

[سورۂ مریم آیت ۱۵]

ان پر سلام ہو جب وہ پیدا ہوئے۔

اور اسی قرآن عظیم میں ہے کہ عیسی علیہ السلام نے خود فرمایا:

''والسلام علیّ یوم ولدت ''الآیة

[سورۂ مریم آیت ۳۳]

میرے اوپر سلام ہو چنانچہ علامہ امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے ایک حدیث اپنی سند سے ذکر کی جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

جب میں پیدا ہوا یہ دونوں آیتیں جواز ذکر میلاد کے لئے بس ہیں اور قرآن عظیم کے بعد کسی ثبوت کی حاجت نہیں پھر یہی قرآن ہمارے حضور سرور عالم ﷺ کی آمد آمد کا تذکرہ کس اہتمام کے ساتھ فرما رہا ہے ایمان کی آنکھیں رکھے تو کوئی دیکھے قال تعالیٰ:

'قد جائکم من الله نور''الآیہ

[سورۂ مائدۃ آیت ۱۵]

قال تعالیٰ:

''لقد جائکم رسو ل من انفسکم''الآیة

[سورۂ توبۃ آیت ۱۲۸]

بلکہ ہم اپنے رسول کی امت کو حکم دے رہے ہیں کہ ان کے دم قدم کی خوشی مناؤ قال تعالیٰ:

"قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا"

[سورۂ یونس آیت ۵۸]

اے محبوب ﷺ تم فرماؤ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سے تو فضل الٰہی سے خوش ہوں۔

مفسرین فرماتے ہیں فضل اللہ ورحمت حضور ﷺ ہیں تو آیت ذکر میلاد کے حکم کو متضمن ہوئی پھر حضور علیہ السلام نے اپنا میلاد خود بیان فرمایا:

"بعثت من خير قرون بني آدم قرنا فقرنا حتى كنت من القرن الذى كنت منه"

[بخاری شریف جلد اول ،باب صفة النبی ،ص ۵۰۳،مجلس برکات مبارکپور]

یعنی میں بنی آدم کے بہترین صفات کے بعد یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اس طبقہ میں ہوا جس طبقہ میں پیدا ہوا۔

یہی علامہ اجل دوسری حدیث حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں یونہی بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ترمذی نے فرمایا بافادۂ تحسین روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"ان الله خلق الخلق فجعلنى من خيرهم من خيرفرقهم وخير الفريقين ثم خير القبائل فجعلنى من خير قبيلة ثم تخير البيوت فجعلنى من خير بيوتهم فانا خير هم نفساخيرهم بيتا"۔

[الجامع للترمذی ج۲،ص۲۰۱،ابواب المناقب ،باب فضل النبی صلی الله علیه وسلم مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین (انسان) مخلوقات کے بہترین طبقہ میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو چھانٹی مجھے بہترین قبیلہ (قریش) میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کے بطنوں کو چنا تو مجھے بہترین بطن (بنو ھاشم) میں رکھا تو میں سب سے بہتر ذات اور سب سے بہتر حسب والا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام انسانوں سے افضل ہیں

مسئلہ:۱۹۹

محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم! کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ:

جناب عالی! ایک واعظ عام مجلس میں فرمارہے تھے کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا۔ بتلاؤ کون سی جماعت سب سے افضل ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی جماعت سب سے افضل ہے۔ رسول پاک نے فرمایا کہ نہیں۔ صحابہ کرام نے دوبارہ عرض کیا یارسول اللہ! انبیائے کرام کی جماعت سب سے افضل ہے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ حاجیوں کی جماعت سب سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہی فرمائیں کہ کون سی جماعت سب سے افضل ہے رسول نے فرمایا جو آخر زمانہ میں میری سنتوں کو زندہ رکھے گی وہ جماعت سب سے افضل ہے واعظ کا کہنا حق ہے یا باطل۔

المستفتی: ڈاکٹر اجمل خاں صاحب محلّہ سوداگران بریلی شریف

الجواب

یہ روایت محض نادرست ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ کوئی غیر نبی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

تاریخ ولادت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیق

مسئلہ:۲۰۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) قاضی محمد سلیمان صاحب سلیمان منصور پوری سابق ریاست پٹیالہ صوبہ پنجاب، انہوں نے ایک

کتاب رحمۃ للعالمین حصہ اول ص ۲۶ پر حضور کی ولادت باسعادت موسم بہار بروز دوشنبہ نو ربیع الاول مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ شمر بکری کو مکہ معظّمہ میں لکھا ہے اور ایسا ہی لکھا ہوا تقویم جنتری بمبئی ۱۳۹۲ھ ص ۷ اپہ دیکھا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۱۲ بارہ ربیع الاول اور ۹ نو ربیع الاول میں کون سی صحیح ہے جواب تفصیل سے مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: فراست نبی خاں محلّہ قرولان بریلی شریف

الجواب

بعون الملك الوهاب۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت حسب مشہور بین العلماء ماہ ربیع الاول کی بارہویں کو دوشنبہ کے دن ہوئی۔ ایک قول وہ بھی ہے جو سوال میں مذکور ہوا اور بعض کے نزدیک اس ماہ کی دوسری تاریخ اور بعض کے نزدیک دسویں تاریخ کو ہوئی۔ مگر اشہر و اکثر قول اول ہی ہے۔ مجمع بحار الانوار، ظاہر فتاویٰ اور مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ میں ہے۔ واللفظ للاخیر۔

"دوازدہم ربیع الاول بود و بعضے گفتہ اند بدوشی کہ گذشتہ بودند ازوے و بعضے ہشت شی کہ گزشتہ بود و اختیار بسیاری از علماے بر اینست و نزد بعضے دہ نیز آمدہ و قول اول اشہر و اکثر است"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[مدارج النبوۃ، ج ۲، باب اول وصل بدانکہ استقرار نطفہ زکیہ مصطفویہ، ص ۱۴، مطبع النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور پاکستان]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ ۲۶ / محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

ایصال ثواب باجماع مسلمین جائز و مستحسن ہے، ایصال ثواب کا کھانا غنی نہ کھائیں یہی بہتر ہے، فاتحہ بزرگان دین کا کھانا تبرک ہے سب کھائیں

مسئلہ:۲۰۱ تا ۲۰۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

حضور کو حاضر و ناظر کے بارے میں لوگ غلط بتاتے ہیں کہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ حاضر و ناظر ہیں، موجود ہیں، لیکن غیر مقلد علماء کہتے ہیں کہ نہیں ہیں۔

(۲) جب احمد یار خاں مفتی نے قرآن کا ترجمہ نکال کر حدیث فقہ کی بھی سند لیکر جاء الحق وزہق الباطل طبع کرایا ہے اور ایک ہزار روپیہ بھی انعام فرمایا ہے تو یہ کتاب معتبر ہے یا نہیں ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ صحیح ہے۔ کیوں کہ آپ کا ہی یہ ترجمہ نکالا ہوا ہے اور آپ ہی نے اس کتاب کو تیاری کرائی ہے۔ لہٰذا آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کیوں کہ غیر مقلد وہابی اس کو غلط بتاتے ہیں۔

(۳) ہمارے یہاں تعزیہ رکھی جاتی ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت سے ہیں ہماری نیت اسلام و سنت کے اوپر ہے۔ ہم فاتحہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانا پکواتے ہیں اور کھانے کا ثواب بھی گھر میں کرتے ہیں اور اگر ہم تعزیہ کے پاس کھڑے ہوکر کرتے ہیں تو ادب لحاظ کے ساتھ لیکن یہ فاتحہ لوگ ناجائز بتاتے ہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ نیت فاتحہ کی جب ہے تو کیسے ناجائز ہوا۔ لیکن جیسا آپ فرمائیں وہی اصل مانی جائے گی۔

(۴) مسجد کچی بنی تھی اس کو توڑ کر اس کی جگہ جانور باندھتے ہیں اور مسلمانوں کے قبرستان پر ٹٹی پیشاب کرتے ہیں اور فاتحہ و تعظیم کو غلط بتاتے ہیں۔ جس کھانے پر فاتحہ ہو جاتی ہے اس کو محتاج یتیموں کے علاوہ کھانا ناجائز بتاتے ہیں اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

مستفتی: اشفاق احمد پوسٹ دوبہا بازار گونڈہ یوپی

الجواب

(۱) بے شک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں بایں معنیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اتم ہر جگہ اور ہر شی میں ظاہر و باہر ہے اور جملہ احوال اور اعمال امت بلکہ مشرق و مغرب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ قال تعالیٰ:

"یا ایھاالنبی انا ارسلناك شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنه وسراجا منیرا"

[سورۂ احزاب، آیت-۴۵،۴۶]

یعنی اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چمکتا آفتاب بنا کر۔

تفسیر آلوسی میں ہے:

"(شاھدا) علی من بعثت الیھم تراقب احوالھم وتشاھد اعمالھم وتتحمل عنھم الشھادۃ بما صدر عنھم من التصدیق والتکذیب وسائر ماھم علیه من الھدیٰ والضلال وتأدیھا یوم القیامۃ اداء مقبولا فیمالھم وما علیھم"

[روح المعانی، حصہ۱۶/تفسیر ابو سعود اسمہ ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم]

یعنی ہم نے بھیجا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت پر شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر کہ ان کے اعمال و احوال کا مشاہدہ فرمائیں اور ان کی تصدیق و تکذیب و ہدایت و ضلالت کے گواہ بنیں اور قیامت کے دن گواہی دیں۔

اقرب السبل میں شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"وباچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یك کس را درین مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توھم تاویل دائم و باقیست و بر اعمال امت حاضر وناضر ومر طالبان حقیقت را ومتوجھان آں حضرت را مفیض و مربی است"۔

[اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل برھامش اخبار الاخیار، از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص

۱۵۵ ،مطبع مجتبائی دهلی]

اسی لیے نماز میں حکم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے عرض کریں السلام علیک ایھا النبی کہ حضور اکرم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کے قرۃ العین اور ان کی حقیقت مخلوقات میں خصوصاً نمازیوں کی ذات میں جاری وساری ہے۔اور حضرت الٰہیہ میں بھی وہ ہمیشہ حاضر ہیں۔یہی شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

’’ونیز آں (حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدان است در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر آں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است وبعض از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آں حضرت در ذات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بہ انوار قرب واسرار معرفت متنور وفائض گردد۔الخ‘‘

[اشعة اللمعات ج١ ،كتاب الصلاة باب التشهد فصل اول ،ص٤٠١ ،مطبع مكتبه نوريه سكهر]

شفا شریف میں فرمایا کہ جب خالی گھر میں جاؤ تو السلام علیک ایھا النبی کہو ملا علی قاری نے وجہ بتائی کہ:

’’ان روح النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حاضرة في بيوت اهل الاسلام‘‘

[شرح الشفا لملا علي القاري،علي هامش نسيم الرياض فصل في الموطن ،ج٣،ص٤٦٤ ،مطبع بركات رضا پوربندر]

یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک مسلمانوں کے ہر گھر میں حاضر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کتاب مذکور بلا شبہ مسائل صحیحہ معتبرہ پر مشتمل ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نفس فاتحہ وایصال ثواب جائز ومستحسن ہے مگر تعزیہ کے سامنے منع ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مسجد ابدالآباد تک مسجد ہے۔تنویر ودرمختار میں ہے:

’’ولو خرب ما حوله واستغنىٰ عنه يبقى مسجدا عند الامام والثاني ابدا الى قيام

السّاعة وبه یفتیٰ حاوی القدسی“

[الدر المختار، ج٦،ص٥٤٨، کتاب الوقف،دار الکتب العلمیہ بیروت]

اس میں جانور باندھنا حرام بدکام بدانجام یونہی قبرستان میں پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا ایذائے اموات ہے وحرام بدکام بدانجام ہے۔اور فاتحہ ایصال ثواب باجماع مسلمین جائز و مستحسن ہے۔اسے غلط بتانا گمراہی ہے اور عام لوگوں کی فاتحہ کا کھانا فقیروں کو کھلانا چاہیے۔غنی کو کھانا بہتر نہیں۔مگر ناجائز وحرام نہیں۔جیسا کہ وہابیہ بکتے ہیں وہ صدقۂ نفل ہے اور صدقۂ نفل غنی وفقیر دونوں لے سکتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے:

”هولها صدقة وهولنا هدية“

[الصحیح للمسلم ج١،ص٤٩٤، کتاب العتق مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

اور فاتحہ بزرگان دین کا کھانا تبرک ہے سب کھائیں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

حضور کے والدین مومن یا کافر؟ وہابیوں کے پیچھے نماز کا حکم، اذان سے پیشتر درود پڑھنے کا حکم

مسئلہ :۲۰۵تا۲۰۷

الیٰ حضرة البحر الفهامة امام الطريقة غوث دوراں سالك مسالك اولاد اعلیٰ حضرت احمد رضاخان رحمة الله تعالیٰ علیه محمد اختر رضا خان مفتی الاعظم الازهری مد ظله العالی ۔بعد اهداء التحية الطيبة مع اداء الواجب الاحترام التام وتقبيل القدمين ۔

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

فیامعشر علماء الدین المبین ماقولکم علی ذلك المسئلة الآتیة اوضحوها

بالكتاب والسنة والاجماع والقياس والاقوال السلف الصالحين وائمة المجتهدين مع رأيكم۔

١۔والدى رسول الله صلى الله عليه وسلم كانا مؤمنا او مشركا اى عبدالله وآمنة وهما ماتا كافرين ام لا ؟

٢۔الصلوة خلف الوهابيين جائز ام لا ؟

٣۔الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم من قبل الاذان ۔هل هى مشروعة ام لا؟

ارسلوها على العنوان الآتى من محمد عبد المالك بن اسحاق على باد سم القرِ لقرية سونائية مكتبة البريد ترسنغ فو ر بازارضلع سونام غنج بنغله ديش

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب:

قال الامام الجليل جلال الدين السيوطى رضى الله تعالىٰ عنه وارضاه عنا عن ابويه صلى الله تعالىٰ عليه وآله وصحبه وسلم فى رسالة مسالك الحنفا فى والدى المصطفى (صلى الله تعالىٰ عليه وآله وصحبه وسلم) مانصه:

" انهما لم يثبت عنهما شرك بل كانا على الحنيفيّة دين جدهما ابراهيم عليه السلام كما كانت على ذلك طائفة من العرب كزيد بن عمر وبن نفيل وورقة بن نوفل وغيرهما،وهذا المسلك ذهبت اليه طائفة منهم الامام فخر الدين الرازى فقال فى كتابه "اسرار التنزيل" ما نصه: قيل ان آزر لم يكن والدابراهيم عليه السلام، بل كان عمه و احتجوا عليه بوجوه منها ان آباء الانبياء ماكانوا كفارا ويدل عليه وجوه منها قوله تعالىٰ "الذى يراك حين تقوم وتقلبك فى الساجدين قيل معناه انه كان ينتقل نوره من ساجد الى ساجد،وبهذا التقدير فالآية دالة على ان جميع آباء محمد صلى الله عليه وسلم كانو ا مسلمين، ومما يدل على ان آباء محمد صلى الله عليه وسلم ماكانوا مشركين قوله عليه السلام:"لم ازل انقل

من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات" وقال تعالیٰ "انما المشرکین نجس" فوجب ان لایکون احد من اجداده مشرکا ھذا کلام الامام فخر الدین بحروفه" الخ

[الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۶۱۵، ۶۱۶، مطبع دار الکتاب العربی، بیروت]

ماافاد واجاد فراجعه ان شئت وعلیك تالیف حافل فی ھذا الباب للامام العلامة سیدی احمد رضا سماه شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام۔فان فیه الغنیة والبغیة ولله المنة ۔والله تعالیٰ اعلم

۲۔قال الامام محمد رحمه الله تعالیٰ :ان الصلاة خلف اهل الاهواء لا تجوز کذا فی الفتح۔والله تعالیٰ اعلم

[فتح القدیر جلد ۱،ص ۳۶۰،باب الامامة،برکات رضا پوربندر]

۳۔الصلاۃ علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وصحبه وسلم مأمور بها مطلقا من غیر تقیید بوقت دون وقت قال تعالی :'ان الله وملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما ۔[سورۃ الاحزاب،۵۶] وعلی ھذا فلامانع من الصلاۃ علی النبی علیه الصلاۃ والسلام قبل الاذان ولابعده ومن ادعی فعلیه البیان ۔والله تعالیٰ اعلم

الفقیر الی رحمة ربه الغنی محمد اختر رضا خان الازھری القادری غفرله

۱۷/من شهر رمضان ۱۴۰۹ھ

درود شریف کا اختصار جائز نہیں، ص یا صلعم لکھنا ناجائز ہے

مسئلہ:۲۰۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:

اسم مبارک صرف محمد لکھنے سے صحیح ہو جائے گا یا نہیں اور یا اس کے اوپر ص ایسا بنادیا جائے تو کیا مسئلہ حل ہو جائے گا یا نہیں تو اس کے بارے میں پوری توضیح وتشریح کے ساتھ نقل فرمائیں نوازش ہوگی۔

مستفتی: محمد عثمان مؤرخہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۷۷ء

الجواب

درود شریف کا ایسا اختصار حرام اور باعث محرومی ہے۔ بلکہ علامہ طحطاوی قدس سرہٗ نے اسے کفر فرمایا اور اختصار بنیت استخفاف ہو تو علامت مذکور کا یہ حکم ظاہر ہے۔ اور وہی اس کا محمل ہے۔ لہٰذا اس سے شدید احتراز چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۱ر شوال ۱۳۹۷ھ

صح الجواب: واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

غیر نبی مثل نبی نہیں ہوسکتا ہے، حضور اصل اور سب فرع ہیں، حضور جنس عالی اور ابوالاکبر ہیں، حضور کو باپ کہنے میں مضائقہ نہیں

مسئلہ: ۲۰۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک شخص جو عالم میں مشہور ہے اس سے بشریت کے مسئلہ پر گفتگو چلی۔ بھائی کے برابر والی بات کا اس خبیث سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا۔ تو لکھتا ہے کہ نبی ہمارے لیے مثل والد ہوئے۔ ارشاد ہو کہ کیا اب بھی وہی خباثت نہیں بول رہی ہے؟۔ ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں: مثل کا مطلب بالکل برابر اب خواہ جس نیت سے کہے مگر شان اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے باپ کے برابر نعوذ باللہ کرنے کی جرأت تو کی۔ باپ تو دادا کا بیٹا اور پھوپھا کا سالہ ہوتا ہے۔ یہ مثال کس قدر ایمان سوز ہے سوال یہ ہے کہ چاہے باعتبار مسئلہ اس کا جو بھی حکم ہو آخر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ رشتہ داری کے الفاظ کیوں نکالے

جاتے ہیں۔واضح رہے کہ زید باوجود ان خبیث اقوال کے اپنی وہابیت کا منکر ہے۔بہر حال اس کے متعلق شرع شریف کے حکم سے آگاہی فرمائیں۔بینوا توجروا۔فقط والسلام مع الاحترام

المستفتی:احسان الرحمٰن عزیزی

الجواب

فی الواقع مثل والد کہنا مماثلۃ میں صریح اور مساوات کا موہم ہے اور غیر نبی مثل نہیں ہوسکتا اور ایسے لفظ سے احتراز لازم مگر شخص مذکور اگر وہابی ہے تو اس سے کیا اچنبھا ان کے نزدیک تو انبیائے کرام بڑے بھائی بلکہ انہیں جیسے بشر قرار پاتے ہیں۔ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔پھر یہ کہ پیغمبر آخر الزماں علیہ السلام سے ہمیں بلکہ سارے انسانوں کو بلکہ تمام جہانوں کو وہی رشتہ ونسبت ہے جو اصل سے فرع کو اور باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے۔کہ سب کی اصل حضور علیہ السلام اور سب فرع سید الانام علیہ السلام ہیں۔اسی سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ابوالمؤمنین ہے کما فی المفردات۔اور تنزیل کی قرأت شاذہ میں ہے:"وھو ابٌ لھم"

[تفسیر البغوی المعروف بمعالم التنزیل سورہ ھود، ص ٦٢٦ مطبع دار ابن حزم بیروت]

اور مواہب لدنیہ میں فرمایا:"فھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجنس العالی علی جمیع الاجناس والاب الاکبر بجمیع الموجودات والناس"

[مواھب لدنیہ]

لہٰذا بایں معنیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باپ کہنا مضائقہ نہیں رکھتا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۱/جمادی الآخر ۱۴۰۰ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

ایک نعت پاک کی تصدیق وتصحیح۔

مسئلہ: ۲۱۰

میں صدقے ترے نور کے تاج والے - تو متوالا ہے مجھ کو اپنا بنالے
مرے جان و دل سب ہیں تیرے تصدق - میرا دین و ایماں ہے تیرے حوالے
تڑپتا ہے دل اور پھڑکتی ہیں آنکھیں - کہاں ہے تو اے زلف لٹکانے والے
بوقت شفاعت محمد کے حق سے - کہ پیارے ہو میرے جہاں سے نرالے
تو یا اپنے ماں باپ یا اپنی امت - بس ان دونوں میں ایک کو بخشوالے
کہا میرے مولیٰ نے روکر خدا سے - بڑی عزت و عظمت وشان والے
تری راہ میں اپنے ماں باپ چھوڑے - ولے نار سے میری امت بچالے
کہا جوش میں آکے بحر کرم نے - کہ پیارے جسے چاہے تو بخشوالے

خدا کہہ رہا ہے یہ مجھ سے اے اکبر
یہ گلزار جنت ہے میرے حوالے

مفتی اختر رضا صاحب! السلام علیکم عرض یہ ہے کہ یہ نعت شریف کہ جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کی بخشش کروانے کا ذکر ہے اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وہ ایمان والے جنتی ہیں۔ اس نعت کے دو اشعار سے دیوبندی لوگ غلط مطلب نکال سکتے ہیں لہٰذا آپ ہمیں اس کا جواب دیں۔ کہ اس کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔ فقط والسلام خدا حافظ

المستفتی: حافظ ولی محمد ناگور بسنی راجستھان

الجواب

اشعار مذکورہ درست ہیں لیکن اس شعر کا مضمون جس میں شاعر نے کہا: تو یا اپنے ماں باپ یا اپنی امت۔ الخ، نظر سے نہ گزرا۔ اور صحیح یہ ہے کہ ابوین کریمین حضور سرور عالم کو خدا نے زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے تو ان کے لیے بھی مغفرت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۸/ جمادی الآخر ۱۴۹۸ھ

حضور کے خیال سے نماز فاسد نہیں ہوتی، خواب کی خلافت کافی نہیں

مسئلہ: ۲۱۱ تا ۲۱۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ اگر نماز میں بالقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، مگر تشہد اور درود میں خیال لانا ضروری ہے، اب جو شرع کا حکم ہے، صادر فرمائیں۔

(۲) زید کہتا ہے کہ اس کو اس کے مرحوم پیر نے خواب میں خلافت کی بشارت دی ہے، کیا یہ شخص مذکور دوسرے کو بیعت کر سکتا ہے؟ اور خلافت بھی دے سکتا ہے؟ فقط۔

المستفتی: عزیز الرحمٰن نقشبندی

الجواب

(۱) یہ خیال خام وہابیہ کا ہے، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے فساد نماز کو کیا علاقہ؟ حاشا وکلا یہ شرع پر بہتان ہے۔ التحیات میں ''السلام علیک ایہا النبی'' پڑھنے کا حکم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے جواز کی کافی دلیل ہے اور زید کو اس جگہ خیال لانے کے لزوم کا اعتراف بھی ہے تو اور جگہ میں فساد کس دلیل سے آیا؟ ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ التحیات کے سوا دوسری جگہ تصور کا محل نہیں مگر تصور حضور سے فساد نماز کا خیال محض جنون و گمراہی ہے، جس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) محض خواب میں خلافت دیتے ہوئے پیر کو دیکھنا، خلافت و اجازت کے لئے کافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ خواب سے خلافت ثابت نہیں ہوگی۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی۔

عقائد

متعلقہ

کلام اللہ تعالی

کیا ''اشرع بسم اللہ'' پڑھ سکتے ہیں؟

مسئلہ-۲۱۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید کہتا ہے عام طور پر بسم اللہ الرحمٰن پڑھی جاتی ہے، وہ غلط ہے اور وہ اس کے ثبوت میں یہ کہتا ہے کہ جب بسم اللہ کے معنی کرتے ہیں تو اس طرح کرتے ہیں شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے ایسا اللہ جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے حالانکہ بسم اللہ کے معنی میں شروع کا لفظ اور شروع کا معنی کہاں سے نکلا؟ زید کا کہنا ہے کہ بسم اللہ سے پیشتر لفظ ''اشرو'' یا ''اشرع'' کہنا چاہیئے جو صیغہ واحد متکلم کا ہے لہٰذا اب غور طلب یہ امر ہے کہ کیا بسم اللہ جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ صحیح ہے یا وہ صحیح ہے جو اشـــــرع سے شروع ہوتی ہے یعنی اشرع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور یہ فرمائیں کہ لفظ اشرو یا اشرع کیا مقدر ہے

الجواب

بعون الملك الوهاب

زید کا کہنا غلط و باطل بلکہ نہایت سخت ہے کہ وہ بسم اللہ شریف جو قرآن کی آیت ہے اسے غلط بتایا ہے اپنی عربی دانی جتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اشرع بسم اللہ پڑھنا چاہیے یہ اور زیادہ سخت کہ قرآن عظیم میں

معاذ اللہ اضافہ کا قول کرنا ہے، نادان سے کہو کہ عربی میں کبھی فعل محذوف ہوتا ہے وہاں ابدء یا اشرع محذوف ہے۔ زید پر اپنی اس خرافات سے توبہ وتجدید ایمان لازم ہے بلکہ بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

قرآن شریف پھینکنے پر سخت حکم ہے

مسئلہ-۲۱۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص جس کا نام رئیس احمد ہے اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور جہیز کا سامان بھی گھر سے باہر پھینک دیا اور ساتھ میں قرآن پاک کو بھی پھینک دیا یہ کہہ کر کہ لو یہ تحفہ بھی گھر لے جاؤ ایسے شخص کو کیا سمجھنا چاہیے؟ اور اس کے ساتھ محلّہ وبستی والوں کو کیسا سلوک کرنا چاہیئے؟ مہربانی کرکے قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت سے جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں عین نوازش ہوگی۔

مستفتی: اسرائیل ونصیر احمد موضع بنجریا جاگیر ضلع بریلی

الجواب

اگر یہ واقعہ ہے کہ اس شخص نے قرآن کریم پھینکا ہے تو اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے جب تک توبہ وتجدید ایمان نہ کرے مسلمان اس سے قطع تعلق رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

قرآن مجید کا منکر یا ترمیم ونقص کا قائل کافر ہے۔

مسئلہ-۲۱۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۵ء ۱۰؍بجے شب ٹی وی پروگرام میں مسلم پرسنل لاء کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے زید نے یہ جملہ کہا ہے کہ دراصل قرآن کتاب الحکمت ہے نہ کہ کتاب الحکم۔ اس قسم کا جملہ کہنے والوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جو لوگ مسلم پرسنل لاء کے مطابق قرآن وحدیث وفقہائے کرام کو ناقص مانتے ہیں اور ناقص جانتے ہیں اور اس میں تبدیلی ضروری سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں یا ایمان سے خارج ہیں؟

مستفتی: سید انتظار علی محلّہ کنگھی ٹولہ، بریلی شریف

الجواب

جب وہ قرآن کو حکم ہی نہیں جانتا تو وہ شریعت اسلامی کا منکر ہے۔ تو اس میں اور دیگر غیر مسلموں میں کیا فرق ہے، قرآن کا صاف ارشاد ہے ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ [سورۂ مائدہ آیت-۴۴]

جو اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے موافق حکم نہ دیں وہی لوگ کافر ہیں۔ زید اس آیت کریمہ کی روشنی میں اپنا حکم بتائے۔ اور یہیں سے شریعت کو ناقص کہنے اسمیں ترمیم ضروری جاننے والوں کا حکم ظاہر ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں تو انہیں مسلمانوں کی شریعت میں رائے زنی کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۵؍صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

حروف مقطعات اور آیات محکمات ومتشابہات کی نفیس بحث

مسئلہ-۲۱۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

خالد نے یوں کلام باری تعالیٰ کے بارے میں کہا کہ جب قرآن کے حروف مقطعات صوفیائے کرام مخصوص کر لئے تو عوام الناس باقی کلام کو جو پڑھتے ہیں تو گویا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کتوں کے سامنے ہڈی پھینکا جائے اور وہ اس پر چمٹ کر آپس میں لڑنے لگے تو ایسے کہنے والوں کے لئے از روئے شریعت کیا حکم ارشاد گرامی ہوگا۔ جواب سے سرفراز فرمادیں۔

مستفتی: محمد عزرائیل انصاری مدرسہ جامعہ غوثیہ رضویہ راج گنج، بانی پوری، ہوڑہ

الجواب

خالد کا زعم فاسد ہے اور جس بات پر اس نے اپنے زعم کی بنا رکھی وہ خود فاسد ہے وہ متشابہات کو جن میں حروف مقطعات بھی شامل ہیں اصل قرآن سمجھ رہا ہے جبھی تو اس نے یہ کہا کہ عوام الناس جو باقی کلام کو پڑھتے ہیں اور بے چارہ خود قرآن عظیم کے اس ارشاد واجب الاتقیاء سے بے خبر ہے جو آیات محکمات کو ام الکتاب فرما رہا ہے اور محکمات کو مدار کار بتا رہا ہے اور متشابہات کا مرجع انہیں محکمات کو ٹھہرا رہا ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے ﴿هُوَ الَّذِیٓ أَنزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ آیَاتٌ مُّحْکَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْکِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِینَ فِی قُلُوبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِیلِهِ وَمَا یَعْلَمُ تَأْوِیلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ یَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ کُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ [سورۂ آل عمران آیت-۷]

یعنی وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنیٰ رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنیٰ میں اشتباہ ہے وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے

[ترجمہ]

مذکورہ فرمان قرآن سے ظاہر ہے۔ وہ صاف صاف محکمات کو اصل کتاب ٹھہرا رہا ہے۔ تو محکمات قرآن عظیم پر وہ مثال دینا قرآن عظیم کی آیت گذشتہ کی تکذیب ومخالفت ہے اور یہ کفر ہے خالد پر اس سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی ضرور۔

اوراس کا یہ کہنا کہ صوفیائے کرام جب قرآن کے حروف مقطعات مخصوص کر لئے ،متشابہات کے بارے میں مذہب معتمد سلف صالحین سے بے خبری اور حروف مقطعات میں علماء کے کلام سے یکسر ناواقفی ہے سلف صالحین کا مذہب جو اکثر علمائے امت کا معتمد ہے وہ یہی ہے کہ متشابہ کی مراد قطعی اللہ ہی کو معلوم ہے اسی لئے امام سیوطی علیہ الرحمہ وامام جلال الدین محلی علیہ الرحمہ ودیگر مفسرین حروف مقطعات کے تحت
”اللہ اعلم بمراده بذٰلك“

[الفتوحات الالهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الخفية،سورة البقرة ج١،ص١٥، مطبع دار الكتب العلمية بيروت]

لکھتے ہیں یعنی اللہ ہی اپنی مرادان حروف سے جانے اور اسی لئے ہمارے ائمہ اعلام ”وما يعلم تاويله الا الله“ پر وقف فرماتے ہیں اور یہی مذہب صحابۂ کرام میں ابن عباس وابن مسعود وابی بن کعب کا ہے اور ابی بن کعب کی مصحف میں ہے: ”وما يعلم تاويلهٗ الا الله ويقول الراسخون فى العلم آمنا به“

[مختصر تفسير البغوى،آيت قول الله تعالى، الم الله لااله،مطبع دار السلام للنشر والتوزيع الرياض]

اور ایسا ہی عبد الرزاق نے معمر سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا اور مصحف ابن مسعود میں یوں تھا: ”ان تاويله الا عند الله“

[مختصر تفسير البغوى،سورۂ آل عمران،آيت-٦،ص١٩٠،مطبع دار ابن حزم للنشر والتوزيع بيروت]

اصول الدین امام استاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی بغدادی علیہ الرحمہ میں ہے: ”واختلف اصحابنا فى ادراك علم تاويل الآيات المتشابهة، فذهب الحارث المحاسبى وعبد الله بن سعيد وابو العباس القلانسى الىٰ ان المتشابه هو الذى لا يعلم تاويله الا الله وقالوا: منهاحروف الهجاء فى اوائل السور وهٰذا قول مالك والشافعى واكثر الائمة ومن قال: بهٰذا وقف علىٰ قوله: وما يعلم تاويله الاالله. ثم ابتدأ من قوله: والراسخون فى العلم يقولون: آمنا به كل من عند ربنا........ وبه قال: ابن عباس وابن مسعود و ابى بن كعب وفى مصحف ابى وما يعلم تاويله الاالله ويقول الراسخون فى العلم آمنا به وكذٰلك روى عبد

الرزاق عن معمر عن طاؤس عن ابن عباس وفی مصحف ابن مسعود ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وان تاویله الا عند الله ثم قال: والراسخون فی العلم برفع الراسخین دون کسره وکل ذٰلك تاکید للوقف الذی اخبرناه۔الخ"

[اصول الدین للتمیمی،ص۲۳-۲۲۲،باب المسئلة الحادیة عشرة من هذا الاصل فی بیان المجمل والمفسر،مطبع دارالفنون الترکیة استانبول]

منارامام علامہ عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی وشرح منارامام علامہ زین بن نجیم میں ہے: "﴿واما المتشابه فهو اسم لما انقطع رجاء معرفة المراد منه﴾ أی فی الدنیا کالصفات فی نحو الید والعین والافعال کالنزول. ــــــ ولا نزاع فی عدم امتناع الخطاب بما لا یفهمم ابتلاء للراسخین بایجاب اعتقاد الحقیة وترك الطلب تسلیما وعجزاء بل النزاع فی وقوعه .فالحنفیة نعم لقوله تعالیٰ.ــ وما یعلم تاویله الا الله، ــــــ﴿وحکمه اعتقاد الحقیة قبل یوم الاصابة﴾ أی القیامة ــــــ﴿وهٰذا کالمقطعات فی اوائل السور﴾ مثل الم"۔

[فتح الغفار بشرح المنار المعروف بمشکاة الانوارفی اصول المنار،ج۱،ص۱۷-۱۱۶،فصل الکلام علی المتشابه،مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر]

بالجملہ محکمات ہی اصل ومغز قرآن ہیں اور متشابہات میں مذہب معتمد جماہیر امت اعتقاد حقیت و ترک تاویل ہے اور بعض علماء کے نزدیک متشابہ کی دو قسم ہے ایک وہ جسے محکم کی طرف پھیرنے سے اس کی مراد ظاہر ہو جائے اور ایک وہ جس کی معرفت کی طرف کوئی راہ نہیں۔نہایہ ابن الاثیر ودرنثیر سیوطی میں ہے: "المتشابه مالم یتلق معناه من لفظه وهو علیٰ ضربین احدهما اذارد الیٰ المحکم عرف معناه والآخر مالا سبیل الیٰ معرفة حقیقته"

[النهایة فی غریب الاثر،باب الشین مع الباء،مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

اس تقسیم کا بھی حاصل وہی کہ محکمات متشابہات کی اصل ومرجع ہیں اور حروف مقطعات بلاشبہ دوسری قسم میں داخل یعنی جن کے معنیٰ قطعی کی معرفت کی راہ نہیں کہ یہاں محکم کی طرف پھیرنا متصور ہی نہیں کہ

اصلا ان حروف کے مقابل محکم ہی نہیں تو خالد کا یہ کہنا کہ صوفیائے کرام مخصوص کر لئے غلط و مہمل ہے بلکہ افتراء ہے کہ حروف مقطعات کی یقینی مراد سوائے خدا اور سول کے کسی کو معلوم ہی نہیں اور اعتقاد حقیت وتسلیم سب کو لازم تو دعویٰ خصوص باطل اور اس وہم عاطل کا منشاء غالبا حضرت مولوی مثنوی کے شعر۔

"من ز قرآن مغز را برداشتم"

[مثنوی مولائے روم]

کو اپنی اپنی لٹھ سمجھ سے الٹا سمجھنا ہے۔ وہ مغز قرآن محکمات کو فرما رہے ہیں نہ کہ برخلاف قرآن بزعم خالد متشابہات کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲ر شوال المکرّم ۱۴۰۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی دارالافتاء منظر اسلام، محلّہ سوداگران، بریلی شریف

آیات قرآنیہ کے گمراہ کن ترجمے

مسئلہ-۲۱۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسجد املی والی محلّہ پنجاب پورہ بریلی میں ایک ترجمہ وتفسیر کے ساتھ قرآن شریف دس ۱۰ر جز میں اور ہر جز میں دو پارہ ہیں ورلڈ قرآن سوسائٹی ناز کمرشیل مرزا غالب روڈ الہ آباد کی طرف سے شائع شدہ ہے جس ترجمہ وتفسیر کا کوئی نام نہیں ہے اس کا پہلا جز پارہ ۱ آلم پارہ سیقول ارسال خدمت ہے مطالعہ فرما کر ہم کو مطلع فرمائیں کہ اس قرآن اور ترجمہ وتفسیر کو پڑھا جائے؟ اور اگر نہیں تو کیا کیا جائے؟ فقط۔

مستفتی: ساکنان محلّہ پنجاب پورہ بریلی شریف یوپی

الجواب

کتاب مذکور دیکھی اس کے سرسری مطالعے ہی سے یہ بات خوب روشن ہوگئی کہ یہ کتاب نہایت ہی

گمراہ کن اہل سنت حفظہم اللہ تعالیٰ کے ایمان وعقیدے کی بیخ کنی کرنے والی، وہابیت پھیلانے والی کتاب ہے ہمیں جابجا انبیائے عظام واولیائے کرام کے اختیار وتصرف، علم غیب، واسطہ ووسیلہ، شفاعت جو اہل سنت کے معتقدات مسلّم ہیں جن پر قرآن وحدیث ناطق ہیں، بڑے مکر وفریب سے انکار کیا ہے اور ایمان اپنے ہاتھ سے دیا ہے جابجا سے چند عبارتیں گمراہی کی یہاں پر اسی کتاب کی نقل ہوتی ہیں۔

سورہ فاتحہ کی بزعم خویش تفسیر میں عبادت کے تین معنی پوجا و پرستش، اطاعت وفرماں برداری، بندگی اور غلامی بتا کر لکھا کہ: ''یعنی ہم تیرے پرستار بھی ہیں، مطیع فرمان بھی، بندہ غلام بھی اور بات صرف اتنی ہی نہیں کہ ہم تیرے سب متعلق رکھتے ہیں بلکہ واقعی حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارا تعلق تمہارے ہی لئے ہے۔''

ناظرین کرام دیکھیں کہ یہ بے ایمان کس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمہ وعلماء واولیاء کی اطاعت سے پھر رہا ہے اور قرآن سے پھر رہا ہے اللہ جل وعلا نے اپنے حبیب لبیب احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض فرمائی اور ان کی اطاعت اپنی اطاعت بنائی اور انھیں کے طفیل میں مسلم الرائے اور علماء کی اطاعت فرض مانی۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [سورۂ نسا آیت-۸۰]

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور فرماتا ہے رب کریم: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ [سورۂ نسا آیت-۵۹]

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عالموں کی۔ نیز حدیث میں ہے:

''اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کأن راسه زبیبة''

[صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام، ج۲، ص۱۰۵۷، مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

علما کے لئے ارشاد ہوا: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ [سورۂ توبہ آیت-۱۲۲]

کیوں نہ ہو کہ ہر جماعت سے ایک گروہ نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور اپنی قوم کو ڈر سنائے ان

میں واپس آکر کہ وہ ڈریں۔ [ترجمہ]

دیکھو اللہ تعالیٰ صاف صاف علما کی طرف رجوع کرنا اور ان کا کہا ماننے کو فرما رہا ہے اسی کا نام تقلید ہے یہی صراط خیر حمید ہے مگر وہابیوں کی ایک آنکھ اندھی ایک پھوٹی، ان کی یہی رٹ ہے کہ کسی کے ساتھ اطاعت وفرماں برداری کا تعلق نہیں۔

امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی جو کہہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ کو مان اوروں کو ماننا غلط ہے۔ اسی لئے ہر وہابی رٹ لگاتا ہے تقلید شرک ہے وہ تو ان سب کا امام جو کہ چل بسا کہ کسی کے حکم کی سند پکڑنا شرک ہے، اب ناظرین کرام بتائیں کہ اس شرک نے کسے چھوڑا؟ ساری امت مسلمہ تو مشرک ہوئی غضب تو یہ کہ خدا ورسول اور غیر خدا کی اطاعت کا حکم دے کر خود ہی مشرک ٹھہرے **العیاذ باللّٰہ العلی العظیم**.

خود کتاب والا آگے لکھتا ہے کہ: ''ان تینوں معنوں میں سے کسی معنی میں بھی کوئی دوسرا ہمارا معبود نہیں ہے۔

یہ صاف صاف وہی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانا ہے کہ جب عبادت کے معنی اطاعت گڑھے اللہ تعالیٰ اعلم تو اب کسی کی اطاعت ہو شرک ٹھہری **ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم**. شاید اسی وجہ سے مودودی صاحب نے ''تنقیحات'' میں تفسیر وحدیث سے یوں انکار کیا کہ قرآن کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وحدیث کے فرسودہ ذخیرہ سے نہیں تو قرآن پر آپ کیا ایمان لائیں گے جب تفسیر وحدیث سے انکار ہے۔

﴿فَبِأَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہُ یُؤْمِنُوْنَ○﴾ [سورۂ اعراف آیت-۱۸۵]

﴿وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا أَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ○﴾ [سورۂ شعرا آیت-۲۲۷]

اور جب مودودی صاحب قرآن سے حکم دے چکے اور حدیث سے پھر چکے تو مودودی صاحب کو کیا پڑی تھی وضاحت میں قرآن کی تفسیر لکھنے کی، مگر یہ کہ ان کے نزدیک دین اتباع ہوس کا نام اور انھیں اغواء عوام سے کام ہے **العیاذ باللّٰہ** واسطہ اور وسیلہ اور شفاعت کو کتاب والا ایک ہی سطر میں یوں ہضم کر گیا:

''میں کائنات وفرماں رواں کا مطلق تمام اختیارات اور تمام طاقتوں کا مالک تم سے اتنا قریب ہوں کہ تم خود بغیر کسی واسطے اور وسیلے اور سفارش کے براہ راست ہر وقت اور ہر جگہ مجھ تک اپنی عرضیاں پہنچا سکتے ہو''۔

اس عبارت سے وسیلہ، شفاعت اور اختیار سب کا انکار ہے حالانکہ قرآن عظیم فرماتا ہے: ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا إِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ-الآیة﴾ [سورۂ مائدہ آیت-۳۵]

اللہ سے ڈرو اے ایمان والو! اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ [ترجمہ]

اور فرماتا ہے: ﴿یَبْتَغُوْنَ إِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ﴾ [سورۂ اسراء آیت-۵۷]

یعنی اللہ کے نیک بندے اللہ کی طرف نیکوں کا وسیلہ لاتے ہیں کہ کون اللہ سے زیادہ قریب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ سنت اولیا ہے اور حکم خدا ہے مگر وہابی دھرم میں شرک ہے، کیا توحید ہے کہ خود خدا حکم شرک دے کر مشرک ٹھہرے والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ. غیب کا بھی انکار مع انکار اختیار و تصرف ونداواستمداد اس کتاب میں موجود ہے، دیکھو صفحہ ۴۰ رنیز نذر و نیاز سے بھی منع کیا گیا ہے اور اسے شرک ظاہر بتایا گیا ہے، ص ۴۲ رحالانکہ یہ تو قرآن وحدیث سے ثابت بلکہ امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے کلمات سے فاتحہ و نیاز کا مستحسن ہونا ظاہر ہے۔

ان کا امام الطائفہ صراط مستقیم میں رقمطراز ہے: ”ہر گاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نہ گزارد اگر میسر باشد بہتر ست والا صرف ثواب سورۂ فاتحہ واخلاص بہترین ثوابہا است اھ۔“

[صراط مستقیم ص ۵۹ مطبع قیومی واقع در کانپور یوپی]

اسی میں ہے: ”عبادتیکہ از مسلمان ادا شود وثواب آن بروح کسے از گزشتگان برساند وطریق او رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است۔“

[صراط مستقیم ص ۵۰ مطبع قیومی واقع در کانپور یوپی]

اولیائے کرام کی نذر اور ان کے لئے جانور ذبح کرنے کا بھی جواز زبدۃ النصائح امام الوہابیہ سے لیجئے، لکھا: ”اگر شخص بزے راخانہ پرورکند تا گوشت او خوب شود اوراذبح کردہ وپختہ فاتحہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست“

[تقریر ذبیحہ مندرج مجموعۂ زبدۃ النصائح رسالہ نذور از اسمعیل دہلوی (از فتاوی رضویہ مترجم ج ۲۱، ص ۳۳۵ رضا اکیڈمی

[

جملہ مودودیان وغیر مقلدان ودیوبندیان طوائف وہابیہ اپنے امام الطائفہ کی عبارت دیکھیں کہ وہ

کیسا صاف اولیائے کرام کی نیاز ان کے لئے جانور ذبح کرنے کا جواز لکھ رہا ہے اور ذرا لفظ ''غوث اعظم'' پر نظریں جمائیں بھلا غوث اعظم کے کیا معنی ہوتے ہیں بہت بڑا فریاد رس اور یہی بیچاری وہابیت کا دل جلاتا اسی پر تو ان کا شرک منھ پھیلاتا ہے تو اب بول چلیں کہ یہ شرک بول کر امام الطائفہ مشرک ہوا کہ نہیں اور جب وہ مشرک ہوا تو مشرک کو آپ امام و مفتی و سید لکھنے والے کون ہوئے؟۔

للہ الحمد جس نذر و نیاز کو کتاب والا شرک کہتا ہے، اولیا انبیا فریاد رس سے انکار کرتا ہے اس کا ثبوت خود امام الوہابیہ دے رہا ہے نیز امام الطائفہ رقمطراز ہے: ''جانورے کہ نذر اولیاء کردہ باشند اگرچہ چنداں نذر بہ وجہ حرام و قبیح ہم کنند تاہم در حلت جانورے سخنے نیست'' فلیف کہ نذر اولیاء بروجہ حسن باشد چہ جائے آنکہ محض بے نذر ایصال ثواب شود چہ محل آں کہ از ذبح جانور و اراقت دم اثرے نبود ہمیں قراءت قرآنی وتصدق طعامے بمیان آید۔''

[تقریر ذبیحہ مندرج مجموعۂ زبدۃ النصائح رسالہ نذور از اسمٰعیل دہلوی (از فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۹، ص ۵۷۸ رضا اکیڈمی]

اس عبارت سے بحمدہ تعالیٰ نذر اولیا کا جبکہ میت کی طرف تقرب کی نیت ہو تو جائز اور یہی بحمدہ تعالیٰ مسلک اہل سنت ہے اور اولیا کے لئے ذبح کئے جانور کے گوشت کا حلال ہونا مطلقاً بتایا مگر اذناب امام الطائفہ اپنے امام و مقتدا کی عبارتوں سے بھی انکار کر کے طعام فاتحہ کو حرام و مردار بتاتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم. بالجملہ کتاب مذکور نہایت گمراہ کن ہے اس سے احتراز لازم ہے ھٰذا ما عندی و العلم بالحق عند ربی وھو حسبی صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم.

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

قرآن شریف کی آیت اور حدیث کے بیان کو بھاشن بتانا کیسا؟

مسئلہ-۲۱۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلے میں کہ:

جمعہ کے دن اذان کے بعد جمعہ کے خطبہ سے قبل جو آدھا گھنٹہ وقفہ دیا جاتا ہے اس وقفہ میں کچھ لوگ سنت مؤکدہ پڑھ کے محلے میں بیٹھ کر بیڑی سگریٹ پیتے یا دھوپ میں جا کر دنیاوی باتیں مسجد کی دیواروں پر، اونچے پر بیٹھ کر کرتے ہیں، کچھ لوگ اونگھ جاتے اور گر پڑتے اور کچھ لوگوں کے اونگھ ہی میں بائی چلنے کے بھی واقعات ہوتے رہتے ہیں اس حالت کو دیکھ کر مسجد کمیٹی کے صدر متولی قاضی حاجی جو دینیات میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں خطبہ سے قبل صرف ۱۵ر منٹ جس میں ۵ر منٹ مدرسہ مسجد کے آمد و خرچ کا حساب بتانا کیونکہ مسجد مدرسہ کی کوئی وقف جائداد پہلے سے نہیں ہے یہ کام صرف ماہوار چندہ سے چلتا ہے اس کے لئے عاجزی سے لوگوں سے کہنا کہ ناجائز خرچوں سے بچو اور یہ ماہوار چندہ ضرور دو جس سے کام چلتا رہے، پیش امام حافظ صاحب کی تنخواہ بجلی چٹائی وغیرہ کا خرچہ نکلتا رہے اور باقی قریب ۱۰ر منٹ نماز یا ماں باپ کی خدمت کرنا، نماز کے ارکان یا فرض بتانا، ان

باتوں کے بتانے پر ایک شخص کچھ لوگوں کا مشورہ ملا کر کہتا ہے یہ بھاشن ہیں۔ تقریر کے ٹائم میں پیچھے سے آدمیوں کی گردنیں پھاند کر تقریر کی صف میں آکر یہ کہنا کہ تم چیں چیں مت کرو خاموش رہو مجھے سنتیں پڑھنے دو، نماز کے ارکان بتانے کا سارٹیفکٹ حاصل کرو تب نماز پڑھنے کو کہہ سکتے ہیں۔

سوال: قرآن شریف وحدیث شریف کی آیتوں کو بھاشن بتانا؟

ب: قرآن شریف وحدیث شریف کے بیان کو روک کر یہ کہنا کہ خاموش ہو جاؤ چیں چیں مت کرو

ج: دینیات حاصل کرنا نماز کے بتانے کے لئے سارٹیفکٹ حاصل کرنا کیا ضروری ہے اور کیا ایسے لوگوں پر شریعت مطہرہ کی پابندی عائد ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جواب سے مطلع کرنے کی مہربانی کریں گے اللہ جزائے خیر عطا فرمائے آمین.

مستفتی: قاضی رحمت اللہ

الجواب

وہ شخص جس نے دینی باتوں کو بھاشن کہا اور اسے چیں چیں سے تعبیر کیا گنہ گار، حق اللہ وحق العبد میں

گرفتار ہوا۔اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

”قل انما انا بشر مثلکم“ کی نفیس تفسیر

مسئلہ-۲۱۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص جو عالم مشہور ہے آیت کریمہ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ”لہٰذا فرمایا گیا ہے کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں“۔خدا کی پناہ! نور الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح اس خبیث و مردود نے کفار کا ہم جنس قرار دے دیا۔کیا یہ بارگاہ رسالت پناہ میں کھلی ہوئی گستاخی نہیں ہے؟اور یہ فرمایا جائے کہ اس شخص نے جو قول زبان پاک کی طرف منسوب کیا ہے وہ کہاں ہے؟ اگر واقعی ہے تو اس کا واضح اور صحیح مطلب بتایا جائے۔اور اگر نہیں ہے تو کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانا جہنم میں نہیں بنایا؟ شرع مطہر کا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ فقط۔والسلام مع الاحترام۔

احسان الرحمٰن عزیزی

الجواب

آیت کریمہ متشابہات سے ہے۔شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اسے متشابہات سے شمار فرمایا اور اسے متشابہ شمار کرنے کی وجہ ظاہر ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کسی کے مثل نہیں۔اتنا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں مگر کوئی بشر مماثل آنجناب نہیں۔تو ”مثلکم“ کا ظاہری معنیٰ مراد نہیں بلکہ آیت کریمہ تواضع وانکساری ودفع وحشت پر محمول ہے اور جنس بشر سے ہونا صریح مفاد آیت اور اس سے یہی مقصود کہ کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ گھبرائیں بلکہ اخذ فیض کے لئے قریب آئیں لہٰذا قائل نے اگر یہ بطور تفسیر مذکورہ جملہ استعمال کیا تو اس پر الزام نہیں اور اگر معاذ اللہ حسب عادت وہابیہ اس آیت کریمہ سے مماثلت پر دلیل لانا مقصود تو قائل اس ادعائے مماثلت سے ضرور بدعقیدہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱؍جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

صح الجواب والله تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

بقصد تحقیر قرآن و حدیث کی کتابیں جلانا کفر ہے

مسئلہ-۲۲۰

لائق صد احترام مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ایک لڑکی ہے اس کا شوہر بدمعاش ہے اور لڑکی تین چار مرتبہ آئی گئی ہے۔ اور لڑکا سے کوئی فن ایسا نہیں ہے کہ باقی ہو ریوالور بھی رکھتا ہے۔ لڑکی کے میکے پر بھی حملہ کر دیا اور مزار شریف کی چادر اور قرآن شریف و دیگر کتابیں چوری کر کے لے گیا سب جلا دیا اور وہ اپنی عادت سے باز نہیں آتا ہے تو ایسی صورت میں لڑکی جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے لئے شرع کا جو حکم ہو جواب مرحمت فرمائیں۔ اس سے زبردستی طلاق لیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ ویسا جواب تحریر فرمائیں۔

مستفتی: محمد خلیل قادری موضع سرسیا پوسٹ بڑھن چانا، ضلع بستی

الجواب

قرآن شریف کو بہ نیت تحقیر جلانا بہت سخت ہے یونہی کتب اگر دینی ہیں تو ان کو بے وجہ قصداً جلانا بھی بہت سخت جرم ہے۔ اگر اس شخص کا جرم شرعاً ثابت ہے تو عندالناس جب تک توبہ و تجدید ایمان نہ کرے وہ مسلم قرار نہ پائے گا کہ قرآن اور حدیث کی کتب کو بقصد تحقیر جلانا توہین قرآن و دین ہے اور یہ کفر ہے۔ اور کفر خود مزیل نکاح ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں طلاق لینے کی حاجت نہیں، اس کی بیوی خود اس سے آزاد ہوگئی۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ۔

۱۲؍ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب صحیح۔ اگرفی الواقع قرآن مجید کو بے ادبی کی نیت سے جلایا تو وہ اسلام سے خارج اور عورت اس کے نکاح سے باہر ہوگئی ورنہ اس سے طلاق حاصل کی جائے جس صورت بنے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

قرآن مجید کا سہواً ازراہ جہالت غلط پڑھنا کفر نہیں

مسئلہ-۲۲۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے بھرے جلسے میں ایک آیت کریمہ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ-الآية﴾ کی تلاوت کی۔ غلطی یہ ہوئی کہ "يُصَلُّونَ" کے بجائے "يَصَلُّونَ" ادا ہوا۔ تلاوت کرنے والے نے خود غلطی محسوس کی اور بھرے جلسے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر معافی مانگ لی۔ پھر بھی ایک مولانا صاحب نے اسی بھرے جلسے میں کفر کا فتویٰ لگا کر تلاوت کرنے والے سے کھڑے ہو کر باآوازِ بلند توبہ کرالی۔ جبکہ قرآن مجید میں ۲۰؍مقامات ایسے ہیں کہ جن میں زیر، زبر، پیش کے فرق آنے سے کفر لازم ہوتا ہے۔ ان مقامات سے یہ مقام الگ ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سوال کا جواب دیں کہ مولانا صاحب کا فتویٰ صحیح ہے یا کہ غلط؟ اگر فتویٰ صحیح ہے تو زید توبہ کر ہی چکا ہے اور اگر غلط ہے تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

سائل: مولانا اسلام بنگالی، بریلی

الجواب

برتقدیر صدق سوال تالی نے آیت کریمہ اگر سہواً یا ازراہ جہالت غلط پڑھی ہو قصداً غلط نہ پڑھی ہو تو اس پر حکم کفر نہیں۔ بلکہ صرف توبہ ورجوع کافی ہے۔ جبکہ ازراہِ جہالت ونا واقفی غلطی ہوئی ہو اور وہ توبہ کر چکا تو اس پر الزام دینا مطلقاً صحیح نہیں بلکہ تحریف کا قصداً ثابت ہونے پر منحصر اور وہ یہاں منتفی تو حکم کفر نہیں۔ جس نے حکم کفر دیا، غلط کیا۔ اس پر توبہ ورجوع لازم ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۸؍ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ

''میں کلام پاک کی قسم کو نہیں مانتا ہوں اور نہ کلام پاک کو مانتا ہوں'' کہنا

مسئلہ- ۲۲۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

جناب سار خاں ولد لال خاں، ساکن قصبہ مہرونی نے منصوری پنچوں کے سامنے اور اس تحریر میں جن صاحبان کے دستخط ہیں ان صاحبان کے سامنے جناب حفیظ خاں کو کلام پاک کی قسم کھانے پر جناب سار خاں نے کہا کہ میں کلام پاک کی قسم کو نہیں مانتا ہوں اور نہ کلام پاک کو مانتا ہوں، اس بات کو انہوں نے منصوری برادران کے سامنے ایک بار نہیں تین بار کہا۔ اس بات کو کہے ہوئے ان کو کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ اب اس کے بعد مؤرخہ ۲۰/اپریل ۱۹۹۱ء کو جناب اعلیٰ بخش عرف مراد قانون گو صاحب کے یہاں خواجہ صاحب کی دیگ کا کھانا تھا وہاں پر حفیظ خاں نے برادران منصوری پنچوں کے سامنے کلام پاک کی قسم کھائی تو پھر سار خاں نے کہا کہ میں کلام پاک کی قسم کو نہیں مانتا ہوں اور نہ کلام پاک کو مانتا ہوں۔ اس طرح کی تحریر ہندی میں دستخط شدہ بابت فتویٰ آپ کے پاس بھی جارہی ہے کہ منصوری پنچوں کے سامنے جناب سار خاں ولد لال خاں ساکن مہرونی نے یہ کہا ہے کہ میں کلام پاک کو نہیں مانتا ہوں اور اس بات کو انہوں نے دو بار کہا جو ہندی تحریر میں لکھا گیا ہے ایسے شخص کے خلاف شریعت کا کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے؟ جناب سار خاں ولد لال خاں ساکن مہرونی جو کلام پاک کو نہیں مانتے ہیں اور رمضان مستری ولد وزیر خاں احمد خاں منصوری ساکن مہرونی وغیرہ ان کے ساتھ رہنے والوں کے خلاف کیا فتویٰ ہے؟ مہربانی کر کے تحریر کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

مستفتی: حفیظ خاں ولد ولی بخش قصبہ مہرونی، ضلع للت پور، یوپی

الجواب

خط کشیدہ جملہ کفریہ ہے۔ جس شخص نے یہ جملہ کہا وہ اسلام سے خارج ہے۔ اس پر توبہ وتجدید ایمان

فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور جو اس کے اس جملہ سے راضی ہیں ان کا بھی وہی حکم ہے جو قائل کا ہے اور اس کے ساتھ رہنا، اس کا ساتھ دینا سخت حرام ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شرعی طور پر ثابت ہو کہ اس نے وہ جملہ کہا، بے ثبوت شرعی کسی مسلمان کی طرف کسی گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ اور سوال فرضی نام سے کرنا چاہئے۔ مسئول عنہ کا نام ظاہر نہ کرنا چاہئے، بلکہ یوں پوچھے کہ مثلا زید، عمرو کے لئے کیا حکم ہے؟۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

قرآن و حدیث کی اہانت و مضحکہ کفر ہے

مسئلہ- ۲۲۳ تا ۲۲۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہمارے یہاں قصبہ گھاٹم پور میں ایک نوجوان مسلم جو کہ قرآن و حدیث سے اچھی واقفیت رکھتا ہے اور شاعر بھی ہے۔ دوران گفتگو برجستہ کہتا ہے کہ مجھے تو تلاوت قرآن سے کوئی فیض نہیں ہے اگر ہوگا تو آپ کو یا کسی اور کو ہوگا۔

(۲) ایک شخص زید نماز سے فارغ ہو کر آ رہا تھا کہ موصوف کی اس سے ملاقات ہوتی ہے، سلام و دعا کے بعد وہ شخص پوچھتا ہے کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ زید بتلاتا ہے کہ نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، تلاوت سے طبیعت کو سکون ملتا ہے۔ اس پر وہ شخص کہتا ہے کہ تلاوت! ارے کیسا سکون، تلاوت قرآن سے کہیں طبیعت کو سکون ملتا ہے؟ نہ معنی سمجھو نہ مطلب اور نہ مفہوم اور تلاوت تلاوت رٹتے رہو۔ فقط والسلام علیکم۔

حکمت اللہ، چوراہا گھاٹم پور، ضلع کان پور

الجواب

اس شخص کے دونوں جملے تلاوت قرآن کی اہانت اور مضحکہ میں صریح ہیں وہ ان جملوں کے سبب

اسلام سے خارج ہو گیا توبہ وتجدید ایمان کرے پھر سے مسلمان ہو اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی ضرور کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲؍صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

قرآن کی اہانت کفر ہے

مسئلہ-۲۲۵

جناب قبلہ محترم مفتی صاحب! السلام علیکم!

خاکسار امام جامع مسجد حضرت سے اس بات کا فتویٰ چاہتا ہے جو گزشتہ ہفتہ ہماری جامع مسجد میں ایک جگر پارہ پارہ کردینے والا واقعہ گزرا۔ حالات اس طرح ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد کچھ مقتدی آپس میں مدرسہ اور بچوں کی بابت بات چیت کررہے تھے۔ اقتدا میں ایک مقتدی زید اور ان کے مرشد صاحب بھی شامل تھے۔ جو ہم مقیم مقتدیوں میں سے ہیں۔ نماز کے بعد زید کے پیر نے کہا کہ زید (یونانی حکیم کمپاؤنڈ) کیسی دوا دیتے ہو کہ میرا زخم ٹھیک نہیں ہوتا؟ قریب ہی کھڑے ایک مقتدی نے کہا کہ تمہارا عقیدہ اور عمل ٹھیک نہیں ہے اس لئے زخم نہیں اچھا ہوتا۔ تو مرشد صاحب نے کہا کہ کیا میرا عقیدہ دیکھے گا اور غصہ کی حالت میں طاق سے قرآن اٹھا لائے اور زید کے قریب قرآن کو نعوذ باللہ زمین پر رکھ کر اس پر زور سے پیر رکھ دیا۔ بعد ازیں اپنے گچھے سے باندھ کر کہتے ہیں دیکھ میرا عقیدہ یہ ہے۔ زید قریب بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ان کے دل میں اس کا کچھ احساس نہ ہوا اتنے میں جو مقتدی کھڑے بات چیت کررہے تھے دوڑے اور اس سے قرآن پاک کو چھڑا کر بوسہ دے کر سابق جگہ پر رکھ دیا۔ ایک مقتدی نے مرشد صاحب کے چار پانچ ہاتھ مار کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ عصر کے وقت خاکسار جب سفر سے واپس آیا تو مقتدیوں نے یہ واقعہ بتایا۔ یہ خبر سن کر خاکسار کو بہت روحانی تکلیف ہوئی ایمان کے تحت خاکسار نے زید اور اس کے پیر کو مسجد سے منع کردیا کہ جب تک میں فتویٰ نہ منگا لوں تب تک تم مسجد میں نہ آنا خاکسار آپ سے فتویٰ طلب کررہا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق؟ اور شرعی قانون سے زید کے پیر پر کیا حکم

عائد ہوتا ہے اور کس طرح اس کی اصلاح ہو۔ برعکس خاکسار پر کیا جرم اور کفارہ عائد ہوتا ہے۔
مستفتی: حکیم محبوب عالم امجوا بازار، ضلع الہ آباد

الجواب

اگر یہ واقعہ ہے جو درج سوال ہوا تو حکم یہ ہے کہ زید کا نام نہاد پیر اس حرکت ملعون کے سبب جو اس نے قرآن عظیم کے ساتھ کی، اسلام سے خارج ہو گیا جب تک کلمہ پڑھ کر از سر نو مسلمان نہ ہو، زید اور ہر واقف حال پر لازم ہے کہ اسے کافر جانے اور اسے مسجد سے باز رکھیں اور اس سے میل جول موقوف کردیں۔ زید اگر اسے ہنوز مرشد سمجھتا ہو تو یہی حکم زید کا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۱ر ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

کتب سماویہ کو جھوٹی کہنے والے کا حکم

مسئلہ-۲۲۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ:

ایک مقرر نے دوران تقریر یہ بیان کیا کہ جب کوئی کسی نئی جگہ جاتا ہے تو وہاں اس سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو، کیوں آئے ہو، کس کے پاس آئے ہو، تمہارا نام کیا ہے؟ اگر جواب صحیح دے دیا تو ٹھیک ورنہ گرفتار کرلیا جاتا ہے یا بھگا دیا جاتا ہے تو اے توریت، زبور و انجیل کے ماننے والو! اے وید اور گرونانک کی چوپائیوں کے ماننے والو! میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ توریت کب اور کس پر، زبور اور انجیل کب اور کس پر نازل ہوئیں تو کیا توریت زبور اور انجیل کے ماننے والو یہ آسمانی کتابیں جواب دیں گی؟ نہیں دیں گی تو توریت کو ہٹاؤ جھوٹی ہے زبور کو ہٹاؤ یہ جھوٹی ہے، انجیل کو ہٹاؤ یہ جھوٹی ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اسی طرح وید اور گرونانک کی چوپائیوں سے پوچھو وہ بھی جواب نہیں دیں گی اس لئے انہیں ہٹاؤ، اے مسلمان میں تجھ سے سوال کرتا ہوں قرآن مجید کب کہاں سے کس پر اور کس لئے نازل ہوا؟ تو اے مسلمان ٹھہر جا، قرآن مجید خود جواب دیتا ہے۔

(۱)﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ أُنزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ﴾ [سورۂ بقرہ-۱۸۵]

(۲)﴿فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾ [سورۂ بروج-۲۲]

(۳)﴿نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾ [سورۂ محمد-۲]

(۴)﴿هُدًی لِّلْمُتَّقِینَ﴾ [سورۂ بقرہ-۲]

تیرا نام کیا ہے؟

(۵)﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِیْدٌ﴾ [سورۂ بروج-۲۰]

تقریر ختم ہونے کے بعد مقرر صاحب کو تنہائی میں لے جا کر کہا کہ آپ نے دوران تقریر مذکورہ بالا آسمانی کتابوں کو جھوٹا کہہ دیا۔ توبہ کیجئے۔ مقرر صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو اِس وقت کی توریت اور زبور اور انجیل کا انکار کیا ہے اور میرا بیان صحیح ہے۔ مقرر ویدوں اور گرونانک کی چوپائیوں کو بھی آسمانی کتابیں بتاتے ہیں براہِ کرم از راہ شریعت آگاہ فرمائیں کہ مقرر کا بیان صحیح ہے یا معترض کا اعتراض صحیح ہے؟ مقرر کی تقریر کے خلاف شدید پروپیگنڈہ اور سخت مخالفت ہو رہی ہے جس پر کچھ لوگ مارے گئے ہیں۔

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب۔

مقرر نے توریت و زبور و انجیل کے بابت جو کچھ بکا وہ نہایت سخت ہے اور اپنے اطلاق کی وجہ سے نہ صرف ایہام معنی کفری پیدا کرتا ہے بلکہ بہ قرینۂ مقابلہ بہ قرآن عظیم ذہن انہیں کتب صحیحہ غیر محرفہ کی طرف متبادر ہوتا ہے۔ اور یہاں مجرد ایہام ممانعت میں کافی تھا چہ جائیکہ متبادر ہونا ردالمحتار میں ہے: ”مجرد الایهام کاف فی المنع عن التلفظ بهذا الکلام“

[رد المحتار، ج۹، ص ٥٦٧، فصل فی البیع، دار الکتب العلمیة بیروت]

بلکہ فتح القدیر میں محض ایہام پر تکفیر کا قول نقل فرما کر اس کی تحسین فرمائی۔ اس کی عبارت یہ ہے:

”وقیل یکفر بمجرد الاطلاق ایضا وهو حسن“

[فتح القدیر، ج۱، ص ٣٦٠، باب الامامة، مطبع برکات رضاپور بندر گجرات]

مگر یہ ارشاد فقہا کے طور پر جو معنیٔ کفری کا احتمال بھی تکفیر میں کافی جانتے ہیں۔ مقرر مذکور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور دیکھے کہ اس کا قول کس قدر شنیع وفظیع ہے کہ جماعت فقہاء کے نزدیک کفر ٹھہرتا ہے تو دوسرے طور پر اس کی بیان کردہ مراد مسموع نہ ہوگی۔ مگر بحمدہ تعالیٰ ہم اس باب میں متکلمین کی محتاط روش پر چلتے ہیں اور کلام میں جب تک کوئی احتمال مانع تکفیر قائم ہو زبان تکفیر کے ساتھ نہیں کھولتے۔ درمختار میں ہے: ''لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علیٰ محمل حسن ولو کان روایته ضعیفة''

[الدرالمختار، ج٦، ص٣٦٧، باب المرتد، دار الکتب العلمیه، بیروت]

لہٰذا اس جملہ پر زید کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر توبہ ضرور کرے اور احتیاطاً تجدید ایمان بھی لازم ہے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ درمختار میں ہے: ''ومافیه خلاف یومر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح-اھ'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الدرالمختار، ج٦، ص٣٩٠، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور مقرر مذکور کا ویدوں اور چوپائیوں کو آسمانی کتابیں کہنا بھی باطل ہے اور شریعت پر افتراء ہے۔ اس سے بھی اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے کہ یہ بلادلیل غیر معلوم النبوۃ کو نبی کہنا ہے جو حرام ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام سے متاخر کے لئے اثبات نبوت کفر ہے اور گرونانک قطعاً متاخر ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۹/ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

قصداً قرآن کریم میں کچھ بڑھانا گھٹانا کفر ہے

مسئلہ-۲۲۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا کے بارے میں کہ:

اگر کوئی شخص پمفلٹ میں یا کتابچہ میں یا تقریر میں قرآن کریم کی تحریف کردے یعنی ایک آیت شریفہ پیش کرے جس کے درمیان سے ایک مستقل لفظ کو حذف کردے۔ مثلا ﴿اِنْ اُرِیْـــــــدُ اِلَّا

الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ [سورۂ ہود آیت-۸۸]

میں لفظ ''استطعت'' کو حذف کر دے اور اس کی نازیبا حرکت پر اسے توبہ کرنے کے لئے اصرار کیا جائے اور توبہ نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ قرآن کریم میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ تو ایسے شخص پر شریعت حقہ کی رو سے کیا حکم صادر ہوگا؟ از راہِ کرم نہایت واضح ومفصل طور پر مطلع فرمائیں۔ عین کرم و نوازش ہوگی۔

مستفتی: عبدالوحید غفرلہٗ دیوان بازار، کٹک، اڑیسہ

الجواب

قصداً قرآن کریم میں کچھ بڑھانا یا اس سے کچھ کم کرنا یا بدلنا بتصریح علمائے کرام کفر ہے۔ منح الروض میں ہے: ''كون تعمده كفرا فلا كلام فيه''

[منح الروض الازهر شرح الفقه الاكبر، الفصل فى القراءة الخ، ص۲۷۸، مطبع دار الایمان سهارنپور]

اس کا یہ جملہ کہ قرآن کریم میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے، تحریف کا استحلال ہے جو کفر ہے۔ اور اس کے قصد میں صریح ہے توبہ وتجدید ایمان لازم اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی ضرور۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲؍صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

راگ راگنی کی طرز پر قرآن عظیم پڑھنا حرام بلکہ مستلزم کفر ہے

مسئلہ-۲۲۸ تا ۲۳۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ قرآن کریم کو راگ راگنی میں سننا جائز ہے راگ راگنی میں سننا چاہئے کئی بزرگوں نے قرآن پاک کو راگ راگنی میں سنا ہے ساتھ ہی زید یہ بھی کہتا ہے کہ ایک ولی کامل نے روز ازل صدائے ''ألست بربکم'' پوربی راگ میں سنی اور فرمایا کہ اسی وجہ سے مجھے پوربی راگ بہت پسند ہے۔ بکر کہتا ہے کہ قرآن کریم کا راگ راگنی میں سننا جائز نہیں ہے اور ''ألست بربکم'' کی صدا پوربی راگ میں سننا ولی کامل پر تہمت ہے۔ ازروئے شرع قرآن پاک کا راگ راگنی میں سننا کیا جائز ہے؟ کیا کسی ولی کامل نے روز ازل ''ألست بربکم'' کی صدا پوربی راگ میں سنی ہے؟ اگر نہیں تو ولی کامل پر تہمت لگانے والا عندالشرع کیسا ہے؟

(۲) زید نے یہ بھی بیان کیا کہ نماز سے سرود وسماع افضل ہے کیونکہ بارگاہ خداوند قدوس میں سرود درجۂ قبولیت رکھتا ہے سرود کے قبول ہونے میں رد کا کوئی شائبہ ہی نہیں ہے جبکہ نماز میں رد ہونے کا احتمال ہے اس لئے سرود وسماع نماز سے نعوذ باللہ افضل ہیں۔ بکر کہتا ہے کہ ایسا کہنا کھلی ہوئی گمراہی وبددینی ہے۔ ازروئے شرع ارشاد فرمائیں کہ زید وبکر میں کون صحیح ہے؟ نماز وسرود وسماع میں کون سی چیز افضل ہے؟ زید کا ایسا عقیدہ رکھنا عندالشرع کیسا ہے؟ کیا سرود بارگاہ رب تبارک وتعالیٰ میں درجۂ قبولیت رکھتا ہے؟

(۳) زید نے یہ بھی بیان کیا کہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے سماع سنا ہے اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا کہ جو لوگ سماع کے منکر ہیں ان سے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں اور سماع سے انکار کرنے والے کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عبرتناک سزا دیتے ہیں اس سلسلہ میں ایک روایت بیان کرتا ہے کہ ایک بزرگ کامل نے سماع سننے سے انکار کردیا اور ازروئے شرع اس کو ناجائز بتایا، فوراً ہی اس بزرگ کامل پر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب فرمایا وہ عتاب الٰہی میں مبتلا ہوگئے اور جب تک اپنے عقیدہ سے توبہ کرکے سماع نہیں سنا اور سماع کے قائل نہیں ہوگئے، اس مرض وعتاب سے نجات نہیں حاصل ہوئی۔ وغیرہ بہت کچھ بیان کیا اور اولیاء کاملین کا نام بار بار لے کر اپنی بات کو صحیح ثابت کیا۔ کیا واقعی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سماع سنا ہے اگر نہیں تو زید کا ایسا بیان کرنا تہمت ہے یا نہیں؟ رسول مقبول صلی اللہ علہ وسلم

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تہمت لگانے والا کیسا ہے؟ کیا سماع نہ سننے والوں پر مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں اور سزا دیتے ہیں؟ عند الشرع ایسا بیان کرنے والا کیسا ہے؟ مفصل و مدلل جواب مرحمت فرما کر ہدایت و رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات پر بطفیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمتیں فرمائے۔

سائل: عبد القیوم محلہ اعظم نگر، بریلی دوکاندار لنگی سبزی منڈی، کتب خانہ، بریلی

الجواب

(۱) راگ راگنی سے مراد اگر موسیقی کے نغمات معروفہ ہیں جن میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے حروف میں کہیں بہت زیادتی کہیں کمی ہوتی ہے تو اس طرز پر قرآن عظیم پڑھنا حرام بدکام بدانجام بلکہ مستلزم کفر ہے کہ اس طرز پر قرآن عظیم پڑھنے سے اس کے کلمات میں لامحالہ حروف کم یا زیادہ ہوں گے اور قرآن عظیم میں دانستہ کوئی حرف بڑھانا گھٹانا بلکہ لفظ کی حالت میں ادنیٰ تبدیلی کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

"کون تعمده كفرا فلا كلام فيه"

[منح الروض الازهر شرح الفقه الاكبر، ص۷۸، فصل فی القراءة والصلوٰة مكتبه دار الايمان سهارنپور]

معین الحکام میں ہے: "من استخف بالقرآن أو بشئ منه أو جحده أو حرفا منه أو كذب بشئ منه أو أثبت ما نفاه أو نفى ما أثبتهٗ علىٰ علم منه بذلك أو شك فى شئ من ذالك فهو كافر عند أهل العلم بالاجماع وكذا من غير شيئا منه أو زاد فيه—الخ"

[معين الحكام، فيما يتردد بين الخصمين من الاحكام، فصل و من استخف بالقرآن اوبشئ منه، ج۱، ص ۱۹۲، مطبع دار الفكر بيروت]

بلکہ گویّوں کے ڈھنگ میں قرآن عظیم پڑھنا مطلقاً کفر کہ یہ قرآن عظیم کی اہانت کی صریح امارت ہے۔ جزئیہ اوپر گزرا اور اس سے اُصرح وہ ہے جو لسان الحکام میں نصاب سے اور شرح فقہ اکبر میں ہے: واللفظ للأول: "وفى النصاب رجل قرأ علىٰ ضرب الدف او القصب يكفر لاستخفافه بالقرآن"

[لسان الحكام، فصل فيما يكون كفرا من المسلم ومالا، ج۱، ص۴۱۶، مطبع البابى الحلبى، القاهرة]

اور زید کا وہ ادعاء اولیائے کرام کی اہانت اور صریح افتراء۔اس پر توبہ وتجدید ایمان اور تجدید نکاح (اگر بیوی رکھتا ہو) فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مروجہ سرود حرام ہے خود سردار اولیاء حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''مزامیر حرام است''۔

[فوائد الفواد]

اور اس حرام کو نماز کہ افضل العبادات واول فرائض ہے، سے افضل بتانا کفر ہے۔زید پر اس سے بھی تجدید ایمان وتوبہ لازم۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) یہ تمام باتیں زید کی اکاذیب وخرافات ہیں زید نے بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر افترا کیا اور توبہ نہ کرے تو جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب　　واللہ تعالیٰ اعلم　　قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی۔　　دار الافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

قرآن عظیم سے اقتباس بالاتفاق جائز ہے

مسئلہ-۲۳۱ تا ۲۳۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مطابق مسلک اہل سنت وجماعت ذیل کے مسائل میں کہ:

زید جو اپنے کو عالم کہتا ہے اور خود کو سنی ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کا عمل مسلک اہل سنت کے خلاف ہے۔مگر لوگ اس کو وہابی کے بجائے سنی عالم سمجھتے ہیں۔اس لئے کہ زید بڑا چالاک اور ہشیار ہے۔زید نے ایک پمفلٹ شائع کیا اس میں دیوبند کے محمد طیب مہتمم مدرسہ کو مولانا قاری لکھا۔ان کے دادا قاسم نانوتوی کو مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھا اور پھر آخر میں اپنے دستخط سے پہلے لکھا:(ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ)۔

اس پمفلٹ پر علمائے اہل سنت نے اس سے سخت مواخذہ کیا اور فرمایا کہ تم توبہ کرو۔ تم نے قرآن پاک میں تحریف کیا ہے۔ آیت یوں ہے: ﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ زید بضدر ہا اور اس نے توبہ نہیں کیا۔ اور اپنی تائید میں زید نے ایک نامعلوم نووارد کو ظاہر کیا کہ یہ عالم ہیں اور مفتی بھی۔ اس مفتی نے کہا کہ یہ قرآن پاک نہیں ہے، یہ زید کا کلام ہے۔ لہٰذا توبہ ضروری نہیں۔ پھر کہا کہ قرآن میں اضافہ تحریف نہیں ہے۔ اس وہابڑے خودساختہ مفتی کے سبب زید بالکل خاموش بیٹھ گیا۔ علمائے اہل سنت کے بار بار مطالبہ پر بھی اس نے توبہ نہیں کیا۔ براہِ کرم جلد جواب سے نوازیں کہ:

(۱) زیداور اس مفتی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۲) کیاان دونوں کو مسلمان سمجھنا درست ہے؟

(۳) کیا یہ دونوں پکے وہابی نہیں ہیں؟

(۴) کیا وہابی کافر نہیں ہیں؟

(۵) وہابیوں سے تعلق رکھنے والا اور یہ کہنے والا کہ وہابی کو ہم وہابی کہتے ہیں، کافر کہنا کیا ضروری ہے؟ یہ کیسا ہے؟

امید ہے کہ جلد از جلد جواب دے کر مسلمانان اہل سنت کے ایمان کو بچالیں گے ورنہ سب گمراہی میں اور زید کے فریب میں رہ کر اپنی نماز اور اپنا ایمان برباد کر ڈالیں گے۔

(۶) اگر زیداور مفتی کہلانے والے شادی شدہ ہوں تو ان کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

(۷) چندلوگ جو زیداور مفتی کی تائید میں ہیں، ان کا نکاح گیا یا نہیں؟ فقط

عبدالرحمٰن خاں قادری دیوان بازار، شہر کٹک

الجواب

عالم مذکور نے قرآن عظیم سے اقتباس فرمایا ہے اور قرآن عظیم سے اقتباس بالاتفاق جائز اور کتب مصنفین میں شائع وذائع ہے از انجملہ فقہاء کی عادت مستمرہ ہے کہ کتاب الجہاد میں ''ان تضع الحرب اوزارھا''

[رد المحتار، ج٦، کتاب الجهاد، باب المغنم،مطلب الاقتباس من القرآن جائزعندنا ص٢٥٤،

دارالکتب العلمية، بیروت]

تحریر فرمایا ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ''وفی متن الملتقی، ومتن المختار: وللامام أن ینفل قبل احراز الغنیمة وقبل ان تضع الحرب اوزارها''

[رد المحتار، ج٦، کتاب الجهاد، باب المغنم،مطلب الاقتباس من القرآن جائزعندنا، ص٢٥٤،

دارالکتب العلمیه، بیروت]

اسی میں ہے: ''تنبیه: قولهم ان تضع الحرب اوزارها اقتباس من القرآن وبه یستدل علیٰ جوازه عندنا کما بسطه الشارح فی الدر المنتقی فراجعه''

[رد المحتار، ج٦، کتاب الجهاد، باب المغنمة، مطلب ،الاقتباس من القرآن جائز عندنا، ص٢٥٤،

دار الکتب العلمیة، بیروت]

اقتباس کو تحریف سمجھنا وہابیہ کی جہالت فاحشہ ہے جس سے جملہ فقہاء وعلماء پر طعن ہوتا ہے اور انہیں علمائے اہل سنت بتانا اور مفتی مذکور کو جس نے اقتباس کو جائز بتایا، وہابی کہنا سخت فریب ہے اور اس بنا پر جو سوالات قائم کئے وہ ساقط ہیں۔ بے شک وہابی کافر ہیں اور اہل سنت انہیں کافر کہتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز نادرست ہے۔ مگر جن کے متعلق سوال ہے وہ وہابی نہیں نہ وہ وہابی کو کافر کہنے سے روکنے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱ ؍صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

قرآن پاک اٹھا لیے جانے کا مطلب، ناجائز وحرام میں فرق، ایک روایت کی تصدیق، جس جانور کے بارے میں علت حرمت

معلوم نہ ہو بچنا بہتر ہے، قبر کے سوالات سریانی زبان میں ہونگے، بغیر نکاح کسی عورت سے جماع کرنا زنا ہے، دو روایتوں کی تصدیق صحت

مسئلہ:۲۳۸ تا ۲۴۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک خوب پڑھو اس سے پہلے کہ قرآن عظیم اُٹھالیا جائے، کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قرآن پاک نہ اُٹھالیا جائے۔ امر طلب یہ ہے کہ قرآن پاک کس طرح اُٹھایا جائے گا؟ کیا پورا قرآن عظیم ساتھ جلد کے یا قرآن کے اوراق سے حروف اپنے آپ مٹ جائیں گے؟ پورا خلاصہ تحریر فرمائیں۔

(۲) ناجائز اور حرام میں کیا اور کتنا فرق ہے؟

(۳) جب قریش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے سات برس کے قحط میں مبتلا ہوئے اور حالت بہت ابتر ہوگئی تو ابوسفیان ان کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ اپنے خیال میں رحمۃ للعالمین بنا کر نہیں بھیجے گئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ابوسفیان نے کہا کہ بڑوں کو تو آپ نے بدر میں تہ تیغ کر دیا اولاد جو رہی وہ آپکی بدولت اس حالت کو پہونچی کہ مصیبت قحط میں مبتلا ہوئی فاقوں سے تنگ آگئی لوگ بھوک کی بیتابی سے ہڈیاں چاب گئے مردار تک کھا گئے میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور قرابت کی آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم سے اس قحط کو دور فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور انہوں نے اس بلا سے رہائی پائی تفسیر قرآن پاک صفحہ ۴۱۳، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا کی تھی جس سے قحط پڑا۔

(۴) ایک حلال ماں نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا جس کو یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ بکری یا گائے یا بھینس کا بچہ ہے یعنی بدشکل ہے کیا ایسے بدشکل جانور کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) قبر میں جو سوالات وجوابات ہونگے وہ کس زبان میں ہونگے اور وہ زبان کس کتاب کی ہوگی جب کہ چار آسمانی کتابیں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ بلا نکاح کئے ہوئے غیر مسلم عورتوں سے ہمبستری جائز ہے تو کیا اسے یہ کہنا سچ ہے اگر ہے تو غیر مسلم میں عیسائی یہودی وہابی وغیرہ وغیرہ بھی شامل ہیں تو کیا ان عورتوں سے مباشرت جائز ہے۔

(۷) ایک سنی عالم نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ (الف) جب مولا علی کرم اللہ وجہہ نماز کے وقت رکوع میں تھے تب کسی سائل نے سوال کیا تو آپ نے رکوع ہی میں انگلی میں سے انگشتری مبارک کو اشارہ سے نکال کر سائل کی طرف بڑھادی اور وہ لیکر چلا گیا۔ (ب) مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک میں پھل دار کانٹا لگ گیا اور اس کو نکالنے میں اتنا درد ہوتا تھا کہ آپ اس کو نکالنے نہیں دیتے جب آپ نماز میں مشغول تھے اور سجدہ میں تھے تو کسی صحابی نے نکال لیا اور درد معلوم نہیں ہوا یہ وعظ ایک سنی عالم کا ہونے کی وجہ سے یقین کرتا ہوں ایمان لاتا ہوں لیکن تسکین دل کی خاطر یہ خلاصہ فرمادیں کہ جب آپ کو نماز میں درد کا احساس نہیں ہوا تو سائل کی آواز آپکے کان مبارک تک کیسے پہونچی۔

المستفتی: محمد حسنین ولد رحیم بخش

الجواب

(۱) حفاظ اٹھالئے جائیں گے اور اوراق وحروف کا اٹھایا جانا بھی ممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حرام وہ ہے جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور جسکی حرمت دلیل ظنی سے ثابت ہو وہ مکروہ تحریمی ہے اور وہ مکروہ تحریمی امام اعظم کے نزدیک حرام سے قریب ہے اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک حرام ہے اسی لئے کبھی مکروہ تحریمی کو حرام سے تعبیر کرتے ہیں اور ناجائز دونوں کو شامل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ہاں حدیث میں ایسا وارد ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جبکہ اس بچے کے متعلق صحیح معلوم نہیں کہ وہ حلال جانور ہے یا حرام تو اس سے احتراز بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) سریانی زبان میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) بغیر نکاح ہر عورت سے جماع کرنا زنا ہے اور زنا مسلم وغیر مسلم کسی عورت سے جائز نہیں جو شخص ایسا کہتا ہے معاذ اللہ زنا کو حلال بتاتا ہے اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اور غیر مسلموں میں کتابیہ کے سوا کسی سے نکاح جائز نہیں۔ یونہی وہابیہ مرتدہ سے نکاح باطل محض ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) دونوں روایتیں مستند کتابوں میں وارد ہیں اور درد کا احساس نہ ہونا بطور کرامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دونوں میں فرق ہے سائل کو دینا کار دین وثواب ہے اور درد کا معاملہ اپنے نفس سے متعلق ہے اسی لئے سائل کے سوال کو سن کر دے دیا اور نماز کی حالت میں صدقہ کا ثواب حاصل کرلیا جس کی فضیلت میں قرآن نازل ہوا اور وہ معاملہ خاص نفس کا تھا اس لئے ادھر التفات نہ ہوا پھر یہ اس قبیل سے ہے جس کے بارے میں فاروق اعظم نے فرمایا:

انی لأجھّز جیشی وأنا فی الصلاۃ"۔

[بخاری شریف جلد اول، کتاب التھجد باب یفکر الرجل الشئ فی الصلاۃ، ص ۱۶۳، مجلس برکات مبارکپور یوپی]

لشکر کی ترتیب نماز کی حالت میں کرتا ہوں۔

گویا ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کرتی کہ یہ رتبہ ابرار صالحین کو حاصل ہوتا ہے اس کی نظیر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ واقعہ ہے کہ نماز کی حالت میں دیوار مسجد میں جنت ودوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری غفرلہ القوی

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

"قرآن کو آگ نہیں جلا سکتی" کا مطلب، قرآن سے مراد کلام

نفسی ہے

مسئلہ :۲۴۵

چمن رضا کے مہکتے ہوئے پھول گلشن مصطفویہ کے بلبل سیدی مرشدی قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند السلام علیکم

ایک رسالہ میں الوریٰ کے حوالہ سے حدیث آنے والی کو نقل کیا ہے" عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لو جعل القرآن فی اهاب ثم القی فی النار مااحترق "لہذا زید کہتا ہے عمرو سے کہ مجھے اس کا مشاہدہ کرنے کی اجازت دیجئے عمرو نے سکوت اختیار کیا پھر زید نے کہا آپ کو حدیث پر تیقن نہیں۔ لہذا ان کو اجازت دی جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: غلامک العبد الفقیر محمد رفیق الاسلام نوری

ساکن ڈھولو گچھ پوسٹ رام گنج، تھانہ اسلام پور، ضلع مغربی دیناج پور، بنگال

الجواب

حدیث برحق ہے اور قرآن سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام نفسی ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے اور حروف واصوات سے منزہ ہے حدیث شریف اسی کلام نفسی کے بابت فرمارہی ہے کہ اگر وہ کلام نفسی کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے کسی کھال میں مصور ہوتی پھر اس کھال میں آگ ڈالی جاتی تو آگ اسے نہ چھوتی فیض القدیر شرح جامع الصغیر علامہ عبدالرؤف مناوی قدس سرہ میں ہے "ای لو صور القرآن وجعل فی اهاب والقی فی النار مامسته ولااحرقته ببرکته "۔

[فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ٥، حرف اللام ص٤١٢، دارالکتب العلمیه بیروت]

زید نے حدیث کا مصداق اس مکتوب فی المصاحف کو سمجھا جو اس کلام نفسی کی حکایت اور اسپر دال ہے حالانکہ وہ مراد نہیں

تولاجرم اس سے وہی کلام نفسی مراد ہے اور اسی کی نسبت بر سبیل فرض "لو کان القرآن فی

اھاب ”فرمایا ہے۔اسی فیض القدیر میں ہے:”وقال الحکیم: القرآن کلام الله لیس بجسم ولا عرض فلا یحل بمحل وانما یحل فی الصحف والاھاب المداد الذی تصور به الحروف المحکیٰ بها القرآن فالاھاب المکتوبة فیه ان مسته النارفانما تمس الاھاب والمداد دون المکتوب الذی ھوا لقرآن لو جاز حلول القرآن فی محل ثم حل الاھاب لم تمس الاھاب النار،الخ“

[فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ٥،حرف اللام ص٤١٣/٤١٢،دارالکتب العلمیه بیروت]

اور اگر قرآن سے مراد یہی مکتوب فی المصاحف ہو تو محتمل ہے یہ معجزہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات ظاہری کے ساتھ ہو اسی فیض القدیر میں ہے:”وقیل ھذا کان معجزة للقرآن فی زمنه کماتکون الآیات فی عصر الانبیاء“

[فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ٥،حرف اللام ص٤١٢،دارالکتب العلمیه بیروت]

تو اس تقدیر پر اس کا استمرار ثابت نہیں اور بالفرض اگر مستمر بھی ہو تو ماوشما جیسے ضعفاء الیقین عدیم التوکل کے ہاتھوں پر اس کا ظہور کب ضرور پھر قرآن وحدیث میں نار کا غالب اطلاق نار جہنم پر ہوتا ہے تو اس قرینہ سے یہاں نار جہنم مراد ہے۔فیض القدیر میں ہے:”والمراد بھا نار جھنم“۔

[فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ٥،حرف اللام ص٤١٢،دارالکتب العلمیه بیروت]

پھر سخت الٰہی یہ ہے کہ حدیث بر سبیل فرض ہے اسمیں یہ حکم کہاں ہے؟ کہ قرآن کو اس تجربے کے لئے آگ پر پیش کرو اور معاذ اللہ اپنے ایمان کو تکذیب حدیث کی آگ لگاؤ بالجملہ زید کا یہ مطالبہ سخت حماقت شدید جرأت ہے اور قرآن کو آگ میں ڈالنا شدید ممنوع۔ہندیہ میں ہے:”المصحف اذا صار خلقا وتعذرت القراءة منه لایحرق بالناراشار الشیبانی الیٰ ھذا فی السیرالکبیر وبه نأخذ کذا فی الذخیرة۔والله تعالیٰ اعلم“

[فتاوی ھندیه،کتاب الکراھیة،ج ٥،ص٣٧٥،دارالفکر بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۶ر جمادی الآخرۃ ۱۴۰۴ھ

قرآن کو مطلقاً مخلوق کہنا جائز نہیں، مکتوب ومقروء مخلوق ہیں، بزرگان دین یا مزارات کو سجدہ جائز نہیں

مسئلہ:۲۴۶تا۲۴۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع:

(۱) زید کہتا ہے کہ قرآن جو اس وقت الفاظ کے ساتھ موجود ہے بے مثال مخلوق ہے ایسا کہنے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ مہربانی فرما کر وضاحت کے ساتھ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

(۲) بحیات بزرگان دین اولیاء اللہ کے آگے یا ان کے مزار کو سجدہ کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ مہربانی فرما کر جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

مستفتی: حفیظ الرحمٰن رضوی قادری فروٹ کمپنی سبزی منڈی رامنگر نینی تال

الجواب

(۱) قرآن عظیم کو مطلقاً مخلوق کہنا ناجائز ہے اور بندوں کے مکتوب ومقروء کو مخلوق کہنے میں حرج نہیں۔ اور عوام کے سامنے یہ بحث چھیڑنا نہ چاہیے۔ اس امر کے متعلق پہلے بھی استفتاء ہوا ہے جس کا جواب قدرے مفصل لکھا گیا ہے اسے دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ ۵/ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

عقائد متعلقہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

کسی صحابی کے زمانۂ کفر کا تذکرہ کیسا ہے؟ خواجہ غریب نواز سے پہلے بھی ہندوستان میں مسلمان تھے

مسئلہ-۲۴۸ تا ۲۴۹

بحضور فیض گنجور حضرت قبلہ ازہری صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور والا کی خدمت اقدس میں استفتا بھیجنے کا وقت نہیں کیونکہ بریلی شریف ہی کیا پوری دنیائے سنیت کا آفتاب آقائی نعمتی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال نے دنیائے سنیت کو سوگوار بنادیا ہے خاندان اعلی حضرت عظیم البرکت کی دینی استقامت کو جانتے ہوئے حضور سے چند سوالات کا اظہار کیا ہے حضور والا مرتبت کو جب بھی فرصت ہو خادم رضوی کو جوابات عنایت فرمائیں، شرح وبسط کے ساتھ جوابات عنایت ہو۔ معاف کریں کہ یہ وقت نہیں ہے۔

(۱) کوئی شخص خالد بن ولید کی تاریخ اس طرح ذکر کرے کہ اسلام لانے سے پہلے خاندان ولید نے رسول اللہ کے دین کو مٹانے اور رسول اللہ کو تکالیف دینے کیلئے خالد بن ولید بڑی گھناؤنی تدابیر کرتے تھے اور ایسا کہنے والا کوئی بری نیت سے نہیں کہا بلکہ تاریخ کے ایک واقعہ کا ذکر کیا تو کیا ایسا ذکر کرنا عند الشرع برا ہے اگر برا ہے تو تاریخ کو الٹ کر کس انداز سے بولیں امید کرتا ہوں کہ جواب بالصواب سے نوازیں گے فقط والسلام۔

(۲) زید اپنے کو عالم اہلسنت جانتا ہے اس کا کہنا ہے کہ ہمارے آباو اجداد کو ملک ہندوستان میں مسلمان کرنے والے خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ ہیں جب کہ ان سے پہلے جو ہمارے آباؤ اجداد تھے ان کو در پردہ اسلام سے خارج سمجھا یا نہیں جبکہ اسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے زمانۂ اقدس سے چلا ہے، حضور اجمیری علیہ الرحمہ تو بہت بعد ہندوستان تشریف لائے اور ہمارے آباؤ اجداد نسلاً بعد نسل مسلمان ہیں اور اس کی کوئی تحقیق نہیں کہ کب سے مسلمان ہیں کہ اپنے آباو اجداد کو ذات اجمیری تک منتہی

کریں اوراس سے قبل کے آباؤ اجداد کو ہم مسلمان نہ سمجھیں جبکہ خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کی ہندوستان آمد سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان نبوت کا زمانہ ہے تو کیا بلا تحقیق ایسا کہنا کہ ہمارے آباواجداد کوالخ ایسے شخص کو ہم عندالشرع کیا سمجھیں، معین الارواح میں ہے کہ عربی نسل کے علاوہ ہندوستان میں سب کا فر تھے جس کو اجمیری علیہ الرحمہ نے مسلمان کیا ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی منتہیٰ خواجہ اجمیری کو بتایا اس قسم کی باتوں کا عندالشرع کیا حکم ہے ایسے کلمات ادا کرنا کیسا ہے قانون شریعت کیا بتاتا ہے اس پر توبہ لازم ہے یانہیں؟

عمرو نے زید سے کہا کہ مولانا توبہ کرو اس طرح تو تم نے خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کے قبل کے آباو اجداد کو مبہم چھوڑا اور ہمارے اسلام کا منتہیٰ خواجہ اجمیری کو بتاتے ہو یا ذات اجمیری سے پہلے آباؤ اجداد کو تم درپردہ کافر جانتے ہو یا کیا کہتے ہو تو پہلو بدل کر کہا کہ ہم نے کافر کہاں کہا؟ عمرو نے کہا اس طرح بولنا جائز نہیں ہے اس طرح بولو کہ خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کی آمد سے ہندوستان میں اسلام کو فروغ ہوا اس سے پہلے بھی بہت سے اولیاے کرام ہندوستان آچکے ہیں اس لیے اپنے آباؤ اجداد کو خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ تک محدود نہ بتاؤ تحقیق ہے کوئی؟ تو زید نے بلا تحقیق ایسی گفتگو کی تھوڑے سے حوالات معین الارواح کی سند پکڑتے ہیں کیا معین الارواح میں ایسی کوئی مستند بات ہے۔؟

مستفتی: محمد اشفاق عالم رضوی مصطفوی بائسی ہاٹ وایا بائسی، ضلع پورنیہ، بہار

الجواب

(۱) اگر وہ تنقیص شان کی نیت سے نہیں کہتا بلکہ حالت کفر کا تذکرہ کرتا اور حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد ان کی حالت کا بدل جانا بتاتا ہے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فی الواقع خواجہ خواجگان غریب نواز معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ سے بہت پہلے اسلام ہندوستان میں آیا تو یہ بات کہ خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر سب مسلمان ہوئے خلاف واقع ہے جس سے رجوع لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۹ رصفر المظفر ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

امام حسین کو علیہ السلام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ-۲۵۰

جناب مفتی شرع متین سنیت کے رہبر قبلہ کونین صاحب دارین از روئے شرع شریف کے بالاحکم عرض حال یہ ہے کہ یہاں پر کچھ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین کو شہید کربلا کہنا چاہیے اور کچھ لوگ کہتے ہیں ان کو علیہ السلام کہنا چاہیے۔

عرض حال یہ ہے کہ حضرت حسین کو علیہ السلام کہنا چاہیے یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

مستفتی: محمد ذاصل محلہ کوٹ پوسٹ قیون ضلع کوٹہ راجستھان

الجواب

علیہ السلام خاص تحیت انبیاء و ملائکہ علیہم السلام ہے۔ غیر نبی کو علی سبیل الاستقلال علیہ السلام کہنا منع ہے ہاں نبی کی تبعیت میں کہنا جائز ہے، یوں کہا جائے علی جدہ وعلیہ السلام تو مضایقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

نزیل نئی دہلی، ۵؍شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

نماز میں فاتحہ کے بعد سورۂ والضحیٰ کی ایک آیت ووجدک ضالا چھوٹ گئی تو نماز کا کیا حکم ہے؟ خانۂ کعبہ و گنبد خضری کے نقوش پر بیٹھنا کیسا؟

واقعۂ افک کی حقیقت اور روافض

مسئلہ-۲۵۱ تا ۲۵۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

(۱) زید نے فرض نماز مغرب پڑھائی۔ سورۂ فاتحہ کے بعد والضحیٰ اس نے شروع کی یہاں تک کہ پوری سورت پڑھ لی، مگر صرف ایک آیت درمیان میں ووجدك ضالا فهدیٰ چھوٹ گئی باقی آخر تک پڑھ لی دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز ہوگئی یا نہیں؟ یا سجدۂ سہو کرنا ضروری تھا؟ تفصیل سے بیان فرمادیں۔

(۲) جس جائے نماز پر خانۂ کعبہ یا گنبد خضریٰ کے نقش بنے ہوں اس پر بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں خواہ کسی حالت میں ہوں یا ان دونوں کے نقوش کو پشت کے پیچھے کر کے بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جائز ہے مگر ادب واحترام کے خلاف ہے اور سخت بے ادبی ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرمایا جائے۔

(۳) واقعہ افک کے سلسلہ میں روافض، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف سخت بیانی سے کام لیتے ہیں اس واقعہ کی تحقیق کیا ہے؟ اس پر قدرے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے۔ فقط۔ بینوا توجروا۔

مستفتی: ابوالکلام، گُسُم کھور، فرخ آباد

الجواب

(۱) نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ان نقشوں پر قصداً بیٹھنا خلاف ادب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) واقعہ افک کی حقیقت یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عبد اللہ بن ابی منافق نے تہمت بدی کی رکھی اور اس سے عظیم فتنہ ہوا قرآن کریم نے سیدہ عائشہ صدیقہ کی براءت اور منافقین اور اس تہمت پر بے جا خوض کرنے والوں کو زجر وتوبیخ فرمائی۔ روافض تو قرآن کریم کے منکر ہیں وہ حضرت عائشہ پر تہمت کرتے ہیں اس لئے وہ کافر بے دین ہیں اور دوسرا کفران کا یہ ہے کہ وہ جملہ صحابہ سے جلتے اور ان پر تبرا کرتے ہیں خصوصاً شیخین کریمین پر طعن کرتے ہیں قرآن کریم ان کے کفر پر شاہد ہے۔

لیغیظ بھم الکفار۔ [سورۂ فتح آیت۔۲۹]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۲؍رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

کیا ابوسفیان صرف مسلمان تھے صحابی نہیں؟

مسئلہ-۲۵۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان مسلمان تھے صحابی رسول نہیں اور بکر کا کہنا ہے کہ صحابی رسول ہیں اور بکر کا کہنا ہے کہ تم اگر صحابی رسول نہیں مانو گے تو سیدھے جہنم میں جاؤ گے تو ایسا کہنا کیسا ہے؟ اور کس کی بات صحیح ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: محمد عبدالجلیل صاحب محلہ مسجد ڈومنی بریلی شریف

الجواب

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور قبل اسلام مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں جنگ کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے بھی تالیف قلب کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا مرحمت فرمایا، حضرت ابن عباس نے آپ سے حدیث روایت فرمائی، ۳۶ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں مدفون ہوئے اکمال فی فضل صحابہ میں ہے۔ باب حرف سین میں ہے: ”ھو ابوسفیان بن صخ بن حرب الاموی القرشی والدمعاویہ، ولد قبل الفیل بعشر سنین وکان من اشراف قریش فی الجاھلیۃ وکان الیہ رایۃ الرؤساء فی قریش اسلم یوم فتح مکۃ وکان من المولفۃ قلوبھم“

[اکمال، باب حرف سین، ص۵۹۸، ملحق بمشکوٰۃ، مجلس برکات، مبارکپور]

زید نے غلط کہا لہٰذا توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کسی صحابی کو منافق کہنا کیسا؟

مسئلہ-۲۵۵

اگر کوئی مسلمان کسی صحابی کو منافق کہے خاص کر بدری صحابی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی اس آیت سے ﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ [سورۂ ھود-۸۸] لفظ "مَا اسْتَطَعْتُ" کو حذف کردے اور اس کے اس فعل پر اگر اسے توبہ کرنے کو کہا جائے تو وہ بجائے توبہ کرنے کے یہ کہے کہ تحریر، تقریر اور دعا میں قرآن حکیم کی آیت میں حذف بھی کیا جاسکتا ہے اور اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔ تو ایسے مسلمان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ از راہ کرم مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔ والسلام۔

مستفتی: اعجاز حسین دیوان بازار کٹک، شاہد نگر، اڑیسہ

الجواب

صاف صاف لکھا جائے۔ وہ کون صحابی ہیں جنہیں منافق کہا گیا اور یہ تفصیل بھی لکھی جائے کہ آیت کریمہ تقریر و تحریر بقصد تلاوت لکھی پڑھی گئی یا بطور اقتباس درمیان میں آئی؟ اگر بقصد تلاوت پڑھی گئی تو قصداً حذف کیا یا سہواً اور اگر بطور اقتباس آیت کریمہ کو متکلم اپنے کلام میں لایا تو اس نے قصد تلاوت ہی کب کیا کہ اس پر تحریف کا الزام آئے اور اگر وہابیہ دیابنہ مخذولین اقتباس ہی کو ممنوع جانتے ہوں تو جملہ مصنفین پر الزام اٹھائیں اور جو اعتراض اس سنی عالم پر کرتے ہیں، ان سب پر کریں۔ اور ان سب کو کافر گردانیں پھر اپنے ایمان کی خیر نہ جانیں کہ ان میں کے اکثر ان کے معتمد و مستند و امام و پیشوا ہیں۔ فریقین کی مستند کتاب رد المحتار میں ہے کہ فقہاء کا یہ قول "ان تضع الحرب اوزارھا" قرآن عظیم سے اقتباس ہے اور یہ ہمارے نزدیک اقتباس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ "وھذا نصہ قولھم۔ أن تضع الحرب أوزارھا اقتباس من القرآن وبہ یستدل علیٰ جوازہ عندنا کما بسطہ الشارح فی الدر المنتقی فراجعہ-اھ"

[رد المحتار، ج۶، ص۲۵۴، کتاب الجہاد باب المغنم والقسمۃ مطلب الاقتباس من القرآن جائز

عندنا، دار الكتب العلمية، بيروت]

اس عبارت میں دیو بندی بول چلیں۔

اولا۔تمہارے نزدیک یہ سب فقہاء کافر ہوئے۔

ثانیا۔علامہ ابن عابدین شامی فقہا کی اس عادت کو دلیل جواز بنا کر کافر ہوئے۔

ثالثا۔بلکہ سب سے بھاری کفر یہ کہ "ان تضع الحرب اوزارها" آیت قرآن کو قولهم کہدیا۔

رابعا۔فقہانے بھی آیت کریمہ میں حذف کا ارتکاب کیا جیسا کہ ظاہر ہے تو یہ دیو بندیوں کے طور پر دوسرا کفر ہوا۔

خامسا۔جب دیابنہ کے طور پر فقہاء حذف وتحریف کے مرتکب ہوئے اور فقہائے کرام ان دیابنہ کے بھی مانے ہوئے امام اور کافروں کو امام بنانا خود کفر تو دیابنہ کو اپنے کافر ہونے کا اقرار لازم۔

بالجملہ اقتباس جائز ہے اور اقتباس چونکہ مقتبس کا کلام ہوتا ہے۔لہٰذا اس میں اسے تصرف کا اختیار ہے۔جس پر جزئیہ مذکورہ دلیل واضح ہے اور اس پر تکفیر خود کفر میں اسیر ہونا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

یکم ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

دار الافتاء منظر اسلام، محلّہ سوداگران، بریلی

حضرت امیر معاویہ پر تبرا کرنے والا کافر ہے، حضرت امیر معاویہ بشارت عظمیٰ میں شامل، صحابہ سے جلن ہی کسی کے کافر ہونے کے لیے کافی ہے۔

مسئلہ-۲۵۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہمارے یہاں ایک جماعت بنام حلقۂ قادریہ رشیدیہ ہے جس کے ممبران خود کو قادری کہلاتے ہوئے محرم کے مہینہ میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم میں سینہ کوبی کرتے ہیں اور کالا کپڑا سوگ میں پہنتے ہیں اور صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ان کے یہ اقوال ہیں بلکہ ان لوگوں نے اپنی جانب سے ان ہی باتوں پر مشتمل تحریر بھی پیش کی ہے۔ ''معاویہ بے حیاء غدار مردود بلکہ قرآن کے مطابق ظالم، فاسق اور کافر ہیں''۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کہنے والوں کے لئے شرعا کیا حکم ہے؟ اور یہ بتائیں کہ اگر وہ لوگ کسی سے مرید ہو چکے ہوں تو کیا ان کی بیعت بھی فسخ ہوگئی اور اگر پیر بھی اسی عقیدہ کا ہو تو کیا اس پیر سے علیٰحدگی اور اس سے بیزاری ضروری ہے؟ جواب بالتفصیل قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

مستفتی: سید آل رسول صاحب

الجواب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول علیہ السلام ہیں اور بشارت عظمیٰ: ﴿كُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ [سورۂ نساء آیت-۹۵]

میں یقیناً آپ بھی داخل ہیں ان پر ایسا تبرا کرنے والا خود مکذب قرآن مبین وکافر بے دین ہے۔ اور قرآن پر افترا کرنے والا ہے جو یہ کہتا ہے کہ: ''معاذ اللہ قرآن کے مطابق-الخ'' بلکہ ایسوں کے متعلق قرآن فرماتا ہے: ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ [سورۂ فتح آیت-۲۹]

یعنی اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے صحابہ سے کافروں کو جلاتا ہے اور واقعی صحابہ سے جلتے ہیں تو محض صحابہ سے جلن ہی ان کے کافر ہونے کے لئے کافی ہے ان پر تبرا مزید دین واسلام سے ان کی تبری وبے راہ روی کی دلیل ہے ایسا شخص جب تک توبہ وتجدید ایمان نہ کرے مسلمان نہیں۔ اور اگر کسی سے بیعت تھا تو بیعت فسخ ہوگئی اور نکاح بھی زائل ہوگیا اور پیر اگر ایسا عقیدہ فاسدہ پر ہے تو اس سے تبری وبیزاری ضروری۔ اور اس سے بیعت خود فسخ ہوگئی۔ اسے پیر جاننا منافی ایمان ہے اور ان لوگوں پر جو ایسے

عقیدہ والے کو پیر جانیں تجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰ ررمضان المبارک، ۱۴۰۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

حضرت ابوسفیان، ہندہ، امیر معاویہ، عمرو ابن عاص ووحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابی ہیں، انہیں ملعون کہنا خود ملعون بننا ہے، ہمارا کوہ احد کے برابر سونا صحابہ کے یک مشت جو کے مثل نہیں ہوسکتا، حدیث لا تسبوا احدا من اصحابی، غیر صحابی صحابی کے مثل نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ-۲۵۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

حضرت ابوسفیان وحضرت ہندہ، وحضرت امیر معاویہ وحضرت عمرو بن عاص وحضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابی رسول ہیں یا نہیں؟ اوران حضرات سے حسن ظن رکھنا کیا ضروری ہے اور جو شخص مذکور حضرات سے حسن ظن کے بجائے لعن طعن کرے اور صحابیت کے مرتبہ سے خارج بتائے اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ فقط

مستفتی: سید محمد صفدر علی محلّہ خدا گنج، پیلی بھیت، یوپی

الجواب

بلاشبہ یہ حضرات صحابی رسول ہیں اور ان سے ہمارے رب کریم نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

قرآن عظیم فرماتا ہے: ﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ [سورۂ نساء آیت-۹۵]

اللہ تعالیٰ نے سب صحابہ سے بھلائی کا وعدہ فرمایا تو اُن سے حسن ظن رکھنا قرآن پر ایمان کا تقاضا ہے اور ان پر لعن طعن کرنا معاذ اللہ خود ملعون بننا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اذا رائیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة الله علیٰ شرکم''

[الجامع للترمذی جزء ۲، ص ۲۲۷، ابواب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ / مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۵٤، باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، مجلس برکات، مبارکپور]

جب تم اس فرقہ کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالی دیتا ہے تو کہو کہ اللہ کی لعنت تمہارے شر پر۔

دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''اذا ذکر اصحابی فامسکوا''

[الجامع الصغیر مع فیض القدیر ج۱، ص٤٤٧، حدیث نمبر ٦١٥، باب الهمزه مطبع دار الکتب العلمیة بیروت / مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۱۰، ص۳۱، کتاب الفتن، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبان روکو۔

تیسری حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور پرنور علیہ الصلاۃ والسلام: ''دعوا لی اصحابی واصهاری''

[کنز العمال ج ١١، ص ٢٤١، حدیث نمبر ٣٢٤٦٧، کتاب الفضائل الباب الثالث ذکر الصحابة وفضلهم مطبع دار الکتب العلمیة بیروت / الجامع الصغیر مع فیض القدیر، ج۳، ص ۷۱۰، حدیث نمبر ٤٢٢٣، حرف الدال، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

میری خاطر میرے صحابہ اور میرے اصہار سسرالی رشتہ والوں کو چھوڑ دو۔

چوتھی حدیث میں ہے کہ فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دو کہ تم میں اگر کوئی کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے مٹھی بھر جو کو نہ پہنچے۔

عن ابی سعید قال کان بین خالد بن الولیدوبین عبدالرحمن بن عوف شئ فسبه خالد فقال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم لا تسبوا احدا من اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احدذهبا ما ادرك مد احدهم۔

[الصحیح للمسلم ج۲،ص۳۱۰، کتاب الفضائل ،باب تحریم سب الصحابة،مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

یہ ارشاد حضرت خالد بن ولید کو ہوا جو خود صحابی ہیں تو ماوشما کے بابت کیا گمان ہے یہیں سے یہ مسئلہ شرعی ثابت کہ غیر صحابی خواہ کتنے ہی منازل طے کر جائے صحابی سے افضل نہ ہوگا بالجملہ جو شخص مذکورین پر لعن طعن کرتا ہے، سخت گناہگار بلکہ رافضی تبرائی ہے اس کی صحبت سے احتراز شدید لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸؍ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

کیا صحابۂ کرام کا رتبہ آل رسول سے زیادہ ہے؟ صحابہ غیر صحابہ سے افضل ہیں، اعلیٰ حضرت کو رضی اللہ تعالی عنہ کہنا کیسا؟ امام حسین کی شہادت

اسلام کی بقا اور استحکام کی خاطر ہوئی

مسئلہ-۲۵۸ تا ۲۶۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید کا کہنا ہے کہ صحابۂ کرام کا رتبہ آل رسول کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔اس کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(۲) پھر زید نے یہ کہا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جہاد اور شہادت سے پہنچا ہے۔

(۳) زید کہتا ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں کہنا چاہئے۔زید کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

ان سوالات کا جواب مفصل ومدلل عنایت فرمائیں۔عین کرم ہوگا۔

مستفتی: شرافت اللہ خاں محلّہ صوفی ٹولہ، شہر کہنہ، بریلی شریف

الجواب

(۱) صحابہ فی الواقع غیر صحابہ سے افضل ہیں اگرچہ غیر صحابہ آل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید بے قید غلط دعویٰ کرتا ہے۔سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اسلام کے بقا واستحکام کی خاطر ہوئی اور اس سے بھی عظیم فائدہ اسلام ومسلمین کو پہنچا۔زید پر توبہ لازم ہے ورنہ ہر واقف حال اس سے پرہیز کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید بے قید غلط کہتا ہے ترضی جس طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جائز ہے اسی طرح غیر صحابہ کے لئے بھی روا ہے۔اس کے جواز کی درمختار وغیرہ معتمد کتب میں تصریح ہے اور خود قرآن عظیم میں علی العموم سب کے لئے ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ﴾ [سورۂ مجادلہ-آیت ۲۲] وارد ہوا۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۲۵؍ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

صحابی یا کسی مسلمان کو کافر کہنا بحکم ظاہر حدیث کفر ہے، امہات المؤمنین کی توہین ہولناک جرم، قرآن میں لفظی تحریف کفر ہے، تبلیغ دین میں حضور بھول سے معصوم ہیں جائز ماننے والا کافر ہے

مسئلہ: ۲۶۱ تا ۲۶۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

۱۔ اگر زید کسی صحابی کو کافر بتائے۔

۲۔ اگر زید امہات المؤمنین میں سے کسی کی توہین کرے یا انکی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے۔

۳۔ اگر زید دیدہ و دانستہ قرآن کی تحریف لفظی کرے۔

۴۔ اگر زید قرآن کی کسی آیت کا صریح طور پر انکار کرے۔

۵۔ اگر زید یہ عقیدہ رکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی کسی آیت میں بھول ہوگئی ہے۔ فقط

المستفتی: محمد ابراھیم

الجواب

صحابی تو صحابی کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ کبیرہ بلکہ بحکم ظاہر حدیث کفر ہے اور اسی پر ایک عظیم جماعت علماء کی چلی اور اگر واقعی کافر جانے تو خود کافر ہے زید پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے اور تجدید نکاح بھی جبکہ بیوی والا ہو۔ درمختار میں ہے: ''مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا مافیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح۔اھ''

[درمختار، ج ۶، ص ۳۹۰، باب المرتد، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اور امہات المؤمنین کی توہین نہایت سخت ہولناک جرم ہے اور قرآن میں لفظی تحریف کفر ہے یونہی کسی آیت کریمہ کا انکار۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین میں بھول سے معصوم ہیں اس امر میں ان پر بھول کو جائز ماننے والا کافر خارج از اسلام باجماع مسلمین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

عبدالرحمٰن قاری تابعی ہیں، اعلیٰ حضرت نے کسی صحابی یا تابعی کو کافر نہیں کہا، عبدالرحمٰن فزاری کافر ہے، جمعہ کی اذان خارج مسجد دی جائے، مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے، تعزیہ داری کا

سوال

مسئلہ: ۲۶۶ تا ۲۶۹

مخدوم گرامی سیدی مرشدی حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری دام فیوضکم الینا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج عالی! شاید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ضروری اینکہ مولوی محمد ٹانڈوی کی کتاب مولوی حشمت علی رضا خاں کا تکفیری فتویٰ بنام مولوی سید محمد کچھوچھوی (جو غالباً آپ کی نظر سے بھی گزری ہوگی) میں صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو معاذ اللہ کافر فرما دیا ہے۔ چنانچہ میں کتاب کی عبارت بھی نقل کر رہا ہوں۔

"چونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی جماعت و پارٹی میں اعلیٰ، بڑے حضرت اور دوسری امتیازی ونمایاں خصوصیات کے مالک ہیں اس لئے کفر وارتداد بھی اپنی شان کے مطابق امتیازی خدمات

و بے نظیر کارنامے دیے ہیں۔ انہوں نے صرف اپنے بیگانوں ہی کو کافر و مرتد بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کا دست تکفیران تمام دیو بندیوں کو توڑ کر اس خطرناک حد تک دراز ہو گیا کہ حضرت صحابۂ کرام اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ قدس تک پہنچ گیا اور اس بے باکی و ڈھٹائی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابی یا محترم تابعی کو معاذ اللہ کافر بنا ڈالا اور ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ اپنے ایمان و قلب پر صبر و تحمل کا پتھر رکھ کر ان اسلام کے ٹھیکیداروں اور عشق و محبت کے ماروں نے جو ایک مقدس صحابی کی تکفیر کی ہے۔ اس کی خوفناک داستان کو ان کی زبانی ملاحظہ کر کے ان کے ایمان و اسلام کا جنازہ پڑھ دیں تو اچھا ہوتا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: دو ایک بار عبد الرحمٰن قاری کہ کافر تھا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلۂ بنی قارہ سے تھا۔ (ملفوظات، ج ۲، ص ۴۴)۔ تین سطر بعد: حالانکہ اسماء رجال کی مستند و معتبر کتابوں میں لکھا ہوا کہ جو قبضہ بنی قارہ سے نسبت رکھنے کی وجہ سے عبد الرحمٰن قاری کہلائے تھے وہ تو حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابی یا تابعی تھے، جیسا کہ اسماء رجال کے مشہور کتاب تہذیب التہذیب مطبوعہ حیدر آباد ج ۴، ص ۲۲۳ میں ہے:

(۱) عبد الرحمن بن عبد القاری من ولد القاره بن الدیش وقال له صحبة

(۲) فقال الواقدی له صحبة ثم قال کان علیٰ بیت المال فی زمن عمر وهو جلة تابعی اهل المدینة وعلمائهم۔

(۳) عبد الرحمن بن عبد بغیر اضافة القاری بتشدید الیاء یقال له رؤیة و ذکره العجلی فی ثقات التابعین واختلف قول الواقدی فیه قال تارة له صحبة وتارة تابعی

[تقریب التهذیب باب ذکر من اسمه عبد الرحمن]

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ نور محمد ٹانڈوی کا یہ حوالہ صحیح یا غلط ہے؟ اور حضور پُر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ مدلل جواب عنایت فرما کر دین کے خلجان کو دور فرمائیں۔ کرم ہوگا۔ فقط۔

(۲) ہمارے یہاں جو امام صاحب ہیں وہ اپنے کو سنی کہتے ہیں اور میلاد شریف وغیرہ میں قیام وغیرہ

بھی کرتے ہیں خود کو نہ باز رکھتے ہیں تبلیغی والوں کا قدر بھی کرتے ہیں اور اشرفعلی تھانوی کو کافر نہیں کہتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہماری رسائی وہاں تک نہیں کہ اشرفعلی کو کافر کہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور جو اس کے حالات کو جانتے ہوئے اس کی اقتدا کرے اس کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

(۳) جمعہ کے دن خطبہ کے لئے جو اذان ثانی ہوتی ہے وہ خطیب کے سامنے اور مسجد کے اندر ہی دینا کیسا ہے؟ یا وہ اذان خارج مسجد خطیب کے سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں۔

(۴) ہمارے یہاں اکثر دیہاتوں میں محرم الحرام کے موقع میں طرح طرح کے تعزیہ بنائے جاتے ہیں اور اس کو گلی گلی پھراتے ہیں اور دسویں محرم الحرام کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ اور تعزیہ کے اندر ایک ڈھانچہ بنا کر اس پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی پگڑی باندھتے ہیں اور محرم الحرام کے موقع پر ڈھول وغیرہ بھی بجاتے ہیں اور بہت لوگ پیک بنتے ہیں (یعنی گھنگھرو وغیرہ اپنے پیر اور کمر میں باندھ کر اور سر پہ ایک پگڑی باندھ کر رات مصنوعی کربلا کا چکر لگاتے ہیں، یہ سب کیسا ہے؟ آیاں بالکل صاف حوالہ عنایت فرمائیں تا کہ ان دیہاتیوں کو سنبھالا جا سکے۔ فقط۔ والسلام۔

المستفتی: مشرف حسین رضوی، محمد شاہ عالم نوری جھوا ضلع گریڈیہ (بہار)

الجواب

قول مشہور ماخوذ بہ ہے کہ عبدالرحمٰن قاری مذکور تابعی ہیں، الاکمال میں ہے: "المشهور انه تابعي وهومن جملة تابعي المدينة وعلماء ها"

[الاكمال فى اسماء الرجال حرف العين فصل فى التابعين مع مشكوة المصابيح ص ٦٠٩ مطبع مجلس بركات مبارك كپور]

وہابیہ نے انہیں ازراہِ جہل صحابی بتایا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تبرا کرتے رہے کہ صحابی کو کافر کہہ دیا، اہلسنت کے علمائے کرام کے بار بار مطالبہ کے باوجود وہابیہ جب شخص مذکور کا صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو شرم مٹانے کو یہ کہنے لگے کہ صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔ مندرجہ سوال مضمون میں نور محمد

ٹانڈوی آنجہانی نے بھی یہی رٹ باندھی ہے اور یہ دیوبندیوں کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کھلا بہتان ہے انہوں نے ہرگز ہرگز کسی صحابی کو یا تابعی کو کافر نہیں کہا بلکہ عبدالرحمٰن فزاری کو کافر فرمایا ہے، جسے ناقل یا مرتب نے غلطی سے قاری لکھ دیا ہے، اس پر اس کے وہ افعال جو اسی الملفوظ میں مفصل درج ہوئے، مثلاً سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے چرواہے کو قتل کرنا سرکاری اونٹ لے جانا، صحابہ کرام کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا شاہد عدل ہیں کہ وہ کافر تھا نہ کہ صحابی یا تابعی مگر دیوبندی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراض کے جوش میں ایسے اندھے ہیں کہ ایسے شقی کو صحابی یا تابعی بتا رہے ہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کافر ٹھہرانے کی فکر میں اس کافر کو صحابی یا تابعی بتا کر دین وایمان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں، یہ دھاندلی کا نتیجہ ہے اور بہتان کا ثمرہ ہے پھر فزاری کی جگہ قاری ہو جانے سے اعلیٰ حضرت کی تکفیر کے لئے یہ تو گڑھ لیا کہ انہوں نے صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا مگر اپنے مذہب کی کچھ خبر ہے، دیوبندی دھرم میں صحابی کو کافر کہنے والا مسلمان ہے۔

چنانچہ فتویٰ رشیدیہ میں ہے:

''جو شخص صحابہ کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے اور وہ اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا''۔ (ص ۱۴۱)۔

[فتاوی رشیدیہ،]

اسی میں ہے: ''جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے''۔

[فتاوی رشیدیہ، ص ۱۰۹، جسیم بکڈپو جامع مسجد دہلی]

اب دیوبندیوں سے رشید احمد گنگوہی کے ایمان واسلام کی خبر پوچھیئے بلکہ سب دیوبندی اپنے بابت بتائیں کہ ایمان کہاں رہا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تفصیل کے لئے تحقیقات مصنف مفتی شریف الحق صاحب دیکھیئے۔

(۲) فی الواقع اگر وہ شخص اشرفعلی کے عقیدہ کفریہ پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانتا ہے تو اسی کی طرح کافر بے دین ہے۔ ایسے کو دانستہ امام بنانا ایمان کھونا ہے کہ امام بنانا تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔

درمختار میں ہے: ''تبجیل الکافر کفر''

[در مختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دارالکتب العلمیہ، بیروت]

اوراس کی نماز شرعا نماز نہیں، تو اس کی اقتدا میں نماز باطل محض ہے۔ کفایہ میں ہے: ''الکافر لا صلاۃ لہ فالاقتداء بمن لا صلاۃ لہ باطل''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[الکفایہ شرح فتح القدیر، ج۱، ص۳۲۴، دار احیاء تراث العربی]

(۳) جمعہ کی اذان خارج مسجد حدود مسجد میں خطیب کے روبرو ہونا چاہیئے، مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ناجائز ہے۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ سوئم، احکام شریعت وغیرہ رسائل اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جملہ افعال مذکورہ حرام وگناہ ہیں، تفصیل کے لئے رسالہ تعزیہ داری اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۳/ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

عقائد متعلقہ اولیائے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

کیا مدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں

مسئلہ-۲۷۰ تا ۲۷۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) کچھ پیر صاحبان مکن پور شریف کے یہ کہتے ہیں کہ بڑے پیر صاحب کا مرتبہ کئی وجوہ کی بنا پر قطب مدار صاحب سے کم ہے۔

[۱] بڑے پیر صاحب کی عمر شریف کم تھی۔

[۲] آپ حسینی ہیں جبکہ مدار صاحب حسنی ہیں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تھے اس لیے مدار صاحب کا مرتبہ زیادہ ہے [۳] آپ مدار العالمین ہیں۔

(۲) اور کہتے ہیں کہ گیارہویں نہ کرو بلکہ سترہویں کرو۔

(۳) یہ حضرات خود کو مدار صاحب کی آل بتاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مدار صاحب کا سلسلہ سوخت ہے۔

(۴) یہ کہتے ہیں کہ مدار صاحب نے چودہ سو خلیفہ چھوڑے جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ کوئی خلیفہ نہیں چھوڑا۔

(۵) یہ حضرات کہتے ہیں کہ خلافت وسلسلۂ بیعت کی مدار صاحب نے اجازت مرحمت فرمائی ہے جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ صرف خلافت دی ہے اجازت بیعت نہیں۔

(۶) کہتے ہیں کہ بڑے پیر صاحب کے جو مناقب بیان کیے گئے ہیں وہ بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کیے گئے ہیں ان حالات کی بنا پر کچھ لوگ مذبذب ہیں کہ آیا کیا کریں کیونکہ ہم لوگ تو اپنے بزرگوں سے دیکھتے ہیں کہ گیارہویں شریف ہوتی ہے اور اسی پر ہم لوگ بھی عمل پیرا ہیں مگر کچھ لوگ جو مکن پور کے حضرات سے مرید ہیں سخت مخمصہ میں ہیں کہ کیا کریں اور یہ صاف طور پر دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ

جوایسے پیر کے مرید ہیں، انہیں اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

(۷) اگر ان صاحبان کو اجازت بیعت حاصل ہے تب تو درست ورنہ اجازت نہ ہونے کی شکل میں جو لوگ کہ مرید ہیں ان کو کیا کرنا چاہیے؟

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات مفصل ومکمل نمبروار شرع شریف کے حکم کے مطابق ارسال فرمائیں کہ جس سے ساری الجھنیں دور ہوں اور حکم شریعت سے آگاہی ہو اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ آپ کی نوازش ہوگی۔

سائل: مجیب احمد، بہیڑی

الجواب

(۱) فضل سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ جسے چاہے عطا فرمائے قال تعالیٰ ﴿ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ ﴾ [سورۂ جمعہ آیت-۴]

اور سوال میں جو وجوہ مذکور ہوئیں ان میں وجہ اول کا تو فضیلت میں بھی داخل ہونا محل کلام ہے، چہ جائیکہ افضلیت اس سے ثابت ہو۔ فارسی کا مشہور مقولہ ہے ''بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال''

[گلستان سعدی باب اول در سیرت پادشاہاں مجلس برکات مبارکپور]

اور بحمدہ تعالیٰ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ظاہر میں وہ مقام بلند تھا جو کم کسی کو نصیب ہوا ہوگا۔

آپ اپنے عصر میں مذہب شافعیہ وحنبلیہ کے مفتی یگانہ تھے اور علم باطن میں جو مقام بلند تھا اسے کون سمجھے اس کی ادنیٰ جھلک ''فتوح الغیب'' و''غنیۃ الطالبین'' سے ظاہر ہوتی ہے اور اگر یہی مدار افضلیت قرار دیا جائے تو لازم کہ سیدنا بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بیشتر صحابہ سے بھی افضل ہوں اور یہ صریح کفر و گمراہی ہے بلکہ جب عمر کی درازی ہی پر مدار ہے تو پھر شیطان کا رتبہ سب سے بڑا ہونا چاہیے حالانکہ وہ بدترین خلائق ہے تو ثابت ہوا کہ یہ وجہ بنائے فضل ہی نہیں افضل ہونا اس وجہ سے کجا۔

اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنی بھی ہیں حسینی بھی ہیں اور آپ کا قدم مبارک تمام اولیا کی

گردن پر ہے اس امر کی شہادت متقدمین ومتاخرین مشائخ وعلما واولیا سب نے اپنے اپنے زمانہ میں دی اور تمام اولیاے عصر نے قدم مبارک کو اپنی گردنوں پر لیا اور اس امر کی بنا پر آپ اپنے بعض مشائخ متقدمین سے بھی افضل ہوئے اور اس واقعہ کو وہ شہرت ملی کہ عرب وعجم اس سے واقف اور علما کی کتابیں اس کے ذکر سے مالا مال ہیں، اسی طرح آپ کے دوسرے مناقب وفضائل مشہور اور بیشتر کتب میں مسطور تو آپ کی جلالت وعظمت تمام آفاق میں امر ثابت ومقرر اور ہر منصف کا مسلّمہ ہے اس میں اختلاف کرنا سعادت سے دور پڑنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ ان کی جہالت ہے۔ گیارہویں بھی کیجئے اور سترہویں بھی اور ایصال ثواب میں منجملہ اولیا کو سیدنا شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شامل کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ہاں سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے ''سبع سنابل شریف'' میں خود حضرت سیدنا بدیع الدین مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ اخبار صحیحہ حکایات فرمایا ہے کہ میں نے اپنے سلسلہ کو درہم برہم کیا اور اس مضمون کے خطوط اپنے خلفا کے پاس بھیجے مگر یہ بات ایسی نہیں کہ جسے لیکر مداریہ سے الجھا جائے اور ان سے زبردستی یہ بات منوائی جائے کہ یہ بات ضروریات دین سے نہیں جس کے انکار سے آدمی کافر ہو جائے نہ مداری کو یہ چاہیے کہ جو لوگ ایک بزرگ کے قول کی بنا پر اس سلسلہ کو سوخت کہہ رہے ہیں ان سے نزاع کریں اور نوبت بہ اہانت وتکذیب پیشوائے دین پہونچائیں بلکہ یہ امر حرام کام بدانجام ہے اور اس سلسلہ کے سوخت ہونے سے لازم نہیں کہ وہ لوگ جو خود کو سیدنا شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کی آل بتاتے ہیں جھوٹے ہیں وہ چیز دیگر ہے اور آل ہونا چیزِ دیگر اس دعویٰ کو انہیں پر چھوڑنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ہمارے نزدیک اس باب میں سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کا قول معتمد ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے سند صحیح ومقبول سے اس کو باطل کرے ورنہ اس کا قول نامسموع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) ان کے دعویٰ کے خلاف سبع سنابل کا قول گذرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) جو لوگ ایسا دعویٰ کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کا ثبوت شرعی بہم پہنچائیں ورنہ سخت ملزم اشد گنہگار، مفتری، سزاوارِ سزائے آخرت ہیں اور وہ لائق پیری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) کسی ایسے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہوں جو جامع شرائط پیری ہو اور سلسلہ اس کا متصل ہو۔ واللہ تعالیٰ

اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۵؍ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

سجدۂ تعظیمی کا حکم، بچیوں کے بال کتروانے کا حکم، خواجہ خواجگان کہنا جائز ہے اور خواجۂ لامکاں نہ کہنا چاہیے

مسئلہ-۲۷۷ تا ۲۸۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) سجدۂ تعظیمی کرنا کیسا ہے؟

(۲) لڑکیوں کے بال کس عمر تک کتروائے جاسکتے ہیں؟۔

(۳) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواجۂ خواجگان، خواجۂ لامکان کہنا کیسا ہے؟

(۴) کیا حضرت مخدوم علاؤالدین صاحب کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نماز جنازہ خود پڑھائی تھی؟

مستفتی: محمد حامد علی نوری قصبہ فرید پور محلّہ مردھان ضلع بریلی شریف

الجواب

ہماری شرع مطہر میں معظمین کو سجدۂ تحیت جائز نہیں قال تعالیٰ: ﴿أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ۝﴾ [سورۂ آل عمران-آیت-۸۰]

تفصیل کے لیے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا رسالہ ''الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ'' دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جب تک سمجھ وال نہ ہوں اور کتروانے کی ضرورت ہو، بے ضرورت کتروانے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) خواجۂ خواجگان کہنا جائز ہے اور خواجۂ لامکاں نہ کہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) میری نظر سے نہ گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کا ذکر خاص اپنی عبادت میں رکھا، امام اعظم کو ابو حنیفہ کیوں کہتے ہیں؟

مسئلہ-۲۸۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ابو حنیفہ کیوں کہتے ہیں؟ اور عمرو کا قول ہے کہ مسجد میں اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کا تذکرہ نہ کیا جائے چاہے وہ بندۂ خاص کیوں نہ ہو چاہے ولی کامل صحیح۔ اور زید سنی ہے مگر تقویۃ الایمان وغیرہ پڑھتا ہے اور علمائے دیوبند وغیرہ کو کافر نہیں کہتا ہے اور حق پر جانتا ہے تو کیا ایسے شخص کو سنی مانا جائے؟ اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟ اس کے ہاتھ کی قربانی جائز ہے؟ زید کا کہنا ہے کہ علمائے دیوبند نے یا کسی نے ایسی بات نہیں لکھی ہے یہ علمائے دیوبند وغیرہ پر افترا ہے وضاحت سے جواب مرحمت فرمایا جائے کرم ہوگا۔ فقط۔ والسلام۔

مستفتی: عبد الغفار طیب بھائی ٹھیکیدار رام ناتھ پارہ ۵/ راجکوٹ (گجرات)

الجواب

حنیفہ اوراق کو کہتے ہیں زیادہ لکھنے کی وجہ سے آپ کو ابو حنیفہ کہا جاتا ہے اور عمرو کا قول غلط و بے ہودہ ہے جس کے بطلان پر التحیات میں السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته السلام علینا و علی عباد الله الصالحین گواہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کا ذکر خاص اپنی عبادت میں رکھا جس سے ظاہر کہ ان کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے تو مسجد میں کہاں سے ممنوع ہو جائے گا عمرو پر توبہ لازم ہے۔ اور زید جبکہ دیوبندیوں کو دانستہ مسلمان جانتا ہے تو ہرگز سنی مسلمان نہیں بلکہ دیوبندیوں کی طرح اس پر بھی علمائے حرمین شریفین کا فتوائے کفر ہے: من شك فی كفره وعذابه فقد كفر۔

[حسام الحرمين على منحر الكفر والمين مع الترجمة، ص ۹۰، مطبع رضا اکیڈمی ممبئی (اشاعت ۱٤۳۵ھ)]

کا مصداق ہے۔ اور وہ جو دیوبندیوں کی حمایت میں کہتا ہے وہ خود اس کا افترا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

حضرت مدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مدار العالمین کہنا جائز نہیں

مسئلہ-۲۸۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ہذا میں کہ:
چند ماہ قبل جبل پور علاقہ کا میں نے دورہ کیا جبل پور اور اس کے اطراف میں مختلف مقامات پر ایک پوسٹر بڑے سائز کا نظر سے گزرا جس میں ایک جانب جشن رحمۃ للعالمین ہے تو اس کے مقابل جشن مدار العالمین جلی حروف میں تحریر ہے اور یہ ہی جملہ میری توبہ کا باعث بنا رب العلمین اور رحمۃ اللعالمین تو قرآن پاک میں موجود ہی ہے اور ان دونوں جملوں میں ساری کائنات معمور لیکن یہ تیسرا جملہ رحمۃ للعالمین کے ساتھ کہنے یا بمقابل کہنے یعنی مدار العالمین جملہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے بالآخر میں نے لغت کا سہارا لیا تو لفظ مدار کے مندرجہ معنی پائے گئے۔

[۱] گردش کی جگہ [۲] منحصر کیا گیا [۳] جس پر کوئی بات ٹھہری ہو [۴] دائرہ [۵] قیام [٦] انحصار
اس وضاحت کی روشنی میں مدار العالمین کے جو مطلب ظاہر ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

[۱] حضرت سیدنا بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ کے آگے سارے عالم گردش کرتے ہیں حضرت سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہیں۔

[۲] حضرت سارے عالم کا ٹھہراؤ ہیں۔

[۳] حضرت سارے عالم کا قیام ہیں۔

[۴] حضرت سارے عالم کا مرکز ہیں، اور دائرہ ہیں، نیز حضرت پر سارے عالم کا انحصار ہے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جہاں جہاں رب کی ربوبیت وہاں وہاں رسول محترم کی رحمت جہاں جہاں

ربوبیت ورحمت وہاں وہاں حضرت مدار العالمین رحمۃ اللہ علیہ کی مداریت ۔سوال یہ ہے کہ کسی ولی کے لیے جملہ مدحیہ کے ساتھ لفظ عالمین جیسا کہ مذکورہ بالا بیان موجود ہے اسے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ اگر لفظ کا استعمال جائز ہے تو پھر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ مولیٰ تعالیٰ عنہ کو غوث العالمین اور سیدنا خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز کو معین العالمین کیوں نہیں کہا جاتا بینوا توجروا۔ مفصل و مدلل جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں ۔فقط

مستفتی: محمد مظفر حسین احمد قادری خادم دار العلوم فیض الاسلام، کیشکال، ضلع بستر، ایم۔پی

الجواب

مدار العالمین کہنا جائز نہیں، اس لئے کہ اس کے اکثر معانی خاصۂ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرا معنی خاصۂ الوہیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب　　واللہ تعالیٰ اعلم　　قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

کیا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کبھی کفر کا فتویٰ لگایا؟ علم غیب کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

مسئلہ-۲۸۳ تا ۲۸٤

(۱) علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس شخص کے لیے جو یہ کہتا ہو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر کفر کا فتویٰ لگ گیا ہے۔ کیونکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے ایسے شخص کو قرآن وحدیث وفقہ اسلام کی رُو سے مسلمان کہا جائے گا یا نہیں لہٰذا صحیح جواب ارسال فرمائیں۔

(۲) جو یہ کہتا ہو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا معاذ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ اس سے سلام وکلام کرنا جائز ہے کہ نہیں اس لیے کہ زید علانیہ کہتا ہے کہ ان کو علم غیب نہیں تھا۔ فقط والسلام

مستفتی: حافظ غلام مرتضی قادری صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ غریب نواز چوڑی ماری محلّہ گوپی گنج بنارس

الجواب

(۱) وہ شخص سخت مفتری اشد کذاب ہے اور کھلا غیر مقلد گمراہ بے دین ہے۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہر گز کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔ اس پر لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کا ثبوت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کا مطلقاً انکار قرآن عظیم کی آیات مبارکہ کی تکذیب ہے جو کفر ہے۔ زید واقعی اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کا منکر ہے تو کافر ہے اسے سلام کرنا ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ ۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

اعراس اولیا میں شرکت مندوب ہے اور اس میں رقص، گانے بجانے وغیرہ خرافات کا ازالہ لازم ہے

مسئلہ-۲۸۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:

اعراس اولیائے کرام کی تقریبات منانے میں رقص وسرود گانے بجانے اور طوائف کے ناچنے وغیرہ ایسے خرافات ہوں تو شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ آیا ان خرافات کو مٹادیں یا عرس ہی نہ کریں۔

مستفتی: اسمٰعیل ولی محمد، کھاٹکی ڈی ۴۸، ممبئی-۳

الجواب

ان خرافات سے اجتناب واحتراز اور عند المقدور اس کا ازالہ لازم ہے اور عرس کہ تلاوت قرآن وذکر ونعت گوئی اور تذکرۂ صاحب عرس اور اس کیلئے شرعی اجتماع سے عبارت ہے ممنوع نہیں لہٰذا اس میں شرکت شرعاً مندوب ہے ردالمحتار میں علامہ ابن حجر مکی سے ہے: ''لان القربات لا تترك لمثل ذالك بل علیٰ الانسان فعلها وانكار البدع بل وازالتها ان امكن''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[رد المحتار، ج۳، ص۱۵۰، باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی زیارۃ القبور مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ القوی

۱۲/صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

اولیاے کرام کی اہانت کرنا خدا سے جنگ مول لینا ہے، ''روزہ نماز کرو یا نہ کرو اس سے انسان کا درجہ یا عظمت کم نہیں ہوتا'' کہنا کیسا؟

مسئلہ-۲۸۶تا۲۸۹

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ ولیوں میں سب سے بڑا ولی کتا ہے اور کتا جنت میں بھی جائے گا کیا یہ کہنا صحیح ہے اور اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ لوگ پیر کے پاس کیوں جاتے ہیں جھاڑ پھونک کروانے اس قابل تو خود ہوسکتا ہے کیا یہ مرتبہ ہر کسی کو حاصل ہوسکتا ہے ہر آدمی ولی اللہ یا پیر کے درجے کو پا سکتا ہے؟

(۳) زید کہتا ہے کہ نماز پڑھو یا نہ پڑھو روزہ رکھو یا نہ رکھو اس سے انسان کا درجہ وعظمت کم نہیں ہوتا بلکہ کسی کا دل دکھانے سے انسان کا وقار گر جاتا ہے؟

(۴) زید کہتا ہے کہ ایک طرف کعبہ ہو اور ایک طرف مومن کا دل اگر مومن کا دل کعبہ کی وجہ سے دکھے اور ٹوٹتا ہو تو کعبہ کو توڑ دینا چاہیئے کیونکہ کعبہ دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے لیکن دل ٹوٹنے سے نہیں بن سکتا کیا یہ باتیں صحیح ہیں ازروئے شریعت جواب عنایت فرمائیں

مستفتی: عرفان صاحب براہم پورہ بریلی شریف یوپی

الجواب

(۱) زید کا قول اولیاے کرام کے ساتھ سخت توہین ہے زید نے اولیاے کرام کی اہانت کر کے خدا سے جنگ مول لی ہے حدیث میں ہے: ''من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتة بالحرب''

[الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق باب التواضع، ج ۲، ص ۹۶۳ مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ/ مشکوٰۃ شریف، ص۱۹۷، الفصل الاول، باب ذکر الله والتقرب الیه، مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ / کنز العمال، ج ۷، ۸۰۷، الباب السابع فی صلاۃ النفل، الفصل الاول فی الترغیب فیھا، حدیث نمبر ۲۱۳۲۳، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

نہیں نہیں اس نے کتے کو سب سے بڑا ولی کہکر ایک جانور کو تمام اولیاء پر ہی فضیلت نہ دی بلکہ جانور کو تمام انسانوں سے افضل بتایا اور صریحاً قرآن کا انکار کیا جبکہ قرآن فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ آدَمَ﴾ [سورۂ بنی اسرائیل آیت-۷۰]

ہم نے آدمیوں کو سب پر مکرم کیا، زید پر توبہ وتجدید ایمان لازم اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ کلمہ بھی اسکی جہالت کی نشانی ہے اور دانا و ناداں کو برابر کرتا ہے حالانکہ جاننے والا اور نہ جاننے والا عقلاً و شرعاً کسی طرح برابر نہیں ہوسکتے قرآن فرماتا ہے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[سورۂ زمر آیت-۹]

(۳) یہ مطیع و عاصی کو برابر کہتا ہے اور نماز وروزہ کی فرضیت کے انکار کا صاف پہلو رکھتا ہے، لہذا زید پر اس سے بھی توبہ وتجدید ایمان لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جائز ہے۔ اور یہ تو تیرا غیر اسلامی عمل ہے تو کہتے ہیں کہ ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے تمہارا عمل تمہارے ساتھ۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: دلدار خاں، گاؤں کرکوال میڈیا سیٹی

الجواب

سوال زید عمر بکر وغیرہ ناموں سے کرنا چاہئے کہ طریقہ مستحبہ شرعا یہ ہے کہ مسئول عنہ کا نام نہ لے بلکہ اسے مبہم رکھے۔ اب جو حکم ذکر ہوتا ہے وہ بر تقدیر صدق سوال ہے۔

(۱) شخص مذکور جس نے فرضی مزار بنایا سخت گناہ گار مستوجب نار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کرے اور اس مزار کو ڈھادے اور اس کے لئے جو چندہ اس نے کیا اسے اس کے مالکان کو واپس کرے اور لوگوں پر فرض ہے کہ اس فرضی مزار سے دور رہیں کہ اس کی زیارت کرنا حرام بدکام لعنت انجام سرکار مدینہ تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برحق ہے۔ ''لعن اللہ من زار بلا مزار''

[فتاویٰ عزیزیہ، بحوالہ کتاب السراج، بروایت خطیب، ج۱، ص۲۶۹، مطبع مجیدی، کانپور]

اللہ کی لعنت ہے اس پر جو بلا مزار زیارت کرے اور وہاں منتیں، مرادیں مانگنا سخت حماقت، شدید جہالت اور ناجائز و گناہ ہے۔ اور وہ جو سوال میں شخص مذکور کی بابت تحریر ہوا کہ تمہیں اتنے لڑکے دیئے صرف فریب ہے اور جھوٹا ادعائے ولایت و کرامت ہے۔ شخص مذکور اس سے بھی توبہ کرے اور جو اس کے دام فریب میں آئے ان پر بھی توبہ ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲،۳) نہایت محمود اور شرعا بر سبیل لزوم مطلوب ہے لہٰذا دوسروں پر بھی وہی لازم ہے اور برادری کی وجہ سے اس کے ساتھ تعاون اور خلاف شرع سے برادری کی وجہ سے نہ روکنا دین میں سخت مداہنت، شدید حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) سخت گنہگار ہیں ان پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

سلسلۂ مداریہ ووارثیہ میں بیعت ہونا کیسا؟ غوث اعظم کی فضیلت تمام اولیاے کرام پر مسلم ہے

مسئلہ-۲۹۴ تا ۲۹۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) بہت سے پیر لوگ حضرت سیدنا مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا حاجی وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پاک یعنی سلسلہ وارثی سلسلہ مداری سے لوگوں کو مرید کرتے ہیں کیا سلسلہ مداری اور سلسلہ وارثی ہے یا ختم ہے؟ جیسا ہو، جواب عنایت فرمائیں۔ اور جو لوگ وارثی اور مداری سلسلہ سے مرید ہیں وہ کیا کریں؟

(۲) اور یہی پیر حضرات غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو مدار صاحب کے مرتبہ سے کم بتاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ کسی معتمد کتاب کا حوالہ دے کر فیصلہ عنایت کریں۔

مستفتی: محمد عمر قادری شاہی جامع مسجد، بندار بن، ضلع متھرا

الجواب

(۱) سلسلہ مداریہ کے بزرگ حضرت شاہ مدار علیہ الرحمہ سے متعلق سبع سنابل شریف میں فرمایا کہ انہوں نے اپنے وصال سے کچھ پہلے اطراف واکناف میں خطوط بھیجے جن میں تحریر ہوا کہ ''من کسے را خلافت ندادہ ام نہ خواہم داد'' میں نے کسی کو خلافت نہیں دی ہے اور نہ آئندہ کسی کو خلافت دوں گا۔

[سبع سنابل شریف ص ۱۴۱، مکتبہ جامعہ نظامیہ لاہور]

اور ظاہر ہے کہ اتصال سلسلہ کے لئے منجملہ شروط یہ شرط بھی ہے کہ مرید کرنے والا اپنے شیخ کا خلیفہ و ماذون ومجاز بہ بیعت ہو ورنہ بیعت وخلافت نہ ہوگی۔ پھر ان مداریہ کے اقوال وافعال سے خود ظاہر و باہر ہے کہ یہ لائق بیعت وارشاد نہیں۔ حضرت وارث علی شاہ صاحب کا بھی کسی کو خلافت دینا معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو اتصال سلسلہ کے لئے کسی اور سلسلہ کے جامع شرائط بیعت سے مرید ہونا چاہئے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

(۲) سیدنا غوث اعظم کی فضیلت تمام اولیائے کرام پر تا ظہور مہدی مسلم ومقرر ہے جس پر اجلہ علما واولیاء کا اتفاق ہے۔ اس کا انکار کرنا سخت محرومی و بدنصیبی ہے۔ ان باتوں سے حضرت مدار علیہ الرحمہ کی روح پُرفتوح خوش نہ ہوگی۔ بلکہ جملہ اولیاء کی طرح وہ بھی یقیناً ایسے امور سے بَری و بیزار ہیں۔ مولائے کریم ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶؍ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

حضرت شاہ مدار علیہ الرحمہ سے سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبہ میں افضل ہیں

مسئلہ-۲۹۶

کیا فرماتے ہیں وارثان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس امر میں کہ:

حضور سیدنا پیران پیر بڑے پیر دستگیر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض وہ لوگ جو سلسلہ مداریہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک سے حضرت مدار صاحب علیہ الرحمہ درجہ اور مرتبہ میں بڑے ہیں۔ اُن پر کیا حکم ہے؟ لہٰذا عرض ہے کہ اس پر کافی وضاحت سے روشنی ڈالی جائے تاکہ ایسے لوگوں کے شکوک وشبہات دور ہوسکیں۔ فقط والسلام۔

مستفتی: مظفر احمد قادری رضوی غفرلہٗ دار العلوم فیض الاسلام، کیش کال، ضلع بستر، ایم۔ پی

الجواب

مداریہ ہی سے اس امر کا ثبوت طلب کرنا چاہئے۔ وہ بتائیں کہ وہ کس دلیل سے حضرت شاہ مدار صاحب علیہ الرحمہ کو غوث اعظم سے افضل بتاتے ہیں اگر کوئی دلیل معقول ومقبول عند الشرع ہے تو بتائیں ورنہ اُن پر دعویٰ بے دلیل سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

اولیائے کرام کی شان میں گستاخی سخت توہین ہے

مسئلہ-۲۹۷تا۳۰۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید مسجد میں امامت کرتا ہے اور اولیائے کرام کے مزارات کو مٹی کا ڈھیر بتاتا ہے۔

(۲) محلّہ کے ایک شخص نے نکاح خواں سے جو کہ عرصہ چالیس سال سے زائد سے نکاح پڑھا رہا ہے اور سارے قصبہ نے چنا ہے اس سے نکاح پڑھوالیا تو محلّہ کی مسجد کے امام نے نماز پڑھانے سے منع کردیا کہ نہ پنجوقتہ نماز پڑھاؤں گا اور نہ نماز جمعہ پڑھاؤں گا جب نکاح پڑھانے والے نے اقرار کرلیا کہ میں پچاس روپیہ دے دوں گا تو پھر نماز پڑھانے لگے اپنی لالچ کے پیچھے نماز پڑھانا چھوڑ دیا۔

(۳) زید بات بات پر گندی گالی بکتا ہے چاہے قرآن پاک پڑھتا ہو یا کوئی کام کرتا ہو۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمایا جاوے۔

(۴) ایک جگہ عیدین کی نماز پڑھی جاتی ہے اور اب مسجد تعمیر ہوگئی ہے اور نماز جمعہ بھی خود قائم کردی ہے۔ جبکہ پرانی مسجد جو کہ خالی رہ جاتی ہے اور جس میں ۳۵؍سال سے نماز جمعہ ہورہی ہے اور عیدین کی نماز اس نئی مسجد میں جہاں پہلے عیدین کی نماز ہوتی تھی اب بھی وہیں پڑھی جاتی ہے نماز جمعہ اور عیدین وپنجوقتہ نماز کے لئے اس عیدگاہ والی مسجد کے لئے کیا حکم ہے؟

(۵) زید نے ۱۹۶۷ء میں نسبندی کرائی جبکہ اس کو علم نہ تھا کہ نسبندی کرانا ناجائز ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ کے یہاں سے فتویٰ نکلنے سے قبل نسبندی کرانے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

مستفتی: بدیع الزماں پرانی مسجد، قصبہ وپوسٹ مادھوٹانڈہ، ضلع پیلی بھیت

الجواب

زید کا جملہ اولیائے کرام کی شان میں سخت توہین ہے اور یہ اس کی بدعقیدگی و بے دینی کا کھلا ثبوت ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اس کی گالی سے کیا شکایت اسے امام بنانا حرام حرام اشد حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جس جگہ پہلے سے عیدین و جمعہ پڑھتے تھے وہیں پڑھتے رہیں۔ زید کا جمعہ قائم کرنا صحیح نہیں نہ عیدین قائم کرنا درست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نسبندی حرام ہے جو اس کے مرتکب ہوئے توبہ کریں اور زید جب تک توبہ صحیحہ و تصحیح عقیدہ و تبری و رجوع نہ کرلے امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۲/ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

غائبانہ تربت بناکر اس پر عرس اصلی مزار کی طرح کرانا حرام، لعنت کا کام ہے

مسئلہ-۳۰۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

کسی ولی اللہ کی غائبانہ تربت بنا کر اس پر عرس اصلی مزار کی طرح کرانا کہاں تک جائز ہے؟ جبکہ شہر جودھپور سے احمد آباد کوسوں دور ہے۔ احمد آباد کے قرب میں میراں داتا صاحب کا اصل مزار شریف ہے اس کی نقل شہر جودھپور میں تیار کر کے اس پر اصل کی طرح حاضری دی جارہی ہے کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے یا مسلمانان جودھپور کو کارکنان نقلی مزار بنا کر گمراہ کر رہے ہیں؟ آپ مندرجہ بالا سوال کی تفصیل شریعت کی روشنی میں دیں تاکہ ہمارے سوال اور آپ کے فتویٰ کو شائع کر کے مسلمانان جودھپور کو اس گمراہ کن عقیدے سے بچا کر اسلام کے صحیح مسئلہ سے روشناس کرا کر ان کے دل منور کریں۔ فقط

سوال کنندہ: سید ہدایت علی ہدایت منزل، گلزار پورہ، جودھپور

الجواب

قبر بلا مقبور کی زیارت حرام لعنت کا کام ہے حدیث میں ہے: ''لعن الله من زار بلا مزار''

[فتاویٰ عزیزیہ بحوالہ کتاب السراج بروایت خطیب، ج۱، ص۲۶۹، مطبع مجیدی کانپور]

اللہ کی لعنت ہے اس پر جو بے مزار کے، زیارت کرے۔ اور اس پر عرس کرنا بھی حرام اور ایسے جلسہ میں شرکت کرنا گناہ کہ اعانت بر گناہ گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

سجدۂ تعظیمی انبیاء و اولیا کو ناجائز و حرام ہے

مسئلہ-۲۴۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

حضرت مولانا شاہ محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ اکبر پوری عابد شب زندہ دار اور عالم باعمل تھے وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء و دیگر علما و صوفیا کے حوالے سے سجدۂ تعظیمی کو جائز سمجھتے تھے۔ ان کا ایک فتویٰ بھی سجدۂ تعظیمی کے جواز میں دیکھا گیا جس میں دلیل کے طور پر حدیث پاک و دیگر علما و محدثین کے اقوال بھی نقل ہیں اور عدم جواز پر جو دلیلیں ہیں بڑی خیر نیتی کے ساتھ ان کی تاویلات بھی کی ہیں۔ ایسی صورت میں ان سے حسن عقیدت رکھنا ان کی تعریف و توصیف کرنا، ان کے مزار پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

نیز مولانا محمد شمیم الزماں قادری نے ان کی سوانح حیات کو قلمبند کیا ہے جس میں ان کی زندگی کے صحیح واقعات اور مشہور و مستند کرامات درج ہیں کیا اسے تلف کرنا ضروری ہے؟ واضح رہے کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی کتاب ''اخبار الاخیار'' سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض صوفیا کا یہ عمل رہا ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جمہور علما اس کی حرمت کے قائل ہیں اور حرمت کا فتویٰ بھی دیا جاتا

ہے اگر حضرت مولانا شاہ محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ سے دیدہ ودانستہ جمہور کے خلاف جواز کا قول صادر نہ ہوا تو کیا ایسی صورت میں ان کی تفسیق جائز ہے؟

مستفتی: فیروز احمد دار العلوم قادریہ حبیبیہ، کافور گلی فیلخانہ، ہوڑہ

الجواب

سجدۂ تعظیمی جمہور علماء کے نزدیک انبیاء واولیاء کے لئے ناجائز وحرام ہے اور ہم پر جمہور کی اتباع فرض ہے خصوصا جبکہ وہی قول معتمد ہے اس کو علمائے اعلام نے ترجیح دی تو اس کی مخالفت اگرچہ کسی دلیل سے ہو یا استظہار سے ہونا جائز وحرام ہے۔ لہٰذا کسی کو برخلاف قول معتمد فتوىٰ دینا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے: ”الفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع“

[الدر المختار، ج۱، ص۱۷۶،۱۷۷، المقدمه، دار الکتب العلمیه، بیروت]

اسی میں ہے: ”واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه وما صححوه كما لو أفتوا فی حیاتهم“

[الدر المختار، ج۱، ص۱۸۰،۱۸۱، المقدمه، دار الکتب العلمیة، بیروت]

طحطاوی علی الدر میں اس کے تحت ہے: ”ای کاتباعنا لهم لو افتوافی حیاتهم ونحن موجودون و هٰذا اشارة الیٰ التسلیم وعدم المعارضة باستظهاراوبدلیل آخر“

[حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ج۱، ص۵۲، المقدمة مطبع دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت]

لہٰذا ان کی ایسی تعریف جس سے ان کے اس فتوىٰ کی تائید نکلے جائز نہیں اور فاتحہ پڑھنے میں حرج نہیں اور ان کے واقعی محاسن بیان کرنا بھی جائز ہے اور اب جبکہ وہ گزر چکے ان کی تفسیق سے کیا حاصل؟ لہٰذا اس سے باز رہیں۔ خصوصا جبکہ فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

ہر ولی کے مزار پر حاجت طلب کرنا جائز ہے، وسوسہ دور کرنے کا طریقہ، ذکر نفی، وذکر اثبات ہر پاک جگہ پر جائز ہے اور بہتر بیٹھ کر پڑھنا ہے، قبولیت دعا کا طریقہ

مسئلہ-۲۴۶ تا ۲۵۰

پیر طریقت سیدی ومرشدی حضرت علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ!

تحیات وتسلیمات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) کسی بھی اولیاء اللہ کے مزار مبارک پر جاکر اپنے دل کی مرادیں مانگ سکتا ہوں یا نہیں؟ اگر مانگنے کی اجازت ہے تو طریقہ کیا ہے؟ کس طرح مانگا جاسکتا ہے؟

(۲) میرا دل ہمیشہ کشمکش میں مبتلا رہتا ہے، کبھی سوچتا ہوں خدا سے مانگوں، انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے وسیلے سے۔ کبھی سوچتا ہوں کہ کیوں نہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، غوث پاک یا کوئی بھی اولیائے کرام سے ہی اپنے دل کی مرادیں مانگوں۔ حقیقت میں کس سے مانگا جاسکتا ہے؟ اور کس طرح مانگا جاسکتا ہے؟

(۳) نماز پڑھنے کے لئے جب کھڑا ہوتا ہوں تو دنیا کی باتیں یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کے دور کرنے کا طریقہ بتائیں۔

(۴) شجرے کے وظائف میں ذکر نفی اور ذکر اثبات ہے، ذکر نفی میں جب وظیفہ پڑھوں گا تو کس طرح؟ اور چلتے پھرتے پڑھ سکتا ہوں یا نہیں؟

(۵) گھریلو حالات سے بہت پریشان رہتا ہوں، کوئی بھی کام کرتا ہوں کامیابی نہیں ہوتی، ہر طرف ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں، قبول نہیں ہوتی۔

مستفتی: غلام نیاز احمد قادری کیراف حاجی کلاتھ اسٹور، ہدیٰ مارکیٹ،
پکی سرائے چوک، مظفر پور، بہار

الجواب

(۱،۲) ہر ولی کے مزار پر حاجت طلب کرنا جائز ہے۔ ولی کو وسیلۂ بارگاہ خداوندی جانیں اور اس کے وسیلے سے خدا سے مانگیں حقیقت میں خدا ہی سے مانگا جائیگا اور وہی حقیقت میں دینے والا ہے اور نبی و ولی بلکہ ہر مخلوق اس کی مددگار وسیلہ اور اعانت کا مظہر ہے۔ اور انبیاء و اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے کل مخلوق سے زائد قدرت و اختیار سے نوازا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ان کی طرف توجہ نہ کریں اور نماز پوری کرلیں، خارج نماز لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کی کثرت کریں نیز درود شریف کی کثرت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ہر پاک جگہ پر ہر طرح ذکر کا اختیار ہے اور بیٹھ کر بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝﴾ بعد نماز عشاء ۴۵۰ ر بار اول و آخر درود شریف تین تین بار پڑھیں اور بے گنتی بے تعداد وضو بے وضو ہر پاک جگہ پر پڑھتے رہیں اور قبولیت کا یقین رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دعا ضرور قبول ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق دعا قبول فرماتا ہے اور بندے کو دعا کی برکت اور اس کا ثواب ملتا ہے اور جو دعا بظاہر قبول نہ ہوگی وہ قیامت کے لئے ذخیرہ ہو جاتی ہے بشرطیکہ بندہ صبر کرے اور مایوس نہ ہو۔ پھر قبولیت اتباع شریعت پر موقوف ہے۔ آداب دعا کے لئے ''احسن الدعاء'' دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۱۴ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

اولیاے کرام بعد وصال بھی زندہ ہیں، مودودی کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ دیوبندیوں

کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟ مزارات پر چادر چڑھانا کیسا؟ صحابہ کے نام کیساتھ ''یا'' لگانا کیسا؟

مسئلہ-۲۵۱ تا ۲۵۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے ولی بزرگ کو اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ دو رکعت نماز ادا کرسکیں اور تلاوت قرآن کرسکیں لیکن زید مثال اس طرح دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ ایک شخص نوکری کررہا ہے اور وہ ریٹائرڈ ہوگیا وہ ریٹائرڈ ہو کے کیا کسی سے کچھ بھی کسی کو دے یا دلا سکتا ہے؟ اور جو نوکری کررہا ہے وہ تو کسی کو کچھ دے اور دلا سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بزرگان دین اور ولی تو گزر گئے اور مٹی میں مل گئے، اب وہ کسی کو کیا دلا سکتے ہیں اور دے سکتے ہیں؟ کیا زید کا یہ خیال صحیح اور درست ہے؟

(۲) مودودی بانی جماعت اسلامی، اشرفعلی تھانوی، اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی وغیرہ وغیرہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

(۳) دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ دیوبندی مولوی کو بُرا بھلا کہنا کیسا ہے؟ زید اکثر کہا کرتا ہے کہ دیوبندی علماء کافر ہیں کل دیوبندی دیو کے بندے ہیں اور کافر ہیں کیا زید کا ایسا کہنا صحیح ہے؟ سنی کے علاوہ دوسرے عقیدہ والوں کو مثلاً وہابی، قادیانی وغیرہ وغیرہ جو فرقے ہیں ان کو کافر کہہ کر پکارنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(۴) مزار پر چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ مزار پر چادر نہیں چڑھائی جاتی ہے بلکہ وہ ایک طرح کا غلاف ہے وہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر چڑھانے کو منع فرمایا ہے، کیا یہ صحیح و درست ہے؟

(۵) زید کہتا ہے کہ بزرگان دین وصحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ لفظ ''یا'' لگانا شرک ہے وہ کہتا ہے کہ لفظ ''یا'' تو صرف خدا کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ لفظ ''یا'' لگادے تو کوئی بات نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ سنی شرک کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یا خواجہ ہم کو فلاں چیز دے، مثلاً دولت دے، علم دے، اولاد دے اور یا خواجہ غریب نواز کی رٹ لگاتا ہے وہ شرک کرتا ہے اور وہ مشرک ہے۔ کیا زید کا ایسا خیال صحیح و درست ہے؟

مستفتی: عبدالمالک قادری دربھنگہ ضلع، بہار

الجواب

(۱) زید بے قید کا قول وہابیہ ملاعنہ کی جہالتوں سے ایک جہالت ہے۔ اولیائے کرام بعد وصال جماد محض نہیں ہوجاتے بلکہ زندہ رہتے ہیں اور روح تو بعد موت کسی کی نہیں مرتی تو اولیاے کرام کو مٹی کا ڈھیر سمجھ لینا فلاسفہ و مشرکین سے بھی گئی گزری مت ہے۔ اولیائے کرام کو تصرف کی قدرت دی گئی ہے اور یہ امر خود امام الوہابیہ کو مسلم ہے، وہ صراط مستقیم میں رقمطراز ہے: ''بالجملہ ائمۂ ایں طریق واکابر ایں فریق کہ در زمرۂ ملائکہ ہدایۃ الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملا اعلیٰ فہم شدہ در اجرائے آں می کوشند معدودہ اند پس احوال ایں کرام بر احوال ملائکۂ عظام قیاس باید کرد''

[صراط مستقیم، ص ۲۹ مطبع قیومی واقع در کانپور]

دیکھو کیسا صاف کہہ رہا ہے کہ ائمہ طریقت ملائکہ ہدایۃ الامر کے زمرہ میں شمار ہیں کہ فرشتوں سے الہام پا کر دنیا کے امور کی تدبیر کرتے ہیں۔ اور یہ مثال جو آپ نے دی کہ جو ریٹائر ہوگیا-الخ، سخت توہین آمیز ہے اور یہ جو کہا کہ وہ دو رکعت نماز یا تلاوت قرآن نہیں کر سکتے محض بہتان ہے۔

''شرح الصدور علامہ امام جلال الدین سیوطی'' میں بکثرت روایات، اولیا کی نماز و تلاوت کی بابت ذکر فرمائیں ہیں فلیرجع۔ اور مزید تفصیل کے لئے ''الاهلال بفيض الاولياء بعد الوصال'' اور ''بركات الامداد لاهل الاستمداد'' اور ''الامن والعلىٰ'' رسائل سیدنا اعلیٰ حضرت دیکھو۔

(۲) اسماعیل دہلوی اکثر فقہاء کے قول پر اپنے اقوال کفریہ سے کافر ہے اور متکلمین و محققین حنفیہ وغیرہم فقہاء کے مسلک پر وہ گمراہ بددین ہے اور اس کی تکفیر سے مثل یزید پلید کف لسان کیا ہے۔ رشید احمد و خلیل احمد واشرفعلی و قاسم نانوتوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خدائے جل وعلا کی صریح توہین لکھ کر چھاپی ہے اور مسئلۂ ختم نبوت کے منکر ہوکر ایسے کافر و مرتد ہوگئے کہ علمائے حرمین شریفین وغیرہما نے فرمایا: مـــن

شك فی كفره وعذابه فقد كفر۔

[حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع الترجمة، ص ۹۰، رضا اکیڈمی ممبئی (اشاعت ۱٤۳٥ھ)]

یعنی جو انہیں ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر کافر نہ مانے یا عذاب میں ان کے شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مودودی دیوبندی سرغنوں کی تکفیر نہیں کرتا اور مطلقاً حدیث و تفسیر کا منکر ہے دیکھو تنقیحات اور اس کے علاوہ بھی بہت سے عقائد کفریہ رکھتا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیوبندیوں کا ہے۔ دیوبندیوں کے متعلق تفصیلی فتویٰ حسام الحرمین میں دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دیوبندی قادیانی رافضی اور ہر مرتد کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ ہوتی ہی نہیں بلکہ ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے انہیں امام بنانا کفر ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ”وان انکر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به اصلا“

[الدر المختار کتاب الصلاۃ، باب الامامة، ج ۲، ص ۳۰۱۔۳۰۰ مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

درمختار میں ہے: ”تبجيل الكافر كفر“

[الدر المختار، ج۹، ص ۵۹۲، کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغيره، دار الکتب العلمية، بیروت]

ہر وہابی گمراہ ہے اور ان پر بھی بقول اکثر فقہاء حکم کفر ہے۔ لہٰذا ان کے پیچھے بھی نماز منع ہے۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا: ”الصلاة خلف اهل الاهواء لاتجوز“

[فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۰٤، باب الامامة، احياء التراث العربی بیروت]

قادیانی، دیوبندی اور جو بھی ضروریات دین کا منکر ہو، اسے کافر کہا جائے گا اور سمجھا جائے گا اور اس سے نفرت کی جائے گی اور اوروں کو دلائی جائے گی۔

(۴) مزارات اولیائے کرام پر چادر بقدر تبرک و تعظیم اور اس نیت سے کہ لوگ جانیں یہ اولیا کے مزارات ہیں تو تعظیم بجالائیں، مستحسن ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾

[سورۂ احزاب آیت-۵۹]

امام عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی نے کشف النور عن اصحاب القبور میں اس کی تصریح

فرمائی ہے۔ پھر علامہ شامی نے عقود الدریہ میں اسے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

زید کا یہ کہنا کہ حدیث سے چادر ڈالنا ثابت نہیں، حرمت چادر کی دلیل نہیں بن سکتی کہ منع بھی وارد نہیں ہے اور کوئی شئی شرع مطہرہ سے بے ممانعت صریحہ حرام نہ ہوگی۔ اور یہ کہنا کہ حضور کے مزار پر چادر نہیں ہے بلکہ ایک قسم کا غلاف ہے اس کے لئے حجت مفیدہ نہیں۔ اس کے طور پر وہ بھی حرام ہونا چاہئے کہ حدیث میں اس کا بھی ثبوت نہیں۔

(۵) اولیائے کرام وصحابۂ کرام وانبیائے عظام سب کو ''یا'' کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔ قرآن کریم میں بکثرت ندائے غیر اللہ وارد ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ [۱۳؍جگہوں پر ہے]

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا﴾ [۸۹؍جگہوں پر ہے]

﴿یَاأَیُّهَا الْإِنسَانُ﴾ [۲؍جگہوں پر ہے]

﴿یَا أَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ [سورۂ فجر-۲۷]

اور زید کا دعویٰ شرک باطل ہے اس کے دعوے سے خود خدا کا مشرک ہونا لازم آتا ہے کہ اس نے نبی علیہ السلام، مسلمانوں کو، انسان کو، نفس مطمئنہ کو پکارا۔ اور یہ کہنا کہ حضور کے ساتھ لفظ ''یا'' لگانا کوئی بات نہیں، اس کی حماقت ہے اس سے کوئی پوچھے کہ جب تیرے نزدیک کسی کو پکارنا شرک ہے تو کیا نبی کے لئے معاذ اللہ خدا کا شریک ہونے کی تیرے پاس کیا کوئی سند ہے؟ یا تیرے یہاں شرک کسی کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس سے یہ معاملہ کرو تو مشرک اور دوسرے سے کرو تو ایمان۔ ان ہذا الا ہذیان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تفصیل کے لئے رسالہ مبارکہ انوار الانتباہ فی حل ندائے یا رسول اللہ مصنفہ اعلیٰ حضرت دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سردار اولیا ہیں

مسئلہ-۲۵۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید پیری مریدی کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ولی نہیں تھے۔ صرف عالم دین تھے۔ ہندوستان میں آپ کے کوئی تصرفات بھی نہیں ہیں۔ کیا ایسا کہنے والا سنی صحیح العقیدہ اور پیر طریقت ہوسکتا ہے؟ اس سے مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟ اس کی صحبت میں بیٹھنا اور سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟ بالوضاحت جواب مرحمت فرمائیں۔
مستفتی: ڈاکٹر سید نورالانوار جعفری آستانہ عالیہ، مکن پور شریف، ضلع کانپور

الجواب

برتقدیر صدق سوال زید بے قید جھوٹا ہے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید وسردار اولیاء ہیں۔ حضرت شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے غوث اعظم قدس سرہٗ کے فضائل ومحامد میں زبدۃ الآثار وزبدۃ الاسرار مستقل کتابیں لکھیں اور اخبار الاخیار شریف میں سب سے پہلے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جمیل بہ تفصیل جلیل فرمایا اور اشعۃ اللمعات کے مقدمہ میں القاب کثیرہ عظیمہ جلیلہ آنجناب کے لئے لکھے مقدمۂ اشعۃ اللمعات میں امام احمد بن حنبل کے اجتہاد کے تذکرہ میں ہے: ”اجتہاد ایں امام اجل واکرم آنست کہ شیخ الشیوخ قدوۃ الاولیاء قطب الاقطاب فرد احباب غوث اعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ حامل مذہب وتابع اقوال اوست“

[اشعۃ اللمعات، ج۱، مقدمہ در احوال محدثین ص ۱۷، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر]

اسی میں خواجہ محمد پارسا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محدث کبیر ابن جوزی علیہ الرحمہ کا قید خانہ واسط میں مقید ہونا اور پانچ سال نہاں خانہ میں روپوش رہنا اور یہ سب بہ سبب اعتراض بر غوث ہوا تحریر کیا اس تحریر میں خواجہ مذکور نے غوث ممدوح کو قطب الاولیاء تاج المفاخر لکھا: ”وھٰذا نصہ شیخ عالم عارف کامل خواجہ محمد پارسا قدس اللہ روحہ وافاض علیٰ المستفیدین فیوضہ وفتوحہ در فصول ستہ کہ از تصانیف ایشاں است در ذکر ابن جوزی بتقریب فرمودہ اند کہ ھو الشیخ الحافظ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی البکریٰ البغدادی المعروف بابن الجوزی بود امام حافظ فصیح متبحر مصنف در اقسام علوم بست وپنجاہ تصنیف کردہ بود مراد را قبول تام نزد

خاص و عام بود ولادت او ببغداد در سنۃ ثمان وخمسمأۃ ووفات یافت در رمضان سنۃ سبع وتسعین وخمسمأۃ و بیروں آوردہ شد از زندان واسطہ و پنہاں ماند در نہانخانہ پنج سال بسبب انکار وے بر شیخ عبدالقادر قطب الاولیاء تاج المفاخر"

[اشعۃ اللمعات، ج۱، مقدمہ در احوال محدثین ص۲۳، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر]

زید دیکھے یہ دو بزرگ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیسی توصیف کر رہے ہیں اور محدث علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ کے واقعہ سے عبرت پکڑے۔ اور سوچے کہ اس جناب کی شان میں انکار کی سزا حضرت محدث مذکور کو دنیا میں یہ ملی تو وہ کس گنتی میں ہے۔ پھر یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی ابن جوزی کے لئے سرکار غوثیت کی طرف سے عفو و درگزر کی خبر پا کر اپنے پیر برحق شیخ عبدالوہاب متقی کا ان کی عاقبت بخیر ہونے پر خوش ہونا یوں بیان کرتے ہیں: "نقل کردم حکایت عفو حضرت شیخ را از ابن جوزی پس گفت شیخ عبدالوہاب الحمدللہ علیٰ ذالک وفرمود وے مردے عالم محدث کبیر است الحمدللہ نجات یافت ازیں ورطہ"

[اشعۃ اللمعات، ج۱، مقدمہ در احوال محدثین ص۲۳، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر]

پھر متصلاً اپنے انہیں مرشد برحق سے غوثیت مآب پر انکار کا انجام اور حضرت غوثنا الجیلانی کا جملہ مشائخ پر فضل تام یوں ذکر فرماتے ہیں: "یا فلان شیخ عبدالقادر بزرگ است وشان او عظیم است وانکار ایشاں زہر قاتل است خداے تعالیٰ نگاہدار داز اں وفرمود حق سبحٰنہ دادہ است اورا از فضل وکرامت آنچہ ندادہ است غیر اورا از مشائخ"

[اشعۃ اللمعات، ج۱، مقدمہ در احوال محدثین ص۲۳، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر]

زید دیکھے یہ تین ہندی بزرگ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کا کیسا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور انہیں تین پر بس نہیں ان کے مداحوں کی گنتی ہی نہیں اور یہ سرکار غوثیت کے تصرف کی دلیل بلکہ ان کا عین تصرف ہے اور سب سے بڑی کرامت غوثیت مآب سلطان الہند غریب نواز نائب سرکار غوثیت ہیں مگر ہے یہ کہ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم - چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

اور خاندان برکات مارہرہ اور کچھوچھہ مقدسہ وغیرہا کے بزرگان والا شان کیا غوث اعظم کے تصرف

کا نشان نہیں اور زید نے یہ کہا کہ ''ولی نہیں تھے، صرف عالم دین تھے''۔ کیا عالم دین ولی نہ ہوگا تو زید جیسا جاہل ولی ہوگا؟ حاشا وکلا ولی تو کہتے ہی ہیں عارف باللہ تعالیٰ کو۔ درمختار میں ہے: ''ھو لغة خلاف العدو وعرفا، العارف بالله تعالیٰ''

[الدرالمختار، ج٤، باب الولی، کتاب النکاح، ١٥٣، دارالکتب العلمیة، بیروت]

ردالمحتار میں ہے: ''قوله (وعرفا) أی فی عرف اهل اصول الدین قال فی البحر وفی اصول الدین هو العارف بالله تعالیٰ باسمائه وصفاته حسب ما یمکن المواظب علیٰ الطاعات المجتنب عن المعاصی الغیر المنهمك فی الشهوات واللذات کما فی شرح العقائد—اھ''

[ردالمحتار، ج٤، باب الولی، کتاب النکاح، ١٥٣، دارالکتب العلمیة، بیروت]

اجماع اولیاء ہے کہ جاہل ولی نہیں ہوتا: ''ما اتخذ الله ولیا جاهلا''

[مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ج١، ص٦٩ خطبة الکتاب مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

زید بے قید پر توبہ صحیحہ لازم ورنہ اندیشہ کفر وسوء خاتمہ کا ہے۔ معین الحکام وتکملہ لسان الحکام ونصاب وعالمگیری میں ہے: ''من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[فتاوی هندیه، ج٢، ص٢٨٢، کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین موجبات الکفر انواع دارالفکر، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

١٩/ ذیقعدہ ١٤٠٠ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

محبوبان خدا سے استمداد وتوسل قرآن حکیم سے ثابت

۱۸۲

مسئلہ-۲۵۷

علمائے دین شرع متین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ:

ایک صاحب نے بڑے مولوی صاحب کے قرآن کے ترجمہ پر اعتراض کیا اور یہ کہا کہ ترجمہ انکا صحیح نہیں ہے اور ترجمہ اشرفعلی تھانوی کا لایا اس بات پر کہا کہ چلو مولوی صاحب کے یہاں، طے کرنے کے بعد سیلانی والی مسجد میں ہم لوگ چلے گئے۔ وہاں مولوی صاحب نے کہا کہ ترجمہ ٹھیک ہے۔ ترجمہ یہ تھا ''وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں۔ خود ہی اپنے رب کی طرف خود وسیلہ ڈھونڈتے ہیں'' پارہ -۱۵، رکوع -۵۔ اس بات پر یہ بات نکلی کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے تو یہ بات آئی کہ مزاروں پر جاکر اپنی حاجتیں پوری کرانے کو کہتے ہیں۔ تو ایسے میں ان سے کہنا بیکار ہے۔ کیونکہ بائیسواں پارہ ۱۴ر رکوع میں ہے قبر میں پڑے ہوؤں کو سنانے والے نہیں۔ تو کہا کہ کافر اگر بت کو پوجیں تو وہ کافر اور مسلمان اگر مزاروں پر جاکر اپنی حاجتیں بیان کریں تو کوئی حرج نہیں؟ تو مولوی صاحب مسجد سیلانی نے جواب دیا کہ کافر پتھر کو پوجتے ہیں تو کیا مسلمان سنگ اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ تو بکر نے اس سے کہا یہ ہمارے حضور کی تعلیم ہے انہوں نے جواب دیا ان کی رامائن میں بت کی پوجا آئی ہے۔ مزار والے ہماری پکار سنتے ہیں۔ ایسے مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ آپ حدیث و قرآن سے سب باتوں کا جواب دو اگر ذرا بھی رعایت برتی تو آپ بھی خدا کے یہاں پکڑاؤ گے۔

حفظ الکریم، کٹ کوئیاں، بریلی

الجواب

معترض نے جس آیت کریمہ سے اپنے مدعائے فاسد پر دلیل چاہی ہے وہ اسی پر حجت ہے اس کے لئے ہرگز وہ دلیل و حجت نہیں کہ آیت کریمہ صاف صاف توسل کا جواز بتا رہی ہے اور اسی سے ظاہر کہ توسل محبوبان خدا کی محبوب سنت ہے اور اسی آیت کریمہ سے اولیاے کرام و صالحین سے جواز استمداد ثابت اور یہ بھی ظاہر کہ ان سے اور نہ صرف ان سے بلکہ عالم میں ہر غیر اللہ سے استمداد بطور وسیلہ ہی ہے

تو توسل واستعانت بواسطہ جدا جدا نہیں۔ اور معین حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور استمداد بایں معنیٰ ہرگز شرک نہیں بلکہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ﴾ [سورۂ بقرہ آیت-۱۵۳]

مدد چاہو صبر سے اور نماز سے۔

اور ہمیں حکم دیا: ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ﴾ [سورۂ مائدہ آیت-۲]

نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

بلکہ استعانت بالواسطہ کو شرک کہنا معاذ اللہ سخت غارتگریٔ ایمان ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ خدا شرک کا حکم دینے والا بلکہ خود مشرک ٹھہرے اور جب توسل بحکم الٰہی ثابت اور ہم ظاہر کر آئے کہ توسل و استعانت بہ معنیٰ مذکور ایک ہیں تو خود ظاہر کہ اللہ نے جسے ہمارا وسیلہ بنایا ضرور اسے ہمارا مدد ومعاون اور اپنی اعانت کا مظہر بنایا اسی لئے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ - الآية﴾

[سورۂ بقرہ-۲۵۱]

یعنی اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ فرماتا- الخ۔ آیت کریمہ صاف صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ انسانوں میں بعض انسان بعض کے دافع ہیں۔ اور اعانت ومدد کس چیز کا نام ہے؟ اور جس سے حالت حیات میں مدد چاہی جاسکتی ہے۔ اس سے بعد وفات بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ امام غزالی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''من يستمد به في حياته يستمد به بعد وفاته'' [امام غزالی]

تو وہابیہ کا یہ سمجھنا کہ اولیائے کرام بعد وفات مدد نہیں کر سکتے، محض بلا دلیل ہے۔ وہ بتائیں کہ ان کا دعویٰ کون سی آیت یا حدیث سے ثابت ہے اور بعد وفات اولیاء سے استمداد کو شرک کہنا بھی محض باطل ہے زندوں سے استمداد جائز، اور یہ خود بھی کرتے ہیں اور اولیاء سے بعد وصال ان کے دھرم میں شرک۔ گویا یہ خدا سے سند لے آئے ہیں کہ زندے خدا کے شریک نہیں ہو سکتے ہیں اور مُردے شریک ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی اگر شرک پر اڑیں تو اپنے امام الطائفہ کو مشرک کہیں جو صراط مستقیم میں رقمطراز ہیں: ''حق جل وعلا بذات پاک خود بواسطۂ ملائکۂ عظام یا ارواح مقدسہ بسبب برکت توسل بہ قرآن محافظت طالب خواہد نمود''

[صراط مستقیم ص ۱۳۵، باب چہارم در بیان طریق سلوک راہ نبوت، مطبع قیومی واقع کانپور]

اور لکھتے ہیں: ''ائمہ ایں طریق واکابر ایں فریق در زمرۂ ملائکہ ہدایۃ الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملا اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آں می کوشند معدودہ اند''

[صراط مستقیم ص ۲۹ مطبع قیومی واقع کانپور]

اور اسی میں لکھتے ہیں کہ: ''در سلطنت سلاطین وامارات امراء ہم ہمت ایشاں را دخلے ہست کہ برسیاحین عالم ملکوت مخفی نیست''

[صراط مستقیم ص ۵۳ مطبع قیومی واقع کانپور]

اور ان کے چچا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں: ''بعض خواص اولیاء را کہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانند دریں حالت تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد۔

[تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز تحت والقمر اذا اتسق ص ۲۰۶، مطبع سلیم بکڈپو لال کنواں دہلی]

اور شاہ ولی اللہ جد امام الطائفہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں: ''ربما اشتغل هولاء باعلاء كلمة الله ونصر حزب الله وربما كان لهم لمة خير بابن آدم''

[حجة الله البالغة ج۱، ص ۱۱۱، باب اختلاف احوال الناس فی البرزخ، مطبع دار احیاء العلوم بیروت]

وہابیہ بتائیں حکم شرک سے یہ حضرات کب بچیں گے اور جب یہ نہ بچیں گے تو امام الطائفہ اور طائفہ وہابیہ کیسے شرک سے بچے گا۔ اور آیت ﴿وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ o﴾

[سورۂ فاطر آیت-۲۲]

کے تحت وارد ہے۔ جامع البیان میں ہے: ''ای الکفار المصرین فانهم کالاموات فی عدم الانتفاع بالموعظة''

[جامع البیان فی تفسیر القرآن للایجی سورۂ فاطر مطبع دار الکتب العلمیة بیروت]

اسے اولیاء کے حق میں تلاوت کرنا بے محل ہمارا یہ طریقہ نہیں کہ بے محل آیت کریمہ کی تلاوت کر کے اپنا مدعی ثابت کرنا چاہیں ورنہ کیا یہ آیت کریمہ نہیں پڑھی جا سکتی ﴿كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ

اَلْقُبُوْرِ o﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم [سورۂ ممتحنہ آیت-۱۳]

اور ہمارے اس فتوے سے متصرف کی اس جاہلانہ بکواس کا جواس نے ان الفاظ میں کی کہ "اگر کافر بت کو پوجیں تو وہ کافر اور مسلمان -الخ" جواب ظاہر ہے اور وہ یہ کہ حاجت ہرگز اولیاء کی عبادت نہیں اور جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ انہیں مستقل قدرت وتصرف مان کر کرتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں: "پرستش این چیز ہا بنا بر اعتقاد استقلال وقدرت است کہ کفر محض است"

[فتاوی عزیزی ج ۱، ص ۳۴، باب در بیان شبہات بت پرستاں، مطبع مجتبائی دہلی]

امام کے کہنے کا مقصد یہی ہے کہ تم بتوں کی پوجا اور بوسہ قبر یا صاحب مزار سے دعا کو برابر جانتے ہو؟ یہ خیال غلط ہے بوسہ حجر اسود کا بھی دیا جاتا ہے اور اگر بوسہ بھی کوئی ایسا امر ہے کہ غیر اللہ کے لئے شرک وکفر ہے تو تمہیں چاہئے کہ حجر اسود کو بوسہ نہ دو بزرگان دین سے جو حاجت ودعا کی جاتی ہے وہ بطریقۂ توسل ہے جس طرح کسی بزرگ سے حیات ظاہری میں دعا وحاجت طلب کی جاتی ہے حیات ظاہری کے بعد کونسا زہر گھل گیا کہ بزرگان دین سے دعا ودرخواست ناجائز ہوگئی سائل اس فرق کو ملحوظ رکھے۔ واللہ الھادی۔ وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلّہ سوداگران، بریلی شریف ۲۲/ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

بزرگان دین کو وسیلہ بنانا قرآن سے ثابت ہے

مسئلہ-۲۵۸ تا ۲۶۲

قبلہ محترم جناب فقیہ ومفتی صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

چند مسائل درج ذیل ہیں برائے کرم بحوالہ قرآن کریم وحدیث شریف مطلع فرمائیں تا کہ معترضین کو مدلل جواب دیا جائے۔

(۱) وسیلہ کے معنیٰ کیا ہیں اور وسیلہ کی تعریف کیا ہے۔اور وسیلہ فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے اور وسیلہ کا طریقۂ عمل حدیث شریف یا فقہ حنفی کی مستند کتاب سے ثابت فرمائیے۔

(۲) جن بزرگان دین سے ہم کو دین ملا آج وہ ہماری نظروں کے سامنے موجود نہیں ہیں ان سے وسیلہ حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(۳) اگر کوئی شخص محفل میلاد میں کھڑے ہوکر سلام نہیں پڑھتا بلکہ بیٹھے بیٹھے درود شریف پڑھتا رہے اور کھڑے ہوکر سلام پڑھنے پر مستند دلیل چاہتا ہے۔

(۴) زید صرف جمعہ کی نماز پڑھتا ہے رمضان المبارک کے روزہ بھی نہیں رکھتا ہے چہرہ پر داڑھی بھی نہیں ہے اس کے ساتھ عوام یا علماء کا گھلا ملا رہنا از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

(۵) وہ حدیث پاک کہ جس کا مفہوم ہے کہ جس کو پانچوں وقت پابندی سے نماز کے لئے مسجد جاتے ہوئے دیکھو ایمان والا ہونے کی گواہی دو۔اگر مسجد جانے والے نمازی کو کافر کہا جائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ نعوذ باللہ اس حدیث شریف کے ضعیف ہونے کا احتمال تو نہیں ہے؟

مستفتیان: محمد نعیم، حافظ لئیق احمد خان، حافظ ظہیر احمد، حافظ عزیز الدین وغیرہ وغیرہ حافظ محمد نعیم صاحب شرافت اللہ وفا سکولوک سلون رائے، بریلی

الجواب

وسیلہ وہ ذات یا عمل ہے جس کے ذریعہ غیر کی قربت حاصل کی جائے یہ مطلق وسیلہ کی لغوی تعریف ہے اور وسیلۂ شرعیہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تقرب کے لئے کسی ذات یا عمل کو ذریعہ بنائے۔شفاء السقام میں صحاح جوہری سے ہے: ”اما الوسيلة: فقال الجوهري: الوسيلة ما يتقرب به الىٰ الغير، والجمع: الوسيل والوسائل، والتوسيل والتوسل واحد، يقال: وسل فلان الىٰ ربه وسيلة، وتوسل اليه بوسيلة: اذا تقرب اليه بعمل“

[شفاء السقام الباب السادس فی کون السفر اليهاقربة ص۲۷۸، دار الکتب العلمية بيروت]

اور اس معنیٰ کر وسیلہ غیر خدا ہی کے ساتھ خاص ہے۔اور خدا اس سے منزہ وتعالیٰ ہے کہ اس سے اوپر کون ہے جس کے لئے وہ دوسرے کو وسیلہ بنائے تو وسیلہ کو شرک کہنا وہابیہ کی حماقت ہے اور انہیں

معاذ اللہ کم از کم دو خدا ماننا لازم بلکہ خود خدا کو مشرک کہنا ہے کہ وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم اس نے دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے: ﴿وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾ [سورۂ مائدہ آیت-۳۵]

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور وسیلہ ڈھونڈنے والوں کی اس نے تعریف فرمائی، فرماتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ [سورۂ اسراء-۵۷]

وہ نیک بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ تو خود اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون اللہ سے زیادہ قریب ہے تو ان نادانوں کے نزدیک معاذ اللہ خدا مشرک شرک گر مشرکوں کا ثنا خواں ٹھہرا اور جملہ اعمال صالحہ سے توسل شرک قرار پایا جس کے دام میں یہ خود بھی گرفتار ہیں تو خاص اعمال کو وسیلہ جاننا اپنے اس مطلق جرنیلی حکم سے عدول اور اپنے کفر خلاصی کی تدبیر ہے جو فضول ہے۔ بھلا کوئی ان ہوشیاروں سے پوچھے تو سہی کہ خدا سے تم کیا سند لائے ہو کہ تمہارے روزہ نماز تو وسیلہ ہوں اور شرک نہ ہو اور ہم انبیاء اور اولیاء کی مقدس ذوات کو وسیلہ جانیں تو یہ شرک ہو جائے حاشا و کلا ہرگز سند نہیں لا سکتے۔ بلکہ اپنی ہوس باطل سے قرآن عظیم کے حکم مطلق کو مقید کر کے اس کو بدلنا چاہتے ہیں قرآن عظیم نے مطلق حکم فرمایا اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو عمل یا ذات سے مقید نہ فرمایا تو اسے اعمال سے مقید کرنا مطلق کو بدلنا ہے جو تحریف ہے بلکہ نا سمجھ کیا جانیں کہ خود اسی آیت میں ذوات قدسیہ سے توسل پر وہ دلیل قائم جو شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے افادہ فرمایا اور وہ یہ کہ وسیلہ سے ایمان مراد نہیں کہ پہلے یایها الذین آمنوا فرمادیا نہ عمل صالح مراد کہ اتقوا اللہ۔ اللہ سے ڈرو، میں وہ بھی آ گیا۔ نہ جہاد کہ بعد میں وجاهدوا فی سبیله فرمایا تو متعین ہے کہ اس سے مراد بیعت مرشد ہے یہ فائدہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے وہابیوں کے مولوی خرم علی بلہوری نے القول الجمیل میں نقل کیا۔

[شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل دوسری فصل بیعت کی سنیت کا بیان ص ۲۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور]

علاوہ ازیں بکثرت دلائل سے توسل بہ ذوات ثابت جنکی اس جگہ گنجائش نہیں اور منکر کو وہی کافی جو اس کے اپنے گھر کی ہے۔ اور مطلق وسیلہ فرض بھی ہوتا ہے واجب بھی اور سنت بھی اور حرام کا وسیلہ و ذریعہ حرام اور مکروہ کا مکروہ ہوتا ہے اور وسیلہ شرعیہ میں وہی تین قسمیں ممکن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بزرگان دین کو وسیلہ بنانا یہ ہے کہ دعاء میں ان کا واسطہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ان کے وسیلہ سے دعا مانگے ان کے لئے نذر و نیاز کرے ان کے طریقہ مرضیہ کو اپنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کی دلیل چاہنا حماقت ہے وہ قیام کو ممنوع جانتا ہے تو دلیل اس کے ذمہ ہے۔ وہ دکھائے کہ شرع نے کہاں منع فرمایا ہے۔ قرآن عظیم نے درود و سلام کا حکم مطلق دیا۔ کسی حالت کی تخصیص نہ کی تو جس طرح کھڑے بیٹھے درود بھیجا جائے، جائز ہے اور کھڑے ہو کر اولیٰ ہے کہ اس میں تعظیم زائد ہے اور تعظیم نبی کو ممنوع نہ جانے گا مگر دشمن دین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) حدیث صحیح ہے اور وہ استقامت عقیدہ سے مشروط ہے ورنہ منافقین جو حاضر بارگاہ نبوی تھے کیوں نکالے جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۳ رمحرم الحرام ۱۳۹۹ھ

فقہائے کرام و اولیائے کرام کی اہانت کفر ہے

مسئلہ-۲۶۳ تا ۲۶۵

جناب مفتی اعظم مولانا اختر رضا خاں صاحب قبلہ! السلام علیکم

سخاوت حسین نیپالی مجیبی نے آپ کے پاس بریلی شریف حاضر ہو کر اپنے معین جرموں کا اقرار کر کے توبہ کی جس کی بنا پر آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے سنی سمجھا جائے لیکن ابھی وہ امامت وغیرہ نہیں کرے گا، جب تک صلاح حال ظاہر نہ ہو پھر جب صلاح حال ظاہر ہو جائے اور استقامت معلوم ہو جائے تو مقامی سب سے بڑے عالم مرجع فتویٰ کے حکم سے موصوف اپنے منصب پر بحال کردئے جائیں گے۔ بلکہ نیپالی مذکور نے اپنے توبہ نامہ میں خود بھی تحریر کیا ہے کہ جب تک علمائے اہل سنت کو میرے اوپر اعتماد نہیں ہو جاتا میں امامت وغیرہ نہیں کروں گا لیکن یہاں اودے پور میں اس نے جھوٹ مشہور کردیا کہ مفتی اعظم نے مجھے امامت کی اجازت دے دی اور دوسری چارسوبیسی یہ کی کہ مولوی

اکبر صاحب جوڈونگر پور کے انجمن میں اردو کے ماسٹر ہیں اور وہیں مقیم ہیں اودے پور کبھی جلسہ جلوس میں دعوت پر تشریف لاتے ہیں ان سے اپنے اہل ہونے کا فیصلہ لایا۔اور امامت کررہا ہے۔یہ اور آپ کو جو توبہ نامہ لکھ کر دیا ہے اس میں بہت بڑے جرم کا ذکر کیا ہے نہ اس سے توبہ کی ہے وہ ہے آیت ﴿أَلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ۝﴾[سورۂ یونس-۶۲]

اور اس کی مثل آیتوں کا انکار کرتے ہوئے اس کا یہ قول کہ قرآن میں صرف رسول اللہ کے ایمان پر خاتمہ کا بیان ہے اور کسی کے ایمان پر خاتمہ کا بیان نہیں یہاں تک کہ خواجہ اور غوث اعظم کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا نہیں۔تو سوال یہ ہے کہ:

(۱)　اس سے توبہ لازم ہے یا نہیں؟ اور کفر ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ آیت اور اس کی امثال کا انکار ہے یا نہیں؟

(۲)　اور نیپالی پر تمام کفروں اور جرموں سے توبہ کے بعد علی الاعلان تجدید ایمان یعنی کلمہ پڑھنا لازم وفرض ہے یا نہیں؟ اس نے اپنے توبہ نامہ میں توبہ کے بعد کلمہ بھی نہیں پڑھا ہے۔

(۳) یہاں حضرت مولانا جہانگیر صاحب کو سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا ہے انہوں نے نیپالی کے اقراری استاذ یحییٰ کو امامت سے خارج کیا تھا پھر سخاوت حسین نیپالی کو بھی بیان لے کر علمائے اودے پور کی کمیٹی نے امامت سے خارج کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کی روانگی کا ٹکٹ بھی ہو گیا تھا لیکن کچھ لوگوں نے اسے روک لیا ان کا روکنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

مستفتی: محمد میوہ فروش

الجواب

(۱)　بے شک سخاوت حسین نیپالی پر اپنے اس قول بد سے توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کرے کہ اس کے اس قول سے حضرات کریمین غوث اعظم وخواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اشد اہانت ہے فقہاء نے علمائے ظاہر کی توہین کو کفر فرمایا ہے۔اشباہ میں ہے: ”الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر“

[الاشباہ والنظائر مع الحموی، باب الردۃ، کتاب السیر ج۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور]

بلکہ اس کے قول میں سے بکثرت صحابۂ کرام (جن میں عشرۂ مبشرہ بھی شامل ہیں جنکے لئے

جنت کی بشارت حدیث میں آئی) بھی نہ بچے بلکہ جملہ صحابہ کرام کو اس قول بدنے اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ اس نے کہا صرف رسول اللہ کے-الخ،تو جہاں تمام صحابہ پر ہاتھ صاف کردیا اور ان کے لئے نص قطعی

﴿وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی﴾ [سورۂ نساء آیت-۹۵]

وغیرہ سے حسن خاتمہ معلوم ہے۔ثابت ہوا کہ سخاوت نام نہاد کا قول بے بنیاد بکثرت نصوص قطعیہ کا مکذب ومنافی ہے جس سے اس پر بلاشبہ تجدید ایمان فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بے شک فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حرام بدکام بدانجام بلکہ کفرانجام ہے جبکہ اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اسے امام بنائیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۱۴؍شوال المکرّم ۱۴۰۶ھ

غوث پاک سارے اولیاء میں افضل ہیں، مدارالعالمین کہنا جائز نہیں

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہمارے گاؤں ہلدوا کفایت اللہ میں چند مسلمان مدار صاحب کو حضرت غوث پاک سے فضیلت اور کمالات میں بڑا جانتے ہیں اس پر زید نے کہا کہ حضرت غوث پاک فضیلت اور کمالات میں تمام اولیاء اللہ کے شہنشاہ ہیں تب بکر وغیرہ نے جواب دیا۔

(۱) بکر وغیرہ نے کہا حضرت غوث پاک کی بہن بیوی نصیبہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تب مدار صاحب کے پاس اولاد کے لیے دعا کرانے کیوں بھیجا۔جب آپ خود صاحب کرامت تھے۔زید نے کہا مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

(۲) میلاد شریف میں سلام وقیام وتقریر وغیرہ میں مدارالعالمین کے نام سے پکارتے ہیں اور سلام میں

پڑھتے ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یامدار العالمین۔ زید نے کہا عالمین لفظ اللہ اور اس کے رسول کے لیے آیا ہے اور کسی کے بارے میں ہم نے عالموں سے بھی نہیں سنا۔

(۳) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ غوث پاک کتنے پاک ہیں۔ کیا ان کی بیویاں اور اولاد نہیں ہوئیں جو کبھی گندے نہیں ہوئے۔ زید نے کہا ہم حضرت غوث پاک کو پاک صاف جانتے ہیں۔

(۴) اور ایک نعرہ نیا لگاتے ہیں اور کہتے ہیں دم مدار بیڑا پار اور نسب نامہ اہل سادات سے بتاتے ہیں۔ زید کے ان سوالوں کے اعتراضات پر بکر وغیرہ نے زید اور ان کے گھر والوں کا حقہ پانی بند کر دیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ کے پدر و دادا وغیرہ کا نسب نامہ کیا ہے اور سوال نمبر ایک لغایت چار کا جواب شرع شریف سے حکم صادر فرمایا جاوے۔ اور زید کے بارے میں کوئی شرع کا حکم صادر ہو تو زید خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر توبہ کرتا ہے اور بکر وغیرہ کے بارے میں جو انہوں نے اعتراض حضرت غوث پاک کے بارے میں کیے ہیں تو بکر وغیرہ کے لیے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ مستفتی: محی الدین موضع ہلدوا کفایت اللہ ڈاکخانہ نواب گنج بریلی

الجواب

زید نے درست کہا۔ فی الواقع سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت علماء و اولیاء کے درمیان مسلم ہے اور ان کا ”قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“۔ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ فرمانا اور اولیائے کرام کا اسے اپنے اپنے مقامات پر دنیا میں اور برزخ میں قبروں میں لینا کتب معتمدہ مثلاً بہجۃ الاسرار اور زبدۃ الآثار و قلائد الجواہر و فتاویٰ حدیثیہ وغیرہا میں منقول و مشہور ہے۔ مدار یہ کا اس میں اختلاف محض نامعتبر ہے اور غوث پاک کی اہانت کا مرتکب ہونا سخت محرومی ہے اور یہ کہنا کہ غوث پاک کتنے پاک ہیں سخت گستاخی اور جہالت ہے یہ لوگ یہ نہ سمجھے کہ اہل بیت نبوت کو آل طاہر شرعاً اور عرفاً کہا جاتا ہے اور خود قرآن نے فرمایا: ”انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا“

[سورۂ احزاب، آیت-۳۳]

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اہل بیت نبوت! تم سے (گناہوں کی) گندگی دور رکھے اور تمہیں خوب ستھرا

کر دے۔ نادانوں سے پوچھو تمہاری یہی بولی غوث پاک کی گستاخی نہیں بلکہ خود قرآن کا مذاق اڑانا ہے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔ اور مدار العالمین کہنا شاہ مدار صاحب کو شرعاً جائز نہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب اقدس رحمۃ للعلمین ہے تو مدار جملہ عالم ہونا انہیں کا خاصہ ہے اور بیوی نصیبہ نام کی غوث پاک کی کوئی بہن نہیں اس کا ثبوت کتب معتمدہ سے اور اس واقعہ کا ثبوت معتمد دلائل سے مداریہ کے سر ہے۔ یونہی شاہ مدار صاحب کا سید ہونا وہی ثابت کریں۔ [ہمیں معلوم نہیں] واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ ۲۴ رشوال ۱۴۰۵ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

فرضی مزار بنا کر اس پہ چادر چڑھانا، عرس وفاتحہ کرنا جائز نہیں

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ سے متعلق کہ:

ضلع سیتامڑھی میں ایک موضع پندراہی ہے جہاں دوسال سے نامعلوم ولی کا عرس نہایت زور سے منایا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نامعلوم ولی کو صرف لوگوں نے اپنے باپ داداؤں سے سنا ہے دیکھا کسی نے نہیں۔ عرس ہونے کی بنیاد پر وہ مرجع عوام وخواص ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ قریہ سے باہر ایک جگہ مٹی کا بہت ہی قدیم ڈھیر تھا اتفاق سے ایک بار بارش ہوگئی۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ کفش مبارک بالکل ویسے ہی تھے اور ان کے جسم کا کفن ظاہر تھا۔ اور ان کا دست مبارک سینے پر دست بستہ تھا اور رات کے چلنے والوں کی رہنمائی بھی کرتے تھے تو لوگوں کو شک ہوگیا کہ وہ شخصیت یہی ہے جس کا نام قربان علی تھا۔ اور ان کے مزار کے اردگرد مشرکین کی لاشوں کو جلایا جاتا ہے۔ لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر تاریخ کے چادر پوشی کی جاتی ہے؟ اس کا کیا حکم ہے۔ مدلل مفصل شریعتاً جواب عنایت فرمائیں۔

المرسل: حافظ صابر حسین

الجواب

اگر واقعہ یہ ہے کہ اس جگہ کوئی قبر ہے جس میں کسی ولی کا دفن ہونا [کم از کم] مظنون ہے تو وہاں

چادر چڑھانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر محض شک ہے جس کی کوئی وجہ سوائے وہم کے نہیں تو اس کی زیارت سے سخت پرہیز ضرور ہے (تو نہ اس کی زیارت کو جائیں نہ عرس فاتحہ کریں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

اولیائے کرام کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کی تحقیق انیق کتاب و سنت کی روشنی میں

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ:

اولیائے کرام و بزرگان دین عظام کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب تفصیل کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔ فقط۔ والسلام مع الاکرام

المستفتی: عبداللطیف قادری رضوی۔ پلاٹ ۳۵ ڈی بلاک-۶ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸ پاکستان

۵ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۸۱ء

الجواب

جائز ہے اور جواز کے لیے یہی بس ہے کہ شرع مطہرہ سے اس کی ممانعت نہیں۔ جو عدم جواز کا مدعی ہے بار ثبوت اس پر ہے جس سے وہ ہرگز قیامت تک عہدہ برآ نہ ہو سکے گا۔ یہی نہیں بلکہ بلا دلیل محض زور زبان سے ایک امر جائز و معمول اہل سنت کو ناجائز کہہ کر اللہ و رسول پر افترا ان کے حکم سے سرتابی ان کے فرمان واجب الاذعان کی تکذیب کا وبال شدید اس کے سر پر رہے گا۔ افترا یہ کہ اللہ و رسول نے رضی اللہ عنہ کہنا منع نہ فرمایا نہ کسی گروہ کے لیے خاص فرمایا اور یہ ممانعت کا قائل۔ حکم سے سرتابی یہ کہ بے دلیل بزور زبان کسی شے کو حلال و حرام کہنا ممنوع فرمایا گیا۔ قال تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال و ھذا حرام۔

[سورۂ نحل آیت-۱۱۶]

اور یہ بے دلیل حرام کہنے پر مصر۔فرمان کی تکذیب یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے ہیں: مارآہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن۔

[المقاصد الحسنة للسخاوی، ص ٤٢٢، حدیث نمبر ٩٥٧، برکات رضا پوربندر گجرات]

جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خدا کا فرمان ہے۔قال تعالیٰ: ''ان ھو الا وحی یوحیٰ''

[سورۂ والنجم۔آیت-۴]

اور حضور جسے اچھا فرمائیں یہ اسے ناجائز کہے۔یہ تکذیب خدا اور رسول ہوئی۔پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''لاتجتمع امتی علی ضلالة''

[المقاصد الحسنه، باب حرف اللام الف، حدیث نمبر-١٢٨٦، ص، ٥٢٦، برکات رضا پوربندر گجرات]

میری امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔تو جو کسی معمول اہل سنت کو بے دلیل ناجائز کہتا ہے وہ امت محمدیہ کو گمراہ کہتا ہے۔حالانکہ حضور علیہ السلام فرما چکے۔میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔یہ خدا ورسول کی تکذیب بالائے تکذیب ہوئی۔اور یہ طریقۂ سنّیہ اہل سنت وجماعت کو چھوڑنا اور خدا اور رسول کی دشمنی مول لینا اور جہنم کی راہ لینا ہے۔قال تعالیٰ: ''ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولّه ما تولیٰ ونصله جھنم وسائت مصیرا''

[سورۂ نساء، آیت نمبر ۱۱۵]

اور جو اللہ ورسول سے دشمنی کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا اور جہنم میں جھونک دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔پھر قرآن عظیم خود صحابہ اور ان کے جملہ اتباع کو بالعموم بے تخصیص بشارت دے رہا ہے۔رضی اللہ عنھم و رضوا عنه۔

[سورۂ بینہ، آیت-۸]

تو بزرگان دین کے لیے رضی اللہ عنہم کہنا قرآن عظیم کی اقتدائے حمید ہے۔جسے وہابیہ بزور زبان ناجائز وحرام کہتے ہیں تو ان کا یہ طعن اہل سنت پر نہیں بلکہ خدا کی بارگاہ میں اساءت ادب ہے۔بالجملہ بزرگان دین کے لیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز اور اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تخصیص کا دعویٰ غلط و

نامسموع علمائے اسلام اپنی کتب میں تابعین وتبع تابعین کے لیے رضی اللہ عنہم تحریر کرتے آئے ہیں تبیین الحقائق زیلعی میں ہے: ”والفرق لابی حنیفة رضی الله عنه“.

[تبیین الحقائق،شرح کنز الدقائق، کتاب الوصایا،باب وصیة الذمی، ج۷،ص ۴۲۱،دارالکتب العلیمیة بیروت]

اسی میں ہے: ”وذکرالحاکم ابومحمد روایة عن ابی حنیفة رضی الله عنهما“

[تبیین الحقائق،شرح کنز الدقائق، کتاب الخنثی،مسائل شتیٰ، ج۷،ص ۴۴۷،دارالکتب العلمیة بیروت]

اسی میں ہے: ”ورضی الله تعالیٰ عن اصحاب رسول الله وعن التابعین وتابع التابعین لهم باحسان الیٰ یوم الدین“

[تبیین الحقائق،شرح کنز الدقائق، کتاب الفرائض،باب التصحیح فی الفرائض، ج۷،ص ۵۱۲،دارالکتب العلمیة بیروت]

بیضاوی میں ہے: ”وعن ابی حنیفة رضی الله عنه“

[تفسیر بیضاوی، ج۱،ص ۱۲،سورۂ فاتحه،مطبع دارالکتب العلمیه بیروت]

حاشیہ میر سید شریف علی الکشاف میں ہے: ”والمشهور من مذهب ابی حنیفة رضی الله عنه و اتباعه“

[حوالہ باقی]

ردالمحتار میں ہے: ”قوله (التستری)امام اعظم رضی الله عنه“

[ردالمحتار، ج۱،المقدمه،ص ۱۴۷،دارالکتب العلمیه بیروت]

اسی میں ہے: ”لاسیماالامام الشافعی رضی الله عنه“

[ردالمحتار، ج۱،ص ۱۴۹،المقدمه،مطلب یجوز تقلید المفضول،دارالکتب العلمیه بیروت]

درمختار میں ہے: ”ومما قال فیه ابن المبارك رضی الله عنه“

[درمختار، ج۱،ص ۱۵۷،المقدمه،دارالکتب العلمیه بیروت]

حدیقہ ندیہ میں ہے: ”اتباع النبی صلی الله علیه وسلم والصحابة والتابعین وائمة

الھدیٰ رضی اللہ عنہم"

[الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة الفصل الثانی فی اقسام البدعة ج۱،ص۳۰۵ مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

نہایۃ الزین میں ہے:"یجب علی من لم یکن فیه اهلیة الاجتهاد المطلق ان یقلد فی الفردواحدامن الائمة الاربعة المشهورین وهم الامام الشافعی والامام ابوحنیفة والامام مالك والامام احمد ابن حنبل رضی الله عنهم"

[نهایة الزین،ج۱،ص۷،شرح خطبه مطبع دارالفکر بیروت]

اسی لیے تنویر و درمختار میں تصریح فرمائی کہ صحابہ و تابعین بزرگان دین وغیرہم کے لیے رضی اللہ عنہم کہنا جائز ہے۔وهذانصه ویستحب الترضی للصحابة وکذا من اختلف نبوته والترحم للتابعین ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الاخیار کذا یجوز عکسه الترحم للصحابة والترضی للتابعین ومن بعدهم علی الراجح۔

[درمختار مع تنویر الابصار،ج۱۰،باب الخنثیٰ،مسائل شتیٰ،ص۴۸۵،دارالکتب العلمیه بیروت]

حدیقۂ ندیہ میں فرمایا:"هل یجوز عکسه؟ فقال بعضهم: لا یجوز بل الترضی مخصوص بالصحابة وقال النووی: هٰذا غیر صحیح بل الصحیح الذی علیه الجمهور استحبابه ودلائله اکثر من ان تحصی"

[الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة فصل معنی الصلوة لغة وشرعا ج۱،ص۴۷ مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

آخر میں دیوبندیوں کے مستند مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی چند عبارتیں پیش کردینا مناسب۔
تذکرۃ الرشید،ج۲،ص۲۲ میں ہے:"جس زمانہ میں احقر حضرت مرشدنا مولانا محمد رفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر رہتا تھا

[تذکرۃ الرشید،ج۲،ص۴۱،مطبع دارالکتاب دیوبند]

اسی میں صفحہ۲۴ر پر ہے"اور مقولہ حضرت مجدد الف ثانی قیوم ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ"

[تذکرۃ الرشید، ج۲،ص۴۴، مطبع دارالکتاب دیوبند]

صفحہ۲۵پر ہے:"الیٰ آخرہ ماقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔

[تذکرۃ الرشید، ج۲،ص۴۴، مطبع دارالکتاب دیوبند]

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ سیدنا محمد الفرد العلم وآلہ وصحبہ ونجوم الھدی ومصابیح الظلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری از ہری غفرلہ ۵؍ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم فقیر مصطفیٰ رضا خاں غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

غوث پاک اور اعلیٰ حضرت کی توہین حرام ایسی بزموں میں شرکت بھی حرام، ایسوں کو سنیوں کے جلسے میں بلانا جائز نہیں

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید ایسی بزموں یا جلسوں میں جاکر شریک ہوتا ہے اور نعت ومنقبت پڑھتا ہے کہ جہاں پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو برا کہا جاتا ہے اور ان کی توہین کی جاتی ہے ان کی عظمت کو گھٹایا جاتا ہے لہذا ایسے شاعروں یا نعت خوانوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور پھر وہ شاعر یا نعت خوان یہ بھی چاہتا ہے کہ قادری بزم یا جلسوں میں یا مشاعروں میں بھی اس سے پڑھوایا جائے لہذا اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟۔

(۲) زید حاجی بھی ہے اور افیون بھی استعمال کرتا ہے عمر رسیدہ ہے محفلوں میں نعت ومنقبت بھی پڑھتا ہے اور کلام پاک کی آیات بھی تلاوت کرتا ہے لہذا ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شمیم احمد ڈرائی کلینز محلّہ شیخو پورہ قصبہ بہیڑی ضلع بریلی

الجواب

(۱) حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی توہین حرام بدکام بدانجام ہے اور ایسی بزم میں شرکت ناجائز وحرام زید اور اس کے امثال پر توبہ لازم ہے۔ ورنہ انہیں شریک بزم کرنا اور ممبر پر بیٹھانا اور نعت پڑھوانا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) افیون کھانا حرام اشد حرام اور اس کا مرتکب فاسق ہے توبہ کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۸/ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ

بعض اولیاء کا طواف کعبہ نے کیا، کرامات اولیاء حق ہے، کسی مثبت واقعہ کی تکذیب جائز نہیں

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(طواف رابعہ بصری کو خود گیا کعبہ) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا خانۂ کعبہ کے طواف کو تشریف لے گئے منازل طے کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرتے ہوئے بوجہ ایام ماہواری حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے قیام کیا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پہلے کعبہ شریف میں پہنچے تو کعبہ اپنے مقام پر نہیں تھا معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ کعبہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے طواف کو گیا ہے۔ یہ واقعہ زید عمرو کو سنا رہا تھا عمرو نے کہا چنڈو خانہ کی خبر ہے دونوں میں جھگڑا ہونے لگا زید نے عمرو سے قطع تعلق کرلیا اس روایت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: معراج الہدیٰ عثمانی محلّہ جالندھری سرائے عبدالقیوم منزل ضلع بدایوں

الجواب

بعض اولیاء کرام کا طواف خانۂ کعبہ نے کیا اور یہ مستبعد عقلا و شرعا نہیں اور کرامات اولیاء حق ہیں عمرو اگر ثبوت اس واقعہ کا زید سے مانگتا تو بجا تھا مگر برجستہ اس واقعہ کی تکذیب اسے جائز نہ تھی توبہ کرے۔ اور اگر تکذیب کا مبنی فساد عقیدہ ہے تو عمرو گمراہ ہے اس سے احتراز لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۸؍جمادی الآخرۃ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ یہ واقعہ ثابت ہے اور اس کا انکار غلط و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دربارۂ خلافت شاہ بدیع الدین مدار علیہ الرحمۃ والرضوان

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید حضرت سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت ہو کر نسبت عالیہ مداریہ حاصل کر چکا ہے اسی سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نسبت صاحب البرکات حضرت شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ فضل اللہ۔۔۔۔ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ حاصل فرما کر اپنی نسل میں جاری فرمائی جس کا ثبوت حضرت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرزادہ حضرت ابو الحسن نوری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ مارہروی کی کتاب النور والبہاء فی اسانید الحدیث کے صفحہ ۲۷؍ پر موجود ہے جس میں حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا شجرہ جدی و مرشدی بدیعیہ مداریہ دیا ہے کیا سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نسبتیں و فیوض و برکات حاصل کرنا درست ہے؟۔ عندالشرع جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: فرحت حسین ساکن پنڈری کھمریا ضلع پیلی بھیت ۲۵؍فروری ۱۹۷۹ء

الجواب

النور والبہاء کی زیارت ہوئی اور اس میں سلسلۂ مداریہ کی سند دیکھی مگر یہ سند سیدنا میر عبدالواحد

بلگرامی قدس سرہ السامی کی اس نقل ہے کی جو حضرت سیدنا مذکور نے خود سیدنا بدیع الدین مدار علیہ الرحمۃ سے کی اور حضرت مدار صاحب کا واقعہ مفصل لکھا اور یہ فرمایا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اخبار صحیحہ سے لکھا ہے دافع نہیں ہوسکتی۔

ممکن کہ سیدنا مدار علیہ الرحمہ نے اس سند میں مذکور صاحب سلسلہ کو خلافت اس قرارداد سے پہلے دی ہو۔ اور یہ قرارداد مندرج سبع سنابل شریف بعد میں رونما ہوئی ہو اور صاحب سلسلہ مذکور فی السند کو اصلا معزول نہ فرمایا ہو یا انہیں اپنے عزل کی خبر نہ پہنچی ہو اور جب یہ احتمال قائم تو اس کے ہوتے ہوئے حکایت صریحہ مفسرہ مستندہ دفع نہیں ہوسکتی لہذا محتاطین اگر سلسلہ مداریہ سے انتساب چاہیں تو خانوادہ برکاتیہ میں ایسے شیخ سے بیعت ہوجائیں جو سلسلہ مداریہ میں بیعت کرے ماذون ومجاز سند مذکور ہو پھر یہ ہمیشہ ملحوظ رہے کہ یہ حکم محتاطین کو اس پر خود عمل کیلئے ہے نہ کہ دوسرے کو بہ جبر اس پر عمل کرانے کیلئے لہذا دوسروں سے تعرض نہ کریں اور سبع سنابل کی عبارت کو دوسروں سے الجھنے کا ذریعہ نہ بنائیں اور فتنہ وفساد سے احتراز کریں اور جو مسلک اہل سنت پر قائم اور احکام شرع پر کاربند ہے ان سے محبت سے پیش آئیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۲۹/ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم فقیر تحسین رضا غفرلہ

سبع سنابل شریف میں حضرت مدار علیہ الرحمہ کے عدم خلافت کا ذکر مصرح

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کون ہیں اور آپ کو کن سے خرقۂ خلافت

ملی اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آپکا سلسلہ منسوخ ہے یہ کہاں تک درست ہے؟۔کیا واقعی آپ کا سلسلہ منسوخ ہے؟۔اور اگر ہے تو کہاں سے منسوخ ہے؟ برائے کرم مفصل ومدلل جواب باصواب سے مطلع فرما کرعنداللہ ماجور ہوں۔

کیونکہ اس سلسلہ میں یہاں آپس ہی میں اختلاف ہوگیا حضور مرشد قبلہ مفتی اعظم ہند کی خدمت بابرکت میں سلام وقدم بوسی عرض فرمادیں جواب جلد عنایت فرمائیں۔اشد ضرورت ہے۔

المستفتی: ناچیز محمد علیم الدین مہتمم مدرسہ اہل سنت بحرالعلوم درگاہ شاہی محلّہ کولارا کرناٹک

الجواب

سبع سنابل شریف میں مفصل واقعہ تحریر فرمایا ہے

[سبع سنابل شریف، سنبلہ دُوم در بیان پیری ومریدی، ص ۱۴۱ مکتبہ قادریہ لاہور]

جس سے ظاہر ہوتا کہ سیدنا مدار قدس سرہ نے اپنے سلسلہ کو خود درہم برہم فرمادیا ہے اور آپ کے شیخ کون ہیں اس سلسلہ میں کتابیں بہت مختلف ہیں۔دو کتابیں بھی متفق نظر نہیں آتیں دیکھئے آئینہ تصوف، مسالک السالکین، وغیرہ اور خلافت کا حال بھی معلوم نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۹ر محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

سلسلۂ نظامیہ جاری ہے، حضرت خواجہ حسن نظامی سجدۂ تعظیمی کے قائل تھے جبکہ یہ اہل سنت کے خلاف ہے

مسئلہ:

مکرمی جناب قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم

عرض خدمت یہ ھیکہ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مرحمت فرمائیے گا۔

(۱) کیا حضرت شیخ جمال بانسوری صاحب نے کوئی خلیفہ چھوڑا کیا ان کا سلسلہ جاری ہے یا ختم ہوگیا۔

(۲) کیا سلسلہ نظامیہ جاری ہے؟ اگر ہے تو یہ سلسلہ درست ہے۔

(۳) کیا حضرت خواجہ حسن نظامی حضرت نظام الدین اولیاء دھلوی کے خلیفہ تھے اور کیا وہ سلسلہ قادریہ یعنی بریلوی خیالات سے متاثر تھے اگر نہیں تھے تب بھی ان کے ماننے والوں سے ملنا کیسا ہے۔؟ خواجہ حسن نظامی نے اور باتوں میں بھی اختلاف کیا ہے مگر معمولات اہل سنت کا قائل ہونا معلوم ہے اور تفصیل کے لئے ان کی حیات کی کتاب دیکھیں۔

سائل: اختر یار خاں معرفت عبدالقادر لنگی مرچنٹ سبزی منڈی بریلی/ ۲۷ر جنوری ۱۹۸۰ء

الجواب

(۱) شیخ جمال بانسوری کے حالاتِ مندرجہٗ اخبار الاخیار شریف کے مطالعہ سے کسی امر کا پتہ نہیں چلتا کہ ان کا سلسلہ جاری ہوا یا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں جاری ہوا اور اگر ہنوز اس سلسلہ میں سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط بیعت ہیں تو ان سے یہ سلسلہ اب بھی جاری قرار پائیگا اور ان سے بیعت درست ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) خلیفہ ہونا مجھے معلوم نہیں اور وہ بندوں کیلیۓ سجدۂ تعظیمی کے جواز کے قائل تھے اور یہ عقیدۂ اہل سنت کے خلاف ہے تو جو بھی اس عقیدہ کا معتقد ہو اس کی صحبت ممنوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ ۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

عرف عام میں اہل سنت کو بریلوی کہا جاتا ہے، بریلوی اور سنی کو برابر جاننے والا اہل سنت سے خارج ہے، غوث اعظم تمام اولیا میں افضل ہیں

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) ہمارے گرام میں ایک جلسۂ میلاد النبی مداریہ کی طرف سے ایک شخص کے گھر پر نو بجے رات کو ہوا ۸/مئی کو۔ جس میں ننھے میاں مکن پوری اور کچھ دیگر لوگ اس میں شریک ہوئے۔ دوران جلسہ یہ کہا گیا نہ مانوں بریلویوں کی۔ نہ مانوں دیوبندیوں کی ڈائریکٹ مکن پور سے تعلق کرو۔ کیا دیوبندی و بریلوی مکن پور کے ننھے میاں و مسجد پیش امام پنڈری کی نظر میں ایک ہیں۔ کیا حکم ہے شرعی اس غلط بات پر۔

(۲) مکن پور کے ننھے میاں اور ان کے اور لوگ پڑھے لکھے یہاں پر یہ پروپیگنڈہ پھیلاتے ہیں کہ غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا رتبہ مدار صاحب مکن پوری شاہ کے رتبے سے کم ہے۔ غوث اعظم کا رتبہ کم ہے۔ ہم اہل سنت کو ہمارے علماء و پیر صاحبان نے تو یہی بتایا ہے کہ غوث پاک سب ولیوں کے سردار ہیں۔ کیا یہ غلط ہے اور یہ غلط نہیں ہے تو ان لوگوں کے یہ کہنے پر کیا حکم شرعی ہے۔ اس طرح غوث پاک کی شان میں کہتے ہیں۔ فقط۔

المستفتی: محمد احمد کھمریا پنڈری
ضلع پیلی بھیت

الجواب

(۱) بریلوی عرف عام میں اہل سنت و جماعت کو کہا جاتا ہے۔ خصوصاً جب کہ دیوبندی کے بالمقابل بریلوی بولا جاتا ہے تو سنی ہی مراد ہوتے ہیں۔ ازآنجاں یہ کہنا کہ نہ مانو بریلویوں کی، نہ مانو دیوبندیوں کی اہل سنت و جماعت اور مرتدین وہابیہ کو ایک برابر کرنا ہے۔ اور خود اپنے کو سنی گروہ سے خارج کرنا ہے۔ قائل پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بے شک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت شہرۂ آفاق اور آپ کی فضیلت پر اولیاء امصار و علمائے اقطار کا ہر زمانہ میں اطباق و اتفاق ہے اور بلاشبہ تمام اولیاء کی گردنوں پر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پاک بلند ہے اور یہ سیدنا غوث اعظم کی وہ خصوصیت ہے جس کے بیان سے بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر و زبدۃ الآثار و غیرہا کتب علمائے کبار مالا مال ہیں۔ اور اس فضیلت میں کوئی دوسرا آپ کا ہمسر نہیں۔ ولایت سیدنا بدیع الدین مدار قدس سرہ ضرور مسلم۔ مگر غوث پاک افضل ہیں اور جو شہرت سیدنا غوث اعظم کے نام گرامی کو ملی وہ اولیاء میں کسی کو نہ ملی کہ عرب و عجم کی کتابیں ان کے

تذکرۂ جمیل سے بھری ہوئی ہیں۔ اور عرب کی کتب میں سیدنا مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں ملتا۔ بالجملہ دونوں اللہ کے ولی ہیں اور مرتبۂ غوث بلند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور جو ان کے مرتبہ کی کمی چاہے کمی اسی کو نصیب۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ ۲۹؍ جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

استفتاء زید عمر بکر وغیرہ فرضی ناموں سے کرنا چاہیے، مجتہد غیر مجتہد سے افضل ہے، امام اعظم غوث پاک سے اور تمام ائمہ سے افضل ہے

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل سوالات میں۔

(۱) اکثر لوگ استفتاء میں زید عمر طلحہ زبیر زینب ہندہ کے نام لکھتے ہیں۔ مثلاً زید نے زنا کیا، عمر نے کلمۂ کفر بولا، طلحہ نے چوری کی، زبیر اکثر جھوٹ بولتا ہے۔ زینب کا فلاں سے ناجائز تعلق ہو گیا۔ ہندہ نے شراب پی۔ الحاصل یہ نام صحابہ وصحابیات کے ہیں اور کوئی سوال ایسا نہ ہوا ہوگا کہ کوئی بدفعلی یا بدکرداری کی نسبت ان مقدس ناموں سے نہ کی گئی ہو اور لطف کی بات یہ کہ سنی علماء بھی ان باتوں سے منع نہیں فرماتے کہ مسائل سے آگاہ کریں کہ سوال میں آئندہ ان ناموں سے سوال نہ کرنا۔ کیا یہ صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی توہین نہیں؟

(۲) حضور غوث اعظم وحضور امام اعظم میں علم وفضل اور ولایت وبزرگی میں کیا فرق ہے؟ کچھ کہتے ہیں کہ حضور امام اعظم، غوث پاک سے ہزاروں درجے بڑھ کر ہیں۔ کچھ کہتے ہیں غوث پاک امام اعظم سے ولایت میں بہت بڑے ہیں۔ لہٰذا صاف واضح طور پر تحریر فرمائیں کہ کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔

المستفتی: محمد فاروق رضوی ومحمد عثمان رضوی سیتا واڑھ جام نگر

الجواب

(۱) ہر شخص جانتا ہے کہ زید و عمرو بکر ہندہ عرف عام میں فرضی نام ہیں۔ جنہیں استفتاء میں بطور پردہ پوشی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان ناموں سے صحابۂ کرام کی ذوات مقصود نہیں ہوتی ہیں۔ انہیں اس توہین سے کیا علاقہ اور طلحہ و زبیر و زینب کا استعمال کہیں نہ سنا ہاں اور اگر کہیں استعمال ہوا ہو تو وہ بھی اسی عرف پر محمول ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ بحث کہیں نظر سے نہ گزری۔ اظہر یہی ہے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور غوث اعظم سے افضل ہیں۔ کہ امام اعظم امام المجتہدین ہیں اور مجتہدین غیر مجتہد سے افضل تو امام اعظم بدرجۂ اولی غوث پاک سے افضل۔ کہ غوث اعظم امام احمد ابن حنبل کے مقلد ہیں اور ہمارے امام ان سے اور سب ائمہ سے افضل و اعظم و اکبر ہیں۔ اسی لیے آپ کا لقب امام اعظم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ ۲؍رجب ۱۴۰۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

حضرت شاہ مدار علیہ الرحمہ بڑے بزرگ اور ولی کامل تھے، "قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کل اولیاء کے حق میں ہے، سبع سنابل شریف میں سلسلہ سوخت ہونے کا ذکر ہے، کرامات اولیاء برحق ہے

مسئلہ:

مخدوم مکرم............ جناب مولینا صاحب السلام علیکم

واضح ہو کہ نااہل شرع جناب سے کچھ معلومات دینی حاصل کرنا چاہتا ہے مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔ سوالات درج ذیل ہیں:

(۱) ولایت میں حضرت مدار علیہ الرحمہ کا کیا مقام یا درجات ہیں؟۔

(۲) سیدنا غوث اعظم کا یہ فرمان ہے کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے؟ کیا یہ فرمان سبھی اولیاء کرام پر لازم ہے یا لاگو ہوتا ہے؟

(۳) آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض بزرگوں نے سلسلہ مداریہ کے سوخت ہونے کی خبر دی ہے تو آپ کرم کر کے یہ تحریر فرمائیں کہ یہ بات کون سی کتابوں اور کن بزرگوں کے قول سے ثابت ہے؟

(۴) جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کس سلسلہ کے تھے؟

(۵) میں نے روحانیت کے تاجدار مصنفہ صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی صاحب کی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو غنودگی کی حالت میں دیگر بزرگوں کے ساتھ حضرت مدار صاحب نے بھی ان کو خرقۂ خلافت عطا کیا اس کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے۔ تحریر فرمائیں۔

شمس الدین خاں ماسٹر موضع ذین پور پوسٹ ٹھٹیا ضلع فرخ آباد

الجواب:

۱۔ سیدنا حضرت شاہ مدار علیہ الرحمۃ بڑے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

۲۔ ہاں یہ فرمان تمام اولیاء کے حق میں ہے اسی سے آپ غوث اعظم اور شاہ مدار علیہ الرحمۃ کا مرتبہ پہچانیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

۳۔ حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ نے سبع سنابل شریف میں اس کی تصریح فرمائی ہے ۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

۴۔ غالبا چشتی تھے۔

۵۔ کرامات اولیاء برحق ہیں ایسا ہونا بھی بعید نہیں۔ اور اگر کسی مستند و معتمد ذریعہ سے ثابت ہے تو بلا شبہہ واقع مانا جائے گا۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔ اور حضرت شیخ محقق عبد الحق علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار شریف میں ذکر فرمایا ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

حسن رسول نما کے پاس لوگ جاتے اور وہ رسول پاک کا دیدار کراتے تھے یہ واقعہ صحیح ہے۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

حسن رسول نما ایسے بزرگ تھے جو دہلی میں مختار کائنات کا دیدار کرادیتے تھے اپنی بیوی کو بھی دیدار کرادیا جس کو ایسے انداز سے پیش کیا کہ عوام بھی اچھی طرح سمجھ لیں مگر ہمارے ایک مولانا صاحب اسے غلط سمجھتے ہیں جس کا حوالہ مرأۃ الاصول فی حب الرسول سے دیا۔حضرت نے اپنے وعظ میں فرمایا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق تھا کہ یہ مقام نہ کسی پیغمبر کو نہ کسی مقرب فرشتہ کو اللہ نے دیا صرف اپنے حبیب کو دیا۔جس پر ایک واقعہ ارشاد فرمایا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد نبوی میں دیکھا۔سرکار معکوس نظر آئے۔ام المؤمنین نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔تو کون ہے کہا میں عائشہ ہوں۔کہا عائشہ کون جواب دیا بنت صدیق اکبر کہا صدیق کون جواب دیا خسر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا محمد کون عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے ہٹ گئیں کچھ دیر کے بعد اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرۂ اقدس میں تشریف لائے۔عائشہ صدیقہ نے عرض کیا سرکار میں نے آپ کو معکوس پایا آپ نے مجھ کو نہ پہچانا میرے والد کو بلکہ اپنے آپ کو نہ پہچانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہاں عائشہ مجھے میرے رب کے ساتھ ایک وقت ایسا ہے نہ یہ مقام میرے رب نے کسی پیغمبر کو دیا ہے نہ کسی مقرب فرشتہ کو۔اس کا حوالہ حضرت نے ایک تو تفسیر ابواللیث کا دیا ہے اور دوسرا حوالہ اخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے ارشاد الطالبین ص ۲۰ تصوف کا باب ہے۔اور یہ کتابیں پیر محمد شان رحمۃ اللہ علیہ احمد آباد کتب خانہ میں موجود ہیں۔مگر آپ کے قلم سے اس بات کی تصدیق ہو جائے تو ہم سنیوں کے

بیچ میں جو نا اتفاقی پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہو جائے۔ فقط والسلام

المستفتی: عبدالغفور مولوی غلام نبی

الجواب

ہاں یہ واقعہ ارشاد الطالبین میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۵ جمادی الآخر ۱۳۹۸ھ

سلسلہ مداریہ کی تحقیق

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید خاندان مداریہ سے بیعت ہے جس کی وجہ سے دل میں لوٹ پوٹ ہے صاف صاف لکھیں کہ یہ سلسلہ سوخت ہے اس میں مرید ہونا ٹھیک ہے یا کیا ہے؟

فقط: المستفتی: علاؤ الدین عرف نھا قصبہ پوٹہ کلاں ضلع پیلی بھیت

الجواب

یہ بات مداریہ کے ذمہ ہے وہ ثابت کریں کہ سبع سنابل شریف میں مندرج وہ ارشاد ہدایت بنیاد سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کی نسبت، بے بنیاد ہے یہ عجیب منطق الطیر ہے کہ مدعیِ اتصال، کتب مستندہ معتمدہ سے صاف صاف اتصالِ بے شبہ کی سند نہ لائے اور مانع سے دلیل طلب کرے۔ دلیل اتصال میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ "النور والبھاء" میں سلسلہ مذکورہ کی سند تحریر ہے۔ یہ ہم پر حجت نہیں نہ سبع سنابل شریف میں درج اس ارشاد سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کی دافع کہ یہاں مطلوب اتصالِ صریح کی تصریح اور سند میں مثل سند حسن بصری و رتن ہندی ترک کا احتمال موجود اور محتمل سے استدلال باطل ہے یوں ہی بابا کپور مجذوب کی بابت جو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا "وانتساب او در سلوک و سلسلہ شاہ مدار بود"

[اخبار الاخیار، ص ۲۹۱، مطبع مکتبہ مجتبائی دہلی]

محل نزاع میں محتمل اور اتصال میں غیر صریح۔

اور ہم کو نہیں مطلوب بجز صریح تصریح پھر یہ کہ یہی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ ربہ القوی تذکرہ سید نامدار علیہ رحمۃ ربہ الغفار میں فرماتے ہیں: ’’وبعضے چیزہائے دیگر گویند کہ اصلے ندارد واز دائرۂ شریعت وطریقت خارج است‘‘

[اخبار الاخیار، ص ۱۶۴، مطبع مکتبہ مجتبائی دہلی]

اب مداریہ بتائیں کہ شیخ محقق کی اس عبارت سے قطع نظر کیوں جائز ہوا؟ اور وہ عبارت بابت کپور مجذوب کیوں قابل استناد ٹھہری؟ اور اگر تحکم کی نہ ٹھہرائی ہو تو اپنے ہی مستند شیخ مذکور کی لائی عبارت کو آنکھوں کے سامنے رکھ کے یہ بتائیں کہ وہ بعض جن کی نسبت یہ شیخ فرمارہے ہیں: ’’بعض چیزہائے دیگر گویند اصلے ندارد‘‘ الخ۔ ان سے جو سلسلہ چلا وہ دائرہ شریعت وطریقت سے خارج ہوکر منقطع ہوا یا نہیں؟ اگر کہیں نہیں، تو ان سے کلام نہیں کہ بقولِ شیخ، شریعت وطریقت سے خارج ہوں گے۔ اور اگر منقطع مانیں تو اب یہ بتانا ضرور کہ وہ بعض کون ہیں جن کا سلسلہ منقطع ہے اور وہ کون ہیں جن کا سلسلہ منقطع نہیں۔ اور یہ کہ یہ تفصیل وتمیز کون سے مستند ومعتمد طریقے سے حاصل ہوئی اور اگر یہ تفصیل وتمیز نہ ہوسکے تو شیخ کی عبارت میں ’’بعض‘‘ نامشخص اور جب وہ بعض نامشخص تو ہر فرد اس بعض کا مصداق ہوسکتا ہے اور اس وجہ سے انقطاع کا احتمال ہر فرد کے سلسلہ میں شائع اور اس طرح یہ عبارتِ شیخِ ممدوح، سبع سنابل میں جو مندرج ہوا اس کی مؤید ہے۔ پھر یہ امر کوئی ضروریات دین سے نہیں نہ کسی طرح امور مہمہ سے ہے لہٰذا ہماری تلقین لوگوں کو یہ ہے کہ اس پر مداریہ سے نہ الجھیں اور سلسلہ کے سوخت یا غیر سوخت ہونے کا تذکرہ ان سے نہ چھیڑیں۔ اور مداریہ کو بھی نہ چاہیئے کہ خواہی نخواہی ان لوگوں سے زبردستی اپنے سلسلہ کی بابت وہ بات کہلوائیں جو ایک بزرگ کی تکذیب پر مشتمل ہو۔ اگر وہ اپنے سلسلہ کو سوخت نہیں سمجھتے تو ہماری طرف سے ان پر کوئی جبر نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ ۲۱؍رمضان ۱۴۰۰ھ

صح الجواب: قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

متعلقہ

علمائے کرام

یہ کہنا کہ "اعلیٰ حضرت میرے لیے کوئی نبی، رسول، مجتہد یا مجدد نہیں ہیں" یہ لہجہ ضرور اہانت آمیز ہے

مسئلہ-۲۶۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
ایک مولوی صاحب ہمارے یہاں تیجہ میں تشریف لائے تھے ایک صاحب سے کسی مسئلہ پر ان کی گفتگو ہوئی ان صاحب نے حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ بیان کیا اس پر مولوی صاحب مذکور نے یہ کہہ کر کہ اعلیٰحضرت میرے لیے کوئی نبی رسول مجتہد یا مجدد نہیں ہیں۔ مسئلہ کے ماننے سے انکار کردیا۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت حقہ کا کیا حکم ہے کیا ایک عالم کی شان میں گستاخی کے مترادف نہ ہوگا۔

الجواب

یہ لہجہ ضرور اہانت آمیز ہے اور وہ کلام جو مسئلہ کے جواب میں کہا ضرور بے محل اور اس مسئلہ کا انکار چاہنا ہوس خام۔ وہ صاحب اگر ذی علم تھے تو انہیں وجہ معقول ومقبول بیان کرنا چاہیے تھا اس کے بجائے وہ کچھ کہنا ان کے عجز کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

"مولویوں نے نماز پڑھا کر قوم کو بزدل بنادیا ہے" کہنا کیسا؟

مسئلہ-۲۶۷ تا ۲۶۸

بخدمت: جناب مفتی حکیم مولوی الحاج قبلہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ العالی
دارالافتاء بریلی شریف.................. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد قدم بوسی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:
(۱) چند سال پہلے وہابیوں کا اجتماع ہوا جس میں تقریر ہو رہی تھی ایک کھرّہ یہ کہہ رہا تھا کہ بھائیو نماز کی تبلیغ کی تحریک ہماری منزل کی ابتدا ہے بھائیوں نماز پڑھا کرو تم نماز پڑھو گے تو حضور کی آنکھوں میں

ٹھنڈک پہنچے گی صبح زید جس جگہ بیٹھ کر اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا وہاں چند وہابی اور ان کے ساتھ نوجوان اور کم عمر لڑکے بھی تھے زید نے ان کو دیکھ کر وہاں پر موجود لوگوں کو بتایا کہ ان کمینوں کے نام نہاد مولوی جو قوم کے دشمن ہیں مولوی نے نماز پڑھا کر قوم کو بزدل بنا دیا ہے کیا اس جملے میں زید پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے کہ زید نے مولویوں کے بارے میں یہ جملہ ادا کیا کہ ان مولویوں نے نماز پڑھا کر قوم کو بزدل بنا دیا ہے حضور کرم فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔

(۲) زید نے کہا کہ ہمارے مذہب میں نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، جلوس و جلسہ اور اعراس اولیا سب جائز ہیں جن سے قوم میں ایک جوش و ہمت پیدا ہوتی ہے سارے شعائر اسلام حرام کر دئے ایک نماز رہ گئی وہ بھی منہ پر ماری جائے گی اسی طرح رات کو من گھڑت حدیث بیان کر رہا تھا کہ بھائیوں! نماز پڑھا کر و تم نماز پڑھو گے تو حضور کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے گی۔ حضور نے فرمایا ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ جبکہ صحیح حدیث پاک یہی ہے کہ حضور اسی چادر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں کہ جس پر ہماری ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آرام فرما ہیں جس پر کافی رات ہو جاتی ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کے پائے مبارک میں ورم دیکھ کر فرماتی ہیں یا رسول اللہ آپ کے اگلے پچھلے معاف ہیں آپ اتنی نماز کیوں پڑھتے ہیں جس سے پیروں میں ورم آجاتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زانوئے مبارک پر ہاتھ مار کر یہ فرمایا کہ عائشہ کیا اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور نماز کیوں نہ پڑھوں نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے حضور نے اپنی نماز اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتائی ہے یہ چودہویں صدی کا ملا جہنمی اپنی نماز کو حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک بتا رہا ہے کیا اس جملہ سے زید پر یہ جرم آتا ہے کہ زید نے حدیث کریمہ کو من گھڑت کہہ دیا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس پر زید کو کافر کہا اور رسوا کیا اور سلام و کلام بند کر دیا اور دوسرے لوگوں کو بھی سلام و کلام کرنے سے منع فرماتے ہیں حضور کرم فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔ نوازش و کرم ہوگا۔

مستفتی۔خادم: کاظم حسین ہاشمی برکاتی قادری معرفت سرائے چکی والے، محلہ نارو بھاسکر جالون

الجواب

(۱) زید کو وہ جملہ نہیں کہنا چاہیے تھا اس کا ظاہر بہت سخت ہے مگر زید کی مراد ظاہر ہے وہ تقبیح و تشنیع وہابیہ

ہے وہ وہابیہ دیوبندیہ ہیں اور ان کا ایک گروہ نماز وکلمہ کے ذریعہ عوام اہل سنت کوفریب دینے اور گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے زید کی اگر مراد یہی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ نماز کی اہانت نہیں کر رہا ہے بلکہ وہابیہ کا فریب بتانا مقصود ہے مگر اس کا طریقہ ضرور بھونڈہ ہے جس سے زید پر توبہ ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ حدیث من گڑھت نہیں ہے، بیان کرنے والے نے ضرور مختلف طرز بیان کی، حدیث میں یوں ہے کہ "جعلت قرة عینی فی الصلاة"

[کنز العمال، حدیث۱۸۹۰۸، ۱۸۹۰۹، ۱۸۹۷۱، ج۷، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی فضائل الصلاة ص۱۲۱، ۱۱۷، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت / المقاصد الحسنة باب حرف الحاء المهملة ص۲۱۱، مطبع برکات رضاپوربندر گجرات / مشکوٰة المصابیح، ص۴۴۹، باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی صلی الله علیه وسلم، الفصل الثالث، مطبع مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ]

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جس سے نماز کی اہمیت سمجھانا مقصود ہے اور زید کی توجیہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸؍جمادی الآخرہ ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مقررہ تنخواہ میں کمی جائز نہیں علمائے کرام کی شان میں گستاخی کفر ہے مشرکین کی تائید کرنا کیسا؟ کافر کی میت میں شرکت، "ہم اللہ کے بیٹے ہیں" یہ جملہ کفریہ ہے

مسئلہ-۲۶۹ تا ۲۷۳

علمائے دین کیا ارشاد فرماتے ہیں مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) صدر انجمن نے امام کا ماہانہ تنخواہ تین سو روپیہ مع خورد و نوش کے بھرے مجمع میں اور مسجد میں اعلان کیا اور دیتے رہے مگر اب تقریبا دس ماہ سے روک ڈالے اب کہتے ہیں دو سو روپے ماہانہ کو کہا، یہ وعدہ وعید شرعا درست ہے: ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (سورۂ مائدہ-۱) آیت کریمہ کے خلاف ہوا یا نہیں؟

(۲) گذشتہ سال عید الفطر کا چاند دیکھنے اور نہ دکھائی دینے پر اختلاف رہا اسی پر زید نے ببانگ دہل بلند آواز میں مفتی اور علمائے دین کی مادر پدر کی گالیاں بکنا شروع کر دیا حد تو یہ ہے کہ کہتا ہے کہ ان سب کو جمع کر کے ان کی داڑھیوں کو اکھاڑ کر انکی نانی اور ماں کے اندام نہانی میں ڈال دو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ایسا کفری کلام شعار اسلام؟ انبیاء علیہم السلام نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بکنا کیا درست ہے؟

(۳) ایک نام نہاد مولوی کبھی کبھی امامت کرتے ہیں بابری مسجد کے متعلق کہتے ہیں کہ ''مسلمان بادشاہ نے مندر کو توڑ کر مسجد بنائے تھے اب اگر ہندو مسجد پر قابض ہو گئے تو یہ ہوتا ہے'' ایسا خیال مسجد کے بارے میں رکھنے والا کیسا ہے؟

(۴) اسی مفتری نے کافر کی میت میں شرکت کی یہاں تک کہ مرگھٹ بھی گیا ایسے مفتری بد مذہب کی تحسین کرنے والے کی اتباع کرنی چاہئے؟

(۵) امام کچھ شیرینی بتاشے رکھے تھے بکر نے کہا مجھے دو، امام نے کہا یہ اب چھوٹے بچوں کے لئے ہیں بڑوں کو تو مل چکا ہے تو بکر نے کہا ہم بھی تو اللہ کے بیٹے ہیں بچے ہیں اب دو، امام نے بکر کے اس کفری جملے پر متنبہ کیا بکر! ایسا کلمہ بولنا کفر ہے تو بکر نے کہا کہ چھوڑو ہنسی میں کہا گیا۔

مستفتی: ایم۔ ایم۔ علی قریشی، مقام و پوسٹ ضلع سرگوجہ

الجواب

(۱) اگر یہ عقد صراحۃ سال بھر کیلئے ہوا یا صراحۃ مدت بیان نہ ہوئی مگر عرف یہی ہے کہ امام وغیرہ کو سال

دوسال یا اس سے زائد کے لئے مقرر کرتے ہیں جو طے ہوا وہ دینا لازم ہے اور تمامی مدت سے پہلے بلاوجہ اس سے نہ پھرے اور نیا عقد کرنے سے پہلے بے وجہ شرعی کسی کو اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) گالی بکنا حرام ہے حدیث میں ہے: ''سباب المسلم فسوق''

[الجامع للترمذی، ج۲، ص۸۸، باب ما جاء سباب المسلم فسوق، ابواب الایمان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ/ الصحیح لمسلم، ج۱، ص۵۸، کتاب الایمان باب بیان قول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سباب المسلم فسوق، مطبع مجلس برکات مبارکپوراعظم گڑھ]

مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور علمائے کرام کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: ''الاستهزاء بالعلم و العلماء كفر''

[الاشباہ والنظائر، ج۲، ص۸۷، کتاب السیر، باب الردۃ، مطبع زکریز بکڈپو سہارنپور]

اس شخص پر بر تقدیر صدق سوال توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح جبکہ بیوی رکھتا ہو فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وہ سخت بدخواہ مسلمین ہے اور بے ثبوت شرعی الزام لگانا اور جو مشرکین کے افتراء کو دہراتا ہے اور ان کے فعل شنیع کی توثیق کرتا ہے وہ توبہ کرے ورنہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اس پر اس فعل بد سے توبہ، تجدید ایمان وغیرہ فرض ہے اور وہ امامت وغیرہ کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ہنسی مذاق کفر بکنے کا عذر نہیں۔ قال تعالیٰ: ﴿قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ۝﴾

[سورۂ توبہ آیت-۶۵]

جس نے وہ کفری جملہ کہا اسلام سے خارج ہوگیا نئے سرے سے توبہ وتجدید ایمان کرے، داخل اسلام ہو اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ

کسی سنی عالم دین کو گالی دینا اور دلوانا کیسا؟ بدگمانی حرام اس کا مرتکب گنہ گار ہے

مسئلہ-۲۷۴ تا ۲۷۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جو شخص کسی سنی عالم دین کو گالی دلوائے اور دے تو دینے والے اور دلوانے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

(۲) کسی دیندار آدمی پر جبکہ وہ سنی ہے اور کوئی سنی ہی دیندار بدگمانی کرے کہ اس نے ایسا کام نہیں کیا یہ اس دیندار شخص نے کرایا ہے کسی سنی دیندار کو کسی سنی دیندار پر بدگمانی کر کے الزام لگانا جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ اس پر الزام لگایا جا رہا ہے وہ قطعی اس فعل کا مرتکب نہیں تو اس سنی دیندار کو جو بدگمانی کر کے الزام لگا رہا ہے اس کو دیندار خیال کرنا درست ہے کہ نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دیندار ہوتا تو ایک سنی دیندار پر الزام ہی نہ لگاتا۔ جبکہ مومن کو مومن کی بات پر اطمینان کرنا چاہئے۔ چاہے وہ کذب ہی کہہ رہا ہو۔ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

مستفتی: محمد یونس رضا خاں قادری خادم جامعہ عربیہ مظہر اسلام، گرسہائے گنج

الجواب

(۱) سخت گناہ گار ہیں۔ توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بدگمانی حرام ہے اور اس کا مرتکب گناہ گار ہے، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۳۰/ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

ضروری دینی کا منکر کافر ہے، علماء کی بات کو نئی بات

کہنا مستلزم کفر ہے، عربی کے علاوہ کسی زبان میں خطبہ مکروہ ہے

مسئلہ-۲۷۶تا۲۷۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

(۱) جوشخص یہ کہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ دنیا ہی میں ہوجاتا ہے مرنے کے بعد کچھ نہیں، سب باتیں صرف کہنے کی ہیں جس کا عقیدہ ایسا ہو وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

(۲) زید کا کہنا ہے کہ جتنے مولوی آتے ہیں وہ نئے نئے قانون نکالتے ہیں ابھی تک اردو کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور اب اردو کا خطبہ پڑھنا بالکل بند کردیا۔ عربی میں ہم کیا سمجھیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اردو کا خطبہ کیسا ہے پڑھنا چاہئے یا نہیں اور وہ یہی کہتا ہے کہ جس نے یہ لکھا وہ مولوی عالم نہیں ہوں گے جواب سے نوازیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط

مستفتی: محمد سلیمان رضوی امام مسجد راجپور کلاں ڈاکخانہ خاص، بریلی شریف

الجواب

(۱) مرنے کے بعد زندہ ہونا اور اعمال کا حساب اور جزا وسزا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ضروری دینی کا منکر کافر ہے وہ شخص تجدید ایمان کرے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ شخص علماء کی توہین اور ان پر بہتان کا مرتکب ہے۔ علماء جو کچھ بتاتے ہیں وہ اللہ و رسول کا حکم ہوتا ہے اسے نئی بات کہنا مستلزم کفر ہے اور خطبہ خالص عربی میں ہر زمانے میں مسلمانوں کا معمول رہا ہے لہٰذا اس میں دوسری زبان ملانا مکروہ ہے اور عدم فہم کا عذر بیجا ہے اس عذر سے کیا نماز بھی اردو میں پڑھی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

جو لوگ بے وجہ شرعی عالم کو مطعون کریں سخت گنہ گار ہیں

مسئلہ-۲۷۸

علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ:

ایک عالم سنی صحیح العقیدہ ہیں انہوں نے ایک محلہ کی مسجد میں تقریبا ۲۲/سال امامت کی اب وہاں سے کسی مجبوری کے تحت امامت چھوڑ دی ہے تو اب وہاں کے کچھ لوگ یہ طعنہ زنی مولوی کے متعلق کرتے ہیں کہ دیکھئے یہ مولوی یہاں آئے تھے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اب یہاں رہ کر حج کر لئے، مکان خرید لیا، سب کچھ ہو گیا اس دوران میں مولوی صاحب کے مکان پر چوری ہو گئی تو لوگ بہت طعنہ زنی کرنے لگے کہ دیکھئے مولوی صاحب نے امامت جو چھوڑ دی تو ان کے گھر میں چوری ہو گئی ایک صاحب بولے کہ مولوی صاحب سے جب ہم نے کہا کہ آپ اسی مسجد میں قرآن شریف رمضان شریف میں پڑھیں تو انکار کر دیا اس لئے مولوی صاحب کے گھر میں چوری ہو گئی۔ از راہ کرم آگاہ فرمایا جائے کہ اس طرح کی طعنہ زنی کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

عبدالمجید، پیلی بھیت۔

الجواب

جو لوگ بے وجہ شرعی مولوی صاحب کو مطعون کر رہے ہیں، سخت گنہ گار، ظالم، جفا کار، حق اللہ و حق العبد میں گرفتار ہیں۔ ان پر توبہ لازم ہے اور مولوی صاحب سے معافی چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۰/ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ

علماے اہل سنت کی توہین وتذلیل کفر ہے

مسئلہ-۲۷۹ تا ۲۸۳

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ہٰذا میں:

۱۲ ربیع الاول شریف کی شب میں ایک جگہ میلاد پاک کی محفل ہورہی تھی کچھ دوری پر ایک جگہ اور بھی میلاد شریف کا اہتمام ہورہا تھا جہاں پر ایک مولانا صاحب میلاد شریف پڑھنے آئے تھے پہلی جگہ والوں کا خیال تھا کہ جب مولانا صاحب اپنی تقریر شروع کریں گے تو ہم لوگ اپنی محفل ختم کردیں گے مولانا صاحب کھانے سے فارغ ہوکر اسٹیج پر تشریف لائے اور کہا کہ ایک وقت میں دو جگہ میلاد شریف ہونا حرام ہے اور یہ لوگ جو میلاد شریف پڑھ رہے ہیں یہ شیطانی جماعت ہے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے محلہ میں جاکر تقریر کرنے لگے موصوف کی تقریر کیا تھی پوری رات ان میلاد خواں لوگوں کے لئے، اپنے معتقدین ومریدین کے لئے بددعا کرتے رہے اور صبح پھر اس مقام پر آئے جہاں پر حرام کا فتویٰ دے گئے تھے وہاں بھی جی بھر کر گالیاں دیں یہاں تک کہ اس خاندان میں ایک عالم ہیں جو دارالعلوم گلشن مدینہ پرتاپ گڑھ کے ناظم ہیں ان کو بھی اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور ذاتیات پر حملہ کیا اور یہی نہیں مسلمانوں کی کوئی بھی برادری ان کے نشانہ سے محفوظ نہیں۔

مولانا موصوف اپنے کو حضرت علامہ مولانا سید شاہ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کا خلیفہ بھی کہلاتے ہیں اور ساتھ ہی اکابرین اہل سنت کی توہین وتذلیل بھی کرتے ہیں خصوصاً حضور مجاہد ملت رئیس اڑیسہ علیہ الرحمہ وحضرت علامہ نظامی صاحب قبلہ وغیرہ کو کئی بار بھرے مجمع میں بُرا بھلا کہا۔ موصوف پیری مریدی وتقریر کے علاوہ دوکانداری کا بھی شغل رکھتے ہیں جہاں پر ان کی عدم موجودگی میں ان کی اہلیہ محترمہ دوکان پر بیٹھ کر سامان فروخت کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں علمائے دین کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

(۱) ایک جگہ پر دو محفل میلاد شریف ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ کیا ازروئے شریعت دو محفلیں حرام ہیں؟ اگر نہیں تو حرام بتانے والے مفتی کا کیا حکم ہے؟

(۲) سنی عوام یا سنی عالم چاہے وہ کسی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں ان کی ذاتیات پر حملہ کرنا جائز ہے یا

نہیں؟ اگر نہیں تو ذاتیات پر حملہ کرنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) مولانا موصوف نے جو اپنے مریدین و معتقدین کو لے کر بددعا کی کیا ان کا یہ فعل شرعاً محترم ہے؟ اگر نہیں تو ان تمام لوگوں کا کیا حکم جو ان کی بددعا میں آمین کہہ رہے تھے؟

(۴) ایسا پیر جس کی بیوی بے پردہ دوکانداری کرتی ہو کیا ایسے پیر سے مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کیا ان کے مریدوں کی مریدی برقرار رہی؟

(۵) علمائے حق اہل سنت کی توہین و تذلیل کرنا کیسا ہے؟ مندرجہ بالا الزامات کی روشنی میں مولانا موصوف کو کیا کرنا چاہئے؟ بینوا توجروا۔

مستفتیان: ادریس احمد حبیبی و عبدالقیوم حبیبی وغیرہ لچھمی گنج، بازار، ضلع پرتاپ گڑھ، یوپی

الجواب

(۱،۲) اس شخص نے غلط مسئلہ بتایا اور بحکم حدیث مستحق لعنت ہوا۔ توبہ کرے اور علماء کی بدگوئی سے بھی رجوع کرے بلکہ جس جس کو بیجا بُرا کہا ان کی بدگوئی سے توبہ کرے اور ان سب سے معافی چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سب گناہ گار مستحق نار۔ سب پر توبہ فرض۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر وہ مقدور بھر منع نہیں کرتا تو فاسق ہے اور فاسق کو پیر بنانا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حرام بدکام بدانجام۔ بلکہ بقول علمائے اعلام کفر ہے۔ اشباہ میں ہے: "الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر"۔

[الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر، ج۲، ص۸۷، زکریابکڈپو سہارنپور]

توبہ و تجدید ایمان لازم ہے اور تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۷؍ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

علماء کی توہین شرعاً کفر ہے

مسئلہ-۲۸۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے مسجد پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کو روکا اور فاسق و فاجر، جوا، شراب، چوری کرنے والے، زنا کرنے والے، مسجد کی رقم علی الاعلان کھا جانے والے، علمائے کرام کی شان میں گستاخیاں کرنے والے اور مسجد کے امام کو غلام کی طرح رکھ کر کام لینے والے منتظمین نے زید کے ساتھ زید کی حق گوئی پر کافی بدتمیزیاں کیں جس کی وجہ سے زید نے ان بدمعاشوں سے ٹکرانا شرمندہ ہونے کی وجہ سے مناسب نہ سمجھا اور اپنے ارادہ کو کمزور ہونے کی وجہ سے ملتوی کردیا۔ جس پر ان ظالموں نے جشن فتح منائی اور کچھ دنیادار علماء کو بلا کر جشن فتح کی کامیابی پر تقریر کروا کر دعا کرائی آج پھر وہی فاسقین مسجد کی بے حرمتی کرتے نظر آرہے ہیں۔ ایسی کمیٹی اور ایسے علما جو ایسی کمیٹی کا ساتھ دیں اور جشن فتح منائیں شریعت کا ان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ برائے کرام جواب عطا فرمائیں۔

مستفتیان: انجمن خدام مسلمین، کانپور

الجواب

برتقدیر صدق سوال وہ لوگ اشد گناہگار مستوجب نار حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہیں۔ ان پر توبہ لازم ہے اور علماء کی توہین شرعاً کفر ہے۔ اشباہ میں ہے: ”الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر“

[الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر ج۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور]

لہٰذا تجدید ایمان بھی کریں اور جو لوگ دانستہ ان کا ساتھ دے رہے ہیں وہ بھی سخت گناہگار ہیں ان پر بھی توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

”سنی مولوی ماحول خراب کیے ہوئے ہیں“ کہنا کیسا؟ ”سب نائب رسول غدار ہیں“ کہنے کا حکم، کسی عورت یا مرد پر کوئی پیر، بابا، یا ولی، شہید وغیرہ آتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ-۲۸۵ تا ۲۸۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید نے کہا کہ سنی مولوی ماحول خراب کئے ہوئے ہیں۔ سب مولوی جو نئے ہیں، سب نائب رسول غدار ہیں۔ زید پر مندرجہ بالا جملوں کی وجہ سے کیا حکم وارد ہوتا ہے؟ برائے کرم حضور اپنے محققانہ قلم سے مدلل حکم بیان فرمائیں۔ بندہ پروری ہوگی۔

(۲) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں عورت پر شہید بابا آتے ہیں کسی مرد پر پیر بابا آتے ہیں اور وہ لوگوں کو بہت سی خبریں دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے فاتحہ کرو۔ آیا عند الشرع ایسا ممکن ہے؟ اور کیا کسی پر کسی بزرگ کی سواری آسکتی ہے؟ ایک دن ایک امام صاحب نے ایک شخص کے پیروں پر حلوا تھوپا اور پھر اسے زبان سے چاٹا جس کے پیر پر حلوا تھوپا تھا اس پر شہید بابا آئے ہوئے تھے۔ ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا قبل از توبہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ اس سلسلہ میں راہ راست دکھلائیں۔ فقط۔

مستفتی: ناصر الدین پانڈے حویلی مدنپورہ، بنارس

الجواب

(۱) علماء کی توہین کفر ہے۔ اشباہ میں ہے: ”الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر“

[الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر، ج۲،ص ۸۷،زکریابکڈپوسہارنپور]

اس شخص نے ان کلمات سے علماء کی توہین کی اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ خیالات واوہام عوام ہیں ان پر اعتماد جائز نہیں اور اس امام کا وہ فعل بہت بد ہے اس پر توبہ لازم ہے جب تک توبہ نہ کرے، اسے امام نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۸؍صفر المظفر ۱۴۰۷ھ

علماء کی اہانت حرام بدکام بدانجام ہے، "مولویوں کی الٹی بھی سیدھی اور سیدھی بھی الٹی" کہنا کیسا

مسئلہ-۲۸۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

دوہنا اسٹیشن سے دکھن جانب ایک کنجی کا درخت ہے اس میں کچھ لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے اس چیز کے متعلق ناجائز اور حرام کا فتویٰ جاچکا ہے جن کو عام مسلمانوں نے تسلیم کرلیا ہے مگر دوہنا کے عمر اور بکر وغیرہ حضرات نے اس فتوے سے انکار کردیا اور بدزبانی فحش کلامی مولوی صاحبان کے حق میں شروع کیا اور کہتا ہے کہ آج کل کے مولویوں نے اسلام کو ڈبودیا ہے مولویوں کی الٹی بھی سیدھی اور سیدھی بھی الٹی اور حرام بھی حلال اور حلال بھی حرام ہے۔ حدیث اور قرآن کی باتوں کو ہم لوگ تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ نیاز وفاتحہ جیسی انمول چیز کو ناجائز قرار دے دئے لہٰذا ایسے نام ونہاد ڈھونگی مولوی اور مسلمانوں پر جو کہ حدیث اور قرآن کا انکار کرجائے اور مولویوں کی شان میں گستاخی بُرا بھلا کہہ کر کیچڑ اچھالے، شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔ عین کرم ہوگا۔

مستفتی: ندیم اللہ موضع دوہنا، پوسٹ بھوجی پورہ، بریلی، یوپی

الجواب

علماء کی اہانت حرام، بدکام بدانجام بلکہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ کفر ہے۔ اشباہ میں ہے:
"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر"

[الاشباه والنظائر مع الحموی باب الردة، کتاب السیر ج۲، ص ۸۷، زکریابکڈپو سہارنپور]

اور یہ کہنا کہ ہم حدیث اور قرآن کی باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے، بہت سخت کلمہ ملعونہ ہے جسے بکنے کی جرأت کافر ہی کریگا۔ فی الواقع اگر ان لوگوں نے علمائے کرام کی بابت وہ کچھ کہا اور یہ کلمہ ملعونہ بکا تو ان پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲/ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب والمولیٰ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

بے وجہ شرعی علماء کی بدگوئی سخت ترین گناہ ہے

مسئلہ-۲۸۸ تا ۲۹۷

حضور آقائے نعمت مفتی اعظم ہند! السلام علیکم دامت علینا فیوضکم

بعد سلام واضح ہو کہ ماہ جولائی ۱۹۸۹ء کے ماہنامہ سنی دنیا میں زید نامی شخص کے چند سوالات پر حضور کے جوابات شائع ہوئے۔ زید کے جھوٹے سوالات سے باسنی کی عوام وخواص کو بڑا دکھ ہوا کہ زید نے باسنی کی سنیت کے حسین پھول کو بدمذہبیت کا گڑھ ثابت کرنے کی کوشش کی (اس کا قیامت کے دن زید کو خدا کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا) زید پر چند سوالات قائم کئے جاتے ہیں امید ہے کہ حضرت جواب جلد عنایت فرمائیں گے اور ستمبر ۸۹ء کے شمارہ میں اس کو شائع فرمائیں گے۔

(۱) بحمدہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ علیہ الصلاۃ والسلام باسنی جو سنیت سے بھرا ہوا ہے اور سنیت کا مرکز سمجھا جاتا ہے جن میں ہزاروں لوگ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کے مبارک سلسلوں سے منسلک ہیں باسنی میں ایک فیصد بھی بدمذہبیت نہیں جو ہیں انگلی پر گنے جاتے ہیں وہ ذلیل وخوار ہیں نہ وہ کسی مسجد و مدرسہ کے ممبر ہیں نہ قومی

جماعت کے ممبر ہیں۔اس کے باوجود زید نے پوری قوم کی ایسی تصویر کشی کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں بدمذہبوں کا غلبہ ہے ایسی کذب بیانی پر زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

زید نے جس جماعت کے بارے میں سوالات قائم کئے ہیں اس کے سرپرست علمائے اہل سنت ہیں۔جب جماعت قائم کی گئی تو تحریری طور پر یہ اطلاع دی گئی تھی کہ اس جماعت کا وہی ممبر بنے گا جو سنی صحیح العقیدہ ہوگا جس پر ہر محلہ والوں نے اپنے علم کے اعتبار سے سنی ممبران ہی کا تقرر کیا ہے۔جن کا عوام و خواص تک سنی ہونا ہی ثابت ہے کیا ایسی جماعت کا ممبر بننا بھی حرام بدکام بدانجام ہے۔بینوا توجروا۔

(۲) زید کے دوسرے سوال پر جو حضرت کا جواب ہے حرام بدکام بدانجام ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا جماعت کے ممبران یا پوری قوم کا خاتمہ کفر پر ہوگا؟ اب اگر ممبران یا اہل قوم توبہ بھی کریں تو ان کی توبہ ان کو فائدہ نہ دے گی برائے کرم حضور اس کا خلاصہ بیان فرمادیں۔

(۳) زید کا سوال نمبر (۸) کہ ناگوری قوم کے علاوہ دوسری مسلمان قوموں کو ناگوری برادری والے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کو شیڈول کاسٹ کہہ کر پکارتے ہیں اس پر زید سے پوچھا کہ یہ کس ممبر نے دوسری قوم والوں کو شیڈول کہا تھا اس پر زید نے کہا کہ قوم کے فلاں آدمی نے کہا تھا تو کوئی قوم کا ناسمجھ انسان غلطی کر بیٹھے تو اس کا وبال بھی جماعت کے ممبران پر ہوگا۔زید کے نزدیک تو یہ ہے کہ کوئی بھی قوم کا آدمی گناہ کرے وہ جرم جماعت کے ممبران کا ہے۔زید کے سوالات سے یہی ظاہر ہے اس طرح غلط سوال قائم کر کے مفتیان کرام سے فتویٰ لینا کیسا ہے؟

(۴) زید سے جب سوال کیا گیا کہ کس شخص نے کہا کہ تم کو قوم چاہئے یا شریعت (اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم کو شریعت پر مقدم کیا) تو زید نے کہا کہ شور کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا اور زید نے اس میں تمام حاضرین اور علمائے کرام کو شریک کر کے ان کے خلاف شرعی حکم لگوایا ایسی صورت میں زید کی باتوں کی کوئی وقعت رہ جاتی ہے اور زید پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

(۵) زید کا ایک طرف تو یہ کہنا ہے کہ اپنا معاملہ مفتیان کرام کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں ان کا جو فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا اس پر قوم نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ایک طرف یہ کہنا ہے کہ فلاں ممبر نے قوم کو شریعت پر مقدم کیا موجودہ ممبران یہ سن کر خاموش رہے معاذ اللہ اگر جماعت شریعت کو نہ مانتی تو اپنی

رضامندی کا اظہار کیوں کرتی۔اب حضرت سے گزارش ہے کہ اس معاملہ میں حق پر کون ہے؟

(٦) زید علمائے اہل سنت باسنی کے خلاف موقع بموقع بے جا جملے کستا رہتا ہے کسی عالم کو خبیث کہتا ہے کسی عالم کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر یہ مر گیا تو اسکے جنازہ کی نماز نہ پڑھوں گا کسی کو کہتا ہے کہ یہ طفل مکتب ہے کسی کو مقابلہ کا چیلنج دیتا ہے کیا جو مسلک اعلیٰ حضرت کا حد درجہ پابند ہو اس کا کردار ایسا ہونا چاہئے؟ ایسے بیباک زید کے لئے کیا حکم ہے؟

(٧) زید جو مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حد درجہ پابند ہونے کا دعویدار ہے وہ ایسے آدمی سے ملتا ہے جو دیوبندیوں کا سرپرست اعلیٰ ہے داڑھی کی حد کے لئے فقہ کے حکم کو نہیں مانتا۔علمائے کرام کی شان میں نازیبا کلمات کہنا جس کا روزمرہ کا معمول ہے۔زید کی ایسے شخص سے ملاقات کرنا عندالشرع کیسا ہے؟ (حالانکہ زید پہلے شخص مذکور سے بہت نفرت کرتا تھا جب قوم سے اختلاف کیا تو زید اس کے قریب چلا گیا)

(٨) مفتی اعظم راجستھان مفتی اشفاق حسین صاحب ودیگر علمائے کرام کی مجلس میں زید نے کہا تھا کہ میں نے جو فتویٰ بریلی شریف سے منگوایا ہے اس کو عوام میں شائع نہ کروں گا لیکن زید اپنے وعدہ سے مکر گیا اور اپنے فتویٰ کو عوام میں شائع کیا لوگوں میں بھگدڑ مچائی۔ایسی صورت میں زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(٩) مذکورہ جماعت کے قیام سے قبل برادری میں ہزاروں روپے کی آتش بازی ہوتی تھی ویڈیو فلم سرعام چلتے تھے مٹکا سرعام ہوتا تھا جس میں بچے تک ملوث تھے مگر بفضلہ تعالیٰ جماعت کی پابندی سے یہ امور غیر شرعیہ بند ہو گئے جہاں تعلق کا نبھاؤ بظاہر ناممکن ہوتا ہے تو جماعت کی کوشش اور علمائے کرام کے مشورہ سے طلاق دینے اور خلع کرنے کی پوری اجازت ہے کتنے واقعات اس پر شاہد ہیں اس جماعت کے قیام سے پہلے کئی عورتیں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر اپنے میکہ بیٹھی تھیں اور ان کے گھر جانے سے انکار کرتی تھیں مگر اب جماعت کی کوشش سے خلع وصفائی کے ذریعہ اپنے خاوندوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرتی ہیں۔اب حضرت سے گزارش ہے کہ ایسی جماعت کا قائم رکھنا امر مستحسن ہے یا اس جماعت کا توڑنا اور ہر ایک کو کھلی چھوٹ دینا ضروری ہے شریعت مطہرہ کا جو حکم ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا۔

نوٹ: ایک ہی دفعہ ساری برائیوں کا خاتمہ اس دور پرفتن میں بہت مشکل ہے آہستہ آہستہ علمائے

کرام کی تبلیغ اور جماعت کی کوشش سے ان برائیوں کو دور کیا جا رہا ہے۔
(۱۰) زید کو یہ تسلیم ہے کہ کثرت طلاق سے لوگ جھگڑوں اور نااتفاقیوں میں ڈوبے جارہے ہیں اور باسنی میں یہی معاملہ ہے کیا عوام کو کھلے طور پر چھوٹ دینے کے لئے طلاق کی اباحت ہے کیا طلاق کے بارے میں ولناان الاصل فی الطلاق الحظر ھدایہ ج ۲، ص ۳۳۵ سے طلاق ناجائز ثابت نہیں ہوتی کیا طلاق کے لئے حکم کرنا اور برادری میں معاملہ پیش کر کے میاں بیوی کے اختلاف کو ختم کروانے کی کوشش کرنا مطلوب شرع متین ہے؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: ناگوری قومی جماعت باسنی ضلع ناگور راجستھان، ۱۲ر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

الجواب

(۱) نہیں۔ زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا ثبوت شرعی بہم پہنچائے ورنہ وہ سخت ملزم و گنہ گار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ممبران کا وہ حکم برتقدیر صدق سوال ہے پوری قوم کا نہیں مگر اس صورت میں جبکہ پوری قوم اس خلاف شرع امر کو مقرر رکھے اور اس سے راضی رہے اور توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ توبہ ضرور نفع دے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) کسی خاص مسئلہ میں حق پر کون ہے یہ دونوں فریق کے بیانات سن کر ہی بتایا جاسکتا ہے البتہ زید کا دعویٰ محتاج ثبوت ہے اور جماعت کی فیصلۂ شرعیہ پر آمادگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ زید کا دعویٰ غلط ہے اور خاموشی کو قول ٹھہرانا صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) زید اگر علمائے دین کی بدگوئی بے وجہ شرعی کرتا ہے تو سخت گنہ گار ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور جن لوگوں کی بدگوئی کی اگر انہیں خبر پہنچی ہو تو ان سے معافی چاہے اور بے وجہ شرعی ہے تو بیان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) ناجائز و گناہ ہے جبکہ بے وجہ شرعی ملتا ہو اور وجہ شرعی ہے تو بیان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) گنہ گار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) فی الواقع اگر جماعت ازالۂ منکرات اور اصلاح عوام میں شرعی طور پر کوشاں ہے یوں کہ کوئی ناجائز پابندی نہیں لگاتی نہ کسی کا ناجائز طور پر بائیکاٹ کرتی ہے تو یہ جماعت جماعت خیر وصلاح ہے۔ اس کا قیام امر مستحسن ہے اسے توڑ دینا بہت نقصان کا باعث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) طلاق شرعاً مباح ہے مگر ابغض المباحات عند اللہ ہے۔ حدیث میں ہے: ''ابغض الحلال الی اللہ الطلاق''

[ابوداؤد ج۱، ص۲۹۶، کتاب الطلاق باب کراهیة الطلاق، مطبع اصح المطابع/ مشکوٰة شریف، ص۲۸۳، باب الخلع والطلاق، مجلس برکات، مبارکپور]

اور مباح کا نیت فاسدہ سے حرام ہونا اور نیت خیر سے مندوب ہونا شرعاً امر معصوم ہے۔ ''لان الامور بمقاصدها۔

[الاشباه والنظائر، ج۱، ص۱۰۲، القاعدة الثانیه، زکریا بکڈپو سہارنپور]

وانما الاعمال بالنیات وانما لامرئ مانویٰ''

[صحیح البخاری، ج۱، ص۲، مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ]

اور اس کی نظیر رجعت ہے کہ فی نفسہ مباح ہے اور اضرار کی وجہ سے نیت سے شرعاً منع ہے قال تعالیٰ:

﴿وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا — الآية﴾ [سورۂ بقرہ-۲۳۱]

تو طلاق فی نفسہ مباح ہونے کے باوجود نیت فاسدہ سے حرام ہوگی جس طرح نیت خیر سے مندوب اور کبھی واجب کے درجہ تک پہنچے گی۔ فی الواقع امر متحقق ہو کہ فلاں شخص نے نیت فاسدہ سے طلاق دی ہے یا غیر شرعی طور پر طلاق دی ہے تو اس کا شرعی طور پر بائیکاٹ کرنا کہ مجبور ہو کر توبہ کرے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

علم وعلماء کی توہین کفر ہے

مسئلہ-۲۹۸

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

جوشخص قرآن وحدیث کے صریح احکام کی توہین مجمع عام میں کرے نیز علماے دین کی تحقیر واحکام شریعت کا استہزا کرے، ایسے شخص سے تعلقات رکھنا عندالشرع رواہے؟ بینوابالکتاب وتوجرواعنداللہ یوم الحساب۔

مستفتی: نورمحمدشاہ وجان محمدشاہ تریہ ڈیگانہ، ضلع ناگور، معرفت قاضی محمدقاسم عثمانی امام شاہی جامع مسجد، پرتا سٹی

الجواب

علم دین وعلماء کی توہین کفرہے۔اشباہ میں ہے: ''الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر''

[الاشباہ والنظائرمع الحموی، کتاب السیرباب الردۃ، ج۲،ص۸۷،مطبع زکریابکڈپو سہارنپور]

جوشخص اس کامرتکب ہے، کافربے دین ہے،توبہ وتجدیدایمان کرےاورشادی شدہ ہوتوتجدیدنکاح بھی کرے۔ورنہ ہرواقف حال مسلم اسے چھوڑدے۔اوراس سے تعلقات رکھناحرام۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیرمحمداخترر ضاخاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶/ذیقعدہ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمدعبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

اپنے لیئے حضورعلیہ السلام کی خصوصیت کادعوی کرنااورعلماء کی توہین کرناکفرہے

مسئلہ-۲۹۹

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذامیں کہ:

محمد عیسیٰ ولد امام بخش منصوری ضلع پرتاپ گڑھ کا رہنے والا ہے۔ معمولی اردو، انگریزی پڑھا ہوا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اپنے قلم سے حضرت مولانا مفتی اعظم مجدد اعظم امام مہدی اور سید بھی لکھتا ہے۔ حالانکہ منصوری برادری کا ہے۔ محمد عیسی کی عمر تقریباً پچاس سال کی ہے وہ اپنے آپ کو یتیم بھی کہتا ہے۔ زکوٰۃ فطرے کی رقم وصول کر کے کھاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری بیوی کا نکاح دوسرے سے حرام ہے۔ میرے مرنے کے بعد نسیم کی اماں پیرانی بنیں گے۔ نسیم محمد عیسیٰ کے لڑکے کا نام ہے۔ محمد عیسیٰ قلم کاغذ لے کر ہر وقت فضولی باتیں لکھا کرتا ہے۔ لکھ کر علمائے کرام کے پاس بھیجا کرتا ہے مہر بھی بنوایا ہے۔ مہر پر مجدد اعظم کا نشان ہے۔ اپنے خطوں میں علمائے کرام کو کتا، سور، گدھا، مردود، کافر لکھا کرتا ہے۔ علمائے اہل سنت کی خاص کر توہین کرتا ہے۔ اور نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اوپر سے حکم ہے۔ اگر اس سے کوئی کہتا ہے کہ علمائے کرام کے پاس چلو علمائے اہل سنت تمہاری تصدیق کریں تو ہم لوگ بھی مان لیں تو کہتا ہے کہ مجھے کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ میرے پاس خود لاؤ اگر کوئی اس کے پاس جاتا ہے تو اس کے دو بھائی اور لڑکے اور کچھ لوگوں کو بہکا کر اپنے گروپ میں لے لیا ہے ان لوگوں کو لے کر مار پیٹ پر آمادہ ہوتا ہے، گالی دیتا ہے، کتا، سور، مردود بناتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کا گروپ بڑھتا جا رہا ہے۔

دریافت طلب امر ہے کہ وہ شخص جو اس قسم کی حرکتیں کرتا ہو وہ مومن ہے یا کافر یا فاسق و فاجر ہے؟ جو لوگ اس کے ساتھ ہیں، اس کی ہر طریقے سے مدد کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ عرض ہے کہ اس کا جواب جلد از جلد روانہ فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں ورنہ مسلمانوں میں قتل وقتال کا سخت اندیشہ ہے۔

مستفتی: رضی احمد غلام اصغر محمد علی رضوی و دیگر برادران منصوری دار العلوم گلشن مدینہ، پرتاپ گڑھ، یوپی

الجواب

وہ شخص اپنے اس دعوے میں کہ وہ مہدی ہے، مفتری کذاب ہے۔ یونہی اس کا یہ کہنا کہ ''میرے مرنے کے بعد۔ الخ'' شریعت مطہرہ پر افتراء ہے اور نبی علیہ السلام کی خصوصیت کا ادعا ہے۔ جو کفر ہے۔ اور علماء کی توہین بھی کفر ہے۔ اس شخص پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ جب تک وہ سچی توبہ نہ

کرے ہر مسلمان اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس کی تصدیق کرنے والے بھی اسی کی طرح ہیں اور اس کی نری امداد بھی کرنا گناہ شدید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۴؍رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

علمائے عرب وعجم نے اعلیٰ حضرت کے علم وفضل کا اعتراف کیا

مسئلہ۔۔۳۰۰

سوال یہ ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کیوں کہا جاتا ہے؟ اس اعتراض کو دور فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں اور ہم کو ان لوگوں کو جواب دینے کی قوت عطا فرمائیں۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کیوں کہا جاتا ہے، سب سے اعلیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مستفتی: حبیب احمد، قصبہ تلہر محلّہ وحیداللہ گنج، ضلع شاہجہانپور

الجواب

اعلیٰ حضرت اس لئے کہتے ہیں کہ امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی گزشتہ صدی کے مجدد ایسے بڑے عالم دین تھے کہ پانچ سو برس میں ان کا نظیر ان کی جامعیت میں کوئی نظر نہ آیا اور عرب وعجم کے علمانے ان کے علم وفضل کا اعتراف فرمایا جب کہ حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ وغیرہ سب پر علمائے روزگار کی تقریظات سے ظاہر ہے اور اعلیٰ حضرت کچھ علماء کے ساتھ خاص نہیں عرف میں امرا اور نوابوں کو بھی کہا گیا ہے اور وہابیہ نے اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو بھی لکھا ہے اور یہ کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے مساوات یا برتری اس لفظ سے کسی کا قصد نہیں ہے یہ وہابیہ کا سوءِ ظن اور بہتان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴؍شوال ۱۴۰۹ھ

علما کی توہین پر توبہ و تجدید ایمان لازم اور عرب و عراق کو گندی جگہ کہنے والے پر بھی

مسئلہ-۳۰۱ تا ۳۰۳

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام ذیل کے مسئلہ میں کہ:

زید حاجی ہے اس کے گھر ویڈیو اور ٹی۔وی۔ ہے جبکہ وہ خود دیکھتا ہے اور گھر والوں کو بھی دکھواتا ہے۔زید جبکہ سید نسیم اختر عربی سرکار کا قریبی چاہنے والا ہے اور سید نسیم اختر کو اپنا پیر مانتا ہے اور وہ پیر زید کے گھر آتے ہیں ایک دن بکر نے کہا کہ نسیم اختر عربی سرکار کے اوپر یعنی اقوال پر علمائے کرام و مفتیان عظام نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے لہٰذا سید نسیم اختر عربی سرکار سے الگ رہنا چاہئے۔بس کیا تھا زید حالت غصہ میں کمیٹی والوں سے کہنے لگا کہ جو بھی علمائے کرام ہمارے سرکار سید نسیم اختر کے اوپر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ سب کے سب مردود ہیں اس وقت یہ علمائے کرام مر گئے تھے جس وقت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ سید نسیم اختر کی قدم بوسی کرتے تھے لہٰذا زید پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔کرم ہوگا۔

(۲) بکر سید نسیم اختر عربی سرکار کو نہیں مانتا آیا بکر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور بکر سے سلام و کلام کرنا جائز یا ناجائز؟ جو لوگ بکر سے سلام و کلام اور بکر کی اقتدا میں نماز پڑھنا ناجائز کہتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

(۳) ایک امام صاحب کا کہنا ہے کہ عرب و عراق اتنی گندی جگہ ہے اس جیسا اور کہیں نہیں اور ہندوستان اتنی پاک جگہ ہے اس جیسا اور کہیں نہیں۔لہٰذا از روئے شرع ایسے امام صاحب کے اوپر کیا حکم ہے؟

مستفتی: عبدالقدیر رضوی مقام و پوسٹ ودھیادھر پور، وایا باستہ، ضلع بالاسور، اڑیسہ

الجواب

(۱) سید نسیم اختر صاحب عرف نسیم سرکار کے متعلق علماء کا متفقہ فیصلہ چھپ چکا ہے اس کی طرف رجوع کیجئے اور علمائے کرام کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے۔ اس شخص پر لازم ہے کہ علماء کا فیصلہ مانے۔ اور علماء کی توہین سے توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بکر سے سلام وکلام بند کرنا اس وجہ سے کہ وہ فلاں کو نہیں مانتا، جائز نہیں اور نہ اس وجہ سے اس کی اقتدا سے باز رہنا جائز پھر اگر بکر لائق امامت ہے اور موانع امامت مفقود ہیں تو بکر شرعی امام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۹ر جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم غفرلہٗ القوی

کسی عالم پر جھوٹا الزام لگانا سخت کبیرہ گناہ اور کسی امر ضروری کا انکار کرنا کفر ہے

مسئلہ-۳۰۴ تا ۳۱۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) جو کسی عالم کی تحقیر کے لئے جھوٹا بہتان اٹھائے کہ اس عالم کی تحقیر ہوجائے، عالم کی تحقیر کرنا کیسا ہے؟

(۲) ایک بے ادب گمراہ فاسق ممبر پر چڑھ کر دوران تقریر میں پبلک کو اور جاہل مسلمانوں کو بدگمان کرنے کے لئے یہ بولا کہ نہ میں بریلی کا فتویٰ مانتا ہوں نہ میں کانپور کا فتویٰ مانتا ہوں میں خود عالم ہوں جو کچھ میں کہتا ہوں اپنے علم سے کہتا ہوں اگر کوئی باپ کا بیٹا ہے تو میرے سامنے آئے تو اب کہنا یہ ہے کہ کانپور کا فتویٰ تو نہیں چلتا ہے مگر بریلی کا فتویٰ ہندوستان اور غیر ہندوستان بلکہ عربستان میں بھی چلتا ہے اور ہم مذہب اہل سنت کا نام تو غیر مذاہب نے بریلی پارٹی ہی رکھا ہے۔ اس بے ادب نے پردہ کرنے کے لئے

کانپور کا نام لیا۔ شرع مطہرہ کا ایسا کہنے والے پر کیا حکم ہے؟

(۳) ایسی بیبا کی کرنے والے کو اگر کوئی جاننے والا گمراہ بددین جنگلی سور جہنمی کتا کہے تو ایسا کہنے والے پر شرع کا کیا حکم ہے؟

(۴) ایک عالم کسی کے کہنے سننے سے دوسرے عالم کی تحقیر کے لئے کہے کہ وہ عالم فسادی ہے اپنا پیٹ پالنے کے لئے ہے۔ حالانکہ جس عالم کے بارے میں اس عالم نے کہا، سراسر غلط اور بہتان ہے اور اس عالم کی تحقیر ہے شرع مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۵) جو عالم اپنے کو اہل سنت کہے اور کہتا ہے کہ وہابی کا ذبیحہ حرام ہے پھر وہابی کے یہاں دعوت کھاتا ہے اور اس کا ذبح کیا ہوا مرغا کھاتا ہے شرع مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۶) جو عالم اپنی دنیا حاصل کرنے کے لئے غلط فتویٰ دے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۷) جو عالم ہو کر جھوٹ بولے کہ لوگوں میں ہماری عزت بڑی ہو اور فتویٰ بھی غلط دے اور دوسرے عالم کی بیعت کو توڑوا کر بیعت کرے، ایسے عالم سے بیعت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) جھوٹا الزام لگانا سخت کبیرہ گناہ ہے اور عالم پر بہتان اٹھانا اور سخت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فتوائے شرعیہ کہیں کا ہو، اسے ماننا ضرور اور اس کا انکار حرام بدکام بدانجام ہے جس سے توبہ لازم ہے اور وہ انکار کفر یا گمراہی ہے۔ اگر فتویٰ میں مندرجہ کوئی امر ضروری دینی ہو تو اس کا انکار کفر ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو انکار گمراہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) فی الواقع اگر وہ کسی حکم شرع کا منکر ہو تو ضرور گمراہ اور بدمذہب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) گنہگار مستحق نار ہے، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) وہ بھی سخت مجرم ہے، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱؍ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

علمائے دین کی توہین سخت حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر ہے، مشتبہ الحال کو امام بنانا سخت گناہ

مسئلہ- ۳۱۱ تا ۳۱۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) کہ زید نے ایک عالم دین کے سامنے کہا کہ آج کل کے علماء دنیا کو ڈبودیے، دنیا کو ڈبودیے، دنیا کو ڈبودیے۔ عالم لوگ چور ہیں۔ عمرو عالم دین نے زید پر حکم کیا یعنی فتویٰ دیا کہ تم کافر ہو، کافر ہو، کافر ہو، تم کافر ہو گئے، تمہارا نکاح ٹوٹ گیا، ٹوٹ گیا، اب اس بات کو سن کر لوگ تحقیقات کی ٹیڑھی میڑھی مجلس میں زید کی اور عمرو عالم دین کی بات سنی گئی بعد کو عمرو عالم دین نے کہا کہ میں نے جو فتویٰ کافر ہونے کا دیا تھا، صحیح ہے۔ مگر زید کا نکاح اس قسم کے الفاظ سے نہیں ٹوٹا ہے۔ صرف زید کو تجدید ایمان کرادیں۔ اس مجلس میں دو عالم دین موجود تھے۔ دونوں عالم دین نے کہا کہ زید اور عمرو پر تجدید ایمان و توبہ و استغفار لازم ہے یہ کہاں تک صحیح ہے؟ قرآن و حدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔ عمرو عالم دین ایک اہل حدیث کے گھر کھانا بھی کھاتا ہے۔

(۲) اور جامع مسجد میں امامت کرتا ہے عمرو عالم دین حضور مفتی اعظم ہند کا مرید ہے یہ سنی صحیح العقیدہ بھی ہے پھر ایک اہل حدیث کے گھر کھاتا بھی ہے اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور وہابی لوگوں کو سلام بھی کرتا ہے۔ وہابیوں سے میل جول بھی ہے۔ قرآن و حدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: ماسٹر محمد قمر الدین مسکونہ اسا کھرا بازار ضلع مغربی دیناج پور، (بنگال

الجواب

(۱) علمائے دین کی توہین سخت حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر ہے جبکہ اس کے علم کی وجہ سے اسکی توہین کرے۔ اشباہ میں ہے: ''الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر''

[الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر ج۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور]

اور اگر اس کے علم کی وجہ سے اس کی توہین مقصود نہ ہو بلکہ کسی عالم مبتلائے فسق کے حال کی تقبیح و تشنیع مقصود ہو تو حکم کفر نہیں۔ علمائے دین پر اعتراض کا حق جاہل کو نہیں پہنچتا علما جاہلوں کے لئے ھادی و رہنما ہیں نہ کہ جاہل علما کے رہنما بلکہ جاہل کو لازم ہے کہ عالم کا جو فعل اپنی نظر میں خلاف شرع معلوم ہو اسے مصلحت شرعیہ کے تحت محمول کرے اور زبان طعن دراز کرنا درکنار ہرگز بدگمانی نہ کرے بلکہ یہ حکم ہر مسلم کے لئے ہے اور عالم کے لئے زیادہ مؤکد۔ زید کے کلمات میں دونوں صورتوں کا احتمال ہے اور دوسری صورت یعنی تقبیح عمل و تشنیع حال اظہر ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ کچھ مخصوصین سے تعریض مقصود ہو جو واقعی بظاہر خلاف شرع امور کے مرتکب ہوں اور اگر ایسا نہیں تو زید علمائے دین پر مفتری اور ان پر بہتان جڑنے والا اور اس صورت میں اس کے کلمات اسی پہلی صورت کی طرف راجع اور ان کا حکم وہی حکم جو گزرا اور اسے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم۔ عالم نے پہلے حکم صحیح دیا بعد میں جو تفرقہ کیا وہ صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر اس کے یہ افعال بدشرعاً ثابت و مشتہر ہیں تو وہ سخت فاسق معلن بلکہ مشتبہ الحال ہے۔ اسے امام بنانا سخت گناہ اور اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بلکہ بصورت اشتباہ فی العقیدہ نماز نادرست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

غیر مقلد کو امام بنانا اور لائق امامت کی اقتدا بے وجہ شرعی نہ کرنا گناہ ہے، ناچ گانا سخت حرام اشد کبیرہ گناہ ہے، مدرسہ میں حرام پیسہ لگانے سے تعلیم و تعلم یوہیں مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز نہ ہوگا،

مسجد میں تعویذ لکھ کر پیسہ لینا جائز نہیں

مسئلہ-۳۱۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ:

زید وبکر نے امام کی مخالفت کے باعث بجا طور پر فتویٰ منگوایا جبکہ زید غیر ریش دار ہے اور بکر ریش دار ہے زید نے امام پر جو الزام عائد کیا ہے وہ یہ ہے کہ زید نے کہا کہ امام صاحب کے حجرے میں نماز کے اوقات ٹیپ ریکارڈر، ریڈیو وغیرہ بجایا جاتا ہے۔ جبکہ امام صاحب نماز کے اوقات نماز کے فرائض انجام دیا کرتے ہیں۔

دیگر ٹیپ اور ریڈیو وغیرہ سے فقط خبریں اور تلاوت قرآن مقدس نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سننے کی خواہش رکھتے ہیں نہ کہ گانے وغیرہ کی۔

دیگر امام صاحب حکمت کا کام انجام دیتے ہیں۔ مسجد کے صدر دروازے کے بغل ہی میں امام صاحب کا حجرہ ہے اور دخول مسجد کے لئے آگے ایک اور دروازہ ہے امام صاحب تعویذات وغیرہ بھی بنایا کرتے ہیں جبکہ تعویذات سے فقط مقصد امام خدمت خلق خدا ہے۔ البتہ امام صاحب جو ادویات مرتب کرتے ہیں اسی کے لئے پیسے صلۂ لیتے ہیں۔

دیگر زید جس امام کی مخالفت کرتا ہے دراصل اس امام کی اقتدا میں نماز بھی ادا نہیں کرتا زید اہل سنت امام کے علاوہ (مثلاً دیوبندی، اہل حدیث وغیرہم امام کی اقتدا میں نماز ادا کرتا ہے)۔

دیگر امام صاحب تقریباً ۱۵ ر سال سے ایک ہی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

دیگر زید کا کاروبار بازاری ہے اور بازار میں کپڑے کی تجارت کی دوکان ہے اور جبکہ زید کی دوکان پر عورتوں کا بلا تکلف بغرض خرید وفروخت، آنا جانا ہے تو کیا زید کی دوکان پر عورتوں کا آنا شرع کی رو سے جائز ہے؟

آج سے تقریباً ۵ ر سال قبل زید اور بکر نے جودھپور شریف سے طوائف عورتوں کو بلوا کر ناچنے

اورگانے کا پروگرام کرایا فقط ایک مدرسے کی امداد کے لئے ناچ میں جو کثیر رقم آئی اس رقم کو مدرسے کے کام میں صرف کیا۔ ایسے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنا، تعلیم دینا شرع کی رو سے جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو کس رو سے؟

دیگر ایک مسجد ہے جس کے نیچے کئی دوکانیں ہیں جو فقط کرایہ کی غرض سے بنوائی گئی ہیں وہ دوکانیں غیر مسلم کو کرایہ پر دے رکھی ہے جبکہ ہندو لوگ ان دوکانوں کے اندر بتوں کی تصویر رکھ کر پوجا کرتے ہیں اور ٹیپ وریڈیو بھی بجایا کرتے ہیں تو ایسی مسجد میں نماز ادا کرنا جائز ہے؟ اگر ہے تو کیسے؟

دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور سے ابھی حال ہی میں ایک فتویٰ آیا ہے جو زید اور بکر نے مل کر منگوایا ہے وہ فتویٰ فقط زید اور بکر کی نفسانیات پر مشتمل ہے۔ جبکہ مسجد کے کثیر مقتدی کی تصدیقات سے یہ بات سرعام آتی ہے کہ زید اور بکر کا فتویٰ منگوانا امام کے خلاف بے سود ہے زید اور بکر نے امام پر یہ اعتراض عائد کیا ہے کہ مسجد میں عورتیں مسلم وغیر مسلم بغرض تعویذات آتی رہیں اس لئے ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ امام کا حجرہ ہی خارج مسجد ہے اور تعویذات امام اپنے حجرہ ہی میں دیتے ہیں۔

منجانب مصلیان مسجد، تلیان

(نوٹ صورت مسئولہ کے جواز کا فتویٰ امجدیہ سے ثابت ہے۔ بحوالہ فتویٰ امجدیہ، ص ۱۱۶، مسئلہ نمبر ۱۶۱)

الجواب

صورت مسئولہ میں سارے الزامات جو زید و بکر پر سوال میں تحریر ہوئے اگر شرعاً ثابت ہیں تو زید و بکر عنداللہ وعندالناس سخت گنہ گار و مستوجب نار، حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہیں۔ غیر مقلد کہ وہابی گمراہ بے دین ہے اسے امام بنانا اور سنی امام کی اقتدا بے وجہ شرعی چھوڑنا بہت سخت گناہ ہے اور اس وہابی کی اقتدا میں جو نمازیں پڑھیں وہ اصلا نہ ہوئیں اور اگر اس کو بدعقیدہ و بے دین جانتے ہوئے اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے دانستہ امام بنایا تو ایمان ہی رخصت ہو گیا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ درمختار میں ہے:

"تبجیل الکافر کفر"

[الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء ج۹، ص ۵۹۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور امام بنانا تعظیم ہے۔ جس کا مستحق شرعاً وہ مسلمان بھی نہیں جو علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہو تو کافر کو امام بنانا کیونکر روا ہوگا۔ تبیین پھر ردالمحتار میں ہے: ''فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً''

[ردالمحتار، کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ج۲، ص۲۹۹، دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

دو کانیں مسجد کی غیر مسلموں کو نہ دینا چاہیئے تھا بُرا کیا اور طوائف کا ناچ گانا کرانا بہت سخت حرام اشد کبیرہ عظیم گناہ ہے اور وہ ناجائز پیسہ مدرسہ میں دینا بھی حرام مگر اس وجہ سے مدرسہ میں تعلیم دینا ناجائز نہیں اس وجہ سے اس مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز نہیں ہوگا امام کو چاہئے کہ مسجد یا فناء مسجد میں تعویذ وغیرہ کی قیمت نہ لے۔ ہندیہ میں ہے: ''رجل یبیع التعویذ فی المسجد الجامع ویاخذ علیه المال ویقول له ادفع الی الهدیة لایحل لهٗ ذلك كذا فی الكبریٰ''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[فتاویٰ ہندیہ، ج۵، ص۳۷۱، کتاب الکراھیۃ، باب فی آداب المسجد، مطبع دارالفکر، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷؍صفر المظفر ۱۴۰۶ھ

علمائے کرام پر تہمت لگانا کیسا؟، علماء انبیاء کے وارث ہیں، ایک مشت داڑھی رکھنا حدیث سے ثابت ہے

مسئلہ-۳۱۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:

زید کہتا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت ہے لیکن عالموں نے یہ اپنی طرف سے لگایا کہ ایک مشت دو انگل رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہچان مسلماں کے لئے فرمایا، زیادہ رکھو یا تھوڑی سب کی سب درست ہے۔ لہٰذا شرع شریف کا زید پر کیا حکم ہے؟ مطلع کریں۔ فقط۔

مستفتی: مسلمانان انجمن اسلامیہ کانوینٹ اودے پور، راجستھان

الجواب

زید بے قید علما پر تہمت دھرتا ہے اور اپنی عاقبت تباہ کرتا ہے۔ علمانے کچھ اپنی طرف سے نہ فرمایا جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ قرآن عظیم وحدیث رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ماخوذ ومستنبط ہوتا ہے۔ اس لئے علماء کی اتباع وپیروی کا حکم آیا ہے۔ حدیث میں فرمایا: ’’اتبعوا العلماء فانهم سُرُج الدنیا ومصابیح الآخرة‘‘

[الجامع الصغیر مع فیض القدیر، ج۱، ص۱۳۹، حدیث نمبر ۹۴ باب الهمزه دارالکتب العلمیة، بیروت / کنزالعمال ج۱۰، ص ۵۹ کتاب العلم باب فی الترغیب فیه حدیث نمبر ۲۸۶۷۷، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت]

علماء کی پیروی کرو کہ وہ دنیا وآخرت کے روشن چراغ ہیں۔

تو ان کی پیروی اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہے اور حدیث میں ہے: ’’العلماء ورثة الانبیاء‘‘

[سنن ابو داؤد جزء ۲ کتاب العلم باب فی فضل العلم ص۵۱۳، مطبع اصح المطابع / الجامع للترمذی جزء ۲، کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقه علی العباد، ص۹۳، مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ / مشکوٰة المصابیح، ج۱، ص۳۴، کتاب العلم الفصل الثانی مجلس برکات، مبارکپور]

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ تو ان پر طعن معاذ اللہ خدا ورسول پر طعن ہے اور دین سے امان اٹھانا ہے کل کوئی ملحد زندیق اسی زید بے قید سے سیکھ کر کہے گا کہ معاذ اللہ میں حدیث وقرآن کو نہیں مانتا یہ علماء کی من گڑھت ہے۔ والعیاذ باللہ۔ اور یہ دعویٰ بھی اس کا محض جھوٹ ہے کہ ایک مشت رکھنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ سچا ہے تو ثبوت دے اور یہ سمجھ لینا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہوا لہٰذا حضور علیہ السلام نے فرمایا ہی نہیں، محض جہالت ہے کہ عدم نقل، نقل عدم نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی جنگل یا پہاڑ کا رہنے والا کہے کہ تاج محل کوئی چیز نہیں کہ ہم نے اب تک سنا ہی نہیں۔ پھر حضور کا ارشاد وہی نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے فرمایا بلکہ وہ بھی حضور ہی کا ارشاد ہے جو ان کے صحابہ

ان کے اقوال و افعال میں ان کی اقتدا کرنے والے سنت سیدنا مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء بتانے والے فرمائیں۔ تنویر الحوالک میں امام اجل سیوطی علیہ الرحمۃ اور کتاب الآثار میں سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ بہ مقدار یک مشت داڑھی کو پکڑ لیتے اور جو زائد ہوتی کاٹ دیتے تھے۔

[کتاب الآثار باب فی الخضاب والاخذ عن اللحیة والشارب ج۱،ص۲۳٤ مطبع دار الکتب العلمیة بیروت / تنویر الحوالك، کتاب الشعر، باب السنة فی الشعر، ص٦٨٢، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور یہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو سنت نبوی پر نہایت حریص تھے اب یہ زید ان پر بھی بہتان رکھے بلکہ بلاشبہ اس کا یہ بہتان ان کی جناب تک پہنچا اور یہ بھی اس کا جھوٹ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہچان رکھی، زیادہ رکھو یا تھوڑی۔ الخ، حدیث میں صاف حکم وارد: ”وفروا اللحیٰ“

[الصحیح للبخاری ج۲،ص ۸۷۵، کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ /فیض القدیر شرح جامع الصغیر، ج٦، ص ٤٧٠، دار الکتب العلمیة، بیروت]

داڑھیاں بڑھاؤ۔

اب زید کو خدا سمجھ دے تو اس سے سمجھ لے کہ جب زیادتی کا حکم ہے تو قدر قبضہ سے کم میں بڑھانا کب ہوا۔ بلکہ اس کا کم ہونا مشاہد و مبصر و محسوس ہے اور اس سے پہچان بھی مسلم کی خاص نہیں جس کا یہ قائل ہے کہ اتنی داڑھی تو بعض کفار و نصاریٰ بھی رکھتے ہیں۔ تو یہ پہچان نہ ہوئی بلکہ ان سے مشابہت ہوئی جو حرام بدکام بدانجام ہے۔ درمختار میں ہے: ”اما الاخذ منها وهی دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم“

[الدر المختار، ج۳، ص۳۹۸، کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسده دار الکتب العلمیة، بیروت]

زید پر اپنی گمراہی سے توبہ لازم ورنہ اس سے مسلمان دور رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

٦/ربیع الاول، ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح والمجیب مصیب ومثاب والله تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی
دارالافتاء، منظر اسلام، بریلی شریف

پیر کی اہانت اور علما کی گستاخی نہایت سخت ہے، تفریق بین المسلمین اور غیبت حرام بدکام بدانجام ہے

مسئلہ-۳۱۵تا۳۱۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

(۱) ہمارے یہاں ایک پان کی دکان ہے وہاں ہمیشہ دوچار آدمی خاص کر بیٹھے رہتے ہیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں ایک مرتبہ زید نے ان لوگوں کو کہہ دیا ”کہ کیا اس کو دارالله بنا رکھے ہو؟“ تو کیا دارالله کہہ دینے سے زید کافر ہو گیا؟ اس کو کلمہ پھر سے پڑھنا پڑے گا؟ جواب دیں۔

(۲) پیر کی شان میں سخت، سست، کمینہ یا بُرا بھلا کہنا اور علما کو گندے لفظوں سے کہنا یا گستاخی کرنا کیسا ہے؟ شریعت کے حکم سے آگاہ کریں کوئی کہے کہ پیر کو اٹھا کر طاق پر رکھ دیا۔ ایسے پیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو کیا کرنا چاہئے؟

(۳) بازار میں بغیر ضرورت کے دوکان پر بیٹھنا اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنا، ایک دوسرے کی شکایت کرنا جس سے فتنہ پیدا ہو، ایسے مسلمانوں کا کیا حکم ہے؟ شریعت کی رو سے جواب دیں۔

مستفتی: عبدالجلیل

الجواب

(۱) اس کلمہ سے زید معاذ الله ہرگز کافر نہ ہوا۔ اس لیے اس پر تجدید ایمان واجب نہیں۔ والله تعالیٰ اعلم۔

(۲) بے وجہ شرعی کسی ادنیٰ مسلمان کی توہین حرام بدکام بدانجام ہے۔ پیر کی اہانت اور علما کی گستاخی تو نہایت سخت وبال کی موجب ہے۔ اشباہ میں ہے: ”الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر“

[الاشباہ والنظائر مع الحموی، باب الردۃ، کتاب السیر، ج۲، ص ۸۷، زکریابکڈپو سہارنپور]

علم اور علماء کا مذاق کفر ہے، جس نے پیر کے متعلق وہ جملہ بے وجہ شرعی کہا اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) تفریق بین المسلمین اور غیبت حرام بدکام بدانجام اور بلاضرورت بازاروں میں بیٹھنا بھی محل تہمت ہے، ایسے لوگوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۳/ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ

جو کسی عالم سے بے وجہ شرعی بغض رکھے اس پر اندیشۂ کفر ہے

مسئلہ-۳۱۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص جو کہ پنجوقتہ نمازی ہے اور حاجی بھی ہے عقیدے سنی کے ہیں مگر شخص مذکور نے ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو بلاوجہ کافر کہہ دیا کہ وہ بعد ہر نماز کے کلمۂ شہادت یا کلمۂ طیب زور سے نہیں پڑھتا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ''تم نے زور سے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا ہے، اس لئے تم کافر ہوئے''۔ جب اس حاجی سے کہا گیا کہ آپ نے غلط لفظ استعمال کیا ہے، کیا میں بریلی شریف سے فتویٰ منگاؤں؟ تو اس نے برجستہ جواب دیا کہ ہم بریلی والوں کو نہیں مانتے۔ اس کے علاوہ دوسرے مغلظات کہنے لگا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں شریعت مطہرہ کا حکم کیا ہے؟

مستفتی: عبدالوحید اشرفی مقام مسجد پٹھان گودام پوسٹ منڈی ضلع کوراپٹ (اڑیسہ)

الجواب

حاجی مذکور نے اگر فی الواقع اس وجہ سے کسی مسلم کو کافر کہا کہ اس نے زور سے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا تو پس شریعت مطہرہ پر افتراء کیا اور اس پر اس کلمہ سے توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ اور مغلظات بکنا حرام بدکام بدانجام ہے۔ اسلئے بھی توبہ

لازم ہے اور علمائے دین سے بغض وعناد بھی سخت مضر اسلام ہے۔ ہندیہ میں ہے: "من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر"

[فتاویٰ هندیه، ج۲، ص۲۸۲، کتاب السیر باب موجبات الکفر، دار الفکر بیروت]

جو کسی عالم سے بے وجہ بغض رکھے اس پر اندیشہ کفر ہے۔

حاجی مذکور کا یہ کہنا کہ ہم بریلی والوں کو نہیں مانتے، بے وجہ علماء سے بیر کی کھلی دلیل ہے۔ ان تمام باتوں سے وہ شخص توبہ شرعیہ کرے۔ ورنہ ہر مسلمان واقف حال اسے چھوڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۱۰ر ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم تھے، علمائے حرمین نے بھی مجدد کہا، کسی سلسلہ حقہ کو اللہ سے دور بتانا خود کو دور کرنا ہے، غوث پاک کی فضیلت تمام اولیاء پر مسلم ہے

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کہتا ہے کہ:

۱۔ امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودھویں صدی کے مجدد اعظم نہیں تھے اس مسئلہ میں بکر کہتا ہے کہ وہ مجدد اعظم تھے کس کا قول صحیح ہے؟ تحریر فرمائیں۔

۲۔ زید اپنے آپ کو نقشبندی کہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ قادریوں کا سلسلہ حضرت علی تک ہے اور نقشبندیوں کا سلسلہ حضرت ابو بکر تک ہے لہذا نقشبندی سلسلہ اللہ سے زیادہ قریب اور قادری سلسلہ اللہ سے دور ہے زید کا قول صحیح ہے یا غلط؟ جواب تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

۳۔ زید پیران پیر دستگیر محی الدین عبدالقادر جیلانی کو صرف اپنے دور کا غوث کہتا ہے اب اس وقت کے غوث اعظم نہیں لہذا اس وقت کے غوث اعظم کو تلاش کرو، زید کا قول کہاں تک درست ہے تحریر فرمائیں

المستفی: احمد شاہ بن حسین شاہ سنی مسلم کمیٹی حسن، راجکوٹ گجرات

الجواب

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علماء حرمین شریفین نے مجدد کہا اور ان کے زمانے سے آج تک جملہ علماء اہل سنت وعوام مجدد دین وملت جانتے مانتے چلے آئے۔اور خود ان کا کام ان کے احیائے سنت وتجدید دین پر شاہد عدل ہے۔اور جو اپنے زمانے میں احیائے سنت وازالۂ بدعات ومنکرات کرے وہی مجدد ہے۔خواہ کوئی کہے یا نہ کہے زید بے قید کی باتوں پر کان نہ دھرا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کارہائے نمایاں کی تفصیل کیلئے امام احمد رضا اور ازالۂ بدعات ومنکرات مصنفہ یٰسین اختر مصباحی کو دیکھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زید بے قید نے بڑی سخت جرأت کی اس پر توبہ لازم ہے۔ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔سلسلۂ قادریہ اور جملہ سلاسل بزرگان دین خدا ورسول تک پہچانے والے ہیں ان میں کسی سلسلہ کو اللہ سے دور بتانا خود اللہ سے دور ہونا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ زید بے قید کی یہ بات بھی جناب غوثیت مآب میں سخت جرأت ہے اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے درمیان تمام اولیاء پر غوث اعظم کی فضیلت مسلم ہے۔اور ان کا منصب معلوم ہے۔زید کا یہ دعوی بے دلیل ہے اس پر اس سے توبہ ورجوع فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۷/رجب المرجب ۱۴۰۹ھ نزیل اجمیر معلی

اولیا وعلمائے دین کو حضور پرنور کہنا جائز ہے، امام اہل سنت کے سوا دوسرے کو اعلیٰ حضرت کہنا ایہام امر غیر مناسب ہو سکتا ہے، گناہ کی نیت سے خدا اور سول ناراض ہوتے ہیں، عالم سے بے وجہ شرعی بغض رکھنے میں اندیشۂ کفر ہے

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے اپنے پیر ومرشد کو کہا ہے "حضور پرنور اعلیٰ حضرت شاہجی محمد شیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ" ۔سائل یہ کہتا ہے کہ حضور پرنور تو سرکار دوعالم کو لکھنا چاہئے کیونکہ یہ الفاظ آپ ہی کے شایان شان ہیں آپ سرتاپا اللہ کے نور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور "اعلیٰ حضرت" فاضل بریلوی قدس سرہ کا لقب ہے ۔جب کوئی اعلیٰ حضرت کہتا ہے تو فوراً ذہن آپ کی طرف مائل ہوتا ہے۔آپ چودھویں صدی کے مجدد ،اہل سنت کے امام ہیں۔لہذا شاہجی میاں کو اعلیٰ حضرت نہ کہو۔

۱۔ سوال یہ ہیکہ کسی بزرگ ولی اللہ یا عالم دین کو "حضور پرنور" کہنا یا لکھنا کیسا ہے؟ ایسے شخص کو ہم لوگ اپنے نمازوں کا امام بنائیں یا نہیں؟

۲۔ اعلیٰ حضرت،صرف فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کے سوا کسی اور کو کہنے میں کوئی حرج تو نہیں؟ ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ جو صرف فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی شان اقدس گھٹانے کی غرض سے دوسرے بزرگوں کو اعلیٰ حضرت کہتا ہے۔فقط

سائل:سید محمد منظور علی بانی جامعہ غوثیہ شیریہ،قصبہ بہیڑی ضلع بریلی ۱۳؍محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

الجواب

بعون الملک الوھاب:

۱۔ ''حضور پر نور'' اولیاء اللہ وعلمائے دین کو کہنا جائز ہے اور کہا جاتا ہے یہ لقب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں اور کہنے والے کو امام بنانا جائز ہے۔ جبکہ لائق امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ دوسرے بزرگوں کو بھی اعلیٰ حضرت کہنا فی نفسہ جائز ہے۔ مگر جبکہ یہ لقب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ساتھ خاص سا ہو گیا ہے اور خاص وعام انہیں کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں تو دوسرے کو اعلیٰ حضرت کہنا ایہام امر غیر مناسب ہو سکتا ہے لہٰذا احتراز بہتر۔

ان کیلئے دوسرے القاب تعظیمی بولیں اور فتنہ واختلاف سے بچیں اور اگر نیت یہ ہو کہ اعلیٰ حضرت کا لقب دوسرے بزرگ کو دے کر اعلیٰ حضرت کی شان گھٹا دیں اور ان بزرگ کی عزت بڑھا دیں تو یہ خیال خام نہ اس سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹے نہ ان بزرگ کی عزت ان کی بڑھانے سے بڑھے۔ نہ ایسی نیت سے وہ بزرگ خوش ہوں کہ گناہ کی نیت ہے اور گناہ کی نیت سے خدا اور رسول ناراض ہوتے ہیں۔ تو وہ بزرگ کب خوش ہو سکتے ہیں؟ ایسی نیت والوں کیلئے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ عالمگیری میں ہے: ''من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر'' [فتاوی ہندیہ، ج ۲، کتاب السیر، الباب التاسع، ص ۲۸۳، دارالفکر بیروت] جو کسی عالم سے بے وجہ شرعی بغض رکھے اس پر کفر کا اندیشہ ہے تو امام العلماء امام اہل سنت مجدد دین وملت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بلاوجہ ان کی عداوت کتنی بد انجام ہوگی؟ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب: تحسین رضا غفرلہ

علماء کی گستاخی حرام بلکہ کفر ہے اور اگر ایسا کرنے والا توبہ نہ کرے تو عوام مسلمین پر اس کا بائیکاٹ ضروری ہے

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

جلسہ مبارک میلاد شریف ذکر اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں سماجی چندہ سے منعقد کیا گیا جب محمد ابراھیم عرف باٹا سے چندہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے چندہ دینے سے انکار کر دیا ہے اور بریلی شریف کے فتوی کو بھی نہیں مانتا۔ اور علمائے اہل سنت بریلی کو ماں کی گالیاں دیتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ لوگ بیاج کو جائز کہتے ہیں اور اسی طرح علمائے کرام کی شان میں توہین آمیز کلمات کہتا ہے ایسے آدمی کیلئے جو میلاد پاک کے چندہ سے گریزاں ہو اور علمائے کرام کی شان میں فحش بکتا ہو اس کے ساتھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ تا کہ ان کے لئے ایک تنبیہ ہو اور علمائے کرام کی شان میں فحش نہ بکیں براہ کرم حکم شرع سے مطلع فرمایا جائے۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد ایوب بیڑی ٹھکیدار محلہ چھپری پوسٹ آفس، ناگور ضلع ستنا

الجواب

علمائے کرام کی شان میں گستاخی حرام اشد حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر ہے اشباہ میں ہے: ''الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر''

[الاشباہ والنظائر، ج ۲، ۱۸۷ زکریا بکڈپو دیو بند]

گالی بکنا حرام ہے اور کسی مسلمان کو گالی دینا بہت سخت ممنوع پھر علماء کو گالی دینا کس درجہ شدید و عظیم گناہ ہوگا؟۔ اس جری بے باک سے چندہ نہ دینے کی شکایت کیا جو علماء کی توہین کر کے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے۔ ورنہ ہر مسلمان واقف حال اسے چھوڑ دے۔ یہی حکم ان کا ہے جو اس کے اقوال بد میں شریک ہوں یا ان اقوال بد سے راضی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶ / جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

علماء کی توہین حرام بلکہ کفر ہے، ایسے شخص سے دین و دنیا کے

معاملات حرام ہیں

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید جو کہ خود کو وہابی کہتا ہے اور علمائے کرام کی شان میں برے کلمات ادا کرتا ہے، گالیاں بھی دیا کرتا ہے۔ باوجود اس کے ہمارے یہاں کے قاضی صاحب زید کے یہاں آنے جانے سے پرہیز نہیں کرتے بلکہ بلا کراہت اس کے گھر آتے جاتے ہیں اس کا حکم شرع بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب

علمائے کرام کی اہانت کفر ہے اشباہ میں ہے: ''الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر''

[الاشباه والنظائر، ج ۲،۱۸۷ زکریا بکڈپو دیو بند]

اور خود کو وہابی کہنا خود اپنے منہ اقراری کافر بننا ہے جس نے علمائے کرام کی شان میں سخت سخت گالیاں بکی اور خود کو وہابی گردانا ایمان سے خارج ہو کر بے دین کافر ہو گیا۔ جب تک توبہ نہ کرے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو اس سے میل جول کھانا پینا شادی بیاہ اس کی عیادت اس کی نماز جنازہ اس کی اقتدا اس سے معاملت سب حرام ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ اور وہ قاضی سخت گناہگار مستوجب نار ہے اگر وہابی کو مسلمان جانتا ہے تو انہیں کی طرح بے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۴؍ جمادی الآخرہ ۱۴۰۴ھ

عقائد متعلقہ تقلید

معتقدات حقہ کو باطل فرقوں سے تمیز و شناخت کے لیئے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے

مسئلہ-۳۱۹

بخدمت شریف حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قادری رضوی قبلہ مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ:

یہاں پر ایک مولانا صاحب یہ کہتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت نہیں کہنا چاہئے کیونکہ اعلیٰ حضرت کا مسلک بھی حنفی ہے مسلک حنفی یا مسلک امام اعظم کہنا چاہئے۔ اسی لئے اس کی تفصیلی معلومات کرا کے رہنمائی فرمائیے۔ مسلک مہذب کیا؟ یہ دونوں الفاظ کے ایک ہی معنیٰ ہیں یا جدا؟

مستفتی: محمد سرور پاشا قادری مومن مسجد، قول پیٹھ، نذر گوشت ہاسپیٹ، بلاری، کرناٹک

الجواب

مسلک سے مراد وہ عقائد حقہ اہل سنت و جماعت ہیں جن پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور ہر زمانہ میں ائمہ دین واولیاے کاملین قائم رہے یہاں تک کہ وہ عقائد ان حضرات کی تعلیم و تبلیغ سے ہم تک پہنچے اس کو حدیث میں سواد اعظم سے تعبیر فرمایا کہ ارشاد ہوا: ''اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار''

[مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، مجلس برکات]

ان عقائد میں کسی کی تقلید نہیں کہ یہ اصول دین ہیں، تقلید فروع میں ہے اسی کے اعتبار سے اعلیٰ حضرت اور ان کے متوسلین حنفی کہلاتے ہیں پھر ان معتقدات حقہ کو باطل فرقوں سے تمیز و شناخت کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہاں سے فرق ظاہر ہوا اور اعتراض معترض زائل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۶؍ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی قادری غفرلہٗ

خلاف شرع حکم کی اطاعت کرنے والا گنہ گار ہے

مسئلہ-۳۲۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
اگر ۲۹؍رمضان المبارک کو ابر کی وجہ سے رویت ہلال ثابت نہیں ہوئی۔ اور کوئی مولوی یہ کہے کہ چاند ہو یا نہ ہو۔ میں تو کل عید کروں گا۔ اور بلا دلیل شرعی صرف اس مولوی کی دھونس میں آکر مسلمان عید کرلیں تو ایسے مولوی کا کیا حکم ہے؟ جس نے شریعت غرا پر ایسی ناپاک جسارت کی اور اس کی تقلید کرنے والوں کے بارے میں سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق کیا حکم فرماتا ہے اور بلا لومۃ لائم احقاق حق اور ابطال باطل کرنے والے مفتیان اسلام کے مبارک قلم جن کی روشنائی صبح قیامت خون شہداء کے ہم پلہ ہوگی۔ دین حنیف پر ایسی جرأت کرنے والوں کے حق میں کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: بدر القادری، مرکز اسلامی، ہالینڈ

الجواب

وہ مولوی شریعت مطہرہ پر سخت جری و بے باک ہے اور سخت گناہگار مستوجب عذاب نار ہے اور جنہوں نے اس حکم خلاف شرع میں اس کی اطاعت کی وہ بھی سخت گناہگار مستوجب عذاب شدید ہیں۔ اور ان سب کا وبال بھی اسی کے سر ہے بغیر اس کے کہ ان کے عذاب سے کچھ کمی ہو۔ حدیث میں ہے سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده کتب له مثل اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورهم شیٔ ومن سن فی الاسلام سنة سیئة فعمل بها بعده کتب علیه مثل وزر من عمل بها ولا ینقص من اوزارهم شیٔ''

[مسلم شریف، ج۲، ص ۳۴۱، باب من سن سنة حسنة، مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ]

یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھی بات نکالی اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا بغیر اس کے کہ ان کا ثواب کم ہو اور جس نے اسلام میں بُری بات نکالی اس پر اس کا عذاب اور اس پر عمل کرنے والوں کا عذاب ہے بغیر اس کے کہ ان کے وبال میں کمی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۹ ررجب المرجب ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

بے تقلید چارہ کار نہیں ہے اور غیر مقلدین نے تقلید کا انکار کر کے ایسے مسائل گڑھے ہیں جن کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں ہے

مسئلہ-۳۲۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کوئی یہ کہے کہ چاروں اماموں مثلاً امام اعظم، امام شافعی، امام حنبل اور امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ضروت نہیں، ہم قرآن وحدیث خود سمجھیں گے، اماموں کی ضرورت نہیں۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اماموں کی تقلید قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ اور ایک یہ کہتا ہے کہ جب یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ مسجد کے اوپر یعنی چھت پر مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے نماز مکروہ ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ مفتی لوگ فتویٰ بھیجنے والے کے موافق نہیں یعنی اس کے دل کو خوش کرنے کے لئے اسی کے دل کی خواہش کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں تو ایسے آدمی کے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہ ہوگی؟

مستفتی: محمد ذاکر حسین اشرفی۔

الجواب

ان کا قول باطل ہے اور بے تقلید چارہ کار نہیں ہے اور غیر مقلدین نے تقلید کا انکار کر کے ایسے مسائل گڑھے ہیں جن کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں ہے۔ چند مسائل حاضر مطالعہ ہیں۔

''پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے''۔

[طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ، ص ۶ و ۷، مطبع فاروقی دہلی]

اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر لوٹے میں اپنا، یا کتے کا پیشاب یا دو تہائی ماشے نجاست پڑ جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ یہ تقلید نہ کرنے کا انجام ہے۔ روضہ ندیہ کے ص ۱۲ ر پر یہ لکھ دیا ہے ''شراب و مردار و خون کی حرمت ان کی نجاست پر دلیل نہیں جو انہیں ناپاک بتائے، دلیل پیش کرے'' ملخصاً۔

[روضۂ ندیہ شرح درر بهیه عربی بیان الاصل فی الاشیاء الاباحة ج ۱، ص ۲۳، مطبع فاروقی کتب خانه لاهور]

ان کی کتاب فتح المغیث، ص ۶ ر میں ہے'' کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر''

[فتح المغیث معروف طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ ص ۶]

یعنی وضو میں سر کا مسح نہ کیجئے، پگڑی پر ہاتھ پھیر لیجئے، وضو ہو گیا اگرچہ قرآن عظیم ﴿وَامْسَحُوْا بِرُؤُوسِكُمْ﴾ [سورۂ مائدہ آیت-۶]

اپنے سر کا مسح کرو

فرمائے یہ تقلید نہ کرنے کا انجام ہے۔ بلکہ فتاویٰ ابراہیمیہ، ص ۲، مطبوعہ دھرم پرکاش، الٰہ آباد میں، وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کو فرض بتایا ہے۔

[فتاوی ابراہیمیہ ص ۲، مطبع دھرم پرکاش الٰہ آباد]

اس مسئلہ میں وہ رافضیوں سے بڑھ گئے ہیں کہ وہ صرف مسح کو جائز مانتے ہیں۔ اور فتح المغیث کے ص ۵ ر اور طریقۂ محمدیہ کے ص ۵ ر میں نجاست کو صرف سات چیزوں میں منحصر کر دیا ہے۔ باقی کو اصل اشیاء میں طہارت پر جاری کیا ہے جب تک نقل خبر معارض وارد نہ ہو۔ اس عبارت سے مرغی کا گوہ یا سوئر کا موت یا کتے کا پیشاب ان کے طور پر نجس نہیں ہے۔ یہ تقلید نہ کرنے کے سبب ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اور تقلید، قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ مطلق تقلید کا حکم ان آیتوں میں دیا گیا ہے: ﴿اهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِينَ أنعَمتَ عَلَيهِم﴾ [سورۂ فاتحہ آیت-۶،۷]

ہم کو سیدھا راستہ چلا، اُن کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا۔

دوسری آیت کریمہ: ﴿أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ﴾

[سورۂ نساء آیت-۵۹]

اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اور علم والوں کی جو تم میں سے ہوں۔

یہاں اولی الامر سے علماء وائمۂ دین مراد ہیں۔

تیسری آیت میں ہے: ﴿فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ ٥﴾

[سورۂ نحل آیت-۴۳]

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔

دارمی شریف باب الاقتداء بالعلماء میں ہے: ''اخبرنا یعلی حدثنا عبد الملك عن عطاء ﴿أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ﴾ قال اولو العلم والفقه طاعة الرسول اتباع الكتاب والسنة''

[سنن دارمی، ج ۱، ص ۵۵، حدیث نمبر ۲۲٤ باب الاقتداء بالعلماء، مطبع دارالفکر، بیروت]

یعنی خبر دی ہم کو یعلی نے انہوں نے کہا مجھ سے کہا عبدالملک نے انہوں نے عطاء سے روایت کی کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے امر والوں کی، فرمایا عطاء نے کہ اولی الامر علم اور فقہ والے حضرات ہیں۔

اور تفسیر درمنثور میں آیت ﴿فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ﴾ کی تفسیر میں ہے: ''اخرج ابن ابی حاتم عن سعيدبن جبير ان الرجل ليصلى ويصوم و يحج و يعتمر وانه لمنافق قيل يا رسول الله بماذا دخل عليه النفاق؟ قال: يطعن على امامه وامامه من قال الله فى كتابه ﴿فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ﴾''

[تفسیر الدر المنثور للسیوطی، ج ۵، ص ۱۱۷، مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت]

ابن ابی حاتم سعید ابن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ بعض شخص نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج اور عمرہ کرتے ہیں حالانکہ وہ منافق ہیں، عرض کی گئی یا رسول اللہ! کس وجہ سے ان میں نفاق آگیا؟ فرمایا کہ اپنے امام پر طعنہ کرنے کی وجہ سے، امام کون ہے؟ فرمایا رب نے ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۝﴾۔

اور قرآن عظیم میں ارشاد ہوا: ﴿ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۝﴾

[سورۂ نساء آیت-۱۱۵]

اور جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راستہ چلے، ہم اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو راستہ عام مسلمانوں کا ہو اس کو اختیار کرنا برحق ہے اور تقلید پر ائمہ مذاہب کا اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور حدیث مشکوٰۃ میں ہے: ''اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار''

[مشکوۃ المصابیح، ص ۳۰، الفصل الثانی باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مجلس برکات، مبارکپور]

بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ جو جماعت مسلمین سے علیحدہ رہا، وہ علیحدہ کرکے جہنم میں بھیجا جائیگا۔

اور یہ بات ثابت ہے کہ سواد اعظم مسلمانوں کا وہی گروہ ہے جسے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں وہ تقلید ائمہ کو ضروری جانتا ہے خواہ حنفی ہو یا شافعی یا حنبلی یا مالکی۔ اس سبب سے علماء نے فرمایا کہ جو شخص ان سے علیحدہ ہوا، وہ گمراہ، بددین ہوا بلکہ بحکم فقہ کفار و مرتدین سے ہے۔ اور جو شخص تقلید کو مطلقاً شرک و منافی ایمان کہے وہ قرآن و حدیث و اجماع امت کا منکر ہے اور یہ کفر ہے۔ کشف بزدوی میں ہے: ''رجوع العامی الیٰ قول المفتی وجب بالنص والاجماع'' ملخصاً

[کشف الاسرار عن اصول البزدوی، قبیل باب حکم العلة ج۳، ص۳۸۸، دار الکتب العلمیة بیروت]

فصول البدائع میں ہے: ''للعامی تقلید المجتهد فی فروع الشریعة'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

[فصول البدائع فی اصول الشرائع، جلد دوم، ص۴۳۳]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

کبھی امام اعظم کبھی امام شافعی کبھی امام احمد کے مسئلے پر عمل کرنے والا دین سے کھیل کرتا ہے، اپنے مذہب سے پھرنا جائز نہیں، تقلید کے متعلق ایک نفیس بحث

مسئله:

محترمی و مکرمی مفتی و قاضی صاحب دام لطفکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے رہ کر جناب کی خیریتیں نیک مطلوب خادم آپ کو ہمیشہ تکلیف دیتا ہے معاف فرماویں۔

(۱) ایک شخص جو حنفی المسلک ہے وہ شافعی مذہب کا کبھی مسئلہ لے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ سب مذاہب برابر ہیں ہم مسلمان ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ مذاہب تو نہیں تھے تو ہم کبھی یہ مسئلہ لے لیتے ہیں اور کبھی ان کے علاوہ مالکی اور حنبلی مذہب کے لوگوں کو مان لیتے ہیں اس میں کیا مضائقہ؟ کیا یہ صحیح ہے؟۔ مہربانی سے جناب کا فتویٰ کیا کہتا ہے۔ یعنی مفتیان اور اماموں کی کیا رائے ہے۔ اطلاع سے ممنون فرماویں، شکراً جزیلا۔

نوٹ: اگر اس مسئلہ کا جواب عربی لفظ میں ہو تو بہتر رہے گا اگر آپ کو تکلیف نہ ہو ورنہ کچھ نہیں۔ والسلام

۔

مستفتی: خادم سلیمان حاجی ابراہیم قادری

الجواب

بعون الملك الوهاب:

ان کان ذالك الشافعی یعمل فی مسئلة بمذهبه وفی اخریٰ بمذهبنا الحنفية او

بآخر۔فان فعل ذالك باحد الشروط الثلاثة۔

احدها: ان يترجح له بالنظر فى دلائل الكتاب والسنة فى خصوص تلك المسئلة المذهب الحنفى۔

والثانى: ان يكون مبتلى فيها بالعمل بمذهبنا بحيث لايكون له من محيص۔

والثالث: ان يكون رجلا من اهل التقوىٰ ويريد ان يأخذ نفسه بالحيطة وهى انما توجد فى تلك المسئلة خاصة عند الحنفية۔ وفوق ذالك شرط آخروهو ان لا يؤدى ذٰلك الى التلفيق بان تحصل على المذهبين۔صورة لاتصح فى ايما مذهب كأن لا يرىٰ النقض بالقصد ويصلى خلف امام من غير قرأة للفاتحة فالوضوء باطل فى المذهب الحنفى والصلوٰة باطلة فى المذهب الشافعى فان فعل ذالك باحد الشروط المذكورة والا فلا يجوز لانه تلاعب بالدين۔

ومعنى التلفيق أن يعمل فى عبادة واحدة على مذهبين وهٰذا باطل باجماع جميع العلماء۔فقد قال فى الدر المختار:"وان الحكم الملفق باطل بالاجماع كذا فى الفتاوىٰ العزيزيةمترجمابتصرف "

[درمختار،ج۱ ، مقدمة، ص۸۷۷،دارالكتب العلمية بيروت]

قلت وبالله التوفيق۔اذا امعنت النظرفيما ذكر من الشروط علمت ان هٰذا لايجوزلطبقة الناس وانما يجوز لطائفة وقليل ماهم دون العامى الذى ليس من اهل الترجيح ولا مبتلى بالعمل بغيرمذهبه ولاممن يأخذ نفسه بالحيطة انما يلزمه تقليد معين وليس له ان يقلدفى مسئلةٍ هٰذا وفى اخرىٰ ذاك هٰذاهوالمختار الذى تظافرت عليه اقوال العلماء من الحنفية والشافعية وغيرهم وسنوافيك ببعضها عما قليل ان شاء الله تعالى على ان من العلماء من ضيق العطن واخذبالتقليد فى كل مسئلة ومنع التحول الى غير مذهبه ولو فى مسئلة واحدة حتىٰ ما يترجح له مذهب غيره كهٰذا هوالملا احمد جيون فى تفسيره قائلا:"وكما انه لايجوز الانتقال من مذهب الى آخر كذالك لايجوز ان يعمل فى مسئلة علىٰ مذهب وفى

اخری علی آخر للعامی لاوجه له فی هٰذا الباب اما العالم فظاهر ان لاوجه له الیه الا بعلم بان الامام قد اخطأ فی المسئلة الفلانیة واصاب فی الفلانیة والامام الفلانی علی عکس هٰذا کما ان یدرء الحنفی الفاتحة عقیب الامام فانه لا یجوز ان اعتقد انه قد اصاب الشافعی فی ذالك بخلاف ابی حنیفة فانه باطل بالضرورة وان ظن ان دلیل الشافعی وهو قوله علیه السلام لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب"

[عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج۶، کتاب الاذان باب ۹۵/ تحت حدیث-۷۵۷ص۲۶۰،دارالکتب العلمیة بیروت]

صریح فی هٰذاالمعنیٰ فذالك موقوف علی معرفة هٰذاالحدیث ومعرفة الحجج لابی حنیفة ومعرفة انه لا حجة اسبق من هٰذاوامثاله وذالك مما هو لیس من شان المقلد لان کل احد ینصب علی طبق مذهب دلائل وشواهد ولکل وجهة هو مولیها وفوق کل ذی علم علیم اه بحروفه۔قلت ایضا مامر فی الشرط الثالث من ان یکون رجلا من اهل التقویٰ ویرید ان یأخذ نفسه بالحیطة الخ۔قیده فی التفسیر الاحمدی بما اذا امکن التطبیق قال غایت مافی الباب ان یعمل الصوفی بالاحوط انما لدفع الحرج وذالك فیماامکن التطبیق مثل ان لا یاکل الحنفیة ارنب فانه یجوز اذابوحنیفة یبیحهاولایوجبها والشافعی ینکر اباحتهافانه لو لم یاکل یکون عملا علی کلاالمذهبین وان اکل یحتمل ان یقع فی الحرام ویخالف مذهب الشافعی بخلاف ماذالم یمکن التطبیق کما فی قرأة الفاتحة فان الشافعی یوجبها وابوحنیفة یحرمها فانه لایجوز للحنفی العمل علی مذهب الشافعی من حیث انه مذهب الشافعی وان کان یجوزمن حیث ان محمدا استحسنه لما عرفت اه۔وهٰذا کلام صالح ینبغی الاخذ به فالمتقی انما یجوز له العمل بغیرمذهبه اذا امکن التطبیق والافالحق ان یعمل بمذهبه قال العلامة الملاعلی القاری رحمه الله بل یجب حتماً ان یعین مذهبا من هٰذه المذاهب۔اما مذهب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع و امامذهب مالك واما مذهب ابی حنیفة او غیرهم ولیس له ان ینتحل من مذهب الشافعی

فی البعض ما یهواه ومن مذهب غیره فی الباقی مایرضاه لانا لوجوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصله ان یرجع الی تعیین التکلیف لان مذهب الشافعی اذا اقتضی تحریم شیء ومذهب غیره اباحة ذلک الشیء بعینه او علی العکس فهو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرمة وذالک باطل بالاجماع لان حفظ الدین واجب وذالک لا یحصل الا به فیکون واجبا لان مقدمة الواجب واجب بالاجماع فثبت ان تقلید المذهب الواحد واجب لان مقدمة الواجب واجب اھ۔کذا نقل عنه رحمه الله فی الفتح المبین۔قلت قوله بل یجب حتماان یعین مذهبا من هٰذه المذاهب الخ۔ ای من هٰذه المذاهب الاربعة وتخصیص التعیین بمذهب من هٰذه الاربعة لان الامة قد اجتمعت علی اتباع لهٰذه الاربعة دون غیرها ففی التفسیرالاحمدی مانصه لکن قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع فلا یجوز الاتباع لغیرها۔

لابی یوسف ومحمد وزفر وشمس الائمة اذا کان قولهم مخالفا للاربع وکذا لایجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفا لهم وفی الطحطاوی علی الدرالمختار ما یلی من شذ عن جمهور اهل العلم والفقه والسواد الاعظم یدخل فی النار فعلیکم معاشرالمؤمنین باتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالیٰ وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه فی مخالفتهم وهٰذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالیٰ ومن کان خارجا عن هٰذه الاربعة فان کنت بعد فی فریة من هٰذا فارجع البصر فی الاقطار۔هل تریٰ بغیر هٰذه المذاهب عینا او اثرا فی دارمن الدیار ”ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر“۔قد اجتمعت الامة کما تلونا علی الاتباع لهٰذه الاربعة فهل عسیت ایها القائل لم تکن هٰذه المذاهب فی عهده علیه السلام ان تظن ان هٰذاالسواد الاعظم قد اطبق علی الضلالة ۔والعیاذ بالله العزیز المتعال

وقد قال الله تعالیٰ:"ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم وساء ت مصیرا"

[سورۂ نساء آیت–۱۱۵]

وقال علیه السلام :"لا تجتمع امتی علی ضلالة"

[المقاصد الحسنه، باب حرف اللام الف، حدیث –۱۲۸۶، ص، ۵۲۶، برکات رضا پوربندر گجرات]

عن ابی عاصم فی السنة من حدیث انس بھٰذااللفظ وعند الترمذی حدیث ابن عمر:"لا یجمع اللهُ ھٰذه الامة علی الضلالة ابدا"

[المستدرک ج۱، ص، ۲۰۰/ حدیث نمبر ۳۹۱/ ۱۰۲، دارالکتب العلمیة بیروت]

کذا فی الدر المنثور للسیوطی ان کنت تظن ھٰذافیهاویلك من خارق للاجماع ناکب طریق المسلمین هاوبنفسه فی هوة من سجین والا فلا وجه للانکار بل لا بد من الاقرار بان کل ھٰذه المذاهب حق اذ لا واسطة بین الحق والباطل لکن لامساغ للتخلیط بین ھٰذه المذاهب وذاك لمجرد التشهی لما مرمن انه تلاعب بالدین ومن انه یؤدی الی الخیبة والخروج عن الطیبة ویرجع الی اقصی التکلیف وبالجملة فلزم رد هذا الباب والاخذ بالتقلید فی کل الوقائع والفروع متعین حفظا للشریعة لاسیما فی هذا الزمان الذی یجتهد فیه کل غمرغرلا یعرف هرًّامن برّ فضلا ان یکون له راس بالفقه ظنا منه انه علی هدی من ربه والامة مازالت فی ضلال علی تعاقب الاجیال نسأل الله السلامة لایقال لم یلتزم احد فی الصدر الاول تقلید معین لانا نقول انما حکم العلماء بتقلید معین حفظا للدین لمّا کثرت العصبیة بین الناس وأدت الی الدین عقارب الفساد من الوضع والکذب والدس فیه مالیس منه اما فی ذلك الزمان فکان الدین مصونا عن الوضع والکذب متدرّجا فی الرقی موثوقا باهله لورعهم مأمونا علیهم من التقوُّل والاختلاف فکان العامی یتلقی دینه عمن رأه فلماعبّر ذلك القرن وأخذ ت من غبر من الناس الحمیة کحمیةالجاهلیة

الاولیٰ وعنت فی الدین المشاجرات عنی اهل الدین بتقلید معین من الائمةالمجتهدین حتی صار الجمیع فی القرن الثالث یقلدون اماما من الأئمة بعینه ووجب هذا النوع من التقلید فی ذلك العصر ۔قال المحدث الشاه ولی الله الدهلوی فی الانصاف:وبعد المأتین ظهر فیهم التمذهب للمجتهدین باعیانهم وقل من کان لایعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان هذا هوالواجب فی ذلك الزمان اه

قال الامام عبدالوهاب الشعرانی قدس سره الربانی فی المیزان" یجب علی المقلد العمل بالارجح من القولین فی مذهبه مادام لم یصل الی معرفة هذه المیزان من طریق الذوق والکشف کماعلیه عمل الناس فی کل عصر الخ

وقال الامام حجة الاسلام الغزالی قدس سره فی الاحیاء: "مخالفته للمقلد متفق علی کونه منکرا بین المحصلین "

[احیاء علوم الدین،ج،٤،کتاب الامر بالمعروف / الباب الثانی،الرکن الثانی ـالشرط الرابع۔ص١ ٠ ٦،دارالمنهاج بیروت]

وفی شرح النقایة عن کشف الأصول للامام البزدوی:"من جعل الحق متعددا کالمعتزلة اثبت للعامی الخیار من کل مذهبٍ ما یهواه ومن جعل واحدا کعلماء نا الزم العامی اماما واحدا"

[شرح نقایه کشف الاصول للامام البزدوی]

وفی الملل والنحل:" علماء الفریقین لم یجوزوا ان یأخذ العامی الحنفی الابمذهب ابی حنیفة والعامی الشفعوی الابمذهب الشافعی"

[الملل والنحل]

وفی عقدالجیدالمحدث ولی الله الدهلوی:"المرجح عند الفقهاء ان العامی المنتسب الی مذهب له مذهب فلا یجوز له فی فتنة هذا ولنرد بعض اقوال للسادة الشافعیة علی حدة مفیدة فیما نحن بصدده"

[عقد الجيد للمحدث ولى الله الدهلوى]

قال الامام جلال الدين السيوطى رحمة الله فى الاشباه والنظائر :قال السبكى :"اذا كان للحاكم اهلية الترجيح ورجح قولا منقولا بدليل جيد جازونفذ حكمه وان كان مرجوحا عند أكثر الاصحاب مالم يخرج عن مذهبه وليس له ان يحكم بالشاذ الغريب فى مذهبه وان ترجح عنده لانه كالخارج عن مذهبه وقد ظهر له رجحانه فان لم يشترط عليه الامام فى التولية التزام مذهب جاز وان شرط عليه باللفظ اوالعرف كقوله على قاعدة من تقدمه او نحو ذلك لم يصح الحكم لان التولية لم تشمله وافتى ابن عبد السلام بان الحاكم المعلوم المذهب اذا حكم بخلاف مذهبه وكان له رتبة الاجتهاد او وقع الشك فيه فالظاهر انه لا يحكم بخلاف مذهبه فينقض حكمه

وقال الماوردى:"اذاكان الحاكم شافعيا واداه اجتهاده فى قضيته ان يحكم بمذهب ابى حنيفة جاز ومنع منه بعض اصحابنا لتوجه التهمة اليه ولان السياسة تقتضى مدافعة استقراء المذاهب وتمييز اهلها"

وقال ابن الصلاح :"لايجوز لاحد ان يحكم فى هذاالزمان بغير مذهبه فان فعل نقض لفقد الاجتهاد فى اهل هذا الزمان اه"

[الاشباه والنظائر للسيوطى ـج ١، ص١٠٤ / ١٠٣ ،دارالكتب العلمية بيروت/ بحوالة المكتبة الشاملة]

فانظر فى اقوال هولاء الاجلة كيف تحوطوا فى حكم الحاكم بغير مذهبه فاجازه بعضهم بشرط لايكاد يوجد ومنعه بعضهم مطلقا فما ظنك بالعامى الذى ليس من العلم فى شئ ـولاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم ـوقال جلال الدين المحلى فى شرحه على جمع الجوامع :(و)الاصح انه (يجب)على العامى وغيره ممن لم يبلغ رتبة الاجتهاد (التزام مذهب معين)من مذاهب المجتهدين (يعتقده ـالخ)من غيره (اومساويا)له ان كان فى نفس الامر مرجوحا على المختار المتقدم اهـ"

[جمع الجوامع]

ویجدر بالذکر هنا ما قاله امامنا الاعظم ابوحنیفة النعمان رضی الله تعالیٰ عنه وارضاه عنا وصیة للامام ابی یوسف رحمه الله :"قال رضی الله عنه لتلمیذه لماظهر منه الرشد والصلاح بالیعقوب وقّر السلطان وعظم منزلته وایاك والکذب بین یدیه الی قوله واذا عرض علیك شیئا من اعماله فلاتقبل منه الا بعد ان تعلم انه یرضاك ویرضی مذهبك فی العلم اوالقضا یا کی لاتحتاج الی مذهب غیرك فی الحکومات الخ"

کذا فی اتحاف الابصار والبصائر بتبویب الاشباه والنظائر ۔وموضع الدلالة فی هذه المقالة لایخفیٰ علی اولی النهی اذ أن ابایوسف رحمه الله کان مقلداً لابی حنیفة رضی الله عنه فی مذهبه مجتهداً فیه ولیس مجتهدا مطلقا ۔ویقول الامام فلیکن الختام اذلاعطر بعدعروس والحمدلله الملك المنعام ۔وهو تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم وصلی الله علی حبیبه السید الفرد العلم وآله وصحبه نجوم الاهتداء مصابیح الظلم وعلی من تبعهم باحسان الی یوم تحشر الامم ۔

الفقیر الیٰ رحمة ربه الغنی اختر رضا خان الازهری غفرله ولابویه

فی ٢٦من ربیع الاول سنه ١٣٩٢هجریة علی صاحبها ازکیٰ تحیة

هذا هوالجواب بالتحقیق بان لامساغ فیه الی التخلیط والتلفیق ۔والله الموفق للهدایة الی سواء الطریق۔

غلام مجتبی الاشرفی غفرله

لقد اصاب من اجاب ۔والله تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرله القو ی

٢٦/ربیع الاول ١٣٩٢ھ

فی زماننا ائمۂ اربعہ کا کوئی بھی ہمسر وہم رتبہ نہیں، غیر مقلدین

بے دین ہیں، ابن تیمیہ گمراہ ہے اور محمد ابن عبد الوہاب نجدی کا پیشوا ہے

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) کیا موجودہ زمانے میں اپنے کو اہل حدیث کہنے والے غیر مقلد امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ کے جیسا علم رکھتے ہیں اور ان کی طرح حدیث شریف کو سمجھتے ہیں؟ ان کی علمی حقیقت کو ظاہر کرنے کی صورت کیا ہے؟

(۲) اگر وہ لوگ ان ائمہ کرام کی طرح علم نہیں رکھتے ہیں اور اس کے باوجود ان میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں بلکہ حدیث وقرآن سے بغیر علم مطلب نکال کر فتویٰ دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

(۳) ابن تیمیہ حرانی، ابن عبد الوہاب نجدی، عبد الرحمٰن بن حسن نجدی وغیرہ غیر مقلدوں کے پیشوا اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پیر وغیرہ ظاہری معنی کے اعتبار سے استواء مانتے ہیں یا نہیں؟

(۴) اگر وہ لوگ ایسا مانتے ہیں تو ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شیخ عبد الغنی مقام مصطفےٰ پور، پوسٹ دبلو، ضلع بائسر (اُڑیسہ)

الجواب

(۱) ان جیسا علم تو درکنار، علوم حدیث میں ان کے مقلد محدثین کا بھی ان میں کوئی ہمسر نہیں بلکہ یہ اصطلاحات حدیث میں انہیں محدثین کے مقلد ہیں اور ان کا ہمسر ہونا تو درکنار حفظ وفہم احادیث میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان جو بہت بعد میں ہوئے کا بھی کوئی ہم رتبہ نہیں۔ ومن ادعی فعلیہ البیان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) گمراہ بے دین، کما صرح بہ الطحاوی والصاوی وغیرہما۔ بلکہ غیر مقلدان زمانہ کافر کہ کھلے مرتدین

دیابنہ کو مسلمان جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ابن تیمیہ کے متعلق فتاویٰ حدیثیہ میں نظر سے گزرا کہ اس نے نزول کی تفسیر میں منبر پر سے اتر کر بتایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے اور غالباً استواء کے ظاہری معنیٰ کا قائل بھی تھا اور یہ ہاتھ پیر ماننے کو مستلزم ہے اور محمد بن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ کو امام و مقتدا مانتا ہے تو ضرور اس کے معتقدات کا قائل ہوا مگر تصریح اس امر کی ان کی کتابوں میں دیکھنے کا موقع نہ ملا بلکہ کتابیں ان کی دستیاب ہی نہیں اور ابن تیمیہ گمراہ گمراہ گر اور نجدی اس سے بھی گمرہی میں آگے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ ۱۳؍ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

فہارس

فتاوی تاج الشریعہ ـــــ کتاب العقائد اول، ثانی

عقائد متعلہ ذات وصفات باری تعالی

عقائد متعلقہ نبوت ورسالت

عقائد متعلقہ کلام اللہ تعالیٰ

عقائد متعلقہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

عقائد متعلقہ اولیاء کرام

عقائد متعلقہ علماء کرام

عقائد متعلقہ تقلید